www.novelsclubb.com
جاں نثار
از فاطمہ فاروق

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

جاں نثار

از فاطمہ فاروق

www.novelsclubb.com

یہ کہانی ہے ان جانبازوں اور جاں نثاروں کی جنہوں نے اس دنیا کے مشکل راستوں کو چن کر اپنی آخرت کو آسان کر لیا، کہانی ہے جذبہ شہادت کی جس جذبے کو کوئی زوال نہیں، حق اور باطل کی للکار میں، حلال اور حرام کی تکرار میں جیتتا ہے تو بس مٹی کا جاں نثار۔

یہ کہانی ان جانثاروں کے نام! جو خود کو بھول کر ہماری حفاظت کرتے ہیں۔

اللہ ہمارے جوانوں کی حفاظت فرمائیں آمین۔

یہ میرا ملٹری بیسڈ ناول لکھنے کا پہلا تجربہ ہے اس سے پہلے بھی پاک آرمی پر ایک سچا واقعہ (اے شہید وطن تیرے نام) تحریر کروا چکی ہوں۔ ہو سکتا ہے اس میں کافی غلطیاں ہوں مگر میں نے سیکھا ہے کہ غلطی کرنے سے ڈرنا نہیں ہاں البتہ اگر غلطی ہو جائے تو اس کا ازالہ لازمی کرنا ہے۔ اس میں لکھا ہر جذبہ مخلص ترین ہے، میں نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ کوئی ایسی بات آپ تک نہ پہنچاؤں جو کوئی سبق نہ دیتی ہو، اب یہ آپ پر ہے کہ آپ کرداروں سے کیا سیکھتے ہیں، میں آپ سے اس بات کی امید رکھتی ہوں کہ اسے پڑھنے کے بعد آپ اپنی کسی بھی رائے کا اظہار ضرور کریں گے، شکریہ۔

www.novelsclubb.com

فاطمہ فاروق۔

ابتدائیہ

سورج کی مدہم و سنہری مائل کرنوں کو، جو سرد ہوا کی لہروں میں خوشی، حرارت اور تمازت کا ملا جلا احساس بخشتی ہیں پر اثر طور پر محسوس صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو دن میں چلنے والی سرخ و کالی آندھیوں کے جھکڑ کہ جن سے آسمان پر زرد رنگی لکیریں نمایاں ہو جائیں، اندھیری راتوں کی پراسراریت سے کہ جو اپنے اندر سے گزرنے والوں پر خوف و ڈر کا گہرا رنگ چھوڑ جائیں، گزر کر آتے ہیں ان انسانوں کو نیلگوں فلک پر پرندوں کی طرح پھڑ پھڑانے پر جو سکون و اطمینان میسر آتا ہے اس کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔

www.novelsclubb.com

اور محض وہی لوگ اس چیز کا مزہ چکھ سکتے ہیں جن کے ارادے پختہ ہوں، جن کی نظر آسمان پر ہو، جو باطل کی قوتوں کو تہ تیغ کرنے کا ہنر جانتے ہوں اور جو جانتے ہوں کہ جذبہِ قربانی وایثار مؤمن کی زندگی

کا مقصدِ واحد ہیں۔اور یہ جزبہ ضروری نہیں کہ نسل در نسل سے انسان کی رگ و پے میں سرائیت ہو بلکہ اس کے لئے انفرادی طور پر انسان کی صفت میں بہادری ہونا لازم و ملزوم ہے۔

جزبہِ ایثار و قربانی دینِ اسلام کا لازم جزہے مزید کہ یہ انسانی فطرت کا بھی حصہ ہے، ہاں یہ الگ، مگر اہم ترین بات ہے کہ کون اس کے اظہار کو مقصدِ حیات بنا کر اپنی عملی زندگی میں شامل کرتا ہے اور کون صرف وقت آنے کا انتظار کرنے میں زندگی گزار دیتا ہے۔

یہ قطعاً ضروری نہیں اور نا ہی اس بات سے کوئی فرق پڑتا ہے کہ سامنے والا انسان کتنا دولتمند ہے، کتنی ہی زمینوں اور جائیدادوں کا وارث ہے، اصل فرق پڑتا ہے اس بات سے کہ ایک انسان نے اپنے زورِ بازو، اپنی محنت و ہنر سے کیا کامیابی سمیٹی؟ مزید یہ کہ وہ انسان کتنا با اخلاق اور وفادار ہے۔ قسمت اور نصیب سے کوئی انسان مالدار تو بن سکتا ہے اس میں اس کا تو کوئی کمال نہیں مگر جو نکھار آپ میں محنت و مشقت سے آتا ہے وہ نکھار آپ میں کوئی دوسری شے نہیں لا سکتی۔

www.novelsclubb.com

ہمارے ذہنوں میں لفظ "بہادری" سن کر کر عموماً کیا آتا ہے۔۔۔ جو

طاقتور ہو، قد کاٹھ کا اچھا ہو اور بھی بہت کچھ، مگر میری نظر میں اصلی بہادری ہے جذبہِ حب الوطنی سے سرشار ہونا، اپنے غصے کو قابو کرنا، طاقت ہونے کے باوجود سامنے والے کو معاف کر

دینا،(آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کا درجہ دنیا کے باقی تمام تر لوگوں سے زیادہ بلند کیوں ہے؟ کیونکہ ان جیسا صبر و برداشت اس دنیا کے کسی انسان کے پاس نہیں، تو واضح ہوا کہ مشکلات برداشت کر لینے کے بعد ہی ایک انسان کا درجہ بلند ہو سکتا ہے،اور یقیناً یہ نہایت کٹھن کام ہے مگر نمایاں بھی وہی ہوتا ہے جو باقیوں سے مختلف ہو۔)لوگوں کے درمیان انصاف کرنا، اور وقت آنے پر راہِ حق میں اپنی جان کی بازی لگا دینا ہی بہادری ہے۔

اپنی خواہشات کو پسِ پشت ڈالنا،اپنی نظروں کے سامنے اپنے آپ کو بے بس ہوتے دیکھنا،اپنے ساتھ ناانصافی ہوتے دیکھنا انسان کو وقتی طور پر دل گرفتہ و دل شکستہ تو کر دیتا ہے مگر یہی دکھ اسے مستقل مزاج، مضبوط اور باہمت بنا دیتے ہیں۔

بڑا پاک ہے اللہ جو اتنا پاکیزہ جزبہ کچھ دلوں میں راسخ کر دیتا ہے اور پھر اسے دعاؤں میں شامل کرواتا ہے، سجدوں میں عبادات میں وہ لوگ جب ربِّ کائنات کے حضور گڑگڑاتے ہیں تو اپنے رب کو راضی کر کے ہمیشہ کے لیے امر ہو جاتے ہیں،انسان کو قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے کیونکہ میرے اللہ کو قربانی دینے والا خون بڑا عزیز ہے اس خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اس کا حساب کتاب معاف ہو جاتا ہے،نیت کی پاکیزگی کا باعث ہے یہ جذبہ تبھی تو شاید ہر انسان کے دل کو عطا بھی نہیں کیا جاتا۔دعا مانگنے کا حسن آ جاتا ہے دلوں کو، جب اللہ کو کسی پیارے کا مانگنا

www.novelsclubb.com

پسند آجائے تولا کر اپنی بارگاہ میں کھڑا کرتا ہے ایسے انسانوں کے نصیب پر بڑا رشک آتا ہے جسے اللہ اپنے حضور کھڑا کر دے بھلا ایسے نصیب سے بڑھ کر کیا چاہیے انسان کو؟ بھلا جسے اللہ ہی قرب عطا کرنے کا موقع نصیب کرے اسے اس دنیا کی لذت ورعنائی سے کیا غرض ہو گی؟ مجھے بذاتِ خود اس بات کا یقین ہے کہ مانگو تو اللہ سے مانگو یہ سوچے بغیر کہ ممکن ہے بھی کہ نہیں کو اگر وہ (اللہ) کسی شے کی محبت دل میں ڈال رہا ہے اس بات سے ماورا ہو کر کہ آپ کی دسترس میں ہے یا نہیں؟ ممکن ہے بھی کہ نہیں؟ کیونکہ کسی شے کی محبت یا طلب اگر اس نے ہمارے دل میں ڈالی ہو گی تو یقینِ محکم سے مانگ لینے پر وہ آپ کو عطا کرنے کی سکت رکھتا ہے، اس کے لیے وہ سب مشکل نہیں جو ہمیں ناممکنات میں سے لگ رہا ہو۔ وہ مشکلات میں "صبر" کرنے پر مدد کرنے کا وعدہ کرتا ہے

"ان اللہ مع الصابرین" بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

اور یقیناً اللہ اپنے کیے وعدے سے کبھی نہیں مکرتا۔

www.novelsclubb.com

اسلامک سکالر کا لیکچر سن کر وہ سونے کے لئے لیٹنے لگی، کانوں سے ہیڈ فونز اتارے، گھڑی رات کے دو بجانے والی تھی ایک نظر کمرے کی دیوار پر لگے ائیر کنڈیشنر پر ڈالی جو چھبیس (26) کا ہندسہ دکھا رہا تھا، سردی سے ایک جھر جھری لی اے۔سی کا ریموٹ ٹٹولا، بائیں جانب تکیے پر پڑا

تھا،دوبار بٹن دبایااب ہندسہ اٹھائیس(28)کااشارہ کررہاتھا۔دوبارہ موبائیل تھاماسکرین جگمگائی ،انگلیاں تیزی سے چلاتے اس نے فجر کاالارم سیٹ کیاموبائل سرہانے رکھا،سیدھے ہاتھ کے سائڈ ٹیبل پردھرے لیمپ کومدھم کیااورآنکھیں موندلیں۔

از فاطمہ فاروق

"باباآپ کی بات بھی ٹھیک ہے مگر ضروری تونہیں کہ میرامائنڈسیٹ آپ کے مطابق ہو،یہ بات کون سی کتاب میں لکھی ہے کہ اگر بابابزنس کررہے ہوں توبیٹے کو بھی اسی سے منسلک ہوناہی ہوناہے۔"

وہ قدرے دھیمے لہجے میں اپنے باپ کودلائل دینے میں مصروف تھااورپوری کوشش میں تھاکہ حیدر عباس اس کی بات مان جائیں۔

www.novelsclubb.com

"اچھا آزل تو تم کہنا چاہ رہے ہو کہ میں بوڑھا بھی ہو جاؤں گا تو مجھے ہی اس اتنے بڑے بزنس کو اکیلے سنبھالنا ہو گا، سب ڈیلز خود ہی نبٹانی ہوں گی، پوری زندگی میں نے 'عباس گروپس' کے لیے صرف کر دی اب جب مجھے آرام چاہئیے تو میرا اکلوتا بیٹا کہہ رہا ہے کہ مجھے کاروبار نہیں سنبھالنا بلکہ نوکری کرنی ہے وہ بھی فوج میں۔ کیا ضرورت ہے فوج میں جانے کی؟ ہمارے سارے خاندان والے اپنے کاروبار سنبھالتے ہیں تم انوکھے ہو"۔ حیدر صاحب کی ٹون تھوڑی تھوڑی دیر بعد اونچی ہو جاتی تھی شاید وہ آواز اونچی کر کے اپنی بات منوانا چاہ رہے تھے مگر سامنے بیٹھا انسان بھی پھر اپنے نام کا ایک ہی تھا وہ ٹھان کر آیا تھا کہ یہ بات پوری کروا کر ہی دم لے گا۔

آئی ایس ایس بی سے جوائننگ لیٹر آ جانے کے بعد وہ کسی صورت یہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتا تھا، وہاں جانے والا وہ اکیلا نہیں تھا بلکہ سمیر جو اس کا انٹر سے دوست تھا اور اس کا تعلق آرمی ہی کے بیک گراؤنڈ سے تھا اس کا بھی جوائننگ لیٹر آ چکا تھا اور آزل کے دل میں فوج میں بھرتی ہونے کا شوق کسی حد تک سمیر کی وجہ سے بھی آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بابا رباب کو شوق ہے کہ وہ آپ کی بزنس میں مدد کرے تو جب وہ گریجویشن کر لے گی تو آپ کے ساتھ بزنس میں مدد کر دے گی ویسے بھی میں اتنا اچھا نہیں کر سکتا یہ کام جتنا اچھا رباب کر کے دکھائے گی ان شااللہ "اس کی آنکھوں میں امید اور التجا کی چمک بیک وقت در آئی تھی۔

"آزل میری بات کیوں نہیں مان لیتے ؟ایسی کون سی چیز ہے کہ جو تم مانگو اور میں تمہیں نا دے پاؤں۔۔ ۔نا تم کوئی خواہش کرتے ہو اور نا ہی باقی لوگوں کی طرح خود کو ملی ہوئی آسائشوں کو استعمال کرتے ہو،سب خاندان والوں کے بچے باہر سے پڑھ لکھ کر آتے ہیں تمہیں کہا ہے کہ انگلینڈ چلے جاؤ گریجویشن کر آؤ مگر نہیں تمہیں **پی ایم اے** ہی جانا ہے"۔

کمرے میں ایک دم سے جو سناٹا چھا جاتا تھا وہ خلا دونوں فریقین میں سے کسی ایک کے بولنے سے ہی ختم ہوتا تھا۔

"بابا میں نے پوری زندگی اپنی مرضی نہیں کی اور یہ بات میں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ یہ میری واحد خواہش ہے،یہ ایک جوانی ہی تو ہے میرے پاس اور ہے ہی کیا جسے میں اپنے ملک پر نچھاور کر سکوں؟ کیونکہ بابا میں نے سیکھا ہے جس سے محبت کرتے ہیں اسے اپنی سب سے بہترین چیز دے

دیتے ہیں، میرا دل نہیں لگے گا میرے ملک کے بغیر کیسے چھوڑ جاؤں۔۔۔۔۔۔میرا دل کہتا ہے کہ اس کی خدمت سے ہی مجھے سکون ملے گا" وہ اپنے دلائل مکمل کر کے قدرے رکا پھر دوبارہ گویا ہوا،

"ہر انسان کو حق ہے یہ سوچنے کا کہ وہ اپنی زندگی کو کس راستے پر لے کر جانا چاہتا ہے،اور بابا مجھے میرا حق پہلی اور آخری بار استعمال کرنے دیں میں یقین دلاتا ہوں کبھی آپ کو مایوس نہیں کروں گا"

جھکی نظروں اور ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں مسلتے وہ اپنا مؤقف دینے پر مصر تھا،وہ آنکھ سے آنکھ ملا کر ڈٹ کر جواب دینے کی سکت نہیں رکھتا تھا کیونکہ اس کی کبھی بھی اتنی جرات نہیں ہوئی تھی۔

"پلیز ماما! آپ سمجھائیں بابا کو انہیں کنونس کریں" التجائیہ انداز میں اپنی ماں کو دیکھتے اس نے گویا فریاد کی تھی۔ بشریٰ عباس جو اس پوری گفتگو کو خاموشی سے بیٹھی سن رہی تھیں آزل کے مخاطب کرنے پر متوجہ ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"ہاں آزل میں کرتی ہوں بات بابا سے آپ جاؤ"۔

"ٹھیک ہے ماما" کہہ کر وہ کمرے سے جا چکا تھا۔

"میرے خیال میں آپ آزل کو اجازت دے دیں وہ ہمارا فرمانبردار بیٹا ہے وہ آپ کے اصرار پر شاید آپ کی بات مان بھی جائے گا مگر دل سے نبھا نہیں سکے گا،اس کے خواب ٹوڑ کر آپ اس کے ساتھ زیادتی کریں گے حیدر"۔

بشریٰ بیگم اپنی بات مکمل کرنے کے بعد حیدر کا تاثر دیکھنے کی لیے پل بھر کو رکیں

"اور ویسے بھی یہ فوج کی نوکری بھی کوئی عام سی تو نوکری نہیں ہے لوگ پسند کرتے ہیں اس جاب کو" بات پوری کرکے بشری بیگم نے چائے کا گھونٹ بھرا ہی تھا کہ دروازہ کھٹکا کر آزل اندر داخل ہوا

"ماما میری نیت دکھاوا کرنے کی نہیں ہے نا میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ سب کرنا چاہتا ہوں، کچھ راستے صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے چنے جاتے ہیں، موبائل لینے آیا تھا اپنا"

وہ دونوں بازو باندھے کھڑا اپنی ماں سے مخاطب ہوا اور پھر صوفے پر سے اپنا موبائل اٹھالیا

www.novelsclubb.com

"آزل صاحب اللہ کو راضی اور بھی طریقوں سے کیا جاسکتا ہے"

حیدر صاحب راکنگ چیئر کی ٹیک چھوڑ کر قدرے سیدھے ہو کر درمیان میں بولے،ان کی آواز پر اس کے باہر جاتے قدم ساکت ہوئے اور اس نے اپنا رخ حیدر کی جانب موڑا

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں بابا لیکن بے لوث اور بے غرض ہو کر حق کے لیے آواز اٹھانے والوں کو اللہ چنتا ہے، بابا ایک بار تو سوچیں کہ اتنی دنیا چھوڑ کر اللہ نے یہ جذبہ آپ کے بیٹے کے دل میں ڈالا اور پھر میرا سکون بھی اسی میں رکھ دیا اور مجھے عطا بھی کر دیا، کوئی تو وجہ ہو گی نا، کوئی تو کام آپ کے بیٹے سے اس نے لینا ہو گا نا؟" وہ کسی بھی جواب کا انتظار کیے بغیر وہاں سے چلا گیا، حیدر صاحب کی متاثر شدہ نگاہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کا تب تک تعاقب کیا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا

"حیدر وہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے، اپنے لیے اچھا اور برا سوچ سکتا ہے آپ مان جائیں پلیز" بشریٰ بیگم کی آنکھوں میں التجا تھی، ان کی آواز پر وہ چونک کر واپس آئے۔ حیدر عباس آزل کو اس بزنس کا حوالہ دے کر روکنا چاہتے تھے مگر دل ہی دل میں انہیں یہ فکر تھی کہ فوج کی ٹریننگ اور نوکری ذرا مشکل ہوتی ہے اس میں مہینوں گھروں سے دور رہنا پڑتا ہے، آزل کو سخت اور مشکل حالات سے گزرنا پڑے گا۔ یہ سب باتیں وہ زبان پر نہیں لائے تھے مگر چاہتے تھے کہ کسی طرح آزل کو روک لیں، مگر آزل کے دیے گئے دلائل اور اسکی والہانہ محبت، بشریٰ کا آزل کی مکمل طور پر حمایت کرنا حیدر عباس کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر رہا تھا، وہ ہمیشہ سب سے سنتے آئے تھے آزل ان کے خاندان میں موجود ہر بچے سے

مختلف ہے آج جب خود اس کا مؤقف تھا سنا تو باور ہوا کہ وہ منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ حاضر دماغ اور بلند سوچ وافکار کا حامل بھی ہے۔

"ٹھیک ہے بشری اس کو بولو چلا جائے **پی ایم اے** مگر بس پھر تم یہ بات ذہن میں رکھنا کہ جب ٹرینگ کے دوران اس کے ہاتھوں پر چھالے بنیں گے اور پاؤں سوجھ جائیں گے نا،اور جب وہ مہینوں مہینوں گھر کی شکل بھی نہیں دیکھ پائے گا پھر مت کہنا کہ یہ سب کیا ہے؟"

حیدر عباس نے ایموشنل بلیک میلنگ کا آخری حربہ آزمایا،ان کی نگاہیں بشریٰ کے چہرے پر مرکوز تھیں وہ بھی اس امید کے ساتھ کہ شاید وہ اب حیدر کی بات سے اتفاق کریں گی۔

"بی بی وہ چائے کے برتن" دروازہ کھٹکا کر ملازمہ شام کی چائے کے برتن اٹھانے ان کے کمرے میں آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں یہ اٹھا لو فرزانہ اور رباب سے پوچھو اگر اسے پیکنگ میں مدد چاہیے تو کر دو اس نے کل دوپہر کو جانا ہے اپنی دوستوں کے ساتھ۔" بشریٰ بیگم موبائل پر آئے میسج کا ریپلائی کرتے ہوئے ملازمہ سے مخاطب تھیں۔

"حیدر! آزل کوئی پہلا لڑکا نہیں ہے جو فوج میں جارہا ہو اور نا ہی ہم کوئی پہلے ماں باپ ہیں جن کی اولاد فوج میں بھرتی ہونے لگی ہے۔آپ کو پتہ ہے وہ شروع سے محنت کرنے کا عادی ہے اپنے بل بوتے پر سب کام کرنا چاہتا ہے تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے ہمیں؟"

بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی ہیرے کی انگوٹھی جو بشریٰ کے ذوق کو بہت اچھے انداز میں بیان کرتی تھی، کو گھماتے ہوئے وہ ایک پل کو رک کر پھر سے محوِ گفتگو ہوئیں،

"اور ویسے بھی بہادر بیٹے کی ماں بہادر ہی ہوتی ہے، وہ بہادر نا بھی ہوں تو بہادر بن جاتی ہے آپ میری فکر نا کریں اور اللہ کا نام لے کر اسے جانے دیں" ایک ٹھنڈی آہ بھر کر وہ خاموش ہو گئیں۔

"ٹھیک ہے آزل سے کہہ دو کر لے جانے کی تیاری" حیدر مختصراً کہہ کر باہر چلے گئے۔ دل میں چاہے جتنی بھی اداسیاں جنم لے رہی ہوں مگر ایک مضبوط ماں اپنے بیٹے کے لیے اپنی ممتا ہار کر جیت گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

\---------------------------

"سمیر آپ کا جوائننگ لیٹر آگیا ہے؟" سمیر کے کچن میں داخل ہوتے ہی ہانیہ نے واشنگ سنک کی جانب پشت کی اور منہ موڑ کر پر جوش انداز میں اس سے سوال کیا۔ گلابی رنگ کا پھولوں کے پرنٹ والا اے

لائن فراک اور سفید رنگ کا کھلا ٹراؤزر اوڑھے، اونچی پونی ٹیل کیے وہ سادگی میں بھی حسین لگتی تھی، دودھ سا شفاف رنگ اس نے اپنی ماں سے لیا تھا اور لمبا قد کاٹھ باپ سے چرایا تھا، بڑی بڑی چمکتی سیاہ آنکھیں اور بمشکل گردن کو ڈھانپتے کندھوں کے برابر سیاہ چمکتے بال اس کی شخصیت کا خاصہ تھے۔ وہ بریگیڈئیر حبیب رضا کی سب سے پہلی اولاد ہانیہ حبیب تھی جو اپنے منگیتر اور تایا کے بڑے بیٹے کے گھر میں داخل ہوتے ہی حال احوال پوچھنے کی

بجائے اس کی جوائننگ کے بارے میں پوچھ رہی تھی

"ایک بات تو بتاؤ ہانیہ۔۔۔" چہرے پر مسکراہٹ لیے وہ کچن کے دروازے پر کندھا ٹکائے اس کی جانب دیکھتے ہوئے مخاطب ہوا۔

"کیا بتاؤں؟" اس کی نظروں کے حصار میں خود کو پا کر ہانیہ جذبز ہوئی تھی، سفید رنگی رخساروں پر چڑھتی مائل سی سرخی واضح اس کا شرماتا ساحلیہ بیان کر رہی تھی، اس نے مسکرا کر اپنا سر نیچے کرتے ہوئے سمیر سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہی کہ تمہیں زیادہ انٹرسٹ مجھ میں ہے یا آرمی میں ؟"بدستور مسکراتے ہوئے سمیر نے مزاحاً اس سے سوال کیا۔وہ فطرتاً ہنسنے ہنسانے والا اور مزاح کو پسند کرنے والا انسان تھا

"آپ کو خاکی وردی میں سجا دیکھنے میں زیادہ انٹرسٹ ہے مجھے"

ہانیہ نے ایک ہی سانس میں اپنا جواب دیا،وہ ہمیشہ سے بلا کی حاضر جواب تھی۔

"ہاہاہا اچھا تو میں بیچارہ ایسی ہی خوش ہو رہا تھا،مس ہانیہ وردی پر فدا ہیں سمیر احمد پر نہیں،ویسے آ گیا ہے میرا جوائننگ لیٹر یہی بتانے آیا تھا میں"

اس نے اپنے سینے کی جانب انگلی موڑ کر ہانیہ سے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے سمیر بس کل رات بابا اس بارے میں بات کر رہے تھے تو میرے دماغ میں بھی یہی چل رہا تھا"وہ خجل سی بولتی بات پوری کر کے کچن سے غائب ہوئی اور سمیر بھی مسکراتے ہوئے واپس ڈرائنگ روم میں چلا گیا۔

\---------------------

www.novelsclubb.com

کمرے کی مدھم سی روشنی میں وہ کمفرٹر میں لیٹی کچھ سوچنے میں مگن تھی، پچھلے کچھ دنوں میں جو کچھ معاملات اس گھر کے افراد کے بیچ چل رہے تھے وہ اس کے لیے کافی پریشانی کا باعث تھے۔ وہ اپنی زندگی کو لے کر جو سوچ اور افکار اپنے دماغ میں لیے بیٹھی تھی وہ ان تمام معاملات سے بہت مختلف تھے، اب جو اس کے نام کو ہاشم کے نام سے جوڑنے کی باتیں جاری تھیں تو اس کی پریشانی واضح طور پر اس کے چہرے سے عیاں تھی، اس کے لیے زیادہ تکلیف اور بے چینی کی بات یہ تھی کہ اس کی منگنی کرنے سے پہلے اس کی رائے تک پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا گیا۔ حالانکہ وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی ناز و نعم سے پلی بڑھی، زندگی کی ہر آسائش اسے اس کے بولنے سے پہلے لا کر دی جاتی رہی۔ میر شوکت علی کی اکلوتی بیٹی زمل شوکت علی جو اسلام آباد کے ایک بہت بڑے اور جانے مانے سیاستدان اور قومی اسمبلی میں 'ایم این اے' کے رتبے پر فائض تھے۔

"زمل بی بی میں اندر آ جاؤں"

ملازمہ کی آواز پر سوچوں کے بھنور سے وہ اچانک الجھے انداز میں باہر آئی۔

www.novelsclubb.com

"بولو کیا بات ہے؟" کمبل کے ایک کونے کو اپنے اوپر سے سرکاتے ہوئے وہ قدرے سیدھی ہو کر بیٹھی، نظریں بدستور بیڈ کی پائنتی پر کسی غیر مرئی نقطے پر گڑھی تھیں۔

"وہ بی بی باہر ہاشم صاحب آئے ہیں اور آپ کا پوچھ رہے ہیں"

دروازے پر ہی کھڑی ہو کر ساجدہ نے اپنی بات اس تک پہنچائی۔

"تو اس کو جا کر کہہ دو کہ میں سو رہی ہوں" زمل نے گردن موڑ کر ساجدہ کی جانب دیکھتے ہوئے بیزاری سے کہا۔

"مگر بی بی آپ کی ماما کہہ رہی ہیں کہ وہ ابھی آ رہی ہیں" ملازمہ کا ہاتھ بدستور دروازے پر ہنوز تھا۔

"اف اب یہ ماما کو کیا ضرورت تھی اس سے یہ کہنے کی، میری مرضی پوچھنا تو اب کوئی مناسب بھی نہیں سمجھتا

www.novelsclubb.com

وہ دل ہی دل میں یہ سب سوچنے میں مگن تھی۔

"آتی ہوں تھوڑی دیر میں جا کر کہہ دو ماما سے "اس نے ہاتھ کو قدرے بلند کر کے اس کو صبر کرنے کا اشارہ کیا اور ڈھیلے انداز میں بڑی بے زاری سے کمبل سے نکلنے لگی۔

"وہ بی بی ایک اور بات کہہ رہی ہیں بیگم صاحبہ "ساجدہ نے پلٹتے پلٹتے کچھ یاد آنے پر پھر سے زمل کو مخاطب کیا۔

"اب کیا؟"زمل بیڈ سے اترتے اترتے رکی، آنکھوں میں واضح بیزاری در آئی

"وہ جوڑا جو ہاشم صاحب کی امی لائی ہیں وہی پہن کر تیار ہو کر نیچے آنا ہے آپکو "۔

"اچھا آپ جائیں میں ابھی آتی ہوں "اس کی نظروں کا حصار وہ خالی دروازہ تھا جس پر کچھ لمحے پہلے ساجدہ کھڑی تھی۔

زمل جو بیڈ سے اترنے ہی والی تھی وہیں بیٹھی کسی گہری سوچ میں ایک بار پھر مگن ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"یا اللہ میں کیا کروں، آپ تو جانتے ہیں نا کہ وہ کس قسم کا لڑکا ہے، مم میں کیسے رہوں گی اس کے ساتھ،"بولتے بولتے آنسو کا ایک قطرہ نہ جانے کیسے اس کی خالی اور ویران آنکھوں سے ٹپک کر اس کے گال کو سیراب کر گیا۔ مگر یہ آنسو تو شاید اب طوالت پکڑنے والے تھے کیونکہ حالات کے انتھک اور نا

قابل برداشت تھپیڑے اس کی نازک رخساروں اور قیمتی آنکھوں کو چھلنی کرنے اس کی دہلیز کو آن پہنچے تھے،اس نے ہاتھ کی پشت سے آنکھوں کو رگڑ کر صاف کیا۔

"مگر ایک انسان میں ناامیدی اور مایوسی نہ ہو تو حالات کی بے رخی بھی اسے کسی کے قدموں میں نہیں ڈال سکتی" ایک سپیکر کا قول سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس کی سماعت سے ٹکرا کر گونجا اور اسی لمحے ایک جھٹکے سے وہ سوچ کے سمندر سے کسی ماہر تیراک کی مانند باہر آ گئی۔ کبھی کبھار انسان کو اس جگہ سے آزمایا جاتا ہے جس جگہ سے وہ سب سے زیادہ محبت کرتا ہے شاید یہی باور کروانے کے لئے کہ محبت کا محور ہمیشہ سے ایک ہی ذات ہوتی ہے اور وہ اس دنیا کے ہر انسان سے زیادہ حقدار ہوتی ہے۔

"لو زمل بھی آ گئی، آؤ زمل کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں سب"

www.novelsclubb.com

اقرا شوکت نے زمل کو سیڑھیوں سے اترتا دیکھ کر ہاشم کی جانب رخ موڑ کر کہا جو پچھلے آدھے گھنٹے میں تین بار اس کا پوچھ چکا تھا۔

"السلام وعلیکم تائی جی!"

پھیکی سی مسکراہٹ لیے بہت مدھم آواز میں زمل نے ہاشم کی والدہ اور رشتے میں اپنی تائی کو سلام کیا

"وعلیکم السلام! آؤ زمل بیٹھو آکر ادھر میرے پاس"

نائمہ بیگم نے صوفے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اسے اپنے پاس بیٹھنے کی دعوت دی۔زمل یہ سب اچھے سے جان چکی تھی کہ اتنی اپنائیت کس وجہ سے اس پر نچھاور کی جارہی ہے،اس رشتے کے بندھنے سے پہلے بھی زمل سے ان کا رویہ اچھا ہی رہا تھا مگر زمل کی سادگی اور سوشل معاملات میں دلچسپی نہ لینے پر وہ اکثر و بیشتر مرکزِ تنقید ہی رہتی تھی،جب سے وہ ہاشم اور زمل کی منگنی کرنا چاہ رہی تھیں تب سے ان کا رویہ مزید مٹھاس میں گھلا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"ماشااللہ آج تو تم بہت پیاری لگ رہی ہو،اقرا دیکھو کتنا سج رہا ہے اس پر یہ سوٹ،"

نائمہ نے زمل کے بیٹھتے ہی اسکی تعریف کی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں زمل پر تو سب رنگ ہی سج جاتے ہیں بھابھی" اقرا نے جھکتے ہوئے پہلے نائمہ اور پھر زمل کی جانب دیکھ کر بات پوری کی۔ہاشم ان سب باتوں پر دھیان دیے بغیر اپنی نظریں صرف زمل پر ہی گاڑھے بیٹھا تھا اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ زمل اس کے یوں دیکھنے پر بہت ہتک محسوس کر رہی ہے۔زمل کا بس

نہیں چل رہا تھا کہ وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ جائے مگر وہاں سے اٹھنے کے لیے وہ کیا بہانہ گھڑتی اسے ہاشم کی نظروں کے حصار میں رہتے ہوئے سمجھ ہی نہیں آیا۔ آسمانی نیلے رنگ کو فیروزی رنگوں کے کچھ مختلف شیڈز کے ساتھ سوٹ پر سجایا گیا تھا اور واقع ہی اقرا شوکت نے بجا بولا تھا کہ انکی بیٹی پر ہر ہر رنگ گلابوں سا کھلتا تھا، سفیدی مائل رنگ میں اللہ نے سرخی گھول کر بھیجی تھی کالے بھورے ہلکے گھنگریالے بال آدھی کمر تک آتے سورج کی روشنی پڑنے پر چمکتے تھے، شہد رنگ بھوری آنکھیں جو مدہم سی روشنی میں گہری بھوری معلوم ہوتیں، مسکرانے پر اسکی دائیں گال پر پڑتا گڑھا دو گھڑی تو دیکھنے والے کو ساکت کر سکتا تھا۔ مگر اسنے اپنی خوبصورتی کو کبھی بھی کسی کے آگے افشاں نہیں ہونے دیا تھا تو بھلا ایسے کیسے ممکن تھا کہ ہاشم کو اسے یوں دیکھنے کی اجازت دے دیتی؟

"تو بھابھی کس دن کر لیں منگنی کی تقریب؟"

نائمہ نے مسکراتے ہوئے ہاشم کو دیکھا مگر مخاطب وہ اقرا سے تھیں۔ "بس بھابی زمل کے پیپرز ختم ہوتے ہی رکھ لیتے ہیں، اسی ماہ کے آخر میں ہیں"، کیوں زمل ٹھیک ہے نا؟" اقرا نے زمل کی رائے پوچھنے کی غرض سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"مم مجھے نہیں پتہ آآپ کا جو دل چاہے کریں" وہ شدید کرب سے مسکراتے ہوئے ہمت کر کے بولی۔

"ٹھیک ہے نائمہ بھابھی ہم زمل کے اگزیمز کے فوراً بعد۔۔۔۔۔

"ایکسکیوز می!" زمل نے اپنی ماں کی بات کاٹی اور اٹھ کر واپس اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"ہاشم تم کیا کہتے ہو ٹھیک ہے نا یہ فیصلہ؟" اب کی بار نائمہ مشتاق نے اپنے بیٹے سے اس کی رائے مانگی۔

"ہاں ماما مجھے کیا اعتراض ہو گا بھلا"

ایک مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے اپنا فیصلہ سنایا، اس کی ہنسی سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے زمل سے رشتہ جڑنے پر اس نے کوئی دنیا فتح کر لی ہو اور واقعی ہی اگر اپنے مفادات کی بات ہو تو ہاشم موقع سے فائدہ حاصل کرنا بخوبی جانتا تھا اور وہ یہی تو کر رہا تھا بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہو گا کہ وہاں بیٹھا ہر ہر فرد موقع پرست تھا اور اپنے مفادات کے لیے زمل کو قربان کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔

www.novelsclubb.com

زور سے دروازہ بند کر کے اس نے اپنے غصے کا اظہار کیا تھا اس کی کیفیت میں انتہا کی بے بسی تھی جیسے وہ گھر میں پڑا کوئی مجسمہ ہو جسے جہاں چاہے اٹھا کر پھینک دیا جاتا۔"اتنے سال گزار دیے میں نے ان کے ساتھ انہیں کیسے پتہ نہیں چلا کہ مجھے اس ہاشم میں ذرا سی بھی دلچسپی نہیں، وہ وہ ہاشم، وہ ہاشم جس کی نظروں کے سامنے آتے ہی مجھے گھِن آنے لگتی ہے کیوں ماما کو نظر ہی نہیں آتا؟"

اس کی آواز دھیرے دھیرے غم اور غصے کی شدت سے اونچی ہوتی جا رہی تھی۔

"ماما کو کیوں نہیں دکھتا کہ اس کا یوں مجھے دیکھنا مجھے میری نظروں میں گرا دیتا ہے، وہ ضدی انسان کیوں میرے دامن سے باندھنا چاہتے ہیں سب کے سب، کیوں ضروری نہیں سمجھا مجھ سے میری رائے پوچھنا کیوں اللہ جی کیوں۔۔۔۔"میں کس سے شکوہ کروں"۔۔۔

ایک سکتے کے بعد وہ پھر سے بولنا شروع ہوئی

www.novelsclubb.com

"میرے پاس تو بس ایک امی اور ایک بابا ہی ہیں نا پھر وہ کیوں دور ہو رہے ہیں مجھ سے، انہیں ہاشم کے آگے میں نظر کیوں نہیں آتی؟"بولتے بولتے وہ بیڈ پر اوندھے منہ جا کر لیٹ گئی تھی اب بولنے کی جگہ

سسکیوں نے لے لی تھی، شاید دل کا بوجھ اتارنے کی ذمہ داری صرف آنکھوں ہی کے سپرد ہے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ وہ اپنا کام بخوبی کرتی ہیں۔

اسلام آباد سے کچھ دور وہ نائٹ کلب رات کے 12 (بارہ) بجے بھی اپنی فینسی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا، باہر سے قدرے پر سکون سا لگتا وہ کلب اپنے اندر مرد و عورتوں کا ایک ہجوم سموئے ہوئے تھا، رنگ برنگی فینسی لائٹس اور بے ہنگم سے گانوں کا شور چار سو پھیلا تھا، شور اس قدر تھا کہ کانوں پڑی آواز سننا محال تھا، ہر طرف سے اٹھتا قہقہوں کا شور اور گانوں پر رقص کرتے وہ وجود، یہ ماحول صرف اسی کو ہی قابلِ قبول لگ سکتا تھا جو اس ماحول کو دیکھنے کا عادی ہو۔

"اور سناؤ کب کروا رہے ہو منگنی؟۔۔۔

www.novelsclubb.com

اس اٹھتے شور میں ارسلان نے بہت مشکل سے اپنی بات ہاشم تک پہنچائی۔

"ہاں بہت جلد" ہاشم کے لہجے میں زمل کی بات کرتے ہوئے انتہا کی بیزاری در آئی تھی۔

"جتنی جلدی ہو پائے اپنے چاچا کی بیٹی کو اپنی بیگم بنا لو یہ تمہارے لیے ہی اچھا ہے"

فضا میں بیک وقت تین قہقہے بلند ہوئے، ان میں سے تیسرا تھا معیز مغل ہاشم کا دوسرا چمچہ۔

"ہاں یار یہ پیسہ ہے ہی بڑی کمینی چیز اچھے اچھوں سے وہ کام کرواتی ہے جو کرنے والے بھی نہیں ہوتے "اب کی بار معیز نے اپنا لقمہ دیا۔

"ویسے صحیح کہہ رہے ہو تم دونوں، وہ گھر کی مالکن کم اور ماسی زیادہ لگتی ہے جب دیکھو چادر لے کر بوڑھی اماں بنی رہتی ہے بات کر لو تو سیدھے منہ جواب دینے کو گناہ سمجھتی ہے۔"

گلاس میں ڈلی بیئر کو حلق میں انڈیلتے وہ لمحے بھر کو رکا۔

"بس یار اب برداشت تو کرنا پڑے گا اس زمل کو ورنہ پارٹنر شپ کیسے کامیاب ہو گی میری اور چاچو کی؟ وہ تو شکر ہے کہ زمل ہے بہت پیاری، سوچو اگر وہ پیاری بھی نہ ہوتی تو مجھ بیچارے کا کیا بنتا؟"

ایک شاطرانہ مسکراہٹ لبوں پر لاتے ہوئے اس نے پھر سے گلاس کو لبوں سے لگا لی۔

www.novelsclubb.com

"سیدھا سیدھا بول ہاشم، تیری تو لاٹری نکل آئی ہے بھئی ایک تیر سے دو دو شکار کرے گا اپنا یار۔"

ارسلان نے ہنستے ہوئے آنکھ ماری۔

"ہاہا، صحیح کہہ رہے ہو تم دونوں، بھلا جدھر دولت کے ساتھ ساتھ مفت میں لڑکی بھی ہاتھ آرہی ہو تو میں کیوں نا موقع سے فائدہ اٹھاؤں"

ہاشم بے فکرے پن سے بولا۔ "چلو اب ایک اور پیگ پلوادو اتنے دنوں بعد آیا ہوں اس بار"

ہاشم نے خالی گلاس آگے کرتے ہوئے معیز سے کہا۔اس کی چال ڈھال سے واضح تھا کہ وہ اتنی جلدی وہاں سے جانے والا نہیں اور ویسے بھی جسے زن، زر اور زمین کی حوس لگ جائے اسے نشے کی لت لگنے میں کون سی دیر لگتی ہے اور ہاشم ہر اس نشے کا عادی تھا جس کی زمل کی زندگی میں ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں تھی پھر چاہے وہ نشہ دولت کا ہو یا شراب کا۔

دو سال بعد

www.novelsclubb.com

آج کا دن سمیر اور آزل کی زندگیوں کا اہم ترین اور خوشیوں سے بھرا دن تھا، بلاشبہ ہر کیڈٹ کی زندگی میں پاسنگ آوٹ کا دن اس کی زندگی کا یادگار ترین لمحہ ہوتا ہے اور یہ دن بہت کٹھن اور مشکلات کے بعد دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ سمیر اپنی بٹالین میں سینئر انڈر آفیسر تھا اور بٹالین کی کمانڈ آج اسی کے سپرد تھی

جبکہ آزل کو پورے کورس میں بہترین کارکردگی دکھانے پر **"سوارڈ آف آنر"** سے نوازا جانا تھا۔ سمیر کے گھر والے اس موقع پر بہت خوش تھے خاندان میں ایک اور وردی کا اضافہ ہوا تھا، خوش تو آزل کے گھر والے بھی تھے مگر بزنس کی مصروفیات کے باعث حیدر عباس پریڈ میں نہیں جا سکے اسی وجہ سے بشریٰ عباس کو اکیلے ہی ایبٹ آباد جانا پڑا۔

ہانیہ کی خوشی آج دیدنی تھی کیونکہ سمیر کے والد احمد رضا نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ سمیر کی پاس آؤٹ ہونے کے بعد دونوں کا نکاح کر دیا جائے گا اور رخصتی چند ماہ بعد ہانیہ کی گریجویشن پوری ہونے پر کی جائے گی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

وہ راستہ آنکھوں ہی آنکھوں میں جیسے تیسے سمیر نے کاٹا تھا اسی طرح ہانیہ کا وہ سارا وقت کیسے کٹا یہ تو وہ دونوں ہی جانتے تھے، کتنا مشکل ہوتا ہے انتظار، آج ہانیہ اور سمیر نے یہ اکھٹے ہی جانا تھا مگر فرق صرف اتنا تھا کہ سمیر نے راستہ کاٹنا تھا اور ہانیہ نے اس کٹتے راستے کی مسافت جتنا انتظار کرنا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہانیہ آپی ہانیہ آپی سمیر بھائی آ گئے ہیں"،

وہ کھیر میں چمچہ چلاتی اسے فنشنگ ٹچ دے رہی تھی جب اسکی چھوٹی بہن آمنہ نے آکر اسے سمیر کے آنے کی اطلاع دی۔

"اچھا ٹھیک ہے یہ چکھو کیسی بنی ہے؟"

ہانیہ نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اسے چھوٹے چمچ میں کھیر ڈال کر دی۔

"واہ آپی آپ تو ایکسپرٹ ہو گئی ہیں" ہاتھوں سے زبردست ہونے کا اشارہ کرتی وہ شرارت سے بولی۔"اپنی ساس سے سیکھی ہے تو بتاؤ مزے کی کیوں نہیں ہو گی"

کچن کی فریج سے پانی نکالتے ارحم نے بھی اپنی بڑی بہن کو چھیڑنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ارحم اپنا منہ بند کر کے غائب ہو جاؤ ورنہ۔۔۔"ہانیہ نے مصنوعی غصے کا اظہار کیا۔

"ورنہ آپی تمہاری شکایت سمیر بھائی سے کریں گی پھر نا کہنا کہ فوجی کے ہاتھ کی پھینٹی پڑی ہے۔"

آمنہ کی اس بات پر دونوں نے بھرپور قہقہہ بلند کیا۔"اب تم دونوں نکلو ابھی کے ابھی نکلو"۔

ہانیہ کی اس گھوری پر وہ دونوں کچن سے غائب ہوئے اور وہ بلا وجہ وہیں کھڑی کھیر میں چمچ چلاتی رہی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"فرزانہ دیکھو مجھے لگتا ہے بھائی آ گئے ہیں"رباب تقریباً بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اترتی گھر کی ملازمہ سے مخاطب ہوئی اس کی آواز ایکسائٹمنٹ سے بھرپور تھی۔

"جی بی بی آ گئے ہیں آزل صاحب"

وہ یہ کہہ کر دروازے کی طرف سامان اٹھانے کی غرض سے بھاگی۔

السلام وعلیکم! گھر میں داخل ہوتے ہی آزل نے اونچی آواز میں سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام"رباب سلام پورا کرنے کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے آزل کے روبرو آکر کھڑی ہو گئی۔

"کیسے ہیں آپ؟ ماشاءاللہ اتنے اچھے لگ رہے ہیں آپ، مجھے ڈر ہے میں ہی نا نظر لگا دوں آپ کو"۔

پرکشش یونیفارم اور آزل کو یوں ڈسپلنڈ انداز میں کھڑا دیکھ کر اسے اپنے بڑے بھائی پر رشک آیا۔

"میں ٹھیک ہوں اور نہیں لگتی تمہاری نظر مجھے "آزل نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت کا اظہار کیا۔

"بھائی آپ کی سوارڈ آف آنر کہاں ہے "اس نے چہکتے ہوئے ایک اور سوال کیا۔

"ہاں وہ گاڑی میں رکھی ہے تمہیں دیکھنی ہے تو میں لے آتا ہوں "۔

آزل یہ کہہ کر گاڑی سے وہ لینے چلا گیا۔

"رباب آزل کو تھوڑی دیر بیٹھنے تو دیتی "بشریٰ بیگم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے رباب کو ٹوکا۔

"اور مجھے اس کی باڈی لینگویج سے اندازہ ہوا ہے کہ اس نے اپنے ڈیڈ کی کمی اس پریڈ میں محسوس کی ہے،

کم از کم آج حیدر کو جانا چاہئے تھا رباب "

بات کرتے ہوئے بشریٰ کا لہجہ دھیما ہوا۔

"ماما بعد میں بات کریں گے انفیکٹ میں خود ڈیڈ سے بات کروں گی ابھی بھائی آرہے ہیں اپنا موڈ اچھا

رکھیں پلیز "۔اس نے اپنی ماں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دینے کے لئے ہلکا سا دبایا۔

"یہ دیکھو رباب "اپنی سوارڈ،اپنی محنت،اپنی ہر امنگ،اپنا ہر خواب اس نے رباب کے ہاتھوں میں بخوشی تھمادیا تھااور تھما کر دونوں ہاتھ اپنی پشت پر باندھ کر وہ خاموشی سے صوفے کے ایک کنارے پر کھڑا ہو گیا۔

"اف آزل بھائی میں بتا نہیں سکتی میں یہ سب دیکھ کس قدر خوش ہوں،"وہ لمحے بھر کور کی آزل کی جانب بہت مان سے بہت فخر سے دیکھا اور پھر گویا ہوئی،

"آپ کو اس یونیفارم میں دیکھنے کا میں نے بہت انتظار کیا"۔۔۔اس نے سوارڈ سے ایک نظر ہٹا کر آزل کی جانب دیکھا

"مگر مجھے اپنے باپ کا فخر بننا تھا،جو میں نہیں بن سکا اور مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا"

آزل نے بے تاثر آنکھوں سے رباب کی بات کاٹ کر اس کرب کا اظہار کیا جو رباب اور بشریٰ سننے کی سکت نہیں رکھتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ایسی بات نہیں ہے آزل ضروری میٹنگ نا ہوتی تو حیدر ضرور آتے"

بشریٰ نے فوراً اٹھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس کا ماتھا چوما۔

"اٹس او۔کے ماما پریشان نہیں ہوں اور رباب اسے (سوارڈ) کسی شیلف پر رکھ آؤ"

مسکراتے ہوئے اس نے دونوں کو دلاسہ دیا تھا۔

"اچھا سب باتیں چھوڑیں یہ بتائیں کھانے میں کیا ہے؟" وہ موڈ ٹھیک کرتے ہوئے پرجوش سا بولا۔

کون کہتا ہے مرد کو درد نہیں ہوتا، اسے ہوتا ہے درد، کرب کی کیفیات سے وہ بھی گزرتا ہے، کبھی شدتِ درد حد سے بڑھ جائے تو وہ اظہار بھی کر دیتا ہے اور کر دینا بھی چاہئے آخر کو اسے بھی اسی مٹی سے بنایا گیا ہے جس سے ہر مرد و عورت کو پیدا کیا گیا ہے، مگر وہ اپنا درد سمیٹ لیتا ہے، ایک دل ہے نہ درد سمیٹنے کے لئے تو بس اسی میں محفوظ کر لیتا ہے ہر غم، یہی ہوتا ہے مرد، مٹی سے پیدا کیا گیا خاکی بشر

"بھائی آپ کی پسند کی ہر ڈش بنوائی ہے بس آپ فریش ہو جائیں۔

www.novelsclubb.com

"آآہم اہم! میں اندر آجاؤں؟"

کھیر میں چلتے چمچے کی رفتار پہلے مدھم ہوئی اور پھر ساکت ہو گئی، مقابل کی آواز میں خلافِ توقع سنجیدگی کا عنصر ہانیہ نے محسوس کیا تھا، اور اسی کے ساتھ وہ آواز کی سمت میں مڑی، مقابل کھڑا شخص خاکی رنگ اوڑھے کھڑا تھا، سر سے بیرٹ کیپ اتار کر اس نے اپنے ہاتھوں میں تھامی اور کچن کے دروازے سے کمر ٹکا کر کھڑا ہو گیا

"السلام و علیکم!" وہ مختصراً سلام کر کے اپنی جگہ پر خاموشی سے کھڑی اس کی یونیفارم کو تکتے ہوئے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

"و علیکم السلام! کیسی ہو ہانیہ؟" جواباً سلام بھرپور مسکراہٹ سے دیا گیا تھا، اور وہ دروازے کی ٹیک چھوڑ کر دو قدم آگے بڑھا

"میں ٹھیک ہوں آپ کا سفر کیسا گزرا؟" جذبات کے لامحدود سمندر کو خود میں قید کرتے اس نے پوچھا

www.novelsclubb.com

"پورا راستہ صرف تمہارے ہی بارے میں سوچتا رہا ہوں اب خود دیکھ لو تم کیسا گزرا ہو گا؟"

سمیر کی سنجیدگی پل بھر میں غائب ہوئی۔

"شش آہستہ بولیں سمیر کوئی سن لے گا" وہ قدرے سہمے انداز میں اپنے ہونٹ پر انگلی رکھ کر بولی۔

"کوئی نہیں کہتا کچھ، ویسے میں ایک خوشخبری سناؤں تمہیں؟"

کچن کاؤنٹر سے ٹیک لگائے کھڑا سمیر خبر سنانے کو ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا،

"اگلے اتوار کو نکاح ہے تمہارا" ایک دم سے ہانیہ کا جھکا ہوا سر یہ سن کر اتنا اونچا ہوا کہ وہ سمیر کی دی ہوئی خبر پر تصدیقاً اسے دیکھ سکے۔

"صرف میرا نکاح ہے کیا؟" ہانیہ نے بھی مزاقاً اسی کی مطابقت کا جواب دیا۔

"اوہو یہ تم سے کس نے بولا، بھئی مجھ مظلوم کا بھی اسی اتوار کو نکاح ہے ہانیہ حبیب کے ساتھ"

سمیر نے بات مکمل کر کے ہانیہ کے تاثرات دیکھنے کے لیے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ خوش ہیں اس رشتے سے؟" ہانیہ ایک مرتبہ پھر سے ذرا سنجیدہ ہوئی تھی بلا کی معصومیت اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

"ہاں جب میرے ماں باپ یہ چاہتے ہیں تو مجھے بھلا کیا مسلئہ ہو گا"

وہ بدستور مسکراتا ہوا جواب دے کر ہانیہ کہ جانب نظریں مرکوز کئے ہوئے تھا، اس جواب پر ہانیہ مطمئن ہونے کے باوجود پہلے کی نسبت قدرے تذبذب کا شکار ہوئی۔

"مطلب آپ کا ذاتی لگاؤ نہیں تھا ادھر رشتہ جوڑنے کا اور آپ بس اپنے امی ابو کے کہنے پر یہ نکاح کر رہے ہیں؟" ہانیہ نے زمین کو گھورتے ہوئے سنجیدگی سے سوال کیا

"نہیں ایسا نہیں ہے ہانیہ تم مجھے بہت عزیز ہو، میں بے انتہا خوش ہوں اور یہ جو تم چھوٹی سی بات پر سیرئیس ہو جاتی ہو بھئی بہت غلط بات ہے، مطلب اچھے خاصے کھڑے ہوئے مجھ بیچارے کی جان نکال دی۔"

"یہ یونیفارم بہت سوٹ کر رہا ہے آپ پر" بڑی ہمت جمع کر کے اسنے سمیر سے اپنی رائے کا اظہار کا۔

"اس بات میں میرا کیا کمال؟ یہ تو اس وردی کی خوبصورتی ہے جو مجھ عام سے انسان کو تمہاری نظر میں معتبر کر رہی ہے"۔

www.novelsclubb.com

اس بات پر ہانیہ نے اپنے سر کو ہلکا سا خم دے کر سمیر کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"آپ باہر گھر والوں کے پاس جاکر بیٹھیں اور آمنہ کو کچن میں بھیج دیں میں کھانا سرو کرتی ہوں"۔

او۔کے اور وہ مسکرا کر باہر چلا گیا۔

رات کے کھانے کے بعد رباب دھواں اڑاتی کافی کے دو کپ لے کر آزل ہی کے کمرے میں چلی گئی۔

"بھائی آپ کب تک ہیں یہاں؟"کافی کا گھونٹ بھرتے اس نے آزل سے پوچھا۔

"ہم،،میں ایک ماہ کے لیے تو ہوں فی الحال"(اسے دیکھ کر رباب کو باآسانی محسوس ہوا تھا کہ وہ اتنا خوش نہیں ہے)

"بھائی" محض اتنا ہی بول کر وہ خاموش ہوئی تھی۔

"ہاں ہاں بولو خاموش کیوں ہوگئی؟"۔کافی کا ایک سپ لے کر وہ رباب کی جانب متوجہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

"بھائی آپ بابا کی طرف سے پریشان ہیں نا؟میں بات کروں گی وہ پرسوں گھر آرہے ہیں آپ دیکھئے گا وہ جب سنیں گے کہ آپ کو سوارڈ آف آنر ملا ہے تو وہ کتنا فخر کریں گے آپ پر"

کرسی کی ٹیک چھوڑ کر وہ یکدم سیدھی ہوئی۔

"تمہیں کس نے کہا کہ میں پریشان ہوں" اب کی بار آزل کا انداز بے فکرا تھا اور وہ ساتھ ہی ساتھ مسلسل کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر رہا تھا۔

"ضروری نہیں ہے کہ کوئی مجھے بتائے گا تو پتہ چلے گا آپ کو دیکھ کر ہی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ آپ، اپ سیٹ ہیں"

قدرے پریشانی سے بولتی اس کی نظریں آزل کے چہرے پر مرکوز تھیں شاید کسی ایسے تاثر کو ڈھونڈتے ہوئے جو وہ اپنے بھائی کی آنکھوں میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی تھی اور فی الوقت آزل بھی کوئی ایسا تاثر نہیں دے رہا تھا۔

"میں خوش ہوں کہ مجھے میرا چنا ہوا راستہ ملا ہے مگر رباب، تم تو کیا دنیا کا کوئی بھی انسان جتنی مرضی بڑی کامیابی سمیٹ لے اگر اس کے پیچھے تالیاں بجانے والی ماں اور فخر اور خوشی منانے والا باپ نہیں ہو گا تو تم دیکھنا وہ اس دنیا کا کامیاب ترین انسان بھی کیوں نہ بن جائے وہ خوش نہیں ہو سکتا، بس میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے"۔

www.novelsclubb.com

لمحے دو لمحے کی چبھتی ہوئی خاموشی آزل کے بجتے ہوئے فون کی رنگ سے اختتام پذیر ہوئی، مگر تاثرات ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے بہن بھائی کے جتنے اس بات کے وقت پر سنجیدہ تھے فی الوقت بھی ویسے ہی رہے تھے، ہاں البتہ وہ دھواں اڑاتی کافی کے دونوں کپ ٹھنڈے اور بے ذائقہ ہو کر راؤنڈ ٹیبل پر ہی پڑے رہ گئے۔

"السلام و علیکم !اور مجھے پوری امید ہے کہ میں نے تمہیں بالکل بھی ی ی ی تنگ نہیں کیا ہو گا اس وقت کال کر کے "

وہ چہکتی ہوئی آواز سمیر احمد کے علاوہ بھلا کسی اور کی ہو سکتی تھی؟

"وعلیکم السلام !اوہ یار کسی وقت تو چھوڑ دیا کرو، مجھے لگا تھا کہ تمہیں چھوڑ کر آگیا ہوں تو تھوڑی دیر تم مجھے بخشو گے، مگر نہیں "

www.novelsclubb.com

اس لمحے موڈ اور لہجہ دونوں ہی خوشگوار تھے، اتنے خوشگوار کہ سامنے بیٹھی رباب یہ دیکھ کر قدرے چونکی اور اسی لمحے وہ سنجیدگی مکمل ختم ہو گئی اور ہوتی بھی کیوں نہ ؟آزل کے سب سے بہترین دوست بلکہ بھائی جیسے دوست سمیر کی بات ہوتی تو اپنے آدھے غم ویسے ہی بھول جایا کرتا تھا، ہاں وہ الگ بات

ہے کہ سمیر اس کے مقابل ہوتا تو اسکی آنکھیں پڑھ کر ہی بھانپ لیتا کہ کوئی نہ کوئی مسلئہ تو ضرور ہے اور صرف اسی بات سے بچنے کے لئے آزل نے جیسے اپنے آپ کو سمیٹا تھا اسے دیکھ کر رباب بھی حیران ہوئے بغیر نہیں رہی سکی تھی۔

"ویسے کچھ ہونہ ہو میرے سیر یس رہنے والے دوست کو میرے ساتھ رہ رہ کر مذاق کرنا آگیا ہے" چہرے پر مسکراہٹ لیے وہ آزل سے مخاطب ہوا، لان میں ٹہلتے اس وقت سمیر زندگی کے یادگار ترین لمحوں کو جی رہا تھا۔

"اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت فون کیا تم نے، کیا بات بتانی ہے؟"اس بار آزل ذرا ایکسا ئٹڈ سا بولا تھا۔

"یار آزل ایک خوشخبری دینی تھی تجھے" مقابل کا لہجہ بھی کمال خوشی سے چہکا تھا۔

"ہاں ہاں بولو" خاموشی سے کان سے لگے موبائل کو پکڑے آزل بے تابی سے خوشی کی خبر سننے کے انتظار میں تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں اس اتوار میرا نکاح ہے اور تم ہو مہمانِ خصوصی آگئی سمجھ؟"۔تاکیدی انداز میں انتہا کی مٹھاس تھی۔

"ماشاءاللہ بہت مبارک ہو سمیر" اسے ایک پل کو سمیر کی زندگی پر رشک آیا تھا، کیا نہیں تھا اس کے پاس؟ جان نچھاور کرنے والے مخلص ترین رشتے اور سب سے بڑھ کر اسے سمیر کا اپنے اللہ پر یقین اور دعائیں مانگنا سب سے زیادہ متاثر کرتا تھا۔

"خیر مبارک، پہلے اس لئے بتا رہا ہوں کہ تیاری کر لینا" سمیر نے اسے تاکید کی

"میں پوری کوشش کروں گا آنے کی فی الحال میرا تو کہیں بھی جانے کا ارادہ نہیں مگر ماما کا پلان بن رہا ہے آؤٹ آف سٹی جانے کا اپنے چند رشتہ داروں سے ملنے ملانے کا تو شاید مجھے بھی ان کے ساتھ جانا پڑے" ایک ہاتھ سے ماتھے کو مسلتا وہ گویا ہوا۔

"میری اتنے سالوں کی دوستی کا یہ صلہ ملا ہے مجھے کہ برخوردار میری زندگی کی اتنی بڑی خوشی میں شرکت کرنے سے قاصر ہے اور دوست بھی وہ جو میرے ذرا سے دکھ اور غم میں بھاگتا ہوا آتا تھا میرے لئے"

www.novelsclubb.com

سمیر کا یہ بلیک میلنگ والا حربہ کامیاب ہو چکا تھا۔

"اوہ نہیں یار ایسی بات نہیں ہے میں نے کب بولا کہ میں نہیں آؤں گا، میں ضرور آؤں گا انشاءاللہ"۔

آزل نے فوراً سے سمیر کا موڈ صحیح کیا۔

"ہاں اب ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا چلو اب سو جاؤ کیونکہ مجھے بہت سی تیاریاں کرنی ہیں" اللہ حافظ"۔

"آپ کے دوست کا فون تھا؟"

رباب ابھی تک وہیں بیٹھی تھی۔"ہاں اس کا نکاح ہے اس سنڈے بس اسی کے بارے میں بتا رہا تھا، تم ابھی بیٹھو گی یا جا رہی ہو سونے؟"۔کمرے کی گھڑی پونے بارہ بجا رہی تھی جسے دیکھ کر آزل نے رباب سے پوچھا تھا۔

"ہاں میں جا رہی ہوں اور آپ بھی آرام کریں صبح ملاقات ہوتی ہے اللہ حافظ"۔

www.novelsclubb.com

اور میز پر رکھے کافی کے کپ ٹرے میں واپس رکھ وہ وہاں سے چلی گئی۔

"کیا زندگی یوں بھی اپنا رخ موڑتی ہے؟ کیا انسان یوں بھی اپنے راستے چنتا ہے جس پر چل کر نہ دنیا کی پرواہ رہے نہ آخرت کا خوف،؟" اس نے سنگھار میز کے شیشے میں خود کو دیکھتے ہوئے سوال کیا

اسے زندگی کے 21 سالوں میں شاید پہلی بار یوں محسوس ہوا تھا کہ زندگی امتحان مانگتی ہے اور امتحان صرف زمل کا نہیں لیا گیا تھا امتحان اس کے پورے گھر والوں کا لیا گیا تھا ہاں ان کی نوعیت الگ ضرور تھی مگر امتحان میں کامیاب صرف ایک انسان کو ہونا تھا؟ جو جاننا چاہے وہ جان لیتا ہے کہ کس زندگی کو حاصلِ مقصد بنانا ہے آخرت کو یا دنیا کو، راستے چننا پھر بھی آسان ہے مگر جوان پر رواں ہو جائیں ان پر ثابت قدمی دکھانا مشکل ہے۔

"مجھے اپنی زندگی سے کبھی، کبھی بھی شکایت نہیں تھی حالانکہ میں سوچ اور فہم کے لحاظ سے ہر بار اپنے گھر والوں سے الگ رہی، کبھی تم نے دیکھا ہو کہ میں کسی پارٹی پر اپنی مرضی سے گئی ہوں، جس حد تک ان فضولیات سے بچ سکتی تھی بچتی رہی؟" اس نے شیشے سے نظر آتی ملازمہ سے سوال کیا، بے تاثر سی آنکھوں میں کوئی گہری سی الجھن تھی

"دو سال ہو گئے میری ہاشم سے منگنی کو میں کیسے برداشت کر رہی ہوں ماما نے کبھی پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا، اور وہ ڈھیٹ ہے بھی اتنا ضدی کہ میرے منع کرتے رہنے کے باوجود ہی میرے آگے پیچھے پھرتا رہتا ہے" اس نے چہرے کا رخ موڑا اور صوفے پر جمی آسیہ کے چہرے کو تکتے پھر سے گویا ہوئی۔

"تمہیں پتہ ہے آسیہ میں نے ان حالات میں صبر کرنا نہیں چھوڑا کیونکہ مجھے پوری امید ہے اللہ میرے ساتھ کبھی برا ہونے نہیں دے گا"۔ سستی سے قدم اٹھا کر وہ بیڈ پر بیٹھی اور سائڈ میز پر پڑے لیمپ کے بٹن کو دبا کر اسے جلانے بجھانے لگی۔

"انشاءاللہ، زمل اللہ آپ پر آپ کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالے گا، میں نے بھی دیکھا ہے ہاشم صاحب کو ہر وقت زمل زمل ہی کرتے رہتے ہیں، اور اس سے پہلے تو وہ اتنی بات بھی نہیں کرتے تھے" آسیہ نے جو محسوس کیا تھا وہ بول دیا۔

"مفاد، لفظ کبھی سنا ہے کہ مفاد کیا ہوتا ہے؟ ذاتی مفاد"، آنکھیں اس بات پر آسیہ کے چہرے کی جانب گھمائیں انتہا کی سرد مہری اس کی آنکھوں سے عیاں تھی۔

"مجھے نہیں پتہ تھا آسیہ کہ یہ ایک لفظ کتنا وحشتناک ہوتا ہے مگر جب معلوم ہوا تو مجھے ڈر لگنے لگ پڑا اس ایک لفظ سے، تم جانتی ہو اس ایک لفظ نے معصوم شہریوں کی کتنی جانیں چھین لیں؟"

دو آنسو متواتر دائیں آنکھ سے بہہ کر گال کو گیلا کر گئے۔

"کتنے ہی بچے یتیم ہو گئے، کتنی گودیں اجڑ گئیں کوئی حساب لگا سکتا ہے؟ یہ یہ جو دہشتگر دی ہو رہی ہے ہمارے ملک میں تمہیں پتہ ہے یہ اسلحہ کون دے رہا ہے دہشتگردوں کو؟ کون اس سب سے اپنی جیبیں بھر رہا ہے؟ یہ جو جو کچھ بھی ہوتا ہے گولیاں بارود یہ سب ان تک پہنچانے میں کون ملوث ہے؟ تم جانو گی تو تمیں مجھ سے نفرت ہو جائے گی اور ہونی بھی چاہئے کیونکہ میں جس باپ کی بیٹی ہوں میری بد قسمتی دیکھو وہی ہے ان سب کے پیچھے اور رکو میں اپنی ایک اور بڑی بد قسمتی سناؤں تمہیں۔۔۔۔۔یہ میرے گھر والے میری جس سے شادی کروا رہے ہیں وہ میرے باپ کا بزنس پارٹنر ہے"۔"زمل دو لمحے کو رکی اور نظریں زمین پر ٹکائیں

www.novelsclubb.com

"ک کیا مطلب ہے اس بات کا، آپ کہہ رہی ہیں کہ یہ جو دہشتگردی کے واقعات میں اسلحہ استعمال ہوتا ہے اس کی آمد و رفت میں میر شوکت کا ہاتھ ہے"۔ حیرت کا جو کچو کہ زمل نے آسیہ کو لگایا تھا اسے سن کر سامنے اگر کوئی بھی بیٹھا ہوتا تو حیران و پریشان ہو جاتا۔

"سمجھ نہیں آرہا وہ لفظ کہاں سے لاؤں جن میں تمہیں بتا سکوں آسیہ کہ میرے ہی گھر والے میرا ملک توڑ رہے ہیں" مفاد" کے لئے، دولت کے لئے، کیا کرنی تھی انہوں نے اتنی دولت؟ قبر میں تو اعمال لے کر جانے تھے نا، یہ یہ کیا بیج بو رہے ہیں اپنے لئے؟ تمہیں پتہ ہے آسی ہمارے ملک کو سب سے زیادہ خطرہ کس عنصر سے ہوتا ہے؟۔۔۔ آستین میں پلے سانپوں سے، منافقوں سے اور وہ منافقت میرے گھر والوں نے کی ہے، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سرحد پار دشمنوں سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں"۔

اس وقت کوئی کہہ ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ سب اپنے ہی باپ کے خلاف کہہ رہی ہو غم سے نڈھال آنکھیں لال تھیں جن میں کرب کے ساتھ نفرت بھی نمایاں تھی اور یہ نفرت تھی ملک کے غداروں کے لئے۔

www.novelsclubb.com

"زمل یہ سب کس نے بولا ہے آپ سے؟"آسیہ کو اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آیا تھا،اس نے بے چینی سے پہلو بدل کر بے یقینی سے سوال کیا نظریں زمل کے چہرے پر ساکت تھیں

"میں نے خود سنا ہے آسیہ ورنہ تو شاید مجھے کبھی پتہ بھی نہ چلتا،کل شام بابا کو کافی دینے ان کی سٹڈی میں گئی تھی،سوچا تھا کچھ دیر ہم باتیں کریں گے مگر آسیہ وہ انسان جسے میں اپنے سے سب سے قریب مانتی تھی،جو مجھے ماما سے بھی زیادہ بڑھ کر پیارے تھے،جن سے جو خواہش کرتی تھی میرے منہ سے نکلے الفاظ سے بھی جلدی پورا کر دیتے تھے وہاں سٹڈی میں بیٹھے میرے ملک کو توڑنے کی سازش کرنے میں مصروف تھے،مجھے تب اندازہ ہوا جب "کمال شاہ"کا نام اپنے کانوں سے سنا"

"کمال شاہ کون؟"آسیہ نے سوال کیا

"دہشتگردوں کا پرانا سہولت کار ہے اور میں نے ٹی وی پر اس کا نام سنا ہے،یہ فوج کو مطلوب ہے میرے خیال میں،جیسے ماسٹر مائینڈ ہوتے ہیں"زمل نے اپنے اندازے کے مطابق محض ایک کڑی ملائی تھی

"تو۔۔۔تو پھر اب کیا ہو گا زمل؟"

www.novelsclubb.com

"پتہ نہیں کیا ہو گا مگر دیر ہو رہی ہے آسیہ جو کرنا ہو گا بہت جلدی کرنا ہو گا، یہ میرا ملک ہے، اور مجھے اس سے محبت ہے۔۔۔۔۔ آسیہ، دو محبتوں میں سے ایک کو چننا ہو تو حق پر ہونے والی محبت کو چننا چاہئے نا، اس فیصلے کو کرنے میں کم از کم مجھے وقت نہیں چاہئے" زمل اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہوئی اپنا فیصلہ کر لینے کے بعد اس کی آنکھوں نے خشک رہنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

آنسو روکنا اس کے بس سے باہر تھا اور بس پر ہی تو اس کا اختیار نہیں تھا تو بس اس نے بھی خود کو ہلکان ہونے سے روکا نہیں، وہ اپنی ذات کو مصیبت میں مبتلا کر کے ہی اپنے آپ سے بدلہ لے رہی تھی مگر سکون تھا کہ میسر ہوئے مانوں صدیاں بیت گئی ہوں۔

"میری ایک بات ہر حال میں یاد رکھنا مجھے نہیں پتہ کہ مجھے اب آگے کیا کرنا ہے لیکن بھول کر بھی ، آسیہ بھول کر بھی کبھی یہ بات میرے گھر والوں یا کسی بھی انسان سے مت کرنا، میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کوئی نقصان اٹھانا پڑے اور یہ سب باتیں جو میں نے کہی ہیں تمہیں نہیں پتہ، بالکل بھی نہیں پتہ" بائیں ہاتھ کی پشت سے آنسو پونچھتے اس نے بھرپور طریقے سے آسیہ کو تاکید کی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس سب کا انجام زمل کے ساتھ آسیہ کو بھی سہنا پڑ سکتا ہے۔

"اور ہاشم صاحب کا کیا کریں گی آپ؟ دو ہفتے میں نکاح ہے آپ کا؟" آسیہ نے بے چینی سے پہلو بدل کر ایک اور سوال کیا۔

"اللہ مالک ہے میرا جس نے زندگی دے کر اتنا بڑا کر دیا ہو وہ آگے بھی راستے نکالے گا اور رہی بات میری تو میرے گھر سے بہت بڑی دنیا بستی ہے باہر، کہین نہ کہیں میرا نصیب بھی لکھ ہی دے گا، رہی بات ان کھوکھلی اور حرام آسائیشوں کی تو کیا فائدہ ہے مجھے اس حرام پیسے سے زندگی کی خواہشات پوری کرنے کا جس میں پلنے والا جسم جہنم کا حقدار بن جائے، خیر وقت بہت ہو گیا ہے تم جا کر اپنا پڑھو بعد میں بات کریں گے۔"

سائڈ ٹیبل سے اپنے نوٹس اکھٹے کرتے ہوئے اس نے آسیہ کو جانے کا بولا اور خود ان نوٹس پر لکھے مواد کو پڑھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"ماما میں ذرا کسی کام سے باہر جا رہا ہوں ابھی تھوڑی دیر میں واپس آتا ہوں پھر چلیں گے بابا کے آفس آپ ریڈی رہیے گا" بالوں میں برش کرتے آزل بشری بیگم سے مخاطب ہوا۔

"ہاں چلو ٹھیک ہے آزل لیکن پلیز تھوڑا سا جلدی آنے کی کوشش کرنا کیونکہ بابا نے پھر آگے کسی سائٹ وزٹ پر جانا ہے"

"ہاں اوکے اب میں چلتا ہوں" ڈریسنگ ٹیبل سے والٹ اٹھاتا وہ کمرے سے نکل گیا۔

"بشیر صاحب، گاڑی کی چابی دے دیں" ڈرائیور سے چابی لے کر وہ شہر کے کسی بڑے مال کی طرف روانہ ہو چکا تھا

"زمل چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ ہاشم بس آنے والا ہو گا" اقرا شوکت نے کمرے میں آتے ہی زمل کے ہاتھ سے کتاب لے لی جس میں سر دیئے وہ دنیا سے بے خبر بیٹھی تھی۔

"مگر میں نہیں جانا چاہتی میرے سر میں درد ہے" زمل نے ہاشم کے ساتھ نہ جانے کے لئے بہانہ گھڑا۔

www.novelsclubb.com

"زمل، تمہیں پتہ بھی ہے کہ تمہارے نکاح میں بہت کم دن رہ گئے ہیں اور ہاشم کو میں منع نہیں کر سکتی وہ داماد ہے اس گھر کا ہونے والا" اقرا اسے کندھے سے جھنجھوڑتے ہوئے بولیں کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ زمل ہاشم کے معاملے میں انتہا سے زیادہ ضدی ہے۔

"بلکہ ایک اور بات بتادوں میں تمہیں کہ جو بھی ڈریس وہ تمہارے لئے پسند کرے وہی لے لینا بس زیادہ نکھرے مت کرنا ہن" اقرا نے زمل کو سمجھاتے ہوئے نرمی سے تاکید کی۔

"ماما پلیز میں نہیں جانا چاہتی آپ منع کر دیں ہاشم کو" اس کے لہجے میں التجا تھی مگر سامنے کھڑی اسکی ماں اس کو کبھی سمجھ ہی نہیں سکی تھیں تو بھلا آج کیسے سمجھ جاتیں۔

"زمل ضد نہیں کرو اور پانچ منٹ کے اندر اندر نیچے آجاؤ تیار ہو کر۔" اقرا اپنا حکم سنا کر جاچکی تھیں اور زمل جہاں کھڑی تھی وہیں ساکت کھڑی رہ گئی۔ایک رنگ اس کے بیزار چہرے پر آکر گزرتا تو کوئی اور رنگ اس پر حاوی ہو جاتا۔دروازے کی دستک پر وہ چونک کر تھوڑا سنبھلی

"کون ہے آجاؤ" اس وقت اس کی پشت دروازے کی جانب تھی اور یہ دیکھنے کے لئے مڑنا کہ کون آرہا ہے اس نے گوارہ نہیں کیا۔

www.novelsclubb.com

"جی زمل صاحبہ میں آیا ہوں آپ کو شاپنگ کروانے کے لئے اور تم تو ابھی تک تیار بھی نہیں ہوئی کیا کرتی ہو یار" چہرے پر خفیف ہی مسکراہٹ سجائے اس نے بے تکلفی سے زمل کو مخاطب کیا۔"میں نے

لاکھ بار منع کیا ہے کہ میرے کمرے میں نہ آیا کرو میں ڈسٹرب ہو جاتی ہوں" ہاشم کی بے تکلفی اسے کانٹوں کی طرح چبھتی تھی اور اس کی نظروں کا حصار اسے ہر بار ایک نئی اذیت میں مبتلا کر دیتا تھا۔

"مجھ سے ڈسٹرب ہوتی ہو کیا؟" شہادت کی انگلی کو اپنے سینے کی جانب موڑتے اس نے زمل سے سوال کیا۔

"مگر اب تو عادت ڈال لو زمل بی بی اب تو ہم نے ساتھ ہی رہنا ہے پوری زندگی" اپنے سوال کا اس نے خود ہی دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے بھرپور طنزیہ انداز میں جواب دیا۔

"یہ سب باتیں بعد کی ہیں فی الحال میرے کمرے سے جاؤ میں تیار ہو کر آتی ہوں اور ایک بات اپنے دماغ میں بٹھا لو، میرے ساتھ زیادہ فری مت ہوا کرو" زمل نے انگلی کے اشارے سے اسے تنبیہہ کی اور بیک وقت اسی انگلی سے دروازے کی طرف اشارہ کر کے باہر جانے کا عندیہ دیا۔

www.novelsclubb.com

"اور اگر میں تمہاری بات نہ مانوں تو۔۔۔۔ کیا کر لو گی تم" ہاشم نے ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔ کمرے میں ایک مبہم سا سناٹا چھایا تھا جسے زمل کی مدھم اور لڑکھڑاتی آواز نے توڑا،

"اللہ ہی تمہیں ہدایت دے سکتا ہے کیونکہ تمہیں سمجھانا میرے بس سے باہر ہے۔" یہ کہہ کر جواب کا انتظار کئے بغیر وہ باتھ روم میں فریش ہونے کی غرض سے چلی گئی۔

"چلیں" مختصراً کہتی وہ پورچ کی جانب جانے لگی۔

"یہ کیا ماسیوں والے حلیے میں آگئی ہو جانے کے لئے۔" اسے چادر میں لپٹا دیکھ کر ہاشم کے تیور بگڑے۔

"ہزار بار بولا ہے تمہیں کہ اپنے سٹیٹس کے مطابق تیار ہو کرو، زمل اپنی عزت کی تو تمہیں کوئی پرواہ نہیں لیکن تمہاری ان حرکتوں سے جو فرق میرے سٹیٹس پر پڑے گا وہ میں قبول نہیں کروں گا سمجھی تم" وہ صوفے پر سے اٹھ کر اس کے مقابل جا کھڑا ہوا۔

"ہزار لوگ آتے جاتے مل جاتے ہیں تمہیں میری منگیتر نہیں ملازمہ سمجھیں گے، جاؤ اور کوئی ڈھنگ کی ڈریسنگ کر کے آؤ اور جو اتنا میک اپ مام نے تمہیں گفٹ میں دیا تھا وہ بھٹی میں جھونکنے کے لئے دیا تھا کیا؟ اب جاؤ میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو" وہ زمل کو باتیں سنا کر پلٹا ہی تھا کہ زمل کے بولنے پر رکا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تمہاری ان بے تکی باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ تم کچھ بھی سننے اور سمجھنے سے عاری ہو، اگر ایسے ہی لے کر جانا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں" اس کے لہجے میں انتہا کی بے رخی تھی۔

"زمل تم دن بہ دن بدتمیز ہوتی جا رہی ہو" اس کے آگے بولنے سے پہلے اس کے موبائل پر کوئی میسج آیا جسے وہ جلدی سے پڑھنے لگا۔"

"جاؤ جا کر بیٹھو گاڑی میں کیونکہ ابھی میں بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔" موبائل پر آئے پیغام کو پڑھتے ہوئے اس نے زمل کی بات کو نظرانداز کیا

زمل گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر ہاشم کا انتظار کرنے لگی،

"یہ ڈرائیور سے کیا بات کر رہا ہے اللہ مجھے ان لوگوں سے بچا لینا جن کے نفس اور ضمیر انکے قابو میں نہیں ہیں" وہ خود کلامی کرتی ہاشم اور ڈرائیور ہی کی طرف دیکھنے لگی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی ہاشم نے بیک ویو مرر کو ایسے زاویے پر سیٹ کیا جہاں سے زمل باآسانی نظر آ سکے۔

www.novelsclubb.com

"یہ ڈرائیور کو کیوں بھیج دیا تم نے؟"زمل نے سیٹ پہ بائیں جانب کو ہوتے سوال کیا کیونکہ وہ ہاشم کی حرکت بھانپ چکی تھی۔

"زیادہ سوال جواب مت کرو اور آگے آ کر بیٹھو یوں انجان بن رہی ہو جیسے پہلی دفعہ ملے ہوں ہم دونوں"اس بار اس کے لہجے میں کرختگی نمایاں تھی۔

"پہلی بات تو یہ کہ میں تمہارے نکاح میں نہیں ہوں جو تم مجھ پر یوں حکم چلاؤ۔شکر کرو میں تمہارے ساتھ جا رہی ہوں"اس نے چادر کے پلو کو درست کرتے دو ٹوک کہا۔

"تم ہوتی کون ہو مجھ سے ایسے بات کرنے والی؟"اس نے اپنا رخ زمل کی جانب موڑ کر درشتی سے کہا۔

"جانتی ہو لڑکیاں مرتی ہیں میرے ساتھ ایک لنچ کرنے کے لئے میرے ساتھ دو گھڑی باتیں کرنے کے لئے اور تم نکھرے کرتی نہیں تھکتی،مجھے بدتمیز لڑکیاں زہر لگتی ہیں پتہ نہیں میں تمہیں اتنی دیر سے کیسے برداشت کر رہا ہوں"اس نے کاٹ دار نظروں سے زمل کے چہرے کا محاسبہ کیا۔

آف وائٹ شرٹ اور سیاہ رنگ پینٹ میں وہ جاذب نظر لگ رہا تھا،صاف سفید رنگ اور اونچا قد اسے ہر حلیے میں دلکش بناتا تھا،وہ بالوں کو سلیقے سے جیل لگا کر سیٹ کئے ہوئے تھا

www.novelsclubb.com

"تو پھر جاؤ ان لڑکیوں کے پاس، جاؤ جا کر ریلیشن بناؤ کبھی کسی نے تمہیں منع کیا ہے جواب کرے گا" وہ زمل ہی کیا جو پل بھر کی دیر میں اپنا جواب مقابل کو سنا نا نہ جانتی ہو خاص طور پر جب مقابل ہاشم ہو، طنزیہ مسکراہٹ سے اس نے ہاشم کو ایک ہی لمحے میں اسکی اصلیت دکھائی۔

"اب جلدی چلو گھر آکر میں نے اسائنمنٹ بھی بنانی ہے۔"۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

نکاح کا جوڑا خرید لینے کے بعد وہ دونوں اب فوڈ کورٹ کی جانب رواں دواں تھے، چلتے چلتے ہاشم نے زمل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔اس کی اس حرکت پر زمل نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"ہاشم میرا ہاتھ چھوڑو میں اسی لئے تمہارے ساتھ کہیں آتی جاتی نہیں ہوں" اپنے ہاتھ کو اس سے چھڑاتی وہ انتہائی غصے سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"کتنی جلدی بھول گئی تم کہ گاڑی میں تم نے میری کتنی انسلٹ کی تھی اور تم یہ بھی اچھے سے جانتی ہو نا کہ ہاشم مشتاق نے آج تک اپنا ہر بدلہ پورا کیا ہے چاہے چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا تو ایسا کیسے ہو

سکتا تھا کہ میں اپنی اتنی بے عزتی کا بدلہ نہ لیتا۔"اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتا وہ مسلسل ہولے ہولے چل رہا تھا۔

"ہاشم سب سے پہلے میرا ہاتھ چھوڑو اور اگر تم نے میرا ہاتھ نہ چھوڑا تو میں اونچا اونچا چیخوں گی اور پھر یہ جو لوگ تمہیں نظر آرہے ہیں نہ وہ مار مار کر تمہارا برا حال کر دیں گے،اور ایک بات میں نے تمہاری انسلٹ نہیں کی بلکہ جس قابل تم ہو وہی کیا ہے تمہارے ساتھ،اور یہ بے حیائیاں مجھے ذرا بھی نہیں پسند۔"اب کی بار اس نے پورے زور سے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا مگر اس کثرتی وجود اور اچھے اونچے قد کاٹھ کے حامل انسان سے اپنا نازک سا ہاتھ چھڑوانا کہاں ممکن تھا۔

"ہاشم میرا ہاتھ چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے تم اپنی لمٹس بھول رہے ہو"زمل نے اسے روکنے کی پوری کوشش کی۔

"اچھا تو اب تم مجھے لمیٹیشنز بتاؤ گی،گھر میں تمہاری کوئی ایک نہیں سنتا اور آئی ہو مجھے میری اوقات بتانے"وہ مسلسل اسے وحشیانہ انداز میں کھینچتے طنزیہ انداز میں بولا۔

www.novelsclubb.com

"ہاشم میں تم سے ریکویسٹ کر رہی ہوں پلیز لیو مائی ہینڈ "آنسو اس کی پلکوں پر ٹھہرے تھے اور آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی جو اس کے ہار ماننے کا واضح عندیہ تھی۔

"ایسے کیسے ،زمل ایسے کیسے چھوڑ دوں تمہیں پہلے گڑ گڑاؤ اور معافی مانگو پھر سوچوں گا "اس کے لہجے سے ٹپکتا غرور اور آنکھوں میں چھائی خباثت زمل کے لیے ناقابل برداشت تھی۔

یہ منظر دیکھ کر اس کے قدم ایک لمحے کو ساکت ہوئے ،وہ لڑکی جس طرح اپنے آپ کو چھڑوانے کی جدو جہد کر رہی تھی اسے ایک لمحہ لگا تھا یہ اندازہ لگانے میں کہ وہ لڑکا اس کے ساتھ بدتمیزی کر رہا ہے۔اس وقت وہ پرفیومز کی شاپ میں کھڑا تھا جب وہ لڑکا زبردستی اس لڑکی کو تقریباً کھینچتے ہوئے فوڈ کورٹ سے ملحق ایریا میں لے کر گیا۔

"میں ابھی آتا ہوں آپ ذرا یہ پرفیوم پیک کر دیں اور یہ دونوں بھی رکھیں میں آکر لے جاتا ہوں "اپنے ہاتھوں میں تھمے شاپنگ بیگز بھی اسی پرفیوم کی دکان پر چھوڑ کر وہ ان دونوں کے پیچھے ہو لیا۔

"جب میں نے کوئی غلطی کی ہی نہیں تو میں کیوں معافی مانگوں "وہ جانتی تھی کہ معافی ،مانگ لینے کے باوجود ہاشم اس کا ہاتھ نہیں چھوڑے گا۔

"میں تمہارا منگیتر ہوں، میں تو اس سے زیادہ بڑی حرکت بھی کر سکتا ہوں اور تم ہو کہ ایک ہاتھ پکڑنے پر ہی اتنا گھبرا گئی" طنزیہ مسکراہٹ سے اس نے زمل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاشم اپنی بکواس بند رکھو" وہ محض اتنا ہی بولی کہ ہاشم نے اسے ٹوکا،

"میرے ساتھ اپنی ٹون درست رکھنا آئندہ ورنہ" اس نے دھاڑتے ہوئے اپنی گرفت زمل کے ہاتھ پر مضبوط کی۔

"آہ ہاشم چھوڑ دو مجھے" اس بار زمل کی آواز روہانسی تھی۔

"اگر وہ کہہ رہی ہیں کہ ان کا ہاتھ چھوڑ دو تو چھوڑ کیوں نہیں رہے" آزل نے ان دونوں کے قدرے قریب آکر کہا۔

"اوہ مسٹر جاؤ جا کر اپنا کام کرو میری کزن اور منگیتر بھی ہے یہ اور تم کون ہوتے ہو مجھے بتانے والے کہ میں نے کیا کرنا ہے کیا نہیں" آزل کی آواز پر ہاشم نے اسی کی جانب رخ موڑ کر بے فکری سے جواب دیا اور زمل کا ہاتھ بدستور اس کے ہاتھ میں تھا۔

www.novelsclubb.com

"شرافت سے اس کا ہاتھ چھوڑ دو ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گا کہ تم اس کے کزن ہو یا جو بھی ہو، جب وہ کہہ رہی ہے ہاتھ چھوڑ دو تو اتنی مردانگی کیوں دکھا رہے ہو؟" شرٹ کے آستین کو موڑتے اس نے ہاشم کو وارن کیا۔

"اچھا اور اگر میں نہ چھوڑوں تو؟" ہاشم کی ڈھٹائی اس وقت عروج پر تھی اس پر ایک عجیب سا وحشیانہ پن سوار تھا۔

"یہ تمہیں دو منٹ بعد پتہ چل جائے گا، اس سے پہلے ہی عافیت سے ان کا ہاتھ چھوڑ دو" ایک انگلی ہاشم کی جانب کرتے آزل نے دو ٹوک تنبیہ کی۔

"تو مجھے وارن کرے گا تیری جرات بھی کیسے ہوئی کہ مجھ سے میر ہاشم سے الجھنے کی" سینے کی جانب انگلی کو موڑتے اس کا انداز پاگل پن کی حد کو چھو رہا تھا۔ اسی پاگل پن میں وہ زمل کا ہاتھ چھوڑ کر آزل پر لپکا،

www.novelsclubb.com

"میں بتاتا ہوں تجھے کہ تو نے بڑی غلط جگہ پنگا لیا ہے" ہاشم نے آزل کو پوری قوت سے دھکا دیا اور وہ دو قدم لڑکھڑا کر پیچھے ہوا مگر فوراً سے سنبھلا اور ہاشم پر جوابی وار کیا۔ اسی اثناء میں زمل نے اپنا ہینڈ بیگ

ایک طرف رکھا اور ان دونوں کی لڑائی کو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔ لڑائی تھی کہ تھمنے کی بجائے الٹا بڑھنے لگی۔

"آجاتے ہیں لڑکیوں کو تنگ کرنے، تم جیسوں کو تو کوئی اپنی بیٹی نہ دے، چھچھوروں والی حرکتیں ختم ہی نہیں ہوتیں، یہ جھوٹی مردانگی جا کر کہیں اور دکھایا کرو یوں گھر کی عزت کو سرِ عام نیلام کرنے سے کیا خوشی مل جاتی ہے" ہاشم کو شرٹ کے کالر سے پکڑتے وہ اس پر دھاڑا تھا۔

"تو میرے ہاتھ سے نہیں بچے گا کمینے انسان، میں تیرا وہ حشر کروں گا تیری نسلیں بھی یاد کریں گی" اپنے ناک اور ہونٹ سے نکلتے خون کو بائیں ہاتھ کی پشت سے رگڑتے ہوئے وہ چنگھاڑا، وہ زمین پر گرا ایک ہی جست میں اٹھ کر دوبارہ آزل پر حملہ آور ہوا

"اللہ کا واسطہ ہے ایک دوسرے کو چھوڑ دیں، پلیز لڑائی چھوڑ دیں"

www.novelsclubb.com

زمل نے ہاشم کو تقریباً کھینچتے ہوئے آزل سے دور کرنا چاہا تھا لیکن اس وقت اس کو روکنا بے سود تھا۔

"ہاشم رک جاؤ میں معافی مانگتی ہوں رک جاؤ پلیز رک جاؤ میرا مزید تماشہ مت بناؤ پلیز" وہ روتے روتے چلائی۔ آن کی آن میں لوگوں کا ہجوم جمع ہوا، مگر ہاشم اس سب سے بے نیاز جھگڑے پر تلا تھا۔

"زمل تمہیں تو میں گھر جا کر بتاتا ہوں، تم دفع ہو جاؤ گاڑی میں جا کر بیٹھو" زمل پر غراتے ہوئے ہاشم نے ایگزٹ کی طرف اشارہ کیا۔

"تم میرے ساتھ چلو ہاشم! چھوڑ دو انہیں بس کر دو خدا کا واسطہ ہے چلو" اس نے دونوں ہاتھوں کو باہم جوڑتے التجا کی جو آزل دیکھ چکا تھا اور وہ ہاشم کو چھوڑ کر پیچھے کو ہٹ گیا۔

"اور تجھ سے تو میں نمٹ لوں گا، تو جلدی جان جائے گا کہ تو نے بڑی غلط جگہ ٹانگ اڑائی ہے۔"

"اب چلو یہاں سے" ہاشم زمل کو کہتا جانے کے لیے مڑ گیا اور زمل بھی مدھم چال سے ہاشم کے پیچھے چل دی۔

آزل نے کچھ لمحے اپنی نظروں سے ان کا تعاقب کیا، کہنیوں تک چڑھی آستینوں کو کھول کر درست کیا ،اپنے پھولے ہوئے تنفس کو بحال کرتے ہوئے کپڑوں کو درست کیا اور واپس اسی دکان پر جانے کو مڑ گیا۔ دو قدم بڑھا کر وہ ایک لمحے کو ٹھٹھکا اور لڑائی والی جگہ پر دوبارہ اپنا رخ موڑا۔

"یہ تو اسی لڑکی کا بیگ ہے" خود کلامی کرتے اس نے زمل کا بیگ اٹھایا اور شا۔ سامان کے ساتھ ہی زمل کا بیگ اس نے اپنی گاڑی میں رکھا اور گھر کے لئے روانہ ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"کتنی بار تمہیں بولا ہے کہ میرا تماشہ مت بنوایا کرو مگر تمہیں میرے عزت کی تھوڑی سی بھی پرواہ نہیں" زمل نے روتے ہوئے ہاشم سے گلہ کیا۔

"اچھا تو تماشہ میں نے تمہارا بنایا ہے یا تم نے میرا؟ بس گھر پہنچنے دو تمہارا تو میں وہ حشر کرواؤں گا کہ یاد رکھو گی ہمیشہ" وہ شدید غصے سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔ "ہاشم میرا کوئی قصور نہیں تھا، تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ تم نے اسے پہلے دھکا دیا تھا اور اس نے کوئی غلط بات نہیں کہی تھی بس یہی کہا تھا نہ کہ میرا ہاتھ چھوڑ دو" وہ دونوں ہاتھوں کو گود میں رکھتی تاسف سے بولی۔

"اپنا منہ بند کرو زمل خبردار جو ایک لفظ بھی تم نے اس خبیث آدمی کی حمایت میں بولا" ایک ہاتھ سٹیئرنگ پر ٹکائے دوسرے ہاتھ کو فضا میں لہراتے اس نے اپنی بات زمل تک پہنچائی۔

www.novelsclubb.com

"تم میری شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو اور الٹا مجھے ہی سنا رہی ہو، جانتی ہو نہ کہ مجھے گاڑی گھر کی بجائے کہیں اور موڑتے صرف ایک منٹ لگے گا" وہ جانتا تھا کہ اس کا یہ تیر ٹھیک نشانے پر لگے گا۔

"نن نہیں میں کچھ نہیں بولوں گی بس گھر لے چلو مجھے" اس نے فوراً جواب دیا اور خاموش ہو گئی۔

"اقرا چاچی، کہاں ہیں چچی" ہاشم نے گھر میں داخل ہوتے ہی ملازمہ سے اقرا کے بارے میں پوچھا جو صوفوں کی ڈسٹنگ کرنے میں مصروف تھی۔

"وہ اپنے کمرے میں ہیں" اتنا کہہ کر وہ پھر سے اپنے کام میں جت گئی۔

"یہ چھوٹے صاحب ہر وقت اتنے غصے میں کیوں رہتے ہیں؟ کوئی جوڑ نہیں ان کا اور زمل بی بی کا، اتنی سلجھی ہوئی بچی کے پلو سے بگڑا ہوا رئیس باندھ رہے ہیں، یہ بڑے لوگوں کے تو عجیب ہی ٹھاٹھ ہیں، بچی بھلے خوش نہ ہو لیکن خاندان کے لڑکے سے شادی کروانی ضروری ہے، خیر مجھے کیا یہ جانیں اور ان کے کام جانیں" دل ہی دل میں ایک تاسف بھری نگاہ پیچھے نڈھال سی آتی زمل پر ڈالتے ہوئے اس نے سوچا۔"بی بی آپ کے لئے کچھ لاؤں؟ ٹھنڈا پانی کوئی جوس؟" اس نے صوفے پر دم سادھے بیٹھی زمل سے استفار کیا مگر کوئی جواب نہ پاتے ہوئے کچن میں چلی گئی۔

"چچی سے کہو ہاشم آیا ہے، بہت ضروری بات کرنی ہے" سیڑھیوں پر تیزی سے چڑھتے اس نے اوپر دیکھتے دوسری ملازمہ کو غصہ بھرے لہجے میں کہا۔

www.novelsclubb.com

"جی صاحب جی کہہ دیا ہے وہ نیچے ہی آرہی ہیں" ساجدہ نے سہمتے سہمتے بات پوری کی اور تیزی سے منظر سے غائب ہو گئی۔

"کیا ہو گیا ہے ہاشم اتنا ہائپر کیوں ہو رہے ہو، یہ خون کیسا ہے تمہاری شرٹ پر خیریت ہے؟" ہاشم کو کمرے میں آتا دیکھ کر اقرا نے سوال کیا

"خیریت مائی فٹ، یہ جو آپ کی بیٹی ہے نا میری بے عزتی کروانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی

یہ جو میری حالت آپ دیکھ رہی ہیں یہ سارا کیا دھرا زمل کا ہے" دونوں ہاتھوں سے اپنی جانب اشارہ کرتے وہ انتہائی غصے سے دھاڑا۔

"لیکن ہاشم بات کیا ہوئی ہے اور کیا کیا ہے زمل نے؟ تم پوری بات بتاؤ گے تو سمجھ آئے گی نہ" اپنی وارڈروب کے اوپری حصے سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتے وہ قدرے الجھے انداز میں بولیں۔

"میں نے صرف اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور اس نے اتنا ویلا کیا کہ پورے مال کو جمع کر لیا اور اسی وجہ سے میری لڑائی ہو گئی" مکاری اس کے لہجے سے صاف ٹپکتی دکھائی دی تھی۔

www.novelsclubb.com

"زمل میں نے کتنی دفع کہا ہے تمہیں کہ ہر بات کو سر پر سوار نہ کیا کرو اور ہاشم منگیتر ہے تمہارا، کیا قیامت آگئی تھی جو ہاشم نے تمہارا ہاتھ پکڑ بھی لیا تھا، ہر بار کوئی نہ کوئی تماشہ لگانا ضروری ہوتا ہے تمہارا؟" زمل کو کمرے میں آتا دیکھ کر وہ ہاشم کی پٹی کرتی کرتی اس سے مخاطب ہوئیں۔

"آپ سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ماما کیونکہ آپ ہاشم کی بات سن کر اپنی رائے بنا چکی ہیں اور ایسا پہلی بار نہیں ہوا، اس لئے آپ تحمل سے اپنے داماد کی پٹی کریں اور اس کی پوری بات سنیں میں کمرے میں جا رہی ہوں" نچلے ہونٹ کا ایک کونہ کاٹتی وہ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں وہاں سے چلی گئی۔

"آزل آپ آتے ہی کمرے میں آگئے کیا ہوا تھک گئے ہو؟" دروازہ کھٹکا کر بشری بیگم کمرے میں داخل ہوئیں اور آزل کو بیڈ پر لیٹا دیکھ کر اس سے مخاطب ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"نہیں نہیں میں تو بالکل نہیں تھکا بس ویسے ہی لیٹا ہوں آپ تیار ہیں تو بس چلتے ہیں بابا سے ملنے" بشری کو کمرے میں آتا دیکھ کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"ہاں ٹھیک ہے میں پانچ منٹ میں آتی ہوں پھر چلتے ہیں آپ نے جو کچھ لینا تھا گفٹس وغیرہ وہ لے لئے اپنے دوست کے لئے" جاتے جاتے وہ یاد آنے پر پلٹیں

"جی جی میں نے لے لئے ہیں آپ چلیئے گا میرے ساتھ اس نے خاص طور پر آپ کو انوائٹ کیا ہے" مسکراتے ہوئے اس نے اپنی ماں کو دیکھ کر کہا۔

"چلو ٹھیک ہے، بس دو منٹ تک گاڑی کے پاس پہنچو میں ادھر ہی آتی ہوں"

کمرے میں آتے ہی اس نے اپنے وجود سے چادر اتار کر زمین پر پٹخی اور سیدھی باتھ روم کے واش بیسن پر جا کر پانی کا نل کھول دیا

"ہاشم تم بہت گھٹیا آدمی ہو اور میری زندگی میں آئی ہوئی سب سے بڑی آزمائش ہو" پانی کی تیز دھار کے نیچے اپنا وہ ہاتھ جو ہاشم نے پکڑا تھا دوسرے ہاتھ سے ملتی وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی۔ لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ آج اس کی آنکھوں میں اداسی ضرور تھی مگر آنسوؤں کا نشان تک نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

نکاح کی تقریب رات کو منعقد ہونا طے پائی تھی اور ابھی وہ عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا تھا۔وارڈروب سے کپڑے نکالتے وقت اس کی نظر اس بیگ پر پڑی جو اس نے امانت کے طور پر مال سے اس ارادے سے اٹھایا تھا کہ وقت ملنے پر لڑکی کو واپس کر دے گا۔

آزل نے ہاتھ بڑھا کر اس بیگ کو اٹھایا اور آگے پیچھے کر کے سرسری سا ٹٹولا، باہر کی چھوٹی زپ کو اس نیت سے کھولا کہ شاید اس کے گھر کا پتہ معلوم کرنے میں کوئی مدد مل جائے۔اس کا اندازہ کافی حد تک صحیح نکلا کیونکہ زمل کا شناختی کارڈ اس زپ کے خانے میں اوپر ہی پڑا تھا۔اس نے شناختی کارڈ نکال کر بغیر کسی تاخیر کے زپ بند کی اور بیگ کو بیڈ پر رکھ دیا۔

"زمل شوکت ولد میر شوکت علی"میر شوکت علی کا نام پڑھ کر وہ ایک لمحے کو چونکا۔

"یہ تو میر شوکت علی کی بیٹی ہیں،اتنے بڑے سیاستدان کی بیٹی اتنے سادہ سے حلیے میں تھی بڑی حیرانگی کی بات ہے"دل ہی دل میں سوچتا وہ یک دم اس دن کے فلیش بیک میں گیا جہاں وہ چادر میں ملبوس لڑکی اپنے آپ کو اس لڑکے سے بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔سوچ کو جھٹکا حال کے زینے پر واپس قدم رکھا اور ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

کالے رنگ کے سادہ کرتے پر آف وائٹ رنگ کا ویس کوٹ اور اسی کا ہم رنگ پاجامہ، پیروں میں پشاوری چپل اور کلائی میں چوڑے پٹے والے گھڑی پہنے وہ نہائیت مہذب سا معلوم ہوا تھا، فوجی کٹ بال اور کلین شیوڈ چہرہ، سیاہ بڑی آنکھوں میں بہت گہرائی تھی جیسے کچھ کر گزرنے کا عزم ہو اور بہت سارے راز ہوں جو سب پر آشکار کرنا اس کی فطرت میں شامل نہیں تھا، صاف گندمی رنگت اور چوڑی پیشانی اسے بارعب بناتی تھیں۔

سمیر کے لئیے خریدے ہوئے تحائف اور وہ بیگ اس نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھا اور اپنی امی جنہوں نے نکاح میں کچھ دیر بعد جانا تھا کو خداحافظ کہتا جانے کے لئے ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہو گیا، ان تمام تحائف کی وجہ سے بشری بیگم اس بیگ پر زیادہ غور نہیں کر سکیں اور شاید آزل نے انہیں بتانا مناسب بھی نہ سمجھا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے اس لڑائی کے بارے میں بھی وضاحت دینی پڑ جاتی اور اپنے معاملات وہ ہمیشہ سے خود ہی دیکھنے کا عادی تھا۔

www.novelsclubb.com

میر علی مینشن اور سمیر کے نکاح کا وینیو ایک دوسرے سے بالکل الٹ راستوں پر تھا، اسی لئے آزل نے پہلے زمل کی امانت لوٹانے کا ارادہ کیا کیونکہ تقریب میں کافی وقت باقی تھا۔ تقریباً بیس منٹ کی مسافت طے کر کے وہ میر علی مینشن پہنچ چکا تھا۔

وسیع پارکنگ ٹریک سے گزر کر اس نے رہائش گاہ سے قریب قریب سو میٹر دور اپنی گاڑی پارک کر کے وہ ملازمہ کی راہنمائی میں ڈرائنگ روم تک چلا گیا ہینڈ بیگ ہنوز اس کے ہاتھوں میں مقید تھا جواب وہ سامنے پڑے شیشے کے میز پر دھر چکا تھا۔

"آپ بیٹھیں میں چھوٹی بی بی کو بلاتی ہوں، آپ کے لیے چائے لاؤں یا کچھ ٹھنڈا پسند کریں گے آپ؟" ساجدہ نے مؤدبانہ انداز میں پوچھا اور جواب کا انتظار کرنے لگی۔

"نہیں کچھ نہیں چاہیئے بس آپ بی بی کو بلا دیں ان کی امانت لوٹا کر مجھے ایک ضروری جگہ جانا ہے" نظر اٹھائے بغیر اپنی گھڑی کو کلائی پر سیٹ کرتے وہ گویا ہوا، انداز سے عجلت نمایاں تھی۔

www.novelsclubb.com

مجھ سے کون ملنے آسکتا ہے؟دل ہی دل میں سوچتی وہ ڈائری پر لکھتے لکھتے رکی،ایک نظر تعجب سے ساجدہ کو دیکھا اور گویا ہوئی،

"کون ہیں؟اور کیا کہہ رہیں ہیں؟"نگاہیں ہنوز اس کے چہرے پر ٹکی تھیں۔

"بی بی جی انہوں نے کہا ہے آپ کی کوئی امانت لوٹانی ہے اور انہیں ذرا جلدی ہے،میں ذرا بیگم صاحبہ کا کام دیکھ لوں"اتنا کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئ۔

"میری بھلا کونسی امانت ہے؟"دوپٹہ درست کرتے اس نے پاؤں میں سلیپر ڈالا اور ڈرائنگ روم میں چلی گئ

"اسلام علیکم!آپ زمل شوکت؟"زمل کو اندر آتا دیکھ کر اس نے جھکی نظروں سے سلام کیا۔آزِل کے بیٹھنے کا سلیقہ اسے ڈسپلنڈ اور پُر وقار واضح کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام!جی میں زَمل ہوں آپ کو میرا نام کیسے پتہ چلا؟"اس نے کھڑے کھڑے حیرانی سے استفار کیا۔وہ پہلی نظر میں آزل کو پہچان گئ تھی۔

"وہ اس دن آپ کا بیگ زمین پر گر ارہ گیا تھا اور موقع ایسا نہیں تھا کہ میں آپ کو دے دیتا اس لئے میں نے اٹھا کر گاڑی میں رکھ لیا کہ موقع ملتے ہی آپ کی امانت لوٹا دوں گا، آج میں نے اس بیگ کی ایک زپ کھولی اور مجھے آپ کا آئی ڈی کارڈ مل گیا بس وہیں سے آپ کا نام اور پتہ معلوم ہوا" بات کرتے وقت اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"بہت شکریہ اس دن میری مدد کرنے کا اللہ نے آپ کو وہاں بھیجا تھا، اس دن اگر آپ اسے نہ روکتے تو میری دفاعی پوزیشن بہت کمزور تھی" ایک ہاتھ سے ماتھے پر آئی گھنگریالی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستی وہ آزل سے ہم کلام ہوئی، نظریں مسلسل سامنے پڑے شیشے کے میز پر مرکوز تھیں جہاں اس کا بیگ پڑا تھا۔

"ایسا آپ کے دماغ نے سوچا ہوا ہے اس لئے آپ کو ایسا لگتا ہے کہ آپ کمزور ہیں، ایک کمزور انسان اگر جسمانی قوت کی بجائے اعصابی قوت سے جنگ لڑے تو جیت جاتا ہے، ہمیشہ ہمارے جذبات اور بیان ہماری فطرت کے عکاس ہوتے ہیں" دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم جوڑے اس نے اپنا موٴقف پیش کیا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا؟" وہ الجھے انداز میں اپنی صوفے سے ذرا سا آگے سر کی۔

"مطلب یہ کہ اگر انسان کا یقین پختہ ہو کہ اللہ اسے نقصان نہیں پہنچنے دے گا تو یقیناً اسے کچھ نقصان نہیں ہو گا، باقی خوف پر قابو پانے کے لئے دماغی کنٹرول چاہئے جو صرف ایک انسان ہی خود اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے، مشکل ہے کہ یہ ذمہ داری کوئی بھی دوسرا انسان آپ کے لئے ادا کرے۔" پر اعتماد لہجہ اس کی بات کو بڑا با معنی کر دیتا تھا۔

"بیگ لوٹانے کا شکریہ یہ میرے ضروری کاغذات تھے اس میں۔" وہ اپنے سلیپرز کو گھورتی بولی۔

"وہ لڑکا، میرا مطلب وہ مال میں جو۔۔۔۔ ایم سوری اگر آپ کو برا لگا ہو تو" یہ پہلی بار ہوا تھا کہ بات کرتے وقت آزل کا اعتماد اس کا ساتھ دینے سے قاصر تھا، حالانکہ وہ سوچ کر آیا تھا کہ بیگ لوٹا کر فوراً واپس آجائے گا مگر تجسس کے ہاتھوں دماغ میں چلتا سوال زمل کے گوش گزار کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"ہاشم میرے تایا کا اکلوتا بیٹا ہے، اور اب منگیتر بھی ہے، میری اور اس کی سوچ اور طرزِ زندگی میں بے تحاشہ فرق ہے، اس کے لئے ایک نامحرم کا ہاتھ پکڑ لینا کوئی بڑی بات نہیں اور میرے لئے غلط ارادے سے اپنا نام بھی کسی غیر محرم سے سن لینا قیامت ہے، ان امیر لوگوں کی کھوکھلی سوسائیٹیز میں یہ سب

نارمل باتیں ہی ہیں اور میں ان تمام کے درمیان ابنارمل اور ان فٹ ہوں قصوروار کوئی نہیں بس شاید میں غلط گھر میں پیدا ہو گئی ہوں۔" دھیمے لہجے میں بھی اس کی آواز متحرک تھی اور تاثرات کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں تھا۔

"آپ کو میرا تعارف تو مل گیا ہے اگر بہتر سمجھیں تو اپنا تعارف کروا دیں تاکہ میں ماما کو آپ کے بارے میں بتا سکوں کیونکہ اگر مما کو پتہ چلا کہ ہاشم کی لڑائی آپ سے ہوئی تھی تو وہ پتہ نہیں کیا کریں گی۔" اپنے موڈ کو نارمل کرتے زمل نے بغیر کسی تاثر کے سوال کیا۔

"میں آزل عباس، ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے پی ایم اے سے پاس آؤٹ ہوا ہوں اور سیکنڈ لیفٹیننٹ ہوں، یہ میرے بابا نے ایک وزیٹنگ کارڈ میرے نام پر بھی بنوایا ہے باقی تھوڑی بہت تفصیل اس پر لکھی ہے۔" کارڈ کو میز پر رکھتے اس نے بات مکمل کی۔

"مجھے تھوڑا بہت اندازہ ہو گیا تھا آپ کے انداز سے کہ آپ غالباً ملٹری سے ہوں گے"

بات پوری کر کے وہ بیگ پکڑنے کو آگے بڑھی، کارڈ تھوڑا دور تھا اس لئے اس نے اسے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔

"امانت لوٹانے کا ایک بار پھر شکریہ اگر وقت ہے تو چائے پی کر جائیے گا" کہہ کر اس نے دوپٹے کا سر کتا پلو ٹھیک کیا اور ڈرائینگ روم سے چلی گئی۔اس نے کچھ محسوس کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ضرور محسوس کیا تھا کہ اس دس منٹ کی ملاقات میں ایک بار بھی آزل نے اس کو دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"ساجدہ مہمان کو باہر تک چھوڑ آؤ اور ایک کارڈ پڑا ہوگا ٹیبل پر ان کے جانے کے بعد میرے کمرے میں لے آنا" اطمینان سے کہتی وہ اپنے کمرے میں واپس چلی گئی۔

آزل نے بھی وہاں سے جانے کی تیاری کی اور سمیر کے نکاح کے لئے روانہ ہو گیا۔

بریگیڈئر حبیب رضا کے گھر کے لان میں نکاح کی تقریب کے لئے شامیانے سجائے جا چکے تھے، قطار در قطار کرسیاں بھی لگ چکی تھیں۔پودوں کے گرد خوبصورتی سے سجائے برقی قمقمے روشن ہو کر لان کے نظارے کو قابل دید بنا رہے تھے۔تمام مہمانوں کا انتظام لان ہی میں کیا گیا تھا۔اس وقت تک مہمانوں کی گہما گہمی شروع ہو چکی تھی،لان میں کھلے پھولوں کی بھینی بھینی مہک سے فضا میں پر کیف سماں طاری تھا۔

آتشی گلابی رنگ کی کامدار میکسی پر چھوٹے چھوٹے چمکتے ستارے آویزاں تھے جو روشنی پڑنے پر جگمگا اٹھتے تھے، اسی گلابی رنگ کے ساتھ اس میکسی کے بارڈر پر ہلکے سبز رنگی پھول تھے، گہرے سبز کھلے پاجامے کے پائنچوں پر کامدار زری کی ہلکی سی لکیر تھی۔

گلابی اور سفید رنگ کے ملاپ سے سجا دوپٹہ انتہاء کی نفاست سے اس کے سر پر اوڑھایا گیا تھا۔ پیروں میں اڑسا سنہری رنگ کھسہ اس کے لباس کی خوبصورتی کو مزید نکھار رہا تھا۔

کانوں میں پہنے چمکتے سنہرے رنگ جھمکے اور کلائیوں پر سجائے گہرے سرخ خوشبودار گلاب کے گجرے ہانیہ حبیب کو حسین بنا رہے تھے۔ وہ تیار ہو کر اپنے کمرے میں نکاح ہونے کے انتظار میں بیٹھی تھی۔

"تیار ہو گئی میری بیٹی" ثمینہ تائی کی آواز پر اس کی نگاہیں دروازے کی جانب اٹھیں۔

"جی تائی اماں کیسی لگ رہی ہوں میں؟" ایک نگاہ خود پر ڈالتے وہ سمیر کی امی اور رشتے میں لگتی اپنی تائی جان سے مخاطب ہوئی اور اٹھ کر ان کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

"پریوں جیسی پیاری اور میں ایک بات کہوں" وہ اس کے سر پر سے صدقے کے نوٹ وارتے ہوئے بولیں۔

www.novelsclubb.com

"جی کہیں "اس وقت اس کا ہاتھ اپنی تائی کے ہاتھ میں تھا۔

"تم میرے سمیر سے بھی زیادہ پیاری ہو مجھے، میں نے یہ بات کبھی سمیر سے نہیں کہی لیکن تمہیں اپنی بہو بنانے کے لئے میں نے اللہ سے بہت دعائیں مانگی ہیں اور دیکھو آج میری خوشی، میرے بیٹے کی بیوی میرے آگے دلہن بنی کھڑی ہے "ہانیہ کے ہاتھوں پر اپنی نرم و شفیق گرفت کو مضبوط کرتے انھوں نے اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا تائی اماں کہ میں بہت خوش قسمت ہوں جو میری زندگی میں یہ دن آیا "اس کا لہجہ خوشی سے سرشار تھا۔

"میرا بیٹا بہت خوش قسمت ہے جو اس کے دل اور نصیب میں تم آئی ہو، اور ہانیہ شکر اس بات کا کیا کرو کہ اللہ نے تمہیں رشتوں اور ان سے جڑے رویوں کی آزمائش سے بچایا ہے ورنہ الفاظ کے تیر اچھی خاصی عورت کو بے قدر اکرکے بیکار کر جاتے ہیں "وہ ہانیہ کی آنکھوں میں دیکھتیں مسکراتے ہوئے بولیں۔ہانیہ کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں میں انتہاء کی چمک اتری اور کیوں نہ اترتی جب اس کی زندگی میں شامل ہونے والے رشتے اسے اتنا مان دیتے تھے۔اور بات بالکل سچ ہے ایک عورت کو مال و

دولت، اونچے بڑے گھروں، اور گاڑیوں سے بڑھ کر محض مخلص ترین لوگوں کا ساتھ ہی چاہئیے ہوتا ہے اگر محبت کی تاثیر کا اثر دیکھیں تو وہ خالصتاً دلوں کو محبت جیسے خوبصورت اور حسین جذبوں سے گرماتا ہے۔ مخلصی کا اثر دل سے بڑھ کر دنیا کی اور کوئی بھی شے اپنے اندر جذب کر ہی نہیں سکتی۔

نکاح ہانیہ کے گھر پر منعقد ہوا تھا لہذا آزل کو وہاں کا پتہ بتا دیا گیا تھا، گاڑیوں کی قطاروں اور رنگ برنگ روشنیوں سے اسے گھر کا با آسانی پتہ لگ گیا۔ سمیر کو فون کرنے پر اس کا نمبر مصروف جا رہا تھا۔ وہ گھر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ دائیں جانب لان کی جانب بڑھا جہاں فی الوقت صرف بچوں کا ہجوم تھا غالباً سب ابھی گھر کے اندر ہی تھے۔ یوں خود سے گھر کے اندر جانا اس نے مناسب نہیں سمجھا لہذا وہ لان میں بچھی کرسی پر براجمان ہو کر سمیر کو فون کرنے لگا۔

"السلام علیکم! آپ آزل بھائی؟" ارحم جو سمیر ہی کے کہنے پر باہر آیا تھا آزل کو دیکھ کر اس کی جانب بڑھا اور سوالیہ انداز میں اس کا نام پوچھا۔

"وعلیکم السلام! جی آزل عباس سمیر کا دوست" اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے اس نے اپنا تعارف کروایا۔

"میں سمیر بھائی کا کزن ہوں ارحم اور اب ان کا سالا بھی آپ میرے ساتھ آجائیں بھائی اپنے کمرے میں ہیں" یہ بات کرتے ہوئے وہ قدرے مسکرایا۔

"خوش آمدید لیفٹین صاحب "انداز مزاقاً کیڈٹس والا اپنایا گیا۔"

"شکریہ جناب لگتا ہے ٹریننگ کے دن ابھی بھی دماغ میں سب سے اوپر ہیں "اس کی جانب بڑھتے ہی آزل نے مسکرا کر کہا۔

"یار اتنی اوکھی ٹریننگ کر کے آئے ہیں ابھی بھی ایسے ہی لگتا ہے کہ پی ایم اے میں رگڑا کھانا ہے تھوڑے دنوں بعد، خیر یہ بتا کہ میں لگ کیسا رہا ہوں ؟"

www.novelsclubb.com

"ابھی آج تو بھول جا ٹریننگ اور اچھا لگ رہا ہے بلکہ نہیں اچھا خاصہ ہینڈ سم لگ رہا ہے"۔اس کو اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھتے آزل نے اپنی رائے دی۔

آف وائٹ رنگ کی شیر وانی پر گہرا میرون شیڈ کا ویس کوٹ اور آف وائٹ پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تھا، پاؤں میں پہنی پشاوری چپل کا رنگ گہرا براؤن تھا۔اونچا قد، آزل ہی کی طرح کے کیڈٹ کٹ بال ،صاف گندمی رنگت اور چہرے پر ہلکی سی داڑھی نمایاں تھی نقوش اس نے اپنی ماں سے لئے تھے تیکھی

ناک اور چوڑی پیشانی، دیکھنے والا ایک بار تو اسے بغور دیکھتا باقی ایک نکھار تھا جو ملٹری کے شعبے سے تعلق جڑنے کے بعد اس کی شخصیت پر واضح اثر ڈالتا تھا۔

"حدید کا فون آیا؟ کب تک آئے گا وہ؟" آزل نے سمیر سے اپنے تیسرے دوست کے بارے میں پوچھا جو انہی دونوں کے ساتھ پاس آؤٹ ہوا تھا۔

"محترم حدید کرمانی حسبِ معمول لیٹ ہیں اور ابھی راستے میں ہیں" سمیر نے آزل کو طنزاً اُس کی حرکتوں سے آگاہ کیا۔

"مجھے لگتا ہے یہ آدمی مولوی صاحب کے بھی بعد آئے گا آج آنے دو ذرا اس کے ساتھ مل کے دو دو ہاتھ کرتے ہیں"۔ آزل کی بات پر دونوں کا بھرپور قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔

"سمیر بھائی آجائیں مولوی صاحب آگئے ہیں" ارحم جلدی جلدی میں بتا کر کسی کام سے چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھا کیا کہا تھا میں نے، یہ جو ہمارا اکلوتا، کنوارہ اور سست قسم کا دوست حدید ہے نہ یہ مولوی صاحب کے بھی بعد انٹری مارے گا چلو تمہاری آزادی کا وقت ختم ہوا مولوی صاحب کو تمہارا انتظار ہے" آزل نے بھرپور موڈ میں کہہ کر قہقہہ لگایا اور سمیر کے ساتھ لان میں چل دیا۔

ان دونوں کے لان میں پہنچتے ہی حدید بھی پہنچ گیا اور اب وہ انہی کی طرف آگیا۔

"السلام علیکم برادرز! امید ہے میں ٹائم پر پہنچنے میں کامیاب ہوا ہوں" ایک ازلی مسکراہٹ جو اس کی سب سے قابل ذکر خوبی تھی کو چہرے پر سجائے انتہائی معصومیت سے گویا ہوا۔

"وعلیکم السلام! ہمیں لگا کہ تقریب ختم ہوتے ہی تم اپنی انٹری درج کرواؤ گے مگر تم نے تو یار ہم دونوں کو غلط ثابت کر دیا اس بات پر تالیاں تو بنتی ہیں" اس سے بغل گیر ہوتے سمیر نے طنزاً مزاق کیا۔

آہم آہم، میرے خیال میں بریگیڈئر صاحب ہماری ہی طرف دیکھ رہے ہیں، سمیر اپنے سسر کے پاس" چلا جا اس سے پہلے کے یہیں کلاس لگ جائے" آزل نے زمین کو گھورتے ہوئے ان کو اس خطرے کی جانب متوجہ کیا۔

"اب میرے چاچو اتنے بھی ڈاڈھے نہیں لیکن چلو اب ذرا میں سٹیج سے ہو ہی آؤں" آہستگی سے کہتا سمیر ان دونوں کو کرسیوں تک چھوڑ کر نکاح خوان کے پاس بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"عباس گروپ آف کمپنیز نام سنا سنا لگ رہا ہے کافی" کارڈ کو بغور دیکھتے وہ منہ ہی منہ میں بولی۔

"اوہ تو یہ فوجی ایک بہت بڑے بزنس مین کا بیٹا ہے، حیرت ہے اسے فوج میں آنے کی کیا ضرورت تھی؟"خوشگوار حیرت سے مسکراتے ہوئے اس نے کارڈ کو دوسری جانب ٹاس کیا اور پھر سے اسے دیکھنے لگی، وہاں آزل اور اس کے والد کا کانٹیکٹ نمبر درج تھا۔

کارڈ کو اپنے ہینڈ بیگ میں سنبھالتی وہ ڈائری لکھنے میں مصروف ہو گئی۔

اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی وہ خوشگپیوں میں مصروف تھی اور ساتھ ہی ساتھ اپنی کلائیوں پر پہنے گجروں کو ٹھیک کر رہی تھی۔

"اجازت ہے؟"دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر اس نے اندر آنا چاہا۔

"جی بالکل"مختصراً کہہ کر ہانیہ نے اپنی سہیلیوں کو الوداع کہا۔

www.novelsclubb.com

اس پر پہلی نگاہ ڈالتے سمیر کا دل ایک لمحے کو دھڑکنا بھول گیا، ایک پل کا عرصہ لگا اسے یہ باور کرنے میں کہ سامنے کھڑی ہانیہ اس کی بیوی بن چکی ہے، یقین تھا کہ آنکھوں میں اترنا مشکل تھا، حیران تھا کہ کیا واقعی ہی دعائیں یوں بھی روبرو آکھڑی ہوتی ہیں، وہ لمحہ اگر خواب تھا تو اس خواب سے بیدار ہونے کو

قیامت سمجھتااور وہ لمحہ اگر حقیقت تھاتو دنیا کی ساری دولت اس کے قدموں میں ہوتی تب بھی شاید کوئی معنی نہ رکھتی۔ یہ صرف اس رشتے کی پاکیزگی اور خوبصورتی تھی کہ اس کی محبت اس رشتے میں بندھ جانے کے بعد اور بھی گہری ہوتی معلوم ہوئی تھی۔ نہیں یہ کوئی سراب نہیں تھا یہ اسکی قسمت تھی، اس کا یقین تھا اپنے رب پر اور پھر جو یقین کرتا ہے وہ اپنی من پسند منزلوں کا حقدار بن جاتا ہے۔

"مبارک ہو ہانیہ سمیر احمد "اس کی آنکھوں میں دیکھتے سمیر نے دھیمے سے کہا۔

"خیر مبارک، چلے گئے آپ کے دوست "شرماتے ہوئے اس نے اپنی بات بدلی۔

"ہاں چلے گئے وہ سب، یہ ایک بات بتاؤ ہانیہ تمہیں اتنی شرم کیوں آتی ہے؟"اس کی کیفیت کو بھانپتے ہوئے سمیر نے مسکرا کر پوچھا۔

"مذاق اپنی جگہ لیکن میں ایسی ہی ہوں، آپ نے بتایا نہیں کہ میں کیسی لگ رہی ہوں؟"اپنے گجروں کو درست کرتی وہ جوش سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"خوبصورت لفظ چھوٹا ہے تمہارے لئے، حسین لگ رہی ہو تم "اس کا ایک ایک لفظ محبت کی چاشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔

"بہت شکریہ لیفٹینینٹ صاحب"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں تم بیٹھ جاؤ"،اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے وہ ہانیہ سے مخاطب ہوا،
ہانیہ نے گردن اٹھا کر اس کی جانب دیکھا

"ایک وعدہ کرو گی مجھ سے؟"اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر وہ گویا ہوا،اس بار لہجہ ذرا سنجیدہ تھا۔

"جی بولئے کیا وعدہ کرنا ہے؟"وہ اس کے تھامے ہوئے ہاتھ پر نظر گاڑھے بڑی آہستگی سے بولی

"جہاں نماز میں اپنے لیے دعا مانگو میری کامیابی کے لئے بھی ہر بار دعا کرنا،مجھے پتہ ہے ہانیہ اللہ تمہاری دعائیں بہت جلدی سنتا ہے اس لئے مجھ سے وعدہ کرو اپنی کسی دعا میں مجھے نہیں بھولو گی"مسکرا کر اس نے اپنی بات مکمل کی ہانیہ کا ہاتھ ہنوز اس کے ہاتھ میں تھا۔

"بس اتنی سی بات تھی،آپ کبھی کبھی واقعی میں عجیب باتیں کرتے ہیں یہ کام تو میں آپ کے کہے بغیر بھی کرتی ہوں"وہ الجھے سے انداز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"ہانیہ تمہیں معلوم ہے میری نظر میں کامیابی کیا ہے؟"ایک عجیب سی چمک در آئی تھی اس کی آنکھوں میں، جیسے اس کے کچھ بھی کہنے سے پہلے اس کی آنکھیں سب بول پڑیں گی،پر جوش سا ہو کر وہ پھر گویا ہوا،

"میرے نذدیک کامیابی صرف آخرت میں کامیاب ہونا ہے،اور مجھے یہ کامیابی شہادت کی صورت میں حاصل کرنی ہے،ہانیہ مجھے اس دنیا کی سب سے بہترین موت کی تمنا ہے، تمہیں پتہ ہے صحابہ اکرام کتنی دعائیں کرتے تھے شہید ہونے کے لئے،اور میرے سب سے پسندیدہ صحابی اسی لئے تو حضرت عمراور حضرت حسین اور حضرت علی رضی اللہ ہیں،خالد بن ولید جیسا توکل چاہیے مجھے،میں چاہتا ہوں قیامت کے دن میں بغیر حساب کتاب کے بخشا جاؤں ہانیہ مجھے اس دن اللہ کے عرش تلے تھوڑی سی جگہ چاہیئے بس اور کچھ بھی نہیں مانگا میں نے اور میں چاہتا ہوں تم میری اس کامیابی کے لئے دعا کرو"وہ پر جوش سا اپنی تمنائیں بیان کر رہا تھا،اس وقت ہانیہ کو سمیر اس چھوٹے سے بچے جیسا محسوس ہوا تھا جو اپنے من پسند کھلونے کو خریدنے کے لئے پر جوش سا اس کی خصوصیات اپنے والدین کو بتاتا ہے،مگر فرق صرف اتنا تھا کہ وہ انسان جو بات کر رہا تھا وہ بہت بڑی تھی،بہت انوکھی تھی،کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی انسان ہے جو سب کو ہنسانے کا ہنر جانتا ہے اس وقت اگر اسے کوئی وہ انسان دیکھتا جس نے بس اسکو ہنستے

ہنساتے ہی دیکھا تھا تو حیران ہو جاتا۔ کیا نہیں تھا اس کے ان الفاظ اور احساسات میں، ایک الگ سی دنیا تھی جو عام انسان کی سوچ وافکار سے بہت وسیع تھی، کیا دیوانگی تھی، کیا خلوص تھا کہ اس کے دل میں کہ اسے اس بات سے بھی فرق نہیں پڑا کہ سامنے اس کی نئ نویلی دلہن عروسی جوڑے میں سجی اس کے لئے بیٹھی ہے، وہ اپنے دل کو کھولتا ہی صرف ان لوگوں کو سامنے تھا جو اس کے ان پاک اور مقدس ترین جذبوں کی قدر کرنا جانتے ہوں، وہ بخوبی جانتا تھا کہ کچھ جذبے اس کے دل میں بے قدری کے لئے راسخ نہیں ہوئے بلکہ اس کے کندھے پر ذمہ داری تھے کہ وہ خود بھی ان کی قدر کرے اور اپنے ارد گرد کے لوگوں کو بھی ان کی اہمیت باور کروائے اور سمیر احمد اپنی ذمہ داریوں کا کتنا پکا تھا یہ بات تو صرف پیدا کرنے والا خالق ہی جانتا تھا۔

"تم سمجھ رہی ہو نہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟" اس کے ہاتھ کو نرمی سے دباتے ہوئے وہ اسے خیالوں کی دنیا سے باہر لایا۔

www.novelsclubb.com

"جی میں سمجھ رہی ہوں میں آپ کی کامیابی کے لئے دعا کرتی رہوں گی انشاءاللہ" اس نے اپنی گردن کو تھوڑا جھکا لیا کہ مقابل بیٹھا شخص اس کی آنکھوں میں اترتی نمی نہ دیکھ لے۔

"مجھے پتہ ہے ہانیہ تم مجھ سے بھی زیادہ بہادر ہو،ایک بہت بہادر باپ کی بیٹی ہو اور اب ایک فوجی کی بیوی ہو تم اپنے دل کو مضبوط رکھو گی،ایک فوجی کی بیوی کو بہادری زیب دیتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم مجھے کبھی مایوس نہیں کرو گی۔"اس کے انداز میں تاکید تھی۔

"ہاں آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ سے شادی کی ہے بہادر تو ہونا پڑے گا تائی جان نے بولا تھا مجھے کہ اللہ کا شکر ادا کرنا تمہاری آزمائش رشتے اور ان سے جڑے رویئے نہیں بنے،مجھے اب سمجھ آئی ہے کہ میری آزمائش کیا ہے،میری آزمائش بہادر بن کر رہنا ہے اور دیکھنا میں آپ کو بہادر بن کر دکھاؤں گی انشاءاللہ،اور ویسے بھی ایک کامیاب مرد کے پیچھے عورت کا ہی ہاتھ ہوتا ہے"اس سنجیدہ ماحول کو معمول پر لانے کے لئے ہانیہ نے جتاتے ہوئے کہا،اور وہ کامیاب بھی ہوئی تھی۔

"بہت خوب مجھے تم سے یہی امید تھی میں یہ ایک تحفہ لایا تھا تمہارے لئے کھول کر دیکھو کیسا ہے؟"

ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے ڈبے کو دیکھتے اس نے ہانیہ سے کہا اور جا کر وہ اٹھا لایا۔

"بہت خوبصورت ہے یہ تو سمیر، تھینک یو سو مچھ"ڈبے کو کھول کر اندر پڑی چیز کو دیکھتے وہ بے اختیار بولی۔

وہ سونے سے بنا لاکٹ واقعتاً بہت خوبصورت اور نفیس تھا، لمبی سنہری چین اور لاکٹ پر لگا وہ سفید موتی انتہاء کا خوبصورت تھا اور خریدنے والے کی پسند کو واضح کر رہا تھا۔

"مجھے اچھا لگے گا اگر تم اسے الماری میں سنبھالنے کی بجائے اپنے گلے میں پہنو گی" اس کی نگاہیں ہانیہ کی جانب تھیں۔

"کیوں نہیں میں اسے ہر وقت پہنوں گی ایک بار پھر سے شکریہ یہ سب میرے لئے بہت زیادہ ہے۔" تشکر سے بولتی وہ ہار اپنی گردن میں ڈال چکی تھی۔

"اچھا لگ رہا ہے مگر تم سے کم، اپنا خیال رکھنا پھر ملاقات ہوتی ہے" اس کا ہاتھ ایک بار پھر تھام کر اپنے لبوں سے لگایا اور چھوڑ دیا۔

وہ کمرے سے جا چکا تھا مگر اس کے الفاظ ابھی بھی ہانیہ کے ذہن میں تازہ تھے وہ خود تو چلا گیا مگر اپنے احساسات وہیں ہانیہ کے پاس چھوڑ آیا، کمرے میں پھولوں کے ساتھ ساتھ چلے جانے شخص کی مخصوص سی خوشبو بھی نمایاں تھی وہ ہمیشہ جاتے ہوئے اپنے نشان اور یادیں یوں ہی چھوڑ جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"نہیں پھر بھی ایسا کیا کام آن پڑا تھا اسے کہ چھ سات مہینے کے لئے جانا پڑ رہا ہے؟" اپنے شوہر سے بات کرتے ہوئے اقرا بیگم کی آواز میں فکر مندی واضح تھی۔

"اقرا کاروباری سلسلے ایسے نہیں چل پڑتے کہ گھروں میں بیٹھے رہو اور پیسہ آتا رہے گا، جانا پڑتا ہے باہر کے ملکوں میں اور ویسے بھی اپنی بیٹی کے مستقبل کے لئے تو ہم جتنا کریں اتنا کم ہے" سگار کا کش بھرتے ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر دھرتے وہ بے فکری سے بولے۔

"زمل کا نکاح ڈھیلے ہو جائے گا اس بارے میں کچھ سوچا ہے؟ یہ بھی اس کے مستقبل کا سوال ہے" لہجہ ہنوز فکر مند تھا۔

"اقرا میں اپنی بیٹی کا اچھا برا سوچ سکتا ہوں لیکن ہاشم کا جانا بہت ضروری ہے اور تب تک زمل کی پڑھائی پوری ہو جائے گی آخری سال ہی تو چل رہا ہے، تب تک ہاشم بھی اور سٹیبل ہو جائے گا تم فکر نہ کرو ،ویسے بھی میں کسی جگہ بھی اپنا نقصان نہیں ہونے دیتا" اب کی بار راکنگ چیئر کی ٹیک چھوڑتے وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

www.novelsclubb.com

"چلیں جیسا آپ کو مناسب لگے میں ذرا فون سن کر آئی" سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ کر ان کے چہرے پر بشاشت کے آثار واضح ہوئے۔

"نہیں نہیں مجھے کوئی مسلئہ نہیں ہے شوکت سے بات ہو گئی ہے میری، کب کی فلائٹ ہے اس کی؟" نائمہ سے بات کرتیں وہ ٹیرس کے چکر کاٹ رہیں تھی۔

"بس کل کا دن ہے اس کے پاس، میں بھی اس کی پیکنگ میں مدد کر رہی تھی پرسوں دوپہر کی فلائٹ ہے" چائے کا گھونٹ بھرتیں وہ تحمل سے بولیں۔

"چلو صحیح ہے خیریت سے ہو کر آجائے کامیاب ہو کر پھر کر لیں گے بچوں کی شادی، شوکت کہہ رہے تھے ہاشم کا ہی فائدہ ہے اس بات میں اب ہمیں تو بچوں کی خوشی ہی دیکھنی ہے نہ، چلیں میں پھر بات کرتی ہوں آپ ہاشم کی مدد کریں وہ آواز دے رہا ہے شاید" پیچھے سے آتی آواز پر انہوں نے اجازت چاہی۔

"ٹھیک ہے اقرا، زمل کو بھی بتا دینا میں پھر لگاؤں گی چکر ہاشم کے جانے کے بعد۔" ہاشم کو ایک منٹ رکنے کا اشارہ کر کے انہوں نے فون بند کر دیا۔

www.novelsclubb.com

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"جی ماما کیسا رہا فنکشن ؟" واپسی پر وہ بشری کو اپنے ساتھ لے کر گھر جا رہا تھا۔

"ہاں بہت اچھا رہا، ماشاءاللہ دونوں بچے بہت خوش لگ رہے تھے اور سج رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ " ونڈ سکرین سے باہر دیکھتے ہوئے انہوں نے جواب دیا۔

"حدید لاہور میں رہتا ہے ؟" آزل کی جانب دیکھتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

"نہیں لاہور میں اس کی دادی کا گھر ہے رہتا تو وہ اسلام آباد میں ہے بس پاس آؤٹ ہونے کے بعد ان سے ملنے گیا ہوا تھا" وہ نگاہیں ونڈ سکرین پر مرکوز رکھتے مخاطب ہوا۔

" صحیح ہی ازاے ہینڈسم بوائے، بڑی خوش اخلاقی سے ملا مجھے ماشاءاللہ سمیر بھی بہت اچھا، بڑا ڈیسنٹ بچہ ہے، خیر اس سے تو میں پہلے بھی ملی ہوئیں ہوں "اس وقت وہ اپنی رائے کا اظہار کر رہی تھیں۔

"ہاں یہ دونوں بڑے اچھے دوست ہیں میرے،. بہت اچھا وقت گزرا ہے ان کے ساتھ اور مزے کی بات ہے ہماری پوسٹنگ بھی ایک ہی جگہ ہوئی ہے ایک ہی یونٹ میں۔" سگنل پر گاڑی روکتے وہ بشری کی جانب دیکھ کر بولا۔

"ہاں یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔۔۔آزل، حدید کے فادر کیا کرتے ہیں؟"اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کو انہوں نے پوچھا۔

"فیصل کرمانی ہے اس کے بابا کا نام میرے خیال میں ڈیڈ جانتے ہوں گے اس کے بابا کو، بزنس ہی کرتے ہیں ہماری طرح"اشارہ سبز ہوتے ہی وہ پھر سے رواں دواں ہو گئے۔

"اچھا ماشاءاللہ، پوچھوں گی میں حیدر سے"وہ مختصراً کہہ کر خاموش ہوئیں۔

باقی راستہ بھی انھوں نے یوں ہی باتوں میں گزارا تھا۔

"آسیہ آج میں بہت خوش ہوں ہاشم جا رہا ہے ملک سے باہر وہ بھی چھ سات مہینے کے لئے"۔آسیہ کے کمرے میں آتے ہی وہ گویا ہوئی، زمل کے چہرے پر آج بہت عرصے بعد خوشی آئی تھی اس کی حالت اس پھول جیسی تھی جو قحط کے دنوں میں مرجھا گیا ہو اور اچانک بارش ہونے پر کھل اٹھے۔

"اب میں اس بارے میں سوچ سکوں گی میں اپنی پڑھائی پوری کروں گی، سچ بتاؤں مجھے لگتا ہے زندگی میں کوئی ایک چھوٹی سی ہی سہی لیکن صرف اللہ کی رضا کے لئے کی ہوئی نیکی کام آگئی ہے میرے، یا کوئی

سچے دل سے مانگی ہوئی دعا پوری ہوئی ہے، آسیہ آج تو ایسے لگتا ہے کہ اللہ صرف میرا ہے اور وہ میرے پکارنے پر ساری دنیا کو چھوڑ کر میری ہی جانب متوجہ ہو جاتا ہے"۔اس کی پر جوش سی بھوری آنکھوں میں خوشی کی واضح نمی اترتی دکھائی دی تھی۔

"بالکل فرعون کے گھر میں ہی تو موسی کو بھیجا جاتا ہے تا کہ حق اور باطل الگ الگ ہو جائیں، زمل آپکو اس وقت کے فرعون کے مقابلے میں موسی کا کردار ادا کرنا ہے، بڑے حوصلے اور ہمت کے ساتھ اور پتہ ہے اللہ آپ پر آپ کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا بس آپ اللہ کا نام لے کر حق کا ساتھ دیں اللہ مدد کرے گا"مسکراتے مگر مضبوط لہجے میں بولتی آسیہ صوفے پر جا بیٹھی اور اپنے آپ کو بیڈ پر بیٹھی زمل کے روبرو کیا۔

"کبھی کبھی تم ایسی بات کر دیتی ہو کہ میں حیران ہو جاتی ہوں، موسی اور فرعون مطلب حق اور باطل، مطلب دنیا اور آخرت، مطلب جزا اور سزا اور یہ تو امتحان ہی کی جگہ ہے آسیہ دنیا تو امتحان ہی کی جگہ ہے، ایک بات بتاؤں تمہیں، امتحان صرف میرا نہیں امتحان تو آج کے فرعون کا بھی ہے مگر آسیہ میں

نہیں چاہتی کہ آج کا فرعون اس وقت کے فرعون کی طرح عبرتناک موت مرے، کیا کوئی ٹھوکر میرے بابا کو بچا نہیں سکتی؟"اس کی آنکھوں میں دیکھتے زمل نے اپنی بات پوری کی۔

"اللہ کرے زمل آپ کے بابا کو ہدایت مل جائے ورنہ ہدایت تو وہی حاصل کر پاتا ہے جو اس کی طلب بھی رکھتا ہو بھلا کبھی طلب کے بغیر بھی کوئی کچھ حاصل کر جانے کی تمنا کرتا ہے؟" جھکی نظروں سے آسیہ نے بات مکمل کی اور خاموش ہو گئی۔

"ہمم صحیح کہہ رہی ہو جو اللہ مجھے آج بچا سکتا ہے وہ مجھے آگے بھی تو بچائے گا،بس یقینِ محکم کے ساتھ دعائیں کرنی ہیں تو میں یہ کام جی جان سے کروں گی ان شاءاللہ" مسکرا کر بولتی وہ بیڈ پر سے اٹھی اور وارڈروب میں سے کوئی چیز ٹٹولنے لگی۔

"زمل مجھے ایک کام سے جانا ہے میں پھر آجاؤں گی" وہ کہتے ہوئے اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ٹھیک ہے آسیہ لیکن دعا کرتی رہنا میرے لئے، تمہاری کلاسز کب سے سٹارٹ ہیں؟"اس کی جانب مڑتے ہوئے زمل نے استفار کیا۔

"میری اگلے ہفتے سے ہیں، میں چلتی ہوں آپ اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ "مختصراً کہتی وہ کمرے سے چلی گئی۔

"کہاں گیا میرا گرین سکارف "منہ میں بڑبڑاتی وہ پھر سے الماری کی چیزیں ٹٹولنے لگی۔

"تمہارا اصل کام وہاں سے ٹریننگ لینے کا ہے، سمجھ رہے ہو؟"کمال احمد کی دوٹوک آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"میں سمجھ رہا ہوں مگر یہاں کا سارا کام سنبھالنا تمہارا کام ہے، میں نہیں چاہتا کہ جو کام ہم نے جان کو داؤ پر لگا کر کئے ہیں وہ غارت ہو جائیں "ایک ہاتھ میں موبائل اور دوسرے ہاتھ سے سٹئیرنگ کو تھامے ہاشم نے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

کمال میری بات یاد رکھنا اگر کسی کو بھی ہمارے اس کام کا پتہ چلا تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گا اور ویسے بھی اس وقت جو شک کی کڑیاں ہیں وہ تمہارے اوپر ہی ٹوٹتی ہیں تم گڑبڑ کر کے صرف اپنے آپ کو مرواؤ گے "ایک مسخرانہ قہقہ ہوا میں بلند کرتے وہ بے فکری سے بولا۔

یہ کام شوکت چاچو اور تمہارا ہے کہ ساری دنیا یہ سمجھے کہ میں انگلینڈ میں ہوں، جہاں میں ابھی جا رہا ہوں وہاں کا کسی کو بھی نہیں معلوم ہونا چاہیئے" اس بار ہاشم کا انداز تاکیدی تھا۔

"تمہارے ساتھ کام کرنے سے پہلے بھی میں ایسے کام آرام سے کر چکا ہوں اس لئے میرے کام پر شک نہ کرنا میں اس دنیا کا پرانا باسی ہوں اور تم ابھی الف بے سیکھ رہے ہو اس لئے مجھے مت سمجھاؤ اور اچھے سے ٹریننگ لے کر آؤ یہ کام اتنا آسان نہیں اور بغیر لڑائی سیکھے تو بالکل بھی نہیں وہاں پہنچنا اور پھر رابطہ کرنا میرا آدمی تمہاری بات کروا دے گا ہم سے" کمال نے ماہرانہ انداز اپنایا تھا۔

اور وہ واقعی اس کالی، اندھیر نگری میں بے باکی اور تکبر سے گھومتا اپنے آپ کو سمگلنگ کی دنیا کا بے تاج بادشاہ تصور کرتا تھا بس اسے کسی لالچ اور حوس کے پجاریوں کی تلاش تھی جو ہاشم اور شوکت کی شکل میں اس کا آسرا بنے تھے۔ مفاد کے کالے سمندر میں آنکھ بند کر کے کودنے والے اپنے آپ کو جس گہرائی میں دھکیل رہے تھے انہیں شاید خود بھی معلوم نہ تھا کہ سمند کتنا گہرا ہے کیونکہ اس سمندر میں کودنے کی شرط ہی صرف اتنی سی تھی کہ آنکھ پر پٹی اور دل پر تالا مار کر کودنا ہے۔ کون جانے ہے اپنا انجام؟ ڈوبنے تک تو فرعون بھی خود کو بادشاہ سمجھتا تھا۔

"سننے میں آرہا ہے کہ ہماری پوسٹنگ وزیرستان ہو رہی ہے؟" گرما گرم کافی کے تین کپ ٹرے میں رکھ کر لاتے ہوئے آزل نے دونوں سے کہا۔

نومبر کا سورج چڑھتے ہی پورے ملک کی طرح اسلام آباد میں بھی خنکی بڑھتی محسوس ہوئی تھی، وہ تینوں عباس ولا زمیں بیٹھے خوشگپیوں میں مصروف اپنی چھٹیوں کے کچھ آخری دن گزار رہے تھے، وسیع چھت پر بچھی ان کرسیوں پر وہ تینوں ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے تھے، سامنے کی جانب دور مگر واضح نظر آتے مارگلہ کے پہاڑ اور سائیں سائیں چلتی ٹھنڈی مگر پر سکون ہوا ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی۔

پاسنگ آؤٹ کے بعد ان کی پوسٹنگ بہاولپور ہوئی تھی مگر اب سات مہینے گزر جانے کے بعد ان تینوں کو دیگر کولیگز کے ساتھ شمالی وزیرستان ریفر کیا جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ہارڈ ایریا کی پوسٹنگ ہے جس کے لئے میں کافی ایکسائٹڈ ہوں" آزل سے کافی کا کپ پکڑتے سمیر پر جوش سا بولا۔

"صرف تم نہیں ہم بھی بہت پرجوش ہیں،اس علاقے میں توریسکیو اور انٹیلیجنس آپریشنز کا بھی چانس ہوتا ہے، لگتا ہے اللہ موقع دے رہا ہے ملک کے لئے کچھ کرنے کا" حدید نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"یار ٹھیک کہہ رہے ہو تم دونوں، میں تو اسی دن کے انتظار میں تھا کہ کب ہم ہارڈ ایریا میں ڈیوٹی کریں گے ،جسٹ وانٹ ٹو پرووڈیٹ وائی آئی ایم ان خاکی" بات کرتے ہوئے آزل کا انداز بے انتہا بے باک اور پرجوش تھا۔

"ویسے اس سیریز میں پاکستانی ٹیم کو کافی جان مارنی پڑے گی،ساؤتھ افریقہ کوئی آسان ٹیم نہیں ہے کیوں سمیر؟" دونوں ہاتھوں کو کرسی کے بازؤں پر دھرتے حدید نے استفار کیا۔

"ہاں یار ڈو پلیسس اور ڈیویلئیر زاچھی پارٹنرشپ کر گئے تو ان کے اوپنرز کا بھٹہ بیٹھ جانا ہے" سمیر بھی اب موضوع پر شروع ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ نہیں یار عامر اچھی بال کرتا ہے جلدی آؤٹ کر لے گا بس ذرا اچھی سٹریٹیجی سے کھیلیں، سپنرز نے اچھے آورز نکال لئے تو آدھی ٹیم ویسے پویلین پہنچ جائے گی" آزل کا تجزیہ اب درمیان میں شامل ہو چکا تھا۔

شام کے سائے گہرے ہوتے ہی خنکی بڑھنے لگی تھی ہلکی سی سرمئی گھٹا آسمان پر نمودار ہونے لگی، جس کی وجہ سے وہ تینوں اٹھ کر نیچے چلے گئے۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

فجر پڑھ کر وہ تھوڑی دیر جائے نماز پر ہی بیٹھی رہی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں مگر آج اس کی یونیورسٹی میں آخری امتحان تھا اس لئے اسے تیار ہونا تھا، اسنے ہمت اکھٹی کی اور اٹھ کر کچن میں چلی گئی، کافی کا پانی گرم کرنے کی غرض سے چولہے پر رکھا اور اونگھتے ہوئے سویٹر کی سلیوز کو ہاتھوں پر کیا، فریش ہونے کی غرض سے وہ کچن سے ملحقہ ٹیرس پر چلی گئی، گہرا نیلا فلک اس کی آنکھوں کو اطمینان بخشنے لگا، کوئل کی آواز کہیں دور سے آتی سنائی دی تھی مگر اس کی نسبت چڑیاں لان کے کسی درخت میں بنے گھونسلے میں بیٹھیں چہچہا رہی تھیں، وہ نظر بھر کر اس منظر کو اپنی آنکھ اور دل میں سمونا چاہتی تھی،

www.novelsclubb.com

آنکھوں کو ویرانی کے گہرے جنگل سے نکال کر اس تالاب میں بھگونا چاہتی تھی جس میں کھو جانے کے بعد نکلنے کا تصور ختم ہو جائے۔ یخ بستہ ہوا کے بمشکل تین چار تھپیڑے کھا کر اس کی آنکھوں سے نیند کے آثار اوجھل ہوئے اور وہ واپس کچن میں ابلتے پانی میں کافی ڈالنے کو دوڑی تھی۔

ناشتے کا ٹرے سجائے وہ کمرے میں داخل ہوئی گھڑی پر پانچ ہونے والے تھے جلدی جلدی ناشتہ کرتی وہ اپنا کورس ریوائز کرنے لگی۔

"اف یہ مائکروبیالوجی اتنی کمپلیکس کیوں ہے؟" انفلویزا وائرس کی اناٹومی پڑھتے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

گھڑی اب سات بجانے والی تھی اور اس کا پیپر نو بجے شروع ہونا تھا، وہ پھر سے اپنے تیار کردہ نوٹس کو ہاتھ میں پکڑے کمرے میں چکر لگانے لگی، اس کے ہلکے گھنگریالے بال اس وقت کھلے تھے مگر اس کو اپنی مائکروبیالوجی سے فرصت ملتی تو کسی اور چیز پر دھیان دیتی۔ چہرے پر آتی لٹ کو جلدی سے کانوں کے پیچھے اڑستی وہ رٹہ لگانے میں مصروف تھی۔

www.novelsclubb.com

"اکرم چچا میں پندرہ منٹ میں نیچے آ رہی ہوں آپ گاڑی تیار رکھیں، دیکھیں مجھے آج لیٹ نہیں ہونا اس لئے آپ جلدی کریں" انٹر کام پر اس نے ڈرائیور کو تاکید کی اور بالوں کو کنگھی سے سلجھانے لگی۔

"اللہ پلیز آج مدد کر دینا میں نے بہت محنت کی ہے" زمل نے دل ہی دل میں دعا مانگی اور چادر اوڑھ کر پورچ میں چلی گئی۔

"ویسے ہانیہ آج تو سمیر بھائی نے لینے آنا ہے نہ تمہیں" اقصیٰ نے ہانیہ کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تمہیں اس موضوع میں اتنی دلچسپی کیوں ہے؟ ہانیہ نے چِڑتے ہوئے پوچھا۔

"یار دراصل مجھ بیچاری سنگل لڑکی کو تم جیسے پیارے کپلز پر بڑا رشک آتا ہے، ہانیہ یار دعا ہی کر دو مجھ معصوم کے لئے کہ میرے بھی دن پھر جائیں اب تو پڑھائی بھی پوری ہو گئی ہے ہماری" اقصیٰ نے منہ کا زاویہ بدلتے ہوئے التجا کی۔

www.novelsclubb.com

"حد ہے ویسے اقصیٰ، اچھا کروں گی میں تمہارے لئے بھی دعا فی الحال تو مجھے سمیر کا انتظار کرنے دو بیس منٹ ہو گئے ابھی تک نہیں آئے" وہ کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتے الجھ کر بولی۔

"لو آ گئے ہیں سمیر بھائی میں چلتی ہوں اور ہاں ہانیہ اپنی شادی پر لازمی بلانا مجھے" مسکرا کر کہتی وہ جانے کے لئے چل دی۔

"السلام وعلیکم! دراصل میری گاڑی کا تھوڑا سا مسلئہ ہو گیا تھا اس لئے دیر ہو گئ" سمیر نے آتے ہی اپنی روداد بیان کی۔

"وعلیکم السلام! اِٹس اوکے میں بھی ابھی ہی فارغ ہوئی تھی، چلیں؟" کہتے ہوئے وہ اس کے ساتھ چل دی۔

"میرا خیال ہے سمیر آپ گھر کا راستہ بھول گئے ہیں" ونڈ سکرین پر نظر گاڑھے ہانیہ کو تفتیش ہوئی۔

"ہاں ہم لنچ کر کے گھر جائیں گے کیونکہ پرسوں مجھے بہاولپور جانا ہے اور میں تمہارے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھنا چاہتا ہوں" سامنے دیکھتے وہ اطمینان سے بولا۔

"لیکن امی کو تو میں نے بتایا ہی نہیں اور آجکل بابا بھی گھر پر ہی ہیں" کلائی پر بندھی گھڑی دیکھ کر وہ تھوڑی پریشان ہوئی۔

"مس ہانیہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ باہر آئی ہیں اور آپ کے والدین سے میں اجازت لے چکا ہوں اور اب میں نے تمہیں ویسے بھی زیادہ انتظار نہیں کروانا، گریجویشن ویسے ہی تم پوری کر چکی ہو اور بس اب شادی کی تیاری کرو" ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالتا وہ واپس سامنے کی جانب متوجہ ہوا، انداز وہی مطمئن کا مطمئن۔

"سمیر آپ کو ہر کام کی اا تنی جلدی کیوں ہوتی ہے؟" اس نے مسکرا کر سوال کیا۔

"کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اور یہ کام کرنے سے پہلے میں جانا نہیں چاہتا یہاں سے" ایک ابرو اچکاتے ہوئے وہ فوراً سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"سمیر یہ کوئی مزاق کی بات نہیں ہیں میں سیریس ہوں، آپ کم از کم اس بات پر مزاق مت کیا کریں، اتنی ہی بات کیا کریں جتنی میری برداشت ہو، خود تو آپ چلے جاتے ہیں ڈیوٹی پر پیچھے والوں کا کیا حال ہو

اس کی کوئی خبر نہیں، سمیر۔۔۔۔مجھے لگتا ہے کچھ معاملوں میں آپ خود غرض ہیں اپنی بات کہہ جاتے ہیں مقابل کے ایموشنز کی پرواہ کئے بغیر" جھکے سر اور مؤدبانہ لہجے میں ہانیہ نے اپنی بات اس تک پہنچائی۔

"اوہ ایم سوری یار میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا، اچھا آگے سے خیال رکھوں گا" ایک ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھامتے وہ تحمل سے بولا۔

"ہانیہ میں چاہتا ہوں کہ چاہے دنیا یہاں سے وہاں ہل جائے، زندگی میں وہ مقام آجائے جہاں ایسے لگے کہ سانس لوگی تو سانس بھی نہیں آسکے گا اس وقت پر میں اتنا ہی چاہوں گا کہ میری بیوی صبر کرے، اس کی آنکھ سے آنسو نہ گریں مجھے پتہ ہے ہانیہ تم بڑی نازک ہو پہاڑ جیسا مضبوط دل رکھنے کے باوجود گھبرا جاتی ہو اور میں منع نہیں کروں گا یہ فطری تقاضہ ہے لیکن تم باقیوں سے الگ اور منفرد ہو نا؟ تم حالات سے لڑتی ہو نا آج بھی، پہلے بھی لڑتی تھی اور مجھے خود سے بھی زیادہ یقین ہے کہ آگے بھی اپنا حوصلہ برقرار رکھو گی، میں چاہتا ہوں ہانیہ تمہیں اس زندگی میں کبھی کوئی غم نہ ہو لیکن دیکھو غم کسے نہیں ہوتے؟" وہ ایک لمحے کو رکا تھا، گاڑی ایک ریسٹورینٹ کے آگے روکی تھی مگر وہ یہ بات مکمل کرنا چاہتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"ہانیہ دکھ سبھی کے حصے آتے ہیں لیکن پتہ ہے لوگ اسے حاوی کر لیتے ہیں میں بس چاہتا ہوں تم دکھوں کو خود پر حاوی نہ کرو مستقبل کی فکر کرنا تمہارا کام نہیں تمہارا کام توکل کرنا ہے اور وہ تم بخوبی کر سکتی ہو یہ بات میں جانتا ہوں، اور ایسا تو کبھی بھی نہ سوچنا کہ میں تمہیں تنہا چھوڑ کر چلا جاؤں گا میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ میری جان اس وقت تک نہ لینا جب تک میری ہانیہ کے لئے مجھ سے بھی زیادہ اچھے اسباب مقدر میں نہیں لکھ دیتا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ میری دعا کبھی رد نہیں کرے گا کسی بھی صورت میں نہیں کرے گا" بات مکمل ہوتے ہی گاڑی میں مکمل خاموشی طاری ہوئی، وہ خاموشی اتنی الجھن زدہ تھی کہ سمیر سے پہلے ہانیہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

"کیا آرڈر کرنا ہے؟" سمیر نے مینیو کارڈ پڑھتی ہانیہ سے پوچھا۔

"میں دیکھ کر بتاتی ہوں" وہ مختصراً بولی، لہجہ بالکل نارمل تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو،

'اگر یہ اداکاری ہے تو ہانیہ کمال کی اداکارہ ہے، لیکن اگر یہ اداکاری نہیں تو یہ میری زندگی میں آئی پہلی لڑکی ہے جو سب سے الگ اور انوکھی ہے اور زندگی میں آئی آخری بھی یہی ہے، میں تو اس کے بغیر رہنے کا سوچ ہی نہیں سکتا تو میں کیسے امید لگاؤں کہ یہ میرے بغیر کبھی رہنے کا تصور بھی کرے گی، اف یہ

زندگی اتنی مشکل کیوں ہے؟ کیوں بات بات پر اپنے پیاروں کا خیال رکھ کر اپنی ترجیحات بدلنی پڑ جاتی ہیں، ہانیہ تم میری طاقت تو ہو لیکن تم سے بڑھ کر میری کمزوری بھی کوئی نہیں، سرحد پے کھڑے دشمن سے تو میں نے کبھی خوف کھایا ہی نہیں، کیا چیز ہو تم ہانیہ کہ تمہاری ناراضگی میری جان کھینچ لیتی ہے' اس پر وقفے وقفے سے نگاہ ڈالتے سمیر نے دل ہی دل میں کیا کچھ نہ سوچا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں کشش تھی جو صرف تب ہی نمودار ہوتی جب سامنے والا اس کے دل اور روح کا ساتھی ہو۔

"میرے خیال میں ایپیٹائزر میں سوپ اور مین کورس میں چائینیز باقی ڈیزرٹ آپ سیلیکٹ کر لیں" مینیو کارڈ پر نظر رکھتے اس نے جیسے حکم سنایا تھا، اور کیا فرق پڑتا تھا جو حکم بھی سنایا ہو اس کی پسند ہی سمیر کی پسند ہے کم از یہ بات وہ بخوبی جانتی تھی۔

"ہاں ڈیزرٹ میں آئسکریم ٹھیک رہے گی" خیالوں سے باہر آنے میں اسے ایک پل ہی لگا تھا۔

"ہانیہ وہ مجھے ایک بات کہنی ہے" سمیر آئسکریم کے کپ میں چمچ چلاتے اس سے مخاطب ہوا۔

"جی کہئیے میں سن رہی ہوں" ایک چمچ منہ میں بھرتے وہ سرسری سا بولی۔

"میری پوسٹنگ کہیں اور ہو رہی ہے کچھ دنوں میں" ایک چمچ منہ میں ڈالتا وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ہمم کہاں ؟" سرعت سے کہتی وہ آئسکریم کی جانب ہی متوجہ تھی۔

"ویسے آئسکریم بہت مزے کی ہے میں نے پہلی بار یہاں سے کھائی ہے" اس کے لہجے سے صاف واضح ہوا تھا کہ وہ سمیر سے یہ بات سننے کے موڈ میں نہیں اس لئے اس طرف کان نہیں دھر رہی۔

"ہانیہ ہم بعد میں بات کر لیں گے تم آئسکریم کھاؤ بلکہ ایسا کرو یہ میری والی بھی کھالو شاباش" مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے اپنا کپ بھی ہانیہ کے آگے رکھ دیا اور جانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔

"باقی راستے میں کھالینا چلو چلتے ہیں" وہ کہہ کر جانے کے لئے پلٹا۔

"ہاں میں بھی آرہی ہوں" کہتے ہوئے ہانیہ نے اپنا ہینڈ بیگ پکڑا اور جانے کے لئے تیار ہو گئی۔

"ہانیہ تم جب مینٹلی ریڈی ہو جاؤ گی تو اپنے بابا سے پوچھ لینا میں کہاں ریفر ہو رہا ہوں، میرے خیال میں تم میرے سے یہ بات سننا نہیں چاہ رہی" نگاہیں ونڈ سکرین پر مرکوز کئے اس نے ہانیہ کو مخاطب کیا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں بابا سے کیوں سنوں گی آپ مجھے بتائیں، آپ میرے شوہر ہیں، ویسے میں سچ بتاؤں کہ آپ کے پیار کی خود کو عادت ڈالتے مجھے ڈر لگتا ہے سمیر پیار تو شاید ختم ہو جاتا ہے لیکن کمبخت کسی کی عادت آپ کی جان لے کر ہی چھوڑتی ہے اور کیونکہ میری جان اور خوشی آپ کو بہت عزیز ہے لہذا مجھے آپ کی

زیادہ عادت نہیں ڈالنی چاہیئے یہ میرے لئے اچھا ہے میں صحیح کہہ رہی ہوں نا؟"اس کا انداز انتہائی مؤدبانہ اور اطمینان سے بھرپور تھا۔ایک لمحے سمیر کو لگا کہ وہ طنزیہ کہہ رہی ہے مگر اس کے بولنے کے انداز سے محسوس کرنا انتہائی آسان تھا کہ وہ دل سے کہہ رہی ہے شاید وہ ٹھیک بھی کہہ رہی تھی اور شاید کہ سمیر کی خواہش بھی کچھ ایسی تھی جسے وہ کبھی زبان سے کہہ نہ پاتا،شاید کہ ہانیہ نے ان تمام باتوں سے اخذ کیا تھا کہ اسے کچھ معاملات میں سمجھوتہ کرنا پڑے گا اور یہ کچھ معاملات اس کی پوری زندگی کا محور تھے اور محبت تو تکمیل کے لئے قربانی مانگتی ہے،دل کا درد محبت کی صراحی کو برابر بھرتا ہی چلا جاتا ہے۔

"ہم،ٹھیک کہہ رہی ہو میں نارتھ وزیرستان جارہا ہوں ایک ہفتے بعد،کل آرڈرز آئے ہیں سوچا جانے سے پہلے بتادوں"بغیر کوئی تاثر دیئے اس نے مختصراً کہا۔

"چلیں اللہ پاک آپ کو کامیاب کرے آپ خوش ہیں تو بھلا میں کیوں اداس ہوں گی،اللہ ہر قدم پر آپ کی حفاظت کرے میری ہر دعا آپ کے ساتھ ہے،اور ہاں سمیر میری فکر نہیں کرنی میں بالکل پریشان نہیں ہوں"اس کی جانب دیکھتے وہ بیک وقت اطمینان اور خوشی سے بولی۔

"تم بہت اچھی ہوں ایک بہت ہی اچھی لڑکی مجھے سمجھنے والی، ہر بار میرا ساتھ دینے والی، تمہارا دل سے شکریہ "اس کی آنکھوں میں ہانیہ نے صرف خوشی اور تشکر دیکھا تھا جسے دیکھ کر وہ دل سے مسکرائی۔

کتنی صابر ہے نہ عورت، دل کو مار کر محبت کرنے والے کے لئے دل ہی سے مسکرا دیتی ہے، ایسی عورت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے جو صرف ایک انسان کے کھل اٹھنے سے ہی جی اُٹھتی ہو۔اس کی فطرت ہی ایسی ہے چھوٹی چھوٹی خوشیاں سنبھال کر دل کے ایک کونے میں دبا دیتی ہے پھر ہجر کی لمبی راتوں میں زخیرہ کی ہوئی ان یادوں کو کسی تصویری فریم کی طرح کہ جس پر دھول جمی ہوتی ہے نکال کر صاف کرتی ہے اور دل سے لگا کر رو دیتی ہے آنسو تو باہر نکل آتے ہیں مگر دل کو اندر تک صاف کر دیتے ہیں۔

"چلو تمہارا گھر آگیا" گاڑی روک کر اس نے ہانیہ کو دیکھا، آنکھوں میں تشکر کی چمک برقرار تھی۔

"سمیر اپنا خیال رکھیئے گا اور ہاں کبھی وقت ملے تو فون بھی کریئے گا میں آپ کے واپس آنے کا انتظار کروں گی" مسکراتے ہوئے کہہ کر وہ گھر جانے کو پلٹی۔

"اس بار آؤں گا تو تمہیں رخصت کروا کر اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر جاؤں گا انشاءاللہ" شرٹ کی آستین کو موڑتا وہ بخوشی بولا۔

www.novelsclubb.com

"منظور ہے پھر ملیں گے انشاءاللہ "رخساروں پر اترتی لالی کو روکنا اس کے بس کی بات نہیں تھی اور یہ لالی سمیر نے واضح دیکھی تھی۔

اس کی نظروں نے اس کے گھر جانے تک تعاقب کیا اور ہانیہ کے اندر جاتے ہی گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔

"ہاں تم سامان پر نظر رکھنا اور اگر وہ دینے سے انکار کرے تو اڑا دینا کھڑے کھڑے ایسے نہیں مانتا تو پھر ایسے ہی صحیح "کمال احمد نے بڑے آرام سے اپنی بات ہاشم تک پہنچائی۔

"ہاں ٹھیک ہے کل خبر لیتا ہوں پھر تمہیں دیتا ہوں، سامان تو دو دن کے اندر اندر پہنچاؤں گا اس کی ذمہ داری مجھ پر چھوڑ دو "ایک خبیثانہ انداز میں قہقہہ لگا کر اس نے فون بند کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"بہت مبارک ہو زمل گریجویشن پوری ہو گئی میری بیٹی کی "اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے میر شوکت نے بہت پیار سے کہا۔اور وہ خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

سبز رنگی آسٹوٹرف پر بچھی نیوی بلیو رنگ کی کرسیوں میں سے ایک پر زمل اور ایک پر شوکت علی بیٹھے تھے۔شوکت اور اقرا کے بیڈ روم سے منسلک دروازہ اس چھوٹے مگر نہایت خوبصورت ٹیرس پر کھلتا تھا جو خاص اقرا بیگم کی فرمائش پر ان کے کمرے کا حصہ بنا تھا اور وہاں پڑی ہر چھوٹی بڑی چیز اقرا ہی کی پسند کی تھی۔

ان ڈور پلانٹس کی دو صفیں اور ان پر لگی مدھم سی فینسی لائٹس نومبر کے اس موسم کو مزید حسن بخش رہی تھیں کہنے کو وہ ٹیرس تھا جس کی ون وژن کھڑکیاں نیچے لان کا منظر دکھا سکتی تھیں مگر لان میں کھڑا کوئی شخص اندر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"جی الحمداللہ پڑھائی مکمل ہو گئی میری" کرسی کے بازو پر نظر ٹکائے وہ مختصراً بولی۔اس کے انداز میں اطمینان تھا مگر صرف ظاہری طور پر،اندر کے اضطراب کا اندازہ اس نے اپنے مقابل بیٹھے کسی بھی شخص کو ہونے کہاں دیا تھا۔زمل کے سامنے بیٹھا تو اس کا باپ تھا مگر اس کے نزدیک وہ ایک غدارِ وطن سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔

"تو پھر کہیں ٹور پہ چلتے ہیں امتحان دے دے کر دماغ تھک گیا ہو گا اور اتنے دنوں سے ہم نے ساتھ میں وقت بھی نہیں گزارا" کافی کا گھونٹ بھرتے وہ پھر زمل سے مخاطب ہوئے۔

امتحان تو میری پوری زندگی پر چھائے ہیں وہ کیوں آج تک نظر نہیں آئے بابا کو؟ کیوں انہیں بس اتنا ہی دکھتا ہے جتنا وہ دیکھنا چاہتے ہیں؟ دل میں ابھرے خیال پر اس نے کرب سے آنکھیں میچیں اور نظروں کو پھیر کر داہنے ہاتھ کے دروازے پر مرکوز کر لیں۔

"کہاں جانے کا سوچا ہے آپ نے، جہاں آپ چاہیں لے چلیں مجھے کوئی مسلئہ نہیں" کافی کچھ بدلا بھی تھا مگر زمل کا ان کی ہاں میں ہاں ملانا ابھی تک برقرار تھا۔

"تمہاری ماما زیادہ اچھا مشورہ دے سکتی ہیں، آتی ہوں گی ابھی اس سے پوچھ لیتے ہیں" مخاطب زمل تھی اور نگاہیں لان کی جانب مرکوز تھیں۔

www.novelsclubb.com

میز پر دھرے فون کی بیل بجنے پر ان دونوں کی نظر فون پر پڑی، کمال شاہ کے نام سے آئی کال شوکت علی نے لپک کر اٹھائی اور کرسی سے اٹھ گئے۔

"ایکسکوزمی بیٹا میں ذرا آتا ہوں ضروری کال ہے" سر کو ہلکا سا ہلا کر انہوں نے زمل سے کہا اور جانے کے لئے مڑنے لگے۔

"ہمم نو ایشو بابا" خالی آنکھوں سے مسکرا کر اس نے اپنے باپ کو تسلی دی اور ان کے جاتے ہی کرسی پر ٹیک لگا کر آنکھیں موندتے گہرے سانس لینے لگی۔

دور تک خشک پہاڑیوں کی ایک لمبی قطار سورج کی روشنی کو روکے ہوئے تھی، دور تک نظر دوڑانے پر خالی زمین دکھتی تھی جس پر سے سڑک کے آثار مٹ چکے تھے۔اور ان پہاڑوں کا ریتلا رنگ اور سفید بادلوں سے بھرا آسمان اس علاقے کی خوبصورتی کا راز تھے، زرد رنگی کرنوں کی شفافیت اور یخ بستہ ہواؤں کی ٹولیاں وہاں سے گزرتے اکا دکا لوگوں کو کانپنے پر مجبور کر دیتی تھیں، کیرتھر کے پہاڑی سلسلے موسمِ سرما کا استقبال کر چکے تھے۔ سیمنٹ اور اینٹوں کے بنے دو کمپارٹمنٹ، جن پر سیمنٹ ہی کا پلستر چڑھا تھا لائن میں ایک دوسرے سے چند گز کے فاصلے پر کھڑے تھے۔ کمپارٹمنٹس کا وہ علاقہ سنسان تھا، لوگوں کی آمدورفت بہت قلیل تھی، معلوم ہوتا تھا کہ دو کمپارٹمنٹ خاص طور پر آبادی سے دور

www.novelsclubb.com

بنائے گئے ہیں۔ان میں سے ایک کمپارٹمنٹ بند محسوس ہوتا تھا کیونکہ ظاہری طور پر اس کے بڑے دروازے پر زنگ آلود تالا لگا تھا جسے دیکھ کر واضح ہوتا تھا جیسے سالوں سے بند پڑا ہو،اس سے چند گز آگے ایک اور کمپارٹمنٹ تھا جو پچھلے کمپارٹمنٹ سے قدرے چھوٹا تھا مگر اس کا نقشہ بالکل بڑے کمپارٹمنٹ جیسا ہی تھا۔

سامنے کی جانب بڑی بڑی دو آہنی کھڑکیاں تھیں مگر وہ دونوں ہی بند تھیں،مکڑی کے جالے اور گرد کے جھکڑ سے اٹی ان کھڑکیوں سے ان کمپارٹمنٹس کی سنسانیت واضح ہوتی تھی،چند ریت کے ٹیلے سو سو قدم کے فاصلے پر ان کمپارٹمنٹس سے قریب دس سے پندرہ گز کی دوری پر ابھرے ہوئے تھے اور دیکھنے سے ہی اتنے بڑے معلوم ہوتے کہ ان کے پیچھے ایک سے دو افراد بیک وقت پناہ لے سکتے تھے۔

کمپارٹمنٹ کے پیچھے کی جانب ایک تنگ دوراہے پر لکڑی کا مظبوط دروازہ نصب تھا جو ہنگامی اخراج کا واحد راستہ معلوم ہوتا تھا،لمبائی کے تناسب سے چھوٹا کمپارٹمنٹ لگ بھگ ایک کنال پر مشتمل تھا جبکہ دوسرا کمپارٹمنٹ کچھ دس مرلے مزید رقبہ گھیرے ہوئے تھا۔

"سارا سامان اپنی موجودگی میں پہنچانا، اور ہاں کمال نے جو نقشہ بھیجا ہے وہی راستہ رکھنا، اور یہ خاور پر پوری نظر رکھنا راستے میں، کہیں گڑبڑ لگے تو موقع پہ مار دینا، معافی کی کوئی گنجائش نہیں ہے غداروں کے لئے" سن گلاسز کو شرٹ کے کالر سے نکال کر آنکھوں پر لگاتے وہ تنبیہی انداز سے مخاطب ہوا۔

"جی باس، آپ فکر نہ کریں تین دن تک آپ کو مشن پورا ہونے کی اطلاع مل جائے گی" دونوں ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھتے اس نے سر جھکایا اور ہاشم کے اشارہ کرنے پر الٹے پاؤں کمپارٹمنٹ میں چلا گیا۔

فون کی وائبریشن پر اس نے موبائل کان پر لگالیا، اور دور پہاڑوں پر نظریں جماتا مخاطب ہوا،

"جی چاچو سامان میں نے اپنے سامنے لوڈ کروایا ہے کل تک پہنچ جائے گا، اور اس سے بھی زیادہ بڑی خبر یہ ہے آپ کے اکاؤنٹ میں ایڈوانس بھی جمع ہو چکا ہے" ایک خفیف سی مسکراہٹ کو ہونٹوں پر لاتے وہ گومگو ہوا۔

www.novelsclubb.com

"واہ میرے شیر، دل خوش کردیا میرا بس اب تمہارا کام ختم ہو گیا ہے تو واپس آجاؤ، کچھ دن خاموشی بھی رکھنی ہے ورنہ شک ہو جائے گا اتھارٹیز کو" ہنستے ہنستے ایک دم وہ سنجیدہ ہوئے۔

"فکر نہ کریں شوکت چاچو، میں اتنے پکے کام کروں گا کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہو گی اور پھر آپ ٹھہرے سیاسی لیڈر، انصاف کے پیروکار، دکھی عوام کے خدمت گزار بھلا آپ جیسے شریف اور عزت دار آدمی کو کوئی ٹیڑھی آنکھ سے کیوں دیکھے گا، رہی بات کمال شاہ کی تو وہ اپنے آپ کو کیوں مروائے گا؟ "مبہم ہی ہنسی اس کی بُنی ہوئی چالوں کی سنجیدگی سے خبر دار کر رہی تھی۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو، اپنے باپ والی خوبیاں ہیں تمہارے میں، ہر کام میں پرفیکٹ، مجھے بہت سپورٹ کرتے تھے، بہت جلدی چلے گئے ہمیں چھوڑ کر چلو خیریت سے پہنچو گھر پھر بات ہوتی ہے" ایک آہ بھر کر شوکت نے فون بند کر دیا۔

"کنٹرول لائن پر ٹینشن بڑھ گئی ہے اور افغان بارڈر پر بھی حالات اتنے اچھے نہیں ہیں، آئے روز دہشتگردی کا کوئی نیا واقعہ ہو جاتا ہے، حیدر آزل سے دو ہفتے ہو گئے بات نہیں ہو رہی وہ جب سے وزیرستان گیا ہے صرف ایک بار فون آیا ہے اس کا" ٹی وی کا والیم کم کرتیں وہ فکر مندی سے بولیں۔

"دیکھو بشری اب اسکو وہاں تک بھیج دیا ہے تو بہادری بھی دکھانی پڑے گی،اور ویسے بھی ہارڈ ایریا میں سگنل پرابلمز ہو سکتے ہیں ان شاءاللہ آ جائے گا فون دعائیں پڑھتی رہا کرو،اور مجھے یاد ہے تم نے کہا تھا بہادر بیٹے کی ماں بھی بہادر ہوتی ہے اور کم از کم وہاں ڈیوٹی نبھاتا ہمارا بیٹا ہم سے امید لگاتا ہے کہ ہم اس کو مضبوط بن کر دکھائیں "بشری کو کندھے سے تھپکا کر انہوں نے تسلی دی۔

"پشاور میں ہوئے خود کش حملے میں اب تک چالیس لوگ جاں بحق اور بیس زخمی،زخمیوں میں سے چھ کی حالت تشویشناک،ذرائع کے مطابق شہید ہونے والے افراد میں سات بچے بھی شامل ہیں،مزید خبروں کے لئے اپنے نمائندے کی جانب چلتے ہیں،"جی تو بتایئے عاصم جائے وقوعہ---------

"نن نہیں،اللہ جی یہ یہ کیوں ہو رہا ہے،یہ سب کیسے ہو گیا؟م میرے ملک کو کون تباہ کر رہا ہے،یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"ٹی وی کو بند کرتے پلک جھپکتے آنے والی سوچ پر وہ دیوانہ وار نیچے لاؤنج کی طرف بھاگی۔

رات نو بجے کے قریب اس نے خبریں سننے کے لئے ٹی وی چلایا تھا لیکن یہ خبر سن کر اس کو پیروں تلے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی، نومبر کے ٹھنڈے موسم میں بھی اس کو کمرے میں اتنی شدید حبس اور گھٹن محسوس ہوئی تھی کہ اس کا وہاں بیٹھنا محال ہو گیا

"ماما کہاں ہیں ساجدہ؟" وہ ہڑ بڑا کر لاؤنج میں بیٹھی ملازمہ سے مخاطب ہوئی، تیزی سے سیڑھیاں اترنے کی وجہ سے اس کا سانس پھولا ہوا تھا اور اس نے اپنا سانس بحال کرنے کی کوشش بھی کرنا گوارہ نہیں کیا تھا۔

"زمل بی بی کیا ہوا ہے؟ طبیعت ٹھیک ہے آپکی؟" پریشانی میں صوفے سے اٹھتے ساجدہ فکر مندی سے پوچھا

"جو پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دیں کہ ماما کہاں ہیں گھر پر ہیں یا کہیں باہر؟" غصے سے کہتی وہ لان کی جانب بڑھی

www.novelsclubb.com

"اقراء بیگم آپ کے بابا کے ساتھ باہر گئی ہیں کہہ رہی تھیں دیر سے واپسی ہو گی" اتنا کہتے وہ بھی زمل کے پیچھے پیچھے لان میں جانے کے لئے بڑھی

"ساجدہ میں اکیلے رہنا چاہتی ہوں میرے پیچھے مت آؤ، جاکر کشنز پر کورز چڑھاؤ وہ کل سے دھلے پڑے ہیں" اسے کام بتاتی وہ لان میں چلی گئی۔

چاند کی ڈھلتی روشنی میں وہ لان کے آخری سرے میں نصب سیمنٹ کے بنے بینچ پر جا بیٹھی، وہ بالوں کو زیادہ تر جوڑے میں مقید رکھتی تھی اور حسبِ معمول آج بھی اس کے بھورے ہلکے گھنگریالے بال جوڑے میں بندھے تھے، کانوں میں پہنے سفید ٹاپس برابر چمک رہے تھے، دوپٹہ گردن کے گرد حائل تھا، رات کے اس پہر ٹھنڈی ہوا کی سرسراہٹ اس کے کانوں میں مسلسل گونج رہی تھی، مگر اس وقت سردی کا احساس اس کا وجود محسوس کرنے سے قاصر تھا، جب دل تکلیف کی شدت سنبھالنے سے قاصر ہو جائے تو اس کی حدت احساسات کی ہر رگ کو کاٹ کر حواس سے بیگانہ کر دیتی ہے، مگر یہ جذبہ صرف وہی محسوس کر سکتا ہے جو صحیح معنوں میں دل رکھتا بھی ہو، جو بے قصور ہو کر بھی احساسِ جرم میں گرفتار ہو جائے مگر جس کے سینے میں دل کی بجائے پتھر رکھ دیا گیا ہو وہ بھلا انسان کہاں سے ہوا؟

'یا اللہ، اس ملک کے دشمنوں کو غارت کر دے، اگر تجھے لگتا ہے نا اللہ کہ میں بھی دشمن ہوں اس ملک کی تو سب سے پہلے مجھے ہی ختم کر دینا، میں کیوں بیٹھی ہوں یہاں؟ کیوں میری روح ان بچوں کے ساتھ اٹھا

نہیں لی جو بے موت مارے گئے، جنہیں پیسوں کی لالچ نے قبر کا اندھیرا وقت سے پہلے ہی دکھا دیا، کب تک اللہ پاک کب تک اس حرام کی کمائی پر میرے وجود کو زندگی ملتی رہے گی، کیا میں تیری اتنی وسیع زمین پر تھوڑے سے بھی حلال رزق کی حقدار نہیں ہوں؟ اللہ آج تو سمجھ ہی نہیں آرہا تیری گناہگار بندی کو کہ حق اور حلال رزق کی تلاش میرے لئے زیادہ ضروری ہے یا میری عزت؟ یہ کیسی آزمائش ہے میرے اللہ جو میرے وجود کے ہر ہر حصے کو کاٹ رہی ہے، نہیں مانتی میں ایسے رشتوں کو جو کسی بے ضرر کو اپنی آسائش کی خاطر مار دے، اس سے اچھا تھا میں یتیم ہوتی میں مسکین ہوتی، یا اللہ انسانوں سے بھری دنیا میں، منافقوں کے دلدل میں کوئی ایک تو ایسا تو نے پیدا کیا ہو گا جو ان سب سے جدا ہو، میرے حال پہ رحم کر اور کتنے حادثے میرے پہلے سے زخمی وجود کو کچوکے لگائیں گے اور کتنی جانوں کا قرضدار مجھے میرے باپ کی نسبت سے بننا ہو گا" کرب سے مسکراتے ہونٹ، پُرنم آنکھیں آسمان کے کسی مخصوص حصے پر گاڑھے وہ اپنا ہر بوجھ اتار رہی تھی، کیونکہ وہ جانتی تھی اپنے بوجھ اتارنے کا اس سے زیادہ اچھا طریقہ اس پوری دنیا میں موجود ہی نہیں تھا۔

----

www.novelsclubb.com

میرانشاہ کی تحصیل سے چند کلومیٹر دور بارڈر ایریا کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی دھند سے سو میٹر کے بعد منظر دھندلا رہا تھا، وہ نائٹ وژن کی گلاسز کو قریب قریب پندرہ منٹ کے بعد اتار کر جیکٹ کی اوپری جیب میں رکھ دیتا تاکہ اس پر جمنے والی دھند ہٹ سکے، سرسراتی یخ بستہ ہوا کی رفتار تیز تھی

اس دشتِ پراسرار میں چلتی ہے ہوا تیز

اپنے ہاتھوں میں موجود اے کے فورٹی سیون گن کی نال کو سیدھ میں تانے وہ کسی تنگ پگڈنڈی کے اونچے نیچے راستے سے گزر رہا تھا، وہ آج کے کلوز ٹارگٹ ریکی کی سمال ایکشن ٹیم کا لیڈر تھا جس میں ایک لائٹ مشین گنر، ایک رائفل مین، ایک نیویگیٹر، ایک 2 آئی سی لیفٹیننٹ سمیر اور لیفٹیننٹ حدید شامل تھے۔

سائڈ کی جیب میں اڑسا نقشہ وہ ضرورت پڑنے پر نکال کر دیکھ لیتا اور ہاتھ کے اشارے سے اپنی ٹیم کے ممبران کو آگے بڑھنے کا اشارہ دینے لگتا، دائیں بازو پر این ایل آئی (ناتھرن لائٹ انفنٹری) کا مارخور کالو گو جنھیں ہِل پینتھرز کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور لال رنگ کی باریک سی پٹی تھی اور بائیں بازو پر پاکستان کا پرچم ان کے یونیفارم کا بنیادی حصہ تھا۔ زمینی سطح اور ماحول کے مطابق وہ علاقہ تنگ پگڈنڈیوں

اور اونچے نیچے راستوں پر مشتمل تھا، گھنے جنگلات کی موجودگی کی بنا پر ان تمام کا یونیفارم کیمو فلاج کے بنیادی اصولوں کے مطابق تھا۔

"کاشف تم سب سے پیچھے جا کر جگہ لو اور حدید کو بھیجو میری طرف فوراً" اس سے بمشکل تین سیکنڈ آنکھوں میں دیکھ کر آزل نے آرڈر دیا اور پھر سیدھا چل پڑا۔

"اوکے سر" لائٹ مشین گنر کاشف مختصراً کہتا سب سے پیچھے چلا گیا

آج آزل کی سربراہی میں ان کو جو مشن مکمل کرنا تھا وہ نائٹ نیویگیشن انفلٹریشن کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کا سب سے اہم مقصد دشمن کے علاقے کی حدود میں چپکے سے داخل ہو کر ان کے علاقے کا جائزہ لینا اور پھر ان دشمنوں کی نظروں سے بچ کر کامیابی سے معلومات لانے کا تھا۔

"آزل دھیان سے یہاں سے دو کلو میٹر آگے ٹریپ اور مائین فیلڈ کے چانسز ہیں" سمیر نے نقشہ دیکھتے ہوئے سرخ ہائی لائٹڈ ایریا پر انگلی رکھ کر کہا جب وہ ایک جگہ قریب چند منٹ کے لئے رکے

"اوکے سمیر تم براوو ٹیم کی کمانڈ سنبھالو، کاشف اور آصف تمہارے ساتھ ہوں گے" وہ گوگلز کو سیٹ کرتا سمیر سے مخاطب ہوا۔

www.novelsclubb.com

"راجر" سمیر مختصراً کہتا کاشف اور آصف کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا

"میں، حدید اور نائک علی الفا ٹیم ہیں، اب سے آگے کے چھ کلو میٹر نفوز کے بعد ہم دشمن کے علاقے کے بہت قریب ہوں گے، سمیر اگر دشمن کی طرف سے ایمبُش ہوا تو میرے آرڈر دئے بغیر یاد رکھنا تم اپنی ٹیم کے ساتھ کور دو گے اور میری ٹیم ایکشن پارٹی بنیں گے راجر" اپنے زبانی احکامات پوری ٹیم کے گوش گزار کر کے وہ دو گھڑی رکا۔

"یس سر" یک لفظی جملہ پوری ٹیم نے بلند کیا اور جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

"اپنے سینئر کی ایک بات جو ہمارے مشن کو کامیاب کرے گی وہ ہم سب کو از بر ہونی چاہیئے، 'شور کے اندر ہر خاموشی اور خاموشی کے اندر ہر آہٹ کو پہچاننے کی قابلیت ہو گی تو ہم یہ مشن کامیابی سے پار کر لیں گے'" اپنے سینئر کی بات کو اپنی ٹیم کے آگے رکھتے ہی انہوں نے ٹارگٹ کی طرف اپنا نفوز جاری کر دیا۔

www.novelsclubb.com

اندھیرا اس وقت اپنی انتہا کو چھو رہا تھا، گھنے کالے بادلوں سے چاند کی روشنی بھی آنا محال تھی، جانوروں کی آوازیں اس رات کے سناٹے میں خوفناک سا اثر چھوڑ رہیں تھی اور جوں جوں دشمن کا علاقہ قریب

آرہا تھا انہوں نے اپنے موجود ٹارچ کی تمام روشنیوں کو بند کر دیا، مائن فیلڈ کا علاقہ تقریباً ایک کلو میٹر کی رینج پر منحصر تھا جسے نائک علی کے ماہرانہ تجربے کی مدد سے پار کر لیا گیا تھا کیونکہ رائفل مین کے ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک اچھا بارڈرر بھی تھا۔

"ایریا از کلیئر سر" نائک علی نے پیچھے کو ردیتے آزل اور حدید کو اشارہ کیا اور وہ دوبارہ سے ٹارگٹ ایریا کی جانب بڑھنے لگے۔

"جہاں کھڑے ہو وہیں رُک جاؤ، بالکل جگہ سے نہ ہلنا" آزل نے ایک اجنبی کو روکا جوان فوجیوں کو دیکھ کر ہڑبڑا گیا تھا۔

"ٹیم براوو کارڈن لو فوراً" آزل نے سمیر کی جانب دیکھتے ہوئے آن کی آن میں کہا

آرڈر ملتے ہی سمیر اور اس کے ممبران نے اس اجنبی آدمی کو نشانے پر رکھا اور اس کی تلاشی لینے لگے

www.novelsclubb.com

"ہاتھ اوپر رکھ کر دس قدم میری طرف دیکھ کر چلو اور دس قدم ہوتے ہی واپس مڑنا اور دوڑ لگا دینا خبردار پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا سمجھے" اس اجنبی سے آزل نے جو سوال پوچھے تھے اس سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ آدمی یہاں آس پاس کے کسی گاؤں کا رہائشی ہے اس لئے اس کو جانے دیا۔

وہ دوربین کی مدد سے کچھ وقفے کے بعد اپنے سے قریب تین سو میٹر کی روشنیوں کو دیکھنے کی جدوجہد کرنے لگا یہی وہ علاقہ تھا جہاں دشمن نے ڈیرے ڈال رکھے تھے اب ان کا واحد مقصد دشمن پر نظر رکھ کر ان کی سرگرمیوں کا، ان کے پاس موجود اسلحے کا، ان کی تعداد کا اور بھی چند ضروری معاملات کا پتہ لگانا تھا۔

"ٹیم براوو نے یہاں سے پانچ سو میٹر دور مغرب کی جانب نفوز کرنا ہے اور رپورٹ بنانی ہے ہم الفا ٹیم دو سو میٹر مشرق کی جانب تین گھنٹے ریکی کریں گے "نیویگیٹر آصف کے ہاتھ میں موجود کمپاس دیکھتے وہ تمام ممبران سے مخاطب ہوا، آواز بہت مدہم تھی کیونکہ ہر قدم خاموشی سے اُٹھانا ان کے بچنے کے لئے بہت ضروری تھا۔

اللہ اکبر کا نعرہ بلند کئے وہ دلیر نوجوان سرحد کے دفاع کے لئے سربستہ چل پڑے، یہ سوچے بغیر کہ گھروں میں ہماری مائیں ہماری انگلی سے نکلتا تھوڑا سا خون بھی برداشت نہیں کر پاتیں، یہ خوف کئے بغیر کہ ہم جوانی کے عروج پر ہیں کہیں ہم سے ہماری خوبرو جوانی نہ چھن جائے، سوچا تو شاید کبھی انھوں نے

بھی ہو گا اس بارے میں مگر فرق بس اتنا ہے کہ کوئی سوچ کو صحیح سمت میں ڈھال کر منزل کو چل نکلتا ہے اور کوئی بس وقت آنے کا انتظار ہی کرتا رہتا ہے۔

وہ مرد ہی کیا جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے

جس حال میں جینا مشکل ہو اس حال میں جینا لازم ہے

تقریباً تین گھنٹے کی کامیاب ریکی کے بعد وہ اپنے گیدرنگ پوائنٹ پر اکھٹا ہوئے،ان کی چال کی سر بستگی نے انہیں آج کے مشن میں فی الحال ستر فیصد کامیاب کر دیا تھا۔اب ان کا ایک اور ضروری مشن تھا دشمن کے علاقے سے اپنا پتہ دئے بغیر نکل جانا۔

واپسی کی جانب سفر شروع کر دیا گیا تھا،واپسی کے راستے پر ان راہ میں دریائے ٹوچی کا ایک وسیع کنارہ ایک بڑی رکاوٹ تھا، جسے اب انھوں نے پار کرنا تھا

www.novelsclubb.com

اپنے ملٹری بیگز کو واٹر پروف لفافے میں لپیٹ کر انھوں نے دریا کا چوڑا پاٹ عبور کیا،شدید ٹھنڈ کے موسم میں یخ بستہ دریا کو پار کرنے کے بعد بھی ان کے بلند حوصلوں میں ذرا بھی کمی نہیں آئی تھی،ان کے کانپتے ہاتھوں میں تھمی رائفلز کی سمتوں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوا تھا

"آصف، یونٹ سے رابطہ ہوا؟" پھرتیلے قدم اٹھاتے آزل نے آصف سے پوچھا تاکہ وہ اپنے مشن کی تمام پیش رفت رپورٹ کر سکے

" نہیں سر، یہاں سگنل موافق نہیں ہیں تھوڑا اور آگے جا کر دوبارہ کوشش کرتا ہوں "

فجر کا وقت ہونے والا تھا اور ہواؤں کی رفتار میں قدرے کمی واقع ہوئی تھی وہ اپنے یونٹ کی حدود سے بس چند ایک کلومیٹر کے فاصلے پر تھے، تھکاوٹ ضرور تھی مگر چہروں پر اطمینان اور خوشی کی رمق واضح دیکھی جا سکتی تھی

لیفٹیننٹ آزل کی سربراہی میں سات رکنی ٹیم اپنے مشن میں کامیاب واپس لوٹی تھی، وہ تمام اس امید پر پورا اترے تھے جو جانے سے پہلے ان سے لگائی گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

یونٹ پہنچتے ہی فضا میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا، اور اللہ پاک نے انکو جس عزت اور کامیابی سے ہمکنار کیا تھا اس پر وہ اللہ کا شکر ادا کرتے نہ تھکتے۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"زمل بی بی اندر آجاوں؟" ملازمہ نے دروازہ کھٹکا کر اندر آنے کی اجازت مانگی جو زمل نے سوتے ہی ہلکی سی آواز میں دی تھی۔

"وہ چھوٹی بی بی آپ کو نیچے بلا رہے ہیں آپ جلدی آجائیں" وہ مختصراً کہہ کر جانے کے لئے مڑی

"رکو، ٹائم کیا ہوا ہے؟ اور کون بلا رہا ہے مجھے؟" وہ کمبل میں لیٹی لیٹی بولی نیند سے آنکھیں بند ہو رہیں تھی۔

""بی بی جی بارہ بجنے والے ہیں بڑی بیگم نے آپ کو بلانے بھیجا ہے

"باہ بجنے لگے ہیں آج تو پتہ ہی نہیں چلا، ماماِ جم نہیں گئیں آج؟" کمبل کو اپنے اوپر سے اتارتی وہ بیٹھتے ہوئے بولی

"اچھا خیر آپ جاؤ میں فریش ہو کر آتی ہوں" بائیں ہاتھ سے جمائی روکتے وہ مدھم سی بولی اور اٹھ کر وارڈروب سے کچھ نکالنے چلی گئی

www.novelsclubb.com

"ہاں اسی لئے تو زمل بھی ابھی تک سوئی ہوئی تھی سفر کی تھکاوٹ ہو جاتی ہے اتنی، میں بھی اسی لئے آج جِم بھی نہیں گئی، بلکہ اچھا ہی ہو گیا نہیں گئی ورنہ تمہارا یہ اچانک آنے والا سرپرائز خراب ہو جاتا" اقرا بیگم مسکراتے ہوئے بولیں اور نظریں ان کی سیڑھیوں کی جانب تھی زمل کا انتظار کرتے ہوئے

"ہاں یہ صحیح کہا آپ نے چچی، میں تو بس ابھی کل رات کو آیا ہوں انگلینڈ سے تو سوچا جلدی سے آپ سے اور زمل سے مل لوں اتنے عرصے سے زمل سے بات بھی نہیں ہوئی" وہ اس وقت پورے موڈ میں بیٹھا باتوں میں مگن تھا۔

"ہاں بس آتی ہی ہو گی ویسے بھی اب تو جلدی جلدی سے شادی کی تاریخ رکھ دیں گے ہم، لو زمل بھی آ گئی" وہ زمل کو آتا دیکھ کر بولیں

"آؤ جی زمل، کیسا لگا میرا سرپرائز؟ ویسے چچی مجھے تو پہلے سے کمزور لگ رہی ہے، میرے خیال میں پڑھ پڑھ کے اس کا وزن کم ہو گیا" اس پر ایک چھوٹا سا تبصرہ کر کے وہ کچھ دیر کو رکا

www.novelsclubb.com

"لگتا ہے ہمارے گھر سے سلام دعا کرنے کا رواج ختم ہو گیا ہے، السلام علیکم کیا حال ہے" سنجیدگی سے بولتے اس نے سلام کیا اور باقی کی تمام باتوں کو نظر انداز کرتی وہ خالی پڑے تین سیٹر صوفے پر براجمان ہو گئی

"وعلیکم السلام! یہ بتاؤ کہ تمہارا ٹور کیسا رہا کشمیر کا؟" ہاشم نے اس کا موڈ درست کرنے کے لئے اسی کے متعلق سوال پوچھا

"میرا ٹور اچھا رہا، اور تم یوں اچانک واپس آ گئے یو۔کے سے پہلے بتایا بھی نہیں؟" انداز میں کوئی بناوٹ نہیں تھی بس سنجیدگی ہی تھی

"میں ذرا کافی کا کہہ آؤں تم دونوں باتیں کرو زمل تمہارے لئے ناشتے کا بھی کہہ دیتی ہوں تم ہاشم سے باتیں کرو تب تک" اقرا نے اٹھتے ہوئے کہا اور زمل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے وہیں بیٹھنے کی تاکید کی

"تمہیں کوئی فرق پڑتا ہے اس بات سے کہ میں تمہیں بتا کر آؤں یا بغیر بتائے؟" زمل کے چہرے پر نظر گاڑھتے وہ رکھائی سے بولا

www.novelsclubb.com

"شاید پہلی دفع تمہیں اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ مجھے تمہارے موجود ہونے نہ ہونے سے تھوڑا سا بھی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی مجھے تم سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی ہے، لیکن اچھا ہے ہاشم کم از کم تمہیں اس بات کا پتہ تو چلا" میز پر پڑے خالی گلاس کو ہاتھ میں پکڑ کر اس نے اس کے کنارے پر انگلی چلاتے ہوئے کہا

"زمل ویسے میرا نہیں خیال کہ میں اتنا ہی برا ہوں کہ تم ہنس کر مجھ سے بات بھی نہیں کر سکتی، حالانکہ دیکھو میں تمہارا کزن ہوں، منگیتر ہوں تمہارے ماں باپ کی عزت بھی کرتا ہوں تمہارے بابا کے ساتھ ان کا بزنس میں ہی دیکھ رہا ہوں کیا ابھی بھی تمہیں مجھ میں ایک بھی خوبی نظر نہیں آئی؟" دونوں انگلیوں کو باہم جوڑے اس نے اپنی صفائی پیش کی

"ہاشم میری ایک بات یاد رکھنا، تم سونے کے بھی بن کر آجاؤ گے اور مجھے امپریس کرنے کی کوشش کرو گے تو ایسا سوچنا بھی مت کہ میں تم سے متاثر ہو جاؤں گی پتہ ہے کیوں؟۔۔۔۔" زمل نے گلاس سے نظریں ہٹا کر ہاشم کی طرف رخ کیا، وہ حسبِ توقع پہلے ہی نہایت دلچسپی سے زمل کی جانب دیکھ رہا تھا، وہ اپنے سوال کا جواب دینے کے لئے دوبارہ گویا ہوئی

"کیونکہ تمہارا ہر عمل مجھے راضی کرنے کے لئے ہو گا جبکہ حقیقت میں اس دنیا میں آئے ہر انسان نے راضی اپنے اللہ کو کرنا ہے، مجھے معلوم ہے تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئے گی اس لئے نہیں کہ تم نا سمجھ ہو بلکہ اس لئے کہ تم کچھ باتوں کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے" بات پوری کر کے اس نے گلاس واپس میز پر رکھا اور جانے کے لئے کھڑی ہو گئی

"شادی کی تاریخ تم ڈیسائڈ کرو گی یا پھر میرے گھر والے ہی فیصلہ کر لیں مِس زمل شوکت میر" شوخ اور تضحیک کا عنصر اس کے ہر لفظ سے عیاں تھا

"اوہ واہ یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو، عجیب سی بات ہے ہاشم، میرے ماں باپ بلکہ نہیں رکو تمہارے چاچا اور چاچی کو اختیار ہے کیونکہ یہ زندگی میری محتاج نہیں رہی اب، اس لئے ان سے پوچھ لو اور فکر کرنے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے کیونکہ انہیں تم سے بھی زیادہ جلدی ہے کہ ہماری شادی ہو جائے" زمل نے اسی کی طرز میں اسے جواب لوٹایا اور واپس کمرے میں چلی گئی۔

"بدتمیز،ایڈیٹ،جانتی نہیں کسے ایٹیٹیوڈ دکھا رہی ہے، فکر نہ کرو زمل تمہارے ساتھ میں ایک ہی بار ڈیل کروں گا اور بہت جلد کروں گا کیونکہ مجھے تو تمہارے ماں باپ سے بھی زیادہ جلدی ہے" وہ مسکرا کر سیڑھیوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جہاں سے زمل ابھی اوپر گئی تھی۔

"شوکت صاحب آپ کا بھتیجا بڑا ذہین ہے مجھے امید ہے یہ ہمیں مایوس نہیں ہونے دے گا کبھی" آفس چیئر کی ٹیک چھوڑتے ہوئے وہ شوکت علی سے مخاطب ہوا

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو کمال اپنے باپ پہ گیا ہے ہاشم، وہ بھی ہمیشہ سے ہر کام میں تیز تھے میرا بڑا ساتھ دیتے تھے خیر یہ بتاؤ جس کام کے لئے تم نے ہاشم کو بھیجا تھا وہ پورا ہو گیا؟" سگار کا کش لیتے وہ تحمل سے بولے

www.novelsclubb.com

"ہاں جی میر صاحب، ہاشم کو جس کام کے لئے بھیجا تھا وہ کافی حد تک پورا ہو گیا ہے، اسے اپنے خفیہ ٹھکانے کے سارے راز بھی معلوم ہو گئے اور جو ٹریننگ یہ لینے گیا تھا وہ بھی لے چکا ہے، باقی جو سامان

اس نے بارڈر پار بھجوانا تھا وہ راستے میں ہے امید ہے کل تک پہنچ جائے گا" سنجیدگی سے بریفنگ دے کر کمال نے میٹنگ کا آغاز کیا

ہاشم، وہ جس پے تمہیں شک تھا وہ خاور اس کا کیا بنا" ہاشم کی جانب دیکھتے شوکت نے پوچھا"

نہیں وہ بندہ فی الحال ٹھیک کام کر رہا ہے آرڈر میں نے دے دیا ہوا ہے کہ جہاں گڑبڑ لگی فوراً ختم کر " دیں گے اس کا قصہ "

"چلو صحیح، اب کمال، رازداری تمہارا سب سے ضروری کام ہے، کسی کو بھی شک نہ ہو کہ اس کام میں ہم ملوث ہیں سیاست کا معاملہ ہے شک بھی ہو گیا تو سب تباہ ہو جائے گا تبھی تو میں زیادہ ملتا بھی نہیں ہوں تم سے، جو بھی بات ہو ہاشم ہمیشہ حاضر رہے گا تمہارے پاس اسی لئے میں نے ہاشم کو اپنا پارٹنر بنایا ہے کیونکہ میں اسے بچا سکتا ہوں وقت آنے پر" ان کے لہجے میں تاکید اور تسلی دونوں نمایاں تھی

www.novelsclubb.com

"ہاں شوکت صاحب میں سمجھتا ہوں ساری پیچیدگیاں آپ فکر نہ کریں آپ کا راز راز ہی رہے گا میں اب چلتا ہوں" اپنے آگے پڑے صفحات کو بریف کیس میں ڈالتے اس کے اپنی بات کہی اور اٹھ کر چلا گیا

"ہاشم وہ جو ڈیل طے ہوئی ہے میری اور تمہاری اس کی سب شرائط میں نے لکھ دی ہیں تم دیکھ کر آج سائن کر دو" کاغذ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ بولے

کاغذ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہی اس کی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھی اور مسکراہٹ اس کے چہرے پر نمایاں ہو گئی اسے دیکھ کر یوں لگا تھا جیسے جس شے لئے وہ کب سے خواب دیکھ رہا تھا اسے ملنے جا رہی ہو اور واقعی ہی مفاد کی اس جنگ میں وہ اپنا ہر سودا کھرا کرنا جانتا تھا۔ دہشتگردی کی جنگ تو محبِ وطن کے لئے ہوتی ہے جس کے لئے جنگ کا مقصد ہی ذاتی مفاد ہو اسے بھلا کیا فرق پڑے گا کہ اس کی جیب میں پیسہ کس عمل سے آرہا ہے؟ یہی تو بس فرق ہے حلال اور حرام میں حق اور باطل میں۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"آزل واپس کب آؤ گے، اتنے دن ہو گئے تمہیں دیکھے ہوئے بس کر دو تمہاری ماں انتظار کر رہی ہے اپنے بیٹے کا" لینڈ لائن پر آئی آزل کی کال کو سنتے وہ جذباتی ہو رہیں تھی تقریباً ایک ماہ بعد آزل نے اپنے گھر خیریت کا فون کیا تھا

www.novelsclubb.com

"ماما میں آرہا ہوں ایک ہفتے میں انشاءاللہ بس ایک چھوٹا سا ٹریننگ سیشن ہے میرا لاہور میں اس کے بعد میں چکر لگاتا ہوں، آپ کیوں فکر کرتی ہیں اتنی میں بالکل ٹھیک ہوں دیکھیں میں اب آرہا ہوں نا اس بار آپ کے ساتھ میٹنگ کروں گا پوری مجھے لگتا ہے آپ کا مورال دوبارہ سے فیول اپ کرنا پڑے گا اچھا ابھی مجھے جانا ہے میں آنے سے پہلے بتادوں گا، بابا کو سلام دیجئے گا اللہ حافظ "مسکراتے ہوئے اس نے بات مکمل کی اور اجلت میں کہتے فون بند کر دیا۔

"یار آزل کہاں تھے تم اتنی دیر سے میں نے کہا ہوا ہے یہاں آنے کا" آزل کو میس میں آتا دیکھ کر سمیر نے بلند آواز میں کہا

"کمیونیکیٹر کے پاس سے آرہا ہوں، گھر فون کرنا تھا" سرعت سے کہتا وہ میز کے پاس پڑی کرسی کھینچتے ہوئے بولا

"تم نے ہمیں جو خوشخبری دینی ہے اس کے بارے میں بتاؤ" حدید نے سمیر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"ہاں،خوشی کی خبر یہ ہے کہ شادی کی تاریخ فکس ہو گئی ہے اور اگلے مہینے شادی ہے میری" جیکٹ کی دونوں جیبوں میں ہاتھ اڑستے وہ مسکرا کر بولا

"ماشاءاللہ مبارک ہو بہت بہت اللہ پاک خوش رکھے تمہیں" آزل نے آگے بڑھ کر اس کا کندھا تھپکا اور واپس ٹیک لگالی

"یار ویسے سمیر تمہاری قسمت اچھی ہے کہ اماں ابا شادی کروا رہے ہیں تمہاری یہاں میرے ماں باپ اس بارے میں ابھی سوچ بھی نہیں رہے" حدید منہ بسورتے ہوئے بولا

"چلو اچھا پھر تمہارے ابا سے میں بات کرتا ہوں کہ اس بچے کے بارے میں بھی سوچیں" آزل نے شرارتاً اسے تنگ کیا

"اوہ آزل میرے بھائی اپنی فکر کر اس کی تو شادی ایک نہ ایک دن ہو ہی جائے گی لیکن جو حالات تو نے پکڑے ہوئے ہیں مجھے لگتا ہے تو نے کنوارا ہی رہنا ہے" سمیر سے آزل کی جانب دیکھتے ہوئے تحمل سے کہا

www.novelsclubb.com

"میرے بارے میں تو سوچنا بھی مت فی الحال، مجھے کوئی شوق نہیں ابھی شادی کرنے کا اور ویسے بھی مجھے کیا جب ماما چاہیں گی شادی کروا دیں گی" وہ اطمینان سے ہاتھ جھاڑتا اپنا مدعا پیش کرنے لگا

"یہ آزل مجھے انوکھی دنیا کا بندہ لگتا ہے، اس عمر میں لوگ شادی کرنے کی فکر کرتے ہیں اور اسے کوئی دلچسپی ہی نہیں عجیب" حدید نے ہاتھ موڑتے ہوئے اس کی جانب کیا

"جانے دو یار، جب اسے بھی اپنی پسند کے مطابق کوئی مل گیا تو دیکھنا اس کے نظریات بھی اور حالات بھی دونوں بدل جائیں گے، پھر کہاں انسان اپنے دماغ کی سنتا ہے جناب بس وقت کی بات ہے" اپنی ماہرانہ رائے کا اظہار کرتا وہ بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"زمل ایک دو گھنٹے میں تمہاری تائی امی آ رہی ہیں تاریخ لینے تم تیار ہو جانا اور پلیز زمل مجھے اب دوبارہ نہ کہنا پڑے، تمہارے بابا بھی آ رہے ہیں گھنٹے تک اس لئے کم از کم مجھے آج کوئی بھی تماشہ نہیں چاہیئے، اور مجھے پتہ ہے میری بیٹی سمجھدار ہے میری بات ٹال نہیں سکتی" زمل کے مقابل کھڑے ہو کر انہوں نے اسے سمجھایا

"ماما آپ نے مجھ سے کبھی پوچھا کیوں نہیں کہ میری کیا مرضی ہے؟ میں تو آپ کی بیٹی ہوں آپ کی اور بابا کی اکلوتی بیٹی "اس نے زمین کو گھورتے ہوئے سپاٹ لہجے میں پوچھا، شاید وہ اپنے سوال کا جواب پوچھنے کی پہلی اور آخری کوشش کر رہی تھی یہ جاننے کے باوجود کہ وہ ناکام ہو جائے گی

"کیونکہ زمل ماں باپ اپنے بچوں کا کبھی برا نہیں سوچتے اور ہاشم ہمارا بچہ ہے، تمہارے بابا کا دایاں بازو ہے زمل وہ، نائمہ تمہارا بہت خیال کرے گی اور کیا چاہئے میرے بچے؟ "اس کے ہاتھ کو پکڑتیں وہ محبت سے بولیں

'اگر ماں باپ اپنے بچے کا اچھا سوچتے ہیں تو میرے پاس ماں باپ تو نہ ہوئے، انہوں نے میرا کیا اچھا سوچنا تھا جو اس ملک کا ہی نہ سوچ سکے جس نے ان کو رہنے کے لئے چھت دی تھی، کبھی کبھی میری ماں مجھے یہ سوچنے پہ مجبور کر دیتی ہے کہ ڈھٹائی میں دکھا رہی ہوں یا میرے گھر والے اور اس کبھی کبھی کی سوچ کا جواب مجھے ہمیشہ ہی نہیں ملتا'

www.novelsclubb.com

اپنے ہاتھ پر محسوس ہوتے نرم دباؤ پر وہ حال میں واپس آئی اور سامنے اپنی ماں کو ہی کھڑے پایا

"زمل جو کپڑے میں پچھلے ماہ لائی تھی تمہارے لئے انہی میں سے کوئی نکال کر پہن لو اور تھوڑا سا میک اپ کر کے تیار ہو جاؤ" اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر تھپکتے وہ مسکرا کر بولیں اور کمرے سے چلیں گئی۔

دروازے کو مقفل کر کے وہ ظہر کی نماز کے لئے جائے نماز بچھانے لگی

"یا اللہ میں نے تجھ سے کھل کر کبھی اپنے دل کی مراد نہیں مانگی اور مجھے افسوس ہے اللہ کہ میں نے اپنے دوست کے سامنے اپنا دل کیوں نہیں کھول دیا جس نے میری خاموشیوں کو زبان دی، جس نے میرے اندر اٹھتے طوفانوں کو کبھی گرداب نہیں بننے دیا، جس نے مجھے کبھی اکیلا محسوس ہونے نہیں دیا، جس نے مجھے ہمیشہ ان لمحوں میں تھاما جب میری زندگی کا محور ہوئے لوگوں نے مجھے کنارے لگا دیا، اللہ تو وہ ذات ہے جس نے مجھے مفاد کی خانہ جنگی سے لگنے والی آگ سے بچا کر ٹھنڈک کا احساس بخشا، یا اللہ میرے ارد گرد لگی آگ کو جو مجھے اس دن جہنم تک چھوڑ آنے کا سبب بن جائے اسکو ٹھنڈا کر دے مالک، راہِ راست کی تنگ و تاریک سی گلی میں اللہ میں اس شیر خوار بچے کی طرح سسک رہی ہوں جس کی ماں اسے ٹھنڈے یخ فرش پر چھوڑ کر رزق تلاش کرنے کی غرض سے نکلتی ہے، یا اللہ میں ناشکری نہیں کر رہی تیری ذات کی میں مانتی ہوں تو نے مجھے بچایا ہوا ہے حالات کی ہولناکیوں سے ورنہ جس دلدل میں

میرا پورا خاندار کندھوں تک یا اس سے بھی زیادہ ڈوب چکا ہے اس سے باہر نکلنا ناممکن ہے، مالک اس لئے نہیں کہ تو انکو نکالنے کی قدرت نہیں رکھتا بلکہ اس لئے کہ وہ اس سے نکلنے کو ہی اپنی موت سمجھتے ہیں"

بائیں آنکھ سے ایک آنسو نے تھوڑی تک اپنا سفر رواں رکھا جسے زمل نے اپنے ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر مزید بہنے سے روک دیا

"اللہ تُو کہتا ہے میں اپنے بندے پر اس کی حیثیت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، تو پھر کیا میرا بوجھ تجھے زیادہ نہیں لگتا یا یہ بوجھ میرے لئے زیادہ ہے ہی نہیں، کیوں اللہ میری آنکھ میری ہی آنکھ سے نظر نہیں ملا رہی، ایک جنگ میرے وجود کے ہر ہر حصے پر کیوں طاری ہے؟ یا اللہ مجھے اپنی بنائی ہوئی دنیا کی کسی بہترین شے سے نواز دے نا، اللہ دیکھنا اس ایک دن میں شکر کے سجدے سے سر ہی نہیں اٹھاؤں گی، تجھے پسند ہے نا میرا مانگنا میرا بار بار سجدہ کرنا اللہ میں بھی تجھ سے وجوہات مانگتی ہوں اپنے شکر کے سجدے طویل کرنے کا اور اس یقین کے ساتھ کہ تو مجھے بہت جلد نوازے گا، اللہ تو جب مجھے اس شے سے نواز دے گا نا جو تو نے میرے لئے پسند فرمائی ہے تو پھر بے شک میری روح بھی مجھ سے لے لینا،

اپنی امانت بھی واپس لے لینا کم از کم ملال کے کالے بادل تو چھٹ جائیں گے نہ میری ذات پر سے، گلوں شکووں کے سجدے تو ختم ہو جائیں گے نا میری زندگی سے "ڈائری پر دو آنسو متواتر گرے تھے جو اس نے گرنے دیئے، چلتا ہوا قلم ایک ساعت کو رکا اور پھر چلنے لگا

"آج تک جو حوصلہ تو نے مجھے بخشا ہے بس اسی کے دم پہ زندہ ہوں، یا اللہ اب تو سب چھوڑ بھی جائیں تو تُو مت چھوڑنا، کیونکہ ایک تو ہی میرا دوست ہے مالک جو تو بھی میری زندگی سے نکل گیا تو مجھ سا بزدل دنیا نے نہ دیکھا ہو گا کیونکہ میرے اللہ صرف تو ہی جانتا ہے کہ تیرے دم پہ میں مضبوط ہوں ورنہ تو اس دلدل میں دھنس کر اپنے آپ کو سب سے پہلے ہلاک کر ڈالتی "ڈائری کو بند کر کے ایک سائڈ پر رکھتے اس نے میز پر اپنے ایک بازو کو سیدھا کیا اور اس پر سر رکھ کر آنکھیں موند کر لیٹ گئی

پانچ منٹ آنکھیں بند کئے وہ ایسے ہی لیٹی رہی اور پھر اُٹھ کر تیار ہونے کے لئے چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

سکائی گرے رنگ کا جارجیٹ کا سکارف اور اسی رنگ کا لانگ فراک پہن کر اس نے ہلکا سا میک اپ کیا اور دس منٹ میں تیار ہو کر بیڈ پر بیٹھ گئی، بائیں کلائی میں باریک پٹی کی میرون رنگ گھڑی پہنی اور اسی

ہاتھ کی مخروطی انگلی میں سونے کی ایک خوبصورت اور نفیس انگوٹھی بھی پہنی جو اسے کچھ دنوں قبل اپنی گریجویشن پوری ہونے پر شوکت علی کی طرف سے ملی تھی۔

"اگلے ہفتے جمعے کے بعد نکاح رکھ لیتے ہیں اور پھر اگلے مہینے شادی شوکت بھائی آپ کیا کہتے ہیں؟" زمل کے گرد اپنا بازو حائل کرتے نائمہ نے بھرپور مسکراتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا

"بھئی مجھے کیا اعتراض ہوگا آپ نے کہہ دیا ہے بس ہمیں قبول ہے آپ بس اسے لے کر جانے کی تیاری کریں" دونوں ہاتھوں کو باہم جوڑتے انہوں نے خوشی کا اظہار کیا

اس کے دل میں ٹھاٹیں مارتا سمندر کسی صورت تھمنے کو تیار نہ تھا، سانس آرہی تھی، مدھم سی گھٹی گھٹی، رنگ چمکتا صاف تھا مگر اس میں گھلتی زردی بھلا کس نے محسوس کرنی تھی؟ اپنی قسمت کے ہاتھوں بے جان ہونے پر وہ پر مردزہ مسکرائی تھی، وہ واقعی اس کھوکھلی سوسائیٹی میں اَن فٹ تھی مگر شاید ان تمام کی مشاہدہ کرنے والی حِس اپنے انجام کو کب کی پہنچ چکی تھی اس لئے وہ جانچ لینے سے قاصر تھے۔

www.novelsclubb.com

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

کمرے میں آکر وہ ہنوزا اپنے بیڈ پر بیٹھ کر کچھ سوچنے میں مصروف تھی، میک اپ اور کپڑے اس وقت تک ویسے ہی تھے سلوٹ سے پاک اور صاف ستھرے۔رات کے تقریباً دس بجنے والے تھے مگر اس کی چال بہت سست تھی دوروازے کی درز ہلکی سی کھلنے پر چرررر کی آواز پیدا ہونے پر وہ اس کا دھیان اس طرف گیا اور وہ اندر آنے والے وجود کو دیکھ کر ایک ہی جست میں بیڈ سے اتر کر سیدھی کھڑی ہوئی

"ہاشم تم اس وقت کیا کر رہے ہو یہاں، اور دروازہ کھٹکھا کر بھی آسکتے تھے اگر ضروری کام تھا تو" وہ ڈوپٹے کو کندھے پر سیٹ کرتی سنجیدگی سے بولی

"کیا کروں جان، ماما نے تمہاری اتنی تعریف کی کہ مجھے تمہیں دیکھنے آنا پڑا، وہ میں تو آج آ ہی نہیں سکا ماما کے ساتھ" اس کا لہجہ سست تھا اور چال ڈگمگا رہی تھی

"ہاشم تم نے ڈرنک کیا ہوا ہے؟" یہ بات کرتے ہوئے اس کے اوسان خطا ہوئے

www.novelsclubb.com

"مبارک ہو زمل ہماری شادی ہونے لگی ہے، اب کیسے اوائیڈ کرو گی مجھے؟" زمل کے قریب آتے آتے اس نے قہقہہ لگایا۔

"ہاشم تم ہوش میں نہیں ہو میرے کمرے سے چلے جاؤ پلیز" اس نے دو قدم پیچھے ہوتے ہوئے التجا کی، لہجے میں خوف کے آثار واضح تھے۔

"میں جانے کے لئے تو نہیں آیا، میں تو تمہیں دیکھنے آیا ہوں اور تم کہہ رہی ہو کہ میں چلا جاؤں" ڈگمگاتے قدموں کی رفتار قدرے تیز ہوئی اور چہرے پر خبیثانہ مسکراہٹ کے آثار بھی پہلے سے زیادہ واضح محسوس ہوئے۔

"ہاشم جہاں کھڑے ہو وہیں رک جاؤ ابھی کہ ابھی، ایک قدم بھی اور آگے بڑھایا تو میں بھول جاؤں گی کہ تم کون ہو اور کیا حیثیت رکھتے ہو" انگلی اس کی جانب کرتے زمل نے اسے دھمکی دی اس کی آواز میں کرختگی نمایاں تھی۔

"مجھ پر تمہاری دھمکیاں کب سے کام کرنے لگیں، اپنی شادی تو تم سے رکوائی نہیں گئی اور مجھے روکنے چلی ہو" وہ طنزیہ کہتا اس کے بہت قریب پہنچ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاشم دور ہو جاؤ میں شور مچا دوں گی چلے جاؤ یہاں سے" اس نے رندھی ہوئی آواز میں آخری ٹوٹی پھوٹی التجا کی مگر وہ جانتی تھی کہ جس نشے میں ہاشم ہے اس میں وہ اپنی ہر حد بھول جائے گا۔

"زمل چپ ہو جاؤ بالکل چپ" اس نے چیختے ہوئے زمل کے ہونٹ پر انگلی رکھ دی

اس ایک جھٹکے میں زمل نے فوراً سے پیشتر اس کا ہاتھ جھٹکا اور اسی لمحے اس نے ہاشم کے منہ پر کھینچ کر تھپڑ رسید کیا اور بے یقینی کی کیفیت میں دو قدم پیچھے ہو کر وارڈروب کے ساتھ پشت ٹکا دی۔

"میں نے بولا تھا کہ میری دی ہوئی حدود کا احترام کرنا ورنہ میں بھول جاؤں گی کہ تم کون ہو" گہرے سانس لیتی وہ بلند آواز میں بولی مگر بے یقینی کا عنصر اس کی آواز میں کرختگی سے بھی زیادہ تھا۔

"یہ تھپڑ میں کبھی نہیں بھولوں گا زمل تم قیمت چکاو گی دیکھنا بہت جلد قیمت چکاؤ گی" اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر اس نے ایک ایک لفظ چبا کر بولا اس کی آنکھوں میں شراب کے نشے کے ساتھ ساتھ خون بھی اتر رہا تھا، جو زمل نے فوراً محسوس کیا۔

"یہاں اس گھر میں کوئی کسی کا بھی سگا نہیں ہے، نہیں تمہارا اپنا خون بھی نہیں، چلو آج میں تمہیں تمہاری اوقات بتاتا ہوں، تمہارے باپ نے میرے ساتھ ڈیل کی ہے زمل ڈیل سمجھتی ہو؟ میں میر ہاشم مشتاق تم سے اسی ڈیل پر نکاح کر رہا ہوں" اس کی آنکھوں میں جو اشتعال تھا وہ زمل نے اس کے ہر ہر انداز ہر ہر زاویے میں دیکھا

www.novelsclubb.com

"کیا بکواس کر رہے ہو ہاشم، کیسی ڈیل؟"اس کی آواز کی روانی ٹوٹی، آنکھوں میں بے یقینی کی جگہ سرد پن سرائیت کرنے لگا، کان تھے کہ سنتے جا رہے تھے اور دل تھا کہ دعا کر رہا تھا کہ کاش وہ بہری ہو جائے، مطلب پرستی اس کی رگوں کو ہر ہر زاویے سے مسلنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

"سننا چاہتی ہو نا کہ میں تم سے شادی کیوں کر رہا ہوں تو پھر سنو، میں تمہارے باپ کے لئے کام کرتا ہوں اور وہ مجھے اس کا منافع دیتے ہیں، اور تم، میرے نزدیک تم وہ بونس ہو جو مجھے بغیر مانگے مل رہا ہے اور یاد رکھنا زمل بن مانگی چیزوں کی کوئی قدر نہیں ہوتی"آخری جملہ بولتے ہوئے اس نے اپنی دونوں آنکھیں ہتھیلیوں سے مسلیں اور اس کی جانب دیکھ کر طنزیہ مسکرایا۔

"ہاشم یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم ہوش میں نہیں ہو اس لئے ایسا بول رہے ہو نا، ہاشم بتاؤ نا، مجھے بتاؤ نا یہ تم نے بس بدلہ لینے کے لئے بولا ہے نا مجھ سے؟"اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر اس نے اپنے آپ کو تھپکا اور التجایہ نظروں سے ہاشم کو دیکھنے لگی، اس کی آنکھوں میں امید کی ایک ننھی سے روشنی جگمگائی تھی مگر سامنے والے کے طیور دیکھنے پر اسے یقین ہو گیا کہ وہ سب سچ کہہ رہا ہے۔

"میرے بدلے اتنے چھوٹے نہیں ہوتے، تمہارے باپ نے مجھے میری شرائط پر اپنا مینیجر بنایا تو بدلے میں، میں نے اس شرط کو مان لیا اور اندھا کیا چاہے بی بی، دیکھنے کو دو آنکھیں، لو جا کر انتقام قدرت سے کہ اس نے تم پر اتنا ظلم کیوں کیا، میرے لئے تم کیا ہو، ایک شرط ایک ڈیل، اور شرطیں تو کبھی بھی ختم کی جاسکتی ہیں" اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اس نے بات مکمل کی غرور اور رعونت اس کے لہجے میں سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

"میرے کمرے سے چلے جاؤ ہاشم اور کچھ کہنے سننے کو رہا نہیں ہمارے درمیان" سپاٹ لہجے میں ان نے وارڈروب کے ساتھ پشت ٹکائی اور گردن جھکا لی۔

"یہ جو تمہاری ہر بدتمیزی میں برداشت کر لیتا ہوں نا یہ بس شادی ہو جانے تک ہی ہیں اور پتہ ہے میں یہ سب تمہیں کیوں بتا رہا ہوں کیونکہ میں تمہارے گلے کی وہ ہڈی ہوں جو تم نہ اگل سکتی ہو نہ نگل سکتی ہو کیوں بتاؤں نا، لڑ سکتی ہو اپنا مقدمہ مطلبی دنیا کے کمزور رشتوں سے؟ اور ہر اس بدلے کے لئے تیار رہنا جو میرا ادھار ہیں تم پر، تم تھوڑی لکی ہو اس معاملے میں ورنہ میں تو وار کئے بغیر ہی اپنے دشمن کو مارتا

ہوں،اور میر ہاشم اپنے نشانوں میں چوکتا نہیں مائنڈاٹ" بازوؤں کو باہم جوڑ کر اس نے طنزیہ مسکراہٹ سے درشتی سے اپنی بات پوری کی اور زمل کے چہرے کی جانب دیکھنے لگا۔

"تم بات پوری کر چکے ہو اس لئے اب اس کمرے سے چلے جاؤ" ایک آنسو اس کی آنکھ کے کنارے پر اڑا تھا مگر زمل کے کمال ضبط نے اسے بہہ جانے سے روک دیا۔

"ہاں جارہا ہوں تم اب شادی کی تیاری کرو، سویٹ ڈریمز زمل شوکت میر" اس نے یہ بات سنجیدگی سے کہی ہر لفظ چبا کر اور دروازہ کھول کر زور سے بند کرتے ہوئے چلا گیا۔

وہ ایک جھٹکے میں سیدھی ہوئی، لپک کر دروازے کی جانب بڑھی اور لاک لگا لیا۔

اپنی بے ترتیب ہوتی سانسوں کو اور بے قابو ہوتے دل کو وہ کسی خاطر میں نہیں لائی تھی۔

منجمند سی آنکھوں میں ٹھہرا ہوا پانی کسی نہر پر لگے بند کے کھلنے جیسا منظر پیش کرتے ہوئے بہہ نکلا، کتنا ہی روک سکتی تھی جذبات کے سمندر کو، تھی تو وہ بھی انسان، اور کچھ حالات میں انسان کو خود پر ہی اختیار نہیں رہتا۔ وہ آنسو تو چھپا نہیں سکی تھی مگر اپنی سسکیوں کو چھپانا چاہتی تھی، منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر وہ نڈھال سی جہاں دروازے پر کھڑی تھی، اپنی پشت لگائے اسی کے سہارے بیٹھ گئی۔ ہاتھ کپکپا رہے

تھے مگر سردی کے اثر سے نہیں یہ اس تھپڑ کا اثر تھا جو اس نے اپنی پوری قوت سے ہاشم کے منہ پر دے مارا تھا۔

اس کی پوری رات سوچوں اور خیالات کو پایہ تکمیل تک لے جانے کے جتن کرتے گزر گئی، حتمی فیصلوں میں تو سالوں بیت جاتے ہیں مگر اس کی مہلت چند دنوں پر محیط تھی۔

شفق کی سرخی زردی میں گھلنے کے لئے تیار کھڑی تھی، چڑیوں کی چہچہاہٹ دور پاس کے علاقوں سے آتی ہر صبح کو سحر زدہ کر دیتی تھی، اسلام آباد کا افق آج اتنے دنوں بعد دھند سے پاک ہوا تھا جسکی بنا پر وہ چائے کا کپ لے کر دو لمحے چھت پر آ بیٹھی۔ ڈینم جیکٹ کی بائیں جیب میں ایک ہاتھ اڑستے اس نے چائے کی چھوٹی چھوٹی دو چسکیاں لیں اور دیوار ہی کے بنیرے پر کہنی رکھ کر ہاتھ اپنے چہرے پر جما لیا۔ منہ سے نکلتے دھوئیں کو دیکھ کر وہ چیدہ چیدہ مسکرائی اور پھر سے چائے کا گھونٹ بھرنے لگی۔

"ہانیہ تمہیں ٹھنڈ نہیں لگتی جو ایسے موسم میں چھت پہ آ جاتی ہو؟" اس کے مقابل کھڑے ہو کر سمیر نے سوال کیا۔

"نہیں، قدرت کے نظارے دیکھنے کی بھی کچھ شرائط ہوتی ہیں وہ یوں ہی تھوڑی میسر آجاتے ہیں" سفید رنگ کے کبوتر کو پنجرے سے نکالتے اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"تمہیں اچھا لگا میرا تحفہ؟" اس کے ہاتھوں میں مقید کبوتر کو دیکھتے ہوئے سمیر نے پوچھا۔

"یہ اب تک کا سب سے خوبصورت تحفہ ہے، دیکھیں اس کے سفید پَر کتنے شفاف ہیں، میرا دل کر رہا ہے کہ میں اسے ہاتھ میں لے کر پھرتی رہوں، اسے ایسے کھلا چھوڑ دینے سے اس کا رنگ میلا ہو جائے گا" ایک ہاتھ سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے شفیق لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ میلا ہونے کے ڈر سے تو کبوتر کبھی گھونسلے میں نہیں بیٹھا رہا، اسے معلوم ہے کہ حالات کی گرد سے لڑ کر ہی رزق حاصل کیا جاتا ہے، اللہ یہ ضرور کہتا ہے کہ رزق میں دوں گا اپنی مخلوق کو لیکن ساتھ ہی کہتا ہے محنت اسے کرنی پڑے گی اسباب اسے ڈھونڈنے پڑیں گے اب اسے چھوڑ کر نیچے چلیں مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے" اپنے ہاتھوں کو ہلکا ہلکا رگڑتے ہوئے اس نے کہا۔

www.novelsclubb.com

دیوار پر بیٹھی چڑیا کی آواز پر وہ سوچ کے طلسم سے باہر آئی، چائے کے آخری دو گھونٹ ٹھنڈے ہو چکے تھے اسے اپناوہ کبوتر یاد آیا جو کل ہی مرا تھااور کبوتر کے یاد آتے ہی اسے وہ کبوتر دینے والا بے اختیار یاد آیا، یہ تحفہ اسے سمیر نے پچھلے سال دیا تھا۔

آنکھوں میں دو آنسو آئے ایک شاید کبوتر کے چلے جانے پر آیا تھااور دوسرا سمیر کے یہاں موجود نہ ہونے پر، وہ ہوتا تو اسے تسلی دیتا،اس کے لئے نعم البدل لانے کی ہر ہر کوشش کرتا ہے اسے آخر کو منا ہی لیتا لیکن وہ آج نہیں تھا،اس کے سامنے کا ہر منظر یاسیت میں ڈوب کر عام ہو گیا، شفق کی پھوٹتی کرنیں اس کے لئے جاذب نظر نہ رہیں تھی۔وہ بوجھل قدموں سے چھت کی کنڈی لگا کر نیچے آگئی۔

"آمنہ اٹھو آمنہ کالج کے لئے دیر ہو جائے گی ورنہ،اٹھ جاؤ"اس کو کندھے سے ہلا کر ہانیہ نے اس کا کمبل سرکایا

"کیا مسئلہ ہے ہانیہ آپی کمبل تو نہ اتارا کریں میں اٹھ رہی ہوں،اچھی بات ہے کہ اگلے مہینے آپ کی شادی ہو رہی ہے کم از کم آپ میرے اوپر سے کمبل تو نہیں اتار سکیں گی"آمنہ نے آنکھیں ملتے ملتے شرارت سے کہااور واشروم میں چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا فکر نہیں کرو میں امی اور ارحم کی ڈیوٹی لگا کر جاؤں گی" ہانیہ نے اسے پیچھے سے آواز دے کر کہا۔

اس کی نگاہیں پچھلے آدھے گھنٹے سے سٹڈی ٹیبل پر پڑے موبائل فون پر مرکوز تھیں، دو بار اس نے ہمت جمع کر کے فون اٹھانا چاہا مگر وہ بیڈ پر سے اٹھتے اٹھتے واپس بیٹھ گئی، ایک خیال ذہن میں آنے پر اس نے کرب سے آنکھیں میچیں، لال سرخ آنکھوں میں شب بیداری کی وجہ سے چھبن محسوس ہوئی تھی، مگر کچھ فیصلے اٹل ہوتے ہیں، کچھ لمحے آپ کی آگے آنے والی پوری زندگی کی باز گشت لکھ دیتے ہیں، انہی لمحوں کے فیصلے یہ طے کر دیتے ہیں کہ آپ اپنے آنے والے کل میں کیا دیکھنا چاہتے ہیں،

www.novelsclubb.com

"موت تو برحق ہے جو حق کے راستے میں ہی آجائے تو امر ہونے میں دیر نہیں لگتی" زیر لب بولتی وہ بیڈ پر سے اٹھ کر سٹڈی ٹیبل تک گئی اور موبائل اپنے ہاتھ میں تھام لیا، دوسرے ہاتھ میں پکڑے کارڈ کو دیکھ کر نمبر ڈائل کیا اور فون کان کو لگا لیا۔

ٹن ٹن ٹن ٹن اس کی آنکھوں میں ہلکی ہی مایوسی در آئی، نچلے ہونٹ کا کونا کاٹتی وہ ایک ٹانگ کو اضطراب سے ہلا رہی تھی۔

"ہیلو السلام و علیکم!" دوسری جانب سے مختصراً بولا گیا۔

"و علیکم السلام آپ آزل عباس بات کر رہے ہیں؟" بولتے ہوئے اس کے ہاتھ اور آواز بیک وقت کانپے۔

"جی جی میں بات کر رہا ہوں، سوری میں پہچانا نہیں آپکو" نرمی سے کہتا وہ انجان لہجے میں بولا شاید آواز کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں زمل بات کر رہی ہوں آج سے کچھ مہینے پہلے ایک مال میں آپ کا جھگڑا ہوا تھا میرے کزن سے، آپ وہ میرے گھر آئے تھے میرا پرس لوٹانے" اس نے ایک سانس میں اپنا تعارف پیش کیا اور جواب کا انتظار کرنے لگی اس بار اس کی آنکھوں میں امید تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی مجھے یاد آ گیا ہے میں پہچان گیا ہوں" سپاٹ لہجے میں بولتے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں، اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ لڑکی اسے کبھی فون کرے گی۔ اسی لمحے وہ اپنی عقل پر حیران ہوا کہ وہ

اپنا کارڈ اسے کیوں دے کر آیا تھا۔ پھر فوراً اس کے دماغ نے اس کے دل کی کشمکش کو بھانپتے ہوئے یاد دلایا کہ وہ بس تعارف کے طور پر کیا گیا ایک چھوٹا سا عمل تھا۔

"دراصل مجھے آپ سے ایک مشورہ کرنا ہے آئی مین آپ فوج میں ہیں اور جو بات مجھے کرنی ہے وہ کانفیڈینشل ہے اور میرے پاس کوئی سورس کوئی رسائی کچھ بھی نہیں ہے" اس کی آواز میں بلا کی سنجیدگی تھی لیکن اس کی سنجیدگی میں چھپا خوف آزل نے بخوبی محسوس کیا تھا۔

"جی جی آپ بولیں میں سن رہا ہوں" ہر قسم کی غیر ضروری بات سے اجتناب دونوں طرف سے برتا جا رہا تھا۔ کانفیڈینشل لفظ سن کر اس کی آنکھوں میں پھر سے حیرت در آئی تھی۔

"میں آپ کو موبائل پر نہیں بتا سکتی آپ غلط مت سمجھیے گا مجھے آپ سے ملنا پڑے گا ساری بات بتانے کے لئے اور جلدی سے جلدی ملنا پڑے گا" اضطراب زدہ زبان نے اس بار لڑکھڑانے سے گریز کیا

www.novelsclubb.com

"آج تو ممکن نہیں ہو پائے گا میں ٹریننگ کے سلسلے میں لاہور ہوں، لیکن آپ کل ملاقات کر سکتی ہیں میں کل اسلام آباد میں ہی ہوں" حالات کا سرسری سا جائزہ لینے پر اسنے محسوس کیا کہ بات واقعی ہی سنجیدہ نوعیت کی ہے۔

"جی بہت بہتر میں کل آپ کو لوکیشن بھیجوں گی اور ٹائم بھی بتادوں گی زیادہ وقت نہیں لوں گی آپ کا" ممنونیت سے کہتی وہ فون بند کرنے لگی۔

"میں آپ کی بات ضرور سنوں گا ڈونٹ وری" اس کو تسلی دے آزل نے فون بند کر دیا۔

دوپہر کو سر پر چڑھا نارنجی سورج ہر سو طمازت کا احساس بخشتا بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ وہ لان میں لگے جھولے پر بیٹھی آمنہ کے آنے کا انتظار کر رہی تھی، جھولے پر سے ایک پاؤں زمین پر رگڑتی وہ آہستہ آہستہ اسکی رفتار تیز کر رہی تھی۔

"اب تو اس منظر سے مجھ کو چلے جانا ہے۔۔۔" اپنی رو میں گانا گنگناتی وہ آنکھیں بند کرکے ہوا کو چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہانیہ تمہاری جھولا لیتے ہوئے گنگنانے کی عادت ابھی تک ویسی کی ویسی ہے" فرصت سے کہتا وہ ہاتھ باندھ کر اس کے جھولے کے سائیڈ پر کھڑا تھا

"سمیر آپ اسلام آباد کب آئے؟"خوشگوار حیرت سے وہ ایک ٹانگ سے جھولا روک کر سیدھی کھڑی ہوئی

"دوبارہ واپس بیٹھو،آج صبح ہی آیا ہوں"اسے انگلی سے واپس بیٹھنے کا کہہ کر وہ جھولے کی اس سائیڈ پر گیا جہاں ہانیہ کی پشت تھی اور ہولے ہولے سے جھولا جھلانے لگا۔

" آپ کو پتہ ہے میرا کبوتر پرسوں مر گیا"اس کی جانب گردن موڑ کر اس نے افسردگی سے کہا

"اوہ اچھا،کوئی بات نہیں ہم اور لے آئیں گے،میرے ساتھ چلنا آج" مسکرا کر اس نے اسے تسلی دی اور پھر سے جھولا جھلانے لگا۔

"یہ والا گانا کسی زمانے میں بہت اچھا لگتا تھا مجھے لیکن میں نے یہ گانا سننے کی عادت پر کافی قابو پالیا ہے، لیکن جب بھی میں اس جھولے پر آکر بیٹھتی ہوں میرا دل کسی ایسے منظر میں ڈوب جاتا ہے جس کے بیک گراونڈ میں یہ الفاظ چل رہے ہوتے ہیں،اب میں گانا تو نہیں سنتی مگر وہ جو یاد ہے اسے گنگنا لیتی ہوں"ہوا کو چہرے پر اور سمیر کو اپنے آس پاس موجود پا کر اسکی آنکھوں سے خوشی اور اطمینان کے دو قطرے رخسار پر ڈھلکے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہر منزل کے راستے الگ الگ ہی ہوتے ہیں اور تم بھی اپنی منزل کی طرف جاتے ہوئے سیدھے راستے پر ہو" بدستور اس کے ہاتھ جھولے کی پشت کو دھکیل کر آگے کی طرف کر رہے تھے۔

"بس سمیر کھانے کا وقت ہونے والا ہے اور سردی بھی بڑھ رہی ہے ہم اندر چلتے ہیں" وہ سامنے دیکھتے دیکھتے تحمل سے بولی

"مگر تمہیں تو ٹھنڈ نہیں لگتی ہانیہ" وہ جھولا جھولانا چھوڑ کر اپنے اونی سویٹر کے لمبے آستین سے ہاتھوں کو ڈھانپتے ہوئے بولا

"مگر آپ کو تو لگتی ہے نا" مسکرا کر کہتی وہ جھولے سے اٹھ چکی تھی۔

اور سمیر اس کی اس بات پر اس کو دیکھتا رہ گیا۔

"کیسا جا رہا ہے وزیرستان اور آپ کی ڈیوٹی؟" نرم اوس زدہ گھاس پر آگے آگے چلتے ہانیہ نے پوچھا

www.novelsclubb.com

"ہن ہاں زبردست جا رہا ہے سب" اس کی باتوں کے سحر سے نکل کر خود کو سنبھالتے ہوئے وہ گویا ہوا

"کسی آپریشن میں حصہ لیا ابھی تک آپ نے؟" دلچسپی سے پوچھتی ہانیہ ایک دم سے سمیر کو بریگیڈیئر حبیب رضا کی پرچھائی لگی

"جی سر میں اس وقت تک دو آپریشنز میں حصہ لے چکا ہوں کیا آپ اور تفصیلات سننا چاہیں گی؟" تابعداری سے سر جھکا کر اس نے مسکرا کر کہا

"وائے ناٹ جوان ہم تو آپ سے پوری تفصیل سننا چاہیں گے" بولتے ہوئے ہانیہ نے قہقہہ لگایا اس وقت اس کا تجسس اور بھی بڑھ چکا تھا، ان دونوں کے مزید پندرہ منٹ آپریشنز کے احوال سننے سنانے اور نرم ٹھنڈی گھاس پر ٹہلنے میں گزر گئے اور پھر آمنہ کے کالج سے آتے ہی وہ دونوں بھی گھر کے اندر چلے گئے۔

---

www.novelsclubb.com

"السلام و علیکم ماما!" گھر کے لاؤنج میں داخل ہوتے اس نے اونچی آواز میں اپنی ماں کو سلام کیا اور دونوں بازو کھول کر ان کی جانب لپکا

"وعلیکم السلام! آزل، میرا بچہ اتنے دنوں بعد دیکھا ہے آپکو "اس کو گلے لگا کر اس کے ماتھے کو پیار سے چومتے بشریٰ بیگم کی خوشی دیدنی تھی۔

"کیسا لگا میرا سرپرائز؟" ان کے مقابل کھڑے ہو کر بازوؤں کو باہم جوڑتے اس نے استفسار کیا

"بہت اچھا سرپرائز تھا، میں چاہوں گی کہ آئندہ بھی آپ مجھے یوں ہی سرپرائز کرتے رہو "اس کی کمر کر گرد بازو پھیلاتے ہوئے بشریٰ نے خوشی سے کہا۔

"مجھے بتاؤ کیا کھاؤ گے کھانے میں، بھوک لگی ہو گی آپکو؟" فکرمندی سے پوچھتے وہ آزل کو ویسے ہی ٹریٹ کر رہیں تھی جیسے ہر ماں اپنے بچے کو مدتوں بعد دیکھ کر کرتی ہے اور آزل آیا بھی تو پورے دو مہینے بعد تھا جس دوران اس نے محض دو بار اپنی خیریت بتانے کے لئے گھر فون کیا تھا۔

"ماما جو بھی بنا ہوا ہے کھا لوں گا آپ کھانے کی فکر نہ کریں مجھے یہ بتائیں بابا اور رباب گھر پر ہیں؟ "

www.novelsclubb.com

"ہاں رباب گھر پر ہے اور بابا آفس، شام کو آجائیں گے "سرعت سے کہہ کر وہ کچن میں چلیں گئی۔

"یس "دروازے کی دستک پر وہ موبائل پر انگلیاں چلاتے ہوئے بغیر توجہ دئے بولی

"رباب کھانا تیار ہے آکر کھالو" دروازے سے اندر آتے ہی آزل نے شرارت سے بولا

"آزل بھائی وٹ اے پلیزینٹ سرپرائز، مجھے تو بالکل آئیڈیا نہیں تھا آپ کے آنے کا" وہ موبائل بیڈ کراؤن پر رکھ کر بھاگ کر اس کے قریب آگئی

"بس دیکھ لو اس بار میں نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا، چلو آؤ نیچے چلیں ماما ڈائننگ ٹیبل پر انتظار کر رہی ہیں" اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا اور وہ دونوں نیچے چلے گئے۔

موبائل کی وائبریشن پر اس نے آنکھیں کھولیں اور سکرین پر آئے نوٹیفیکیشن کو دیکھ کر وہ بیڈ کی ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

زمل کی طرف سے آئے لوکیشن کے میسج پر اس نے اوکے کا ریپلائی کیا اور بستر سے اٹھ کر سٹڈی میں اپنے بابا سے ملنے چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"بابا میں آجاؤں؟" تعظیما کہتا وہ دروازے پر کھڑا ہو گیا۔

"آزل،اندر آ جاؤ بیٹا کا حال ہے؟ کیسا رہا سفر؟" آنکھوں سے چشمہ اتارتے ہوئے انہوں نے اپنے ہاتھوں میں موجود کاغذ سٹڈی ٹیبل پر رکھے اور آفس چیئر موڑ کر آزل کی جانب رخ کر لیا۔ وہ چند قدم اندر آ کر بازو باندھ کر کھڑا ہو گیا

"السلام علیکم بابا، میں بالکل ٹھیک ہوں سفر بھی اچھا گزر گیا آپ سنائیں اپنا حال احوال؟"

"وعلیکم السلام! میں تو ٹھیک ٹھاک ہوں بس تمہاری ماں کبھی کبھی حوصلہ چھوڑ بیٹھتی ہے جب تم اپنی خیریت بتانے میں تاخیر کر دو" اس کے چہرے پر نگاہ ڈالتے حیدر نے کہا۔

"ماما کو میں سمجھا کر جاؤں گا اس بار، آپ ہیں نا ان کے پاس بس سنبھال لیا کریں بابا، میں رکھتا ہوں خیال اپنا آگے بھی رکھوں گا لیکن بابا اپنا خیال رکھنے سے پہلے مجھے اپنی ٹیم کا خیال رکھنا ہوتا ہے، وہ مجھ سے، میری جان سے پہلے آتے ہیں، یہ بات میں آپ کے ساتھ تو کر سکتا ہوں مگر ماما کے ساتھ نہیں" زمین پر لگیں لکڑی کے ڈارک شیڈ تھیم ٹائلز کو گھورتا وہ سنجیدگی سے بولا

www.novelsclubb.com

"آزل، دیکھنا بیٹا اب جو پرچم تم نے اپنے دل سے لگالیا ہے نا وہ پرچم کبھی نہیں جھکنا چاہیئے اور میں جانتا ہوں میرے بیٹے میں اللہ نے کتنا پوٹینشیل ڈالا ہے، ایک بات بتاؤ آزل..." وہ اپنی کرسی کی ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہوئے اور بات کر کے ایک لمحے کو رکے۔

"جی بابا پوچھیں" مختصراً کہہ کر وہ خاموش ہوا مگر اب نگاہیں اپنے باپ کی جانب مرکوز تھیں

"دشمن کے ایریا میں جا کر کبھی دشمن سے خوف تو نہیں کھایا؟" انگلیوں کو آپس میں جوڑتے انہوں نے سوال کیا، اور آزل کو پہلی بار لگا کہ اس کا باپ اس سے کبھی ناراض ہوا ہی نہیں تھا، آزل کو اپنے بابا ایک باپ سے زیادہ دوست محسوس ہوئے تھے، یہ سوچ آتے ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کے آثار کھلے اور وہ جواب دینے کو گویا ہوا۔

"دشمن بھی کوئی خوف کھانے والی چیز ہے میرے لئے، مجھے دشمن کے علاقوں میں جا کر کبھی ڈر تو نہیں لگا بابا البتہ مجھے اپنی قسمت پر رشک ضرور ہوا ہے کہ کروڑوں کے مجمعے سے اٹھا کر اللہ نے مجھ ایک کو دفاع کا کام سونپ دیا، مجھے اتنا رشک شاید پہلے کبھی محسوس ہی نہیں ہوا جتنا یہ سوچ کر ہوا کہ میرے

www.novelsclubb.com

لئے ہر گھر میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جاتی ہے، بھلا بتائیں بابا ایسے جذبوں میں گھر کر مجھے لمحے بھر کو بھی خوف محسوس ہوا ہو گا" اطمینان کی بازگشت اس کے چہرے کے ہر زاویے سے نمایاں تھی

"اللہ پاک بہادروں کو ہی منتخب کرتا ہے بہادری کے کاموں کے لئے، مجھے پتہ ہے کہ تم ہر قسم کے حالات میں بہترین کارکردگی دکھاؤ گے

ان شااللہ "مسکرا کر انہوں نے آزل کو دیکھا

"ان شااللہ، بابا بس میں چاہتا ہوں کہ آپ خود کو اور ماما کو ہر قسم کے حالات کے لئے تیار رکھیں، زندگی موت تو اللہ کے حوالے ہے، میرا آپ کا کیا اختیار بھلا، بس میرا ایریا آف ڈیوٹی ہارڈ ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ بجائے گھبرانے کے آپ اپنے آپ کو نڈر بنائیں میں جانتا ہوں بابا، آپ مجھ سے بھی زیادہ بہادر ہیں، کیونکہ اگر ایک باپ ہی بہادر نہیں ہو گا تو اس کا بیٹا کیسے بہادر ہو سکتا ہے، میں نے تو اپنی زندگی کی ہر دلیری آپ سے سیکھی ہے آپ تو استاد ہیں میرے اور استاد شاگرد سے زیادہ تجربہ رکھتا ہے" پر اطمینان سے لہجے میں بلا کی تاثیر تھی، اس تاثیر نے سید حاحیدر عباس کے دل پر اثر کیا تھا جس کے جواب میں وہ سر ہلا کر رہ گئے۔

www.novelsclubb.com

"آزل، تمہارے دادا نے جو گھر تمہارے نام کیا تھا وہ میں نے رینوویٹ کروادیا ہے، اسے بھی ایک بار ذرا دیکھ آؤ فارغ وقت میں پھر رہ آیا کرنا کبھی کبھار وہاں بھی، بلکہ وہ علاقہ تو زیادہ سکون دہ اور خوبصورت ہے" وہ ٹانگ پر ٹانگ جماتے گویا ہوئے۔

"جی بابا میں دیکھ آؤں گا اس بار جانے سے پہلے، میں پھر آتا ہوں رات کو آپ سے ڈنر پر بات ہوتی ہے" یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھنے لگا

"آزل کبھی کبھی مجھے ڈر لگتا ہے تمہاری باتوں سے یہاں آو میرے پاس بیٹھو" دائیں ہاتھ کے اشارے سے انہوں نے آزل کو اپنے پاس بلایا، وہ ایک سیکنڈ کی بھی تاخیر کے بغیر اپنے باپ کے سامنے پڑی کرسی پر جا بیٹھا

"اگر میں بیٹھنے کے لئے نہ کہتا تو کھڑے ہی رہتے ؟" حیدر صاحب نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا

www.novelsclubb.com

"جی بالکل کھڑا رہتا، ایک بات اپنی منوائی تھی تو عہد کیا تھا باقی ہر بات بابا کی ماننی ہے" وہ سر جھکا کر دھیما سا مسکرایا

"خوش رہو، اللہ پاک تمہیں عزت بھی دے اچھے لوگ بھی دے مخلص رشتے بھی دے اور زندگی بھی دے آمین" انہوں نے مسکرا کر اسکا ماتھا چوما اور دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ کر نرمی سے دبایا

"آمین بابا" کہہ کر وہ سٹڈی سے باہر چلا گیا۔

یہی تو وہ خلوص اور مقام تھا جو اس نے اپنے باپ سے اس دن چاہا تھا جب وہ سوارڈ لے کر گھر پہنچا تھا، لیکن جو مقام اس کے باپ نے اسے آج دیا تھا وہ اس کی ہر امید سے زیادہ تھا، اس کے ماضی کا وہ ورق اس کی آنکھوں سے ہمیشہ کے لئے دھندلا دیا گیا جو ہر بار اس کی کامیابیوں پر اسے خوش ہونے سے روک دیتا تھا، خوشی اور تشکر کا ایک آنسو ایک لمحے کی تاخیر سے پہلے جیسے ہی اس کی آنکھ میں نمودار ہوا تھا ویسے ہی بہنے سے روک دیا گیا۔

وہ آج اپنے گزرے ہوئے ہر دن اور ملنے والی ہر عزت اور کامیابی سے زیادہ خوش تھا اور وہ اس بات پر سو فیصد متفق تھا، جس باپ کی انگلی پکڑ کر اس نے اپنی زندگی میں چلنا، دوڑنا یہاں تک کہ اڑنا سیکھا تھا اس باپ کے انداز اور دی ہوئی دعاؤں سے اس نے اپنے آپ کو دنیا کا خوش نصیب انسان تصور کیا تھا۔

"الحمدللہ، میرے اللہ تو عظیم ہے، دینے والا مددگار ہے اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں" مسکراتے ہونٹوں سے سرگوشی ہوئی اور وہ پورچ کی جانب بڑھ گیا۔

وہ ریسٹورنٹ اس کے گھر سے بیس منٹ کے فاصلے پر تھا، اورزمل کے دیئے ہوئے وقت میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔

گاڑی پارکنگ لاٹ میں کھڑی کر کے وہ ریسٹورنٹ کے ہال ایریا کی جانب بڑھا، متلاشی نظروں نے پورے ہال کا جائزہ لیا اور اس کی نظر متعلقہ ٹیبل پر جا کر رک گئی۔

سفید موتیا رنگ گھٹنوں تک آتا سادہ سا فراک اور ہم رنگ کھلا ٹراؤزر، گرے اور براؤن رنگ کے فلیٹ سینڈلز اور کالے رنگ کی چادر میں نفاست سے بیٹھی وہ آزل کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم! آنے کا بہت شکریہ آیئے بیٹھیے" سامنے کی کرسی پر اشارہ کرتے ہوئے وہ پھر سے بیٹھی لہجہ سپاٹ تھا مگر آنکھوں میں ممنونیت واضح تھی۔

"وعلیکم السلام!" مختصراً کہہ کر وہ کرسی کھینچ کر بیٹھا اور نظریں میز پر مرکوز کر لیں۔

"پوری ایک رات لگی مجھے یہ سوچنے میں کہ میں اپنی بات کس کے سامنے رکھوں گی، کیسے بات کروں گی ، کہاں سے شروع کروں گی کہاں ختم کروں گی، اور پھر یوں آپکو فون کرنا، آپکو ادھر بلانا کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ مجھ پر ایسے حالات آئیں گے جو مجھے ایسا قدم اٹھانے پر مجبور کریں گے" دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں مسلتے ہوئے وہ اپنے صوفے کے بازو کو گھور رہی تھی۔

"آپ کے ذہن میں جو بھی بات اس وقت سب سے پہلے آرہی ہے آپ وہاں سے شروع کریں اور بلا جھجک بات کریں میں پوری بات سن کر ہی جاؤں گا" اس کے تسلی بخش انداز سے زمل کو تھوڑا حوصلہ ملا اور وہ گویا ہوئی،

"میر شوکت علی میرے والد کا نام ہے اور وہ اسمبلی کے رکن ہیں، سیاستدان ہیں یہ باتیں تو سب ہی جانتے ہیں مگر جو بات اس دنیا کو نہیں پتہ میں سیدھا وہ بات آپ سے کروں گی" دوٹوک بولتی وہ دو لمحے کو رکی بلکہ ٹھٹکی تھی، دل نے ایک بار سوچا کہ اٹھ جائے، قدموں نے منجمند کر دیا، بے اختیار اسے وہ چھوٹی دو پونیوں والی زمل دکھائی دی جو اپنے بابا کے گھر آتے ہی انکی ٹانگوں سے لپٹ جاتی تھی، اسی لمحے

www.novelsclubb.com

کے ہزارویں حصے میں اسے وہ بچہ نظر آیا وہ خودکش حملے میں اپنے مرنے والے باپ کے انتظار میں سونا بھول گیا تھا، دل اور دماغ اسی لمحے ایک سطح پر آئے وہ چھوٹی سی ہنستی مسکراتی زمل ہوا میں تحلیل ہوئی وہ پرامید آنکھوں کے گرد سیاہ حلقوں والا بچہ ہر منظر پر حاوی آگیا اور حتمی فیصلے کا نتیجہ آتے ہی سارا منظر شفاف ہو گیا۔ سامنے لیفٹیننٹ آزل تھا، اسے نہ جانے کیوں تحفظ کا احساس ہوا، اسی احساس کے تحت اس نے نظر صوفے پر سے اٹھا کر آزل کے صوفے پر مرکوز کی اور پھر سے گویا ہوئی،

"میر شوکت اسلحہ سمگلنگ جیسے غیر قانونی کاموں کی فنڈنگ کر رہے ہیں اور صرف اتنا نہیں وہ اسلحہ سمگل کروا کر بارڈر پار بھی بھیج رہے ہیں" بے ربطگی سے فقرہ مکمل ہوا آواز ہر قسم کی بناوٹ سے پاک تھی، لہجہ سپاٹ، بالکل عام فہم اپنے باپ کو بابا نہیں میر شوکت کے نام سے پکارا گیا تھا۔ ہر رشتہ آڑے آگیا ملک کی وفاداری میں، ہر جذبہ، ہر احساس دفن ہو گیا، دل ذرا نہیں ڈرا، نہ ہاتھوں میں لغزش آئی نہ آواز میں کہیں لڑکھڑاہٹ، کڑوا کسیلا سچ تھا بولتے ہوئے منہ حلق تک کڑوا ہوا، ہر رشتہ ملک کی خاطر نثار کر دیا، اس نے وہ کر دیا جس کے لئے اس کا دن اور رات خود سے جنگ کرتے گزرتا تھا، ہاں البتہ اسے اپنی دھڑکن کی آواز کانوں تک محسوس ہوئی، ایک چھوٹا سا سانس لے کر وہ آزل کے تاثرات دیکھنے کو رکی۔

www.novelsclubb.com

زمل کی بات سن کر اس نے فوراً سے پیشتر اپنی نظر اٹھا کر زمل کو دیکھا، اس کے ڈھیلے ڈھالے اعصاب لمحے بھر میں تنے، زمل کے چہرے پر اسے سچ کے علاوہ دوسری کوئی چیز ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملی، وہ ایک اچھا ٹرینڈ سپاہی تھا، لمحے بھر میں مقابل کو، حالات کو بھانپ جاتا لیکن اسے اپنی یہ قابلیت ماند پڑتی محسوس ہوئی، کوئی اور بولتا تو وہ پہلی بار میں مان جاتا، سمگلنگ تھی، غیر قانونی کام تھا وہ جانتا تھا کہ لوگ کرتے ہیں ملک کے بڑے بڑے وفادار بھی نفس کی جنگ میں ہار جاتے ہیں مگر کبھی یہ نہیں دیکھا تھا کہ غداروں کے گھر سے آج کے دور میں موسیٰ بھی نمودار ہو سکتا ہے، آنکھیں پل بھر کو جھپکنا بھول گئیں مگر اس کے حواس مکمل بحال تھے۔

"آپکو اس معاملے کا جتنا بھی علم ہے مجھے سب بتائیں، آپ جتنی معلومات دیں گی اتنا اچھا اور مؤثر حل نکلے گا، دیکھیں زمل یہ سب بتانے سے آپ کے گھر والوں پر بہت مشکل وقت آ جائے گا اور آپ کے تاثرات دیکھ کر جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے آپ نے کوئی بھی بات جذباتی ہو کر نہیں کی بلکہ سوچ سمجھ کر کہی ہے بس مجھے ایک بات کا جواب دیں آپ کے گھر والوں کو معلوم ہے کہ آپ کو ان سب باتوں کا پتہ ہے؟" میز پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے زمل سے سوال کیا۔

"نہیں میرے گھر والے نہیں جانتے کہ مجھے اس بارے میں علم ہو گیا ہے، ہاشم اس تمام کاروبار میں مین کردار ادا کر رہا ہے شوکت علی کے بزنس پارٹنر کی حیثیت سے وہ یہ سارا کاروبار دیکھتا ہے مجھے زیادہ کچھ نہیں پتہ لیکن بابا کے موبائل پر کمال شاہ کی کال آتے دیکھی ہے ایک بار "آزل والے صوفے پر نظریں مرکوز کئے وہ اپنے علم میں لائی سب باتیں بول رہی تھی۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ سب آپ دنیا کو کیوں بتانا چاہتی ہیں؟، میرا مطلب ہے کہ آپ کے خاندان کی عزت سر عام نیلام ہو جائے گی، اس تمام سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا؟ "اس سوال پر اس کی آنکھوں میں تعجب اور تجسس تھا

"میرے خیال میں اس دنیا میں ہر کوئی فائدے کے لئے جیتا ہے میرا فائدہ میرے ملک کی کامیابی اور حفاظت پر منحصر ہے، نہ میں کسی کی عزت نیلام کروا سکتی ہوں نہ کسی کو عزت دلوا سکتی ہوں یہ کام تو اللہ کا ہے وہی عزت دیتا ہے، اور جسے راس نہیں آتی واپس لے لیتا ہے، اگر میرے گھر والوں کو پیسوں میں فائدہ نظر آتا ہے تو مجھ پر بھی لازم ہے کہ مجھے جس چیز میں فائدہ محسوس ہو میں وہ کروں، مجھے حالات کو فیس کرنے میں اپنا فائدہ لگا، مجھے غداروں کی سرپرستی سے نکلنے میں اپنا فائدہ دکھا مجھے بے غرض ہو کر حق

کا ساتھ دینے میں فائدہ لگا، مسٹر آزل میں یہاں آکر بیٹھی ہی تب ہوں جب مجھے یہاں آنے میں فائدہ لگا۔اور رہی بات آپ کو بتانے کی تو مجھے آپ سے بہتر کوئی نظر نہیں آیا جو میری معلومات اٹھارٹیز تک پہنچا سکتا، آپ کہہ سکتے ہیں میں نے اپنے فائدے کے لئے آپ کو یہاں بلایا اور جیسا کہ میں بول چکی ہوں کہ میرا فائدہ میرے ملک کی فلاح میں ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ آپ کا اور میرا فائدہ کسی حد تک مماثلت رکھتا ہے ذلت سے جینے سے اچھا ہے انسان وقتی عزتوں کو نیلام کر دے"اس کے بے باک لہجے کی مضبوطی آزل کو چند لمحوں کے لئے مربوط کر گئی، وہ جو پر کھنا چاہتا تھا زمل نے اس سے بہت بہتر جواب دیا،اسے زمل کے انداز میں ذرہ برابر بھی جنبش محسوس نہیں ہوئی، سر کو ہلکا سا خم دے کر وہ اپنی متاثر ہونے والی مسکراہٹ کو چھپا گیا۔

"زمل آپ شیور ہیں کہ آپ کے فادر اور کزن ان سب کاموں میں ملوث ہیں کیونکہ معلومات دینے والے ذرائع سے بھی پوچھ گچھ ہو جاتی ہے کبھی کبھار"

www.novelsclubb.com

"میں سو فیصد شیور ہوں اور میں اپنی تمام معلومات آپ کو دے چکی ہوں، میں اپنے ملک میں اور خودکش حملے نہیں چاہتی، میں چاہتی ہوں کہ دہشتگردوں کے سہولت کاروں کو جلد سے جلد پکڑ لیا

جائے تاکہ مزید بچے یتیم اور معذور ہونے سے بچ جائیں اور میں میڈیا میں بیان دینے کے لئے بھی تیار ہوں" یہ آخری بات اس نے ہوش سے زیادہ جوش اور جذبات میں کہی تھی جسے آزل نے آن کی آن میں بھانپ لیا۔

"نہیں نہیں میڈیا کو انوالو نہیں کرنا کسی صورت نہیں اس طرح سے وہ کوئی بیچ کا راستہ نکال کر بچ جائیں گے اور آپ کے خلاف ہو جائیں گے آپ واپس گھر جائیں نارمل حالات والی زندگی گزاریں باقی سب اللہ پہ چھوڑ دیں" وہ میز پر دونوں ہاتھوں کو رکھتے اور اٹھاتے تاکیدی انداز میں بولا۔

"میرے گھر والے میرا نکاح ہاشم سے کر رہے ہیں اگلے ہفتے اور میں اس غدار وطن کی بیوی نہیں بنوں گی آج نہیں تو کل میں وہ گھر چھوڑ دوں گی اسی لئے آپ کو ارجنٹلی بلوایا کیونکہ میرے پاس وقت بہت کم ہے، آپ نے وقت نکالا بہت شکریہ مجھے چلنا چاہیئے بس آپ جلدی سے رپورٹ کریں، پاکستان کی اور بدنامی نہیں ہونی چاہیئے" وہ یہ کہہ کر جانے کے لئے اٹھی۔

"آپ نے سوچا ہے آپ کہاں جائیں گی؟" وہ حق کی صف میں کھڑی تن تنہا لڑکی کی ہمت پر دنگ ہوا تھا۔

پیچھے سے آئی آواز پر وہ رکی

نہیں لیکن سوچ لوں گی" مختصراً کہتی وہ پھر سے دو قدم چلی "

"یہ ٹھیک نہیں ہے زمل، میں انٹرفئیر کر رہا ہوں اس کے لئے معزرت لیکن" اپنی جگہ سے پریشانی سے اٹھتا آزل زمل سے مخاطب ہوا، جو بھی تھا وہ غداروں کے گھر سے نکل کر آئی تھی غدار خود تو نہیں تھی، وہ بے ضرر بھی تو اسی معاشرے کی لڑکی تھی اور اس سے بڑھ کر محب وطن تھی، اسکی حفاظت میں اتنا پوچھ لینا تو زمل کا حق تھا،

"میرا ڈر کر گھر پہ بیٹھ جانا اور اس انسان سے شادی کر لینا بھی ٹھیک نہیں ہے، جو مجھے حرام رزق پر ہی زندگی گزارنی ہوتی تو میں گھر سے باہر کیوں نکلتی، مجھے تو اس وقت شہر کے سب سے بڑے ڈیزائنر کے پاس ہونا چاہیے تھا، ملک کو کھانے والے تو بہت ملیں گے آپ کو میں اس کو بچانے والا بننا چاہتی ہوں، ایک راستہ بند ہو جائے گا تو اللہ سو در نکالے گا اور سو راستوں میں سے کوئی ایک در مجھ پر کھل ہی جائے گا ان شاءاللہ" اس کے مقابل کھڑی ہو کر اس نے اپنا مدعا سمجھایا اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ حتمی فیصلہ کر لینے کے بعد ہی یہاں تک آئی تھی۔

"میں آپ کی بات سے متفق ہوں اور مجھے معلوم ہے آپ پر آزمائش آئی ہے اور یقیناً آپ کامیاب ہوں گی لیکن یہ وقت جزباتی ہونے کا نہیں ہے، آپ فی الحال گھر جائیں میں کل پرسوں تک آپ کو بتاتا ہوں آپ کو کیا کرنا ہے، بس میری کال یا میسج کا انتظار کریں اب جو آپ نے مجھے معلومات فراہم کی ہیں اس کے بعد آپ کی سیکیورٹی کا بھی خیال رکھنا ہے مگر دھیان سے "اپنے جوتوں پر نظر مرکوز کئے وہ فکر مندی سے بولا۔

"بہت شکریہ اللہ حافظ "کہہ کر وہ ایگزٹ کی جانب بڑھ گئی۔

"میر شوکت اور ہاشم مشتاق غداری، اسلحہ سمگلنگ، سہولت کاری، کمال شاہ، بارڈر سمگلنگ، زمل شوکت "اس نے موبائل کے نوٹ پیڈ میں چیدہ چیدہ معلومات ٹائپ کیں ایک نمبر پر بھیجیں اور پارکنگ کی جانب بڑھ گیا۔

سمجھ نہیں آرہا کہ ان مگر مچھوں کے تالاب میں ایک معصوم اور بے گناہ مچھلی کیوں ڈالی گئی، شاید اسی لئے کہ ملک کے جھوٹے خیر خواہوں کا چہرہ بے نقاب ہو جائے، مفاد کا نشہ اندھا کر دیتا ہے، ہوش و حواس ایک بار جا کر بحال نہیں ہوتے، حالات انسان کو اتنا نڈر کر دیتے ہیں کہ وہ لڑکی جو اس لڑکے سے اپنا ہاتھ

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

چھڑوانے کے جتن کر رہی تھی آج اسی کے خلاف گواہی دے رہی ہے، باپ تو ہیرو ہوتے ہیں اولاد کے لئے وہ اپنے باپ کو بے نقاب کر رہی ہے

فون کی بیل بجنے پر اس نے چونک کر فون اٹھایا، سکرین پر کرنل عبداللہ کالنگ جگمگا رہا تھا

"السلام علیکم سر!" وہ سلام کر کے مقابل کے جواب کے انتظار میں خاموش ہوا۔

"وعلیکم السلام! آزل سب خیریت ہے یہ میسج پڑھا ہے میں نے آپ کا" وہ فکر مندی سے کہتے اپنے کمرے سے باہر نکلے

"سر اسلحہ سمگلنگ کی وارداتوں میں انوالو ہونے کی اطلاعات ہیں اطلاع دینے والی شوکت علی کی بیٹی ہیں۔۔۔" ایک ہاتھ سے سٹئیرنگ تھامے اس نے رپورٹنگ شروع کی۔

"آزل میں آگے رپورٹ کرتا ہوں پھر دیکھتے ہیں کیا آرڈرز ملتے ہیں، پھر بھی اس لڑکی پر نظر رکھنی پڑے گی، دشمن کی چال کی طرح اس بات کو سوچو، ہر قدم دھیان سے اٹھانا پڑے گا معاملہ ذرا سنجیدہ ہے اور ابھی تو اس نے الزام لگایا ہے اس مطابق جتنا اسے معلوم تھا، اور تحقیق ہو گی کڑیوں سے کڑیاں ملیں گی پھر دیکھیں گے کہ معاملہ کس حد تک خطرناک ہے، لیکن ان سب باتوں کو دیکھنے کے بعد میں

رائے دوں گا کہ لڑکی کم از کم کوئی من گھڑت بات نہیں کر رہی، وہ جو کہہ رہی ہے حقیقت اس سے ملتی جلتی ہی ہو گی"

"سر میرے اندازے کے مطابق اور جتنا میرا ایکسپویر ہوا ہے زمل کے ساتھ وہ لڑکی وفادار ہے ملک کی لیکن آپ کی بات بھی ٹھیک ہے میں کل پرسوں تک پراپر پلین بنا کر آپ سے بات کرتا ہوں، وہ لڑکی اگر وفادار ہے تو میں اسکی حفاظت کی ذمہ داری لوں گا سر"

شام کے سائے گہرے ہوتے ہی دھند کے آثار بھی بڑھنے لگے اور اسلام آباد کا ہجوم بھی سڑکوں پر امنڈ آیا، گیلی نم زدہ سڑکوں پر پانی کی طرح چلتی ٹریفک اور سکون سے ڈھلتے سورج کی اداسی ایک ساتھ زمین کے سبھی باسیوں پر آشکار ہوئی تھی۔اس کے دماغ میں چند باتیں اور آنکھوں میں کچھ جھلکیاں لمحہ بہ لمحہ سرائیت کیں اور آنکھوں میں یاد کے ساتھ حیرانی بھی شفاف اترتی دکھائی دی، چند پل وہ یوں ہی ٹیک لگا کر سامنے کے منظر پر نگاہیں جمائے گاڑی میں بیٹھا رہا اور پھر ایک نمبر کو سکرین پر ڈائل کر کے کان سے لگا لیا۔

www.novelsclubb.com

ٹن ٹن ٹن ہر انسان اپنا فائدہ ہی سوچتا ہے، مسٹر آزل میں نے آپکو بلایا ہی تب تھا جب مجھے اس میں اپنا فائدہ لگا،اس کے ہونٹوں پر ستائشی مسکراہٹ نمودار ہوئی، سکرین چمک چمک کر ماند پڑ گئی مقابل نے فون نہیں اٹھایا تھا اسکی نظریں پھر سے سامنے پارک کی جانب مرکوز ہو گئیں، ٹھنڈ بڑھنے کے ساتھ ہی وہاں کا ہجوم پل بھر میں چھٹا اوس زدہ خالی بنچ اس پارک کی چند واضح نظر آنے والی چیزوں میں سے ایک تھے، باقی درخت اور ان پر لگے پھول خزاں رسیدہ سے معلوم ہوئے تھے سکرین ایک بار پھر سے جگمگائی اس بار مقابل نے خود ہی فون کیا تھا۔

"وعلیکم السلام! ہاں میں تمہارے گھر کے باہر کھڑا ہوں آ جاؤ نماز پڑھنے چلتے ہیں" وہ سرعت سے کہتا گاڑی سے باہر نکلا۔

"نہیں نہیں میں گھر کے اندر نہیں آ رہا بس تم جلدی سے باہر آ جاؤ مغرب کی جماعت ہونے والی ہے" گاڑی لاک کر کے وہ وہیں کھڑا ہو کر سمیر کا انتظار کرنے لگا۔

"کرنل عبداللہ سے تو میری بات ہو گئی ہے اب دیکھو وہ آگے کیا آرڈرز دیتے ہیں" مسجد سے واپسی پر اس نے تقریباً تمام باتیں سمیر کے گوش گزار کر دیں۔

"آزل اگر کرنل صاحب نے کہا کہ زمل کو وہاں سے ایویکویٹ کروانا ہے تو اس کے لئے تم نے کیا سوچا ہے ؟" چلتے چلتے وہ واپس پارک کی جانب آئے اور جا کر ایک خالی بینچ پر بیٹھ گئے

"اس کی فکر نہیں ہے مجھے میرے پاس پراپر پلین ہے وقت آنے پر بتاؤں گا" آزل پر اعتماد انداز میں مسکرا کر بولا۔

"ویسے آزل ایک بات تو طے ہے کہ اگر زمل شوکت، شوکت علی کا نام نہ لیتی تو وہ اس تحقیقات کا کبھی حصہ ہی نہ بنتا، میرا مطلب ہے کہ وہ اپنے بھتیجے کو اس کام میں انوالو کر کے خود پیچھے ہٹ گیا ہوگا، اس معاملے میں اسکا کام پشت پناہی کا ہے کیونکہ اگر اس کا یہ بھانڈا پھوٹ گیا تو اس کا کیریئر تو برباد ہوگا ہی ہوگا اسکو تو فوج نے ہی نہیں چھوڑنا تھا، وہ اپنے نام کو بچانے کے لئے ہر کوشش کرتا لیکن لیکن لیکن یہ زمل نے کیا کیا؟ اپنے باپ کو ڈبو دیا ہے اس نے کمال ہے یار, تمہاری باتیں میں نے سن تو لی ہیں لیکن یقین مجھے فی الحال کوئی نہیں آرہا" سمیر کے پر جوش سے انداز میں حیرانی بھی واضح تھی۔

"ہاں مجھے بھی ایسے ہی لگتا ہے کہ شوکت میر نے اپنے بھتیجے کو اسی لئے آگے کیا ہوگا اور اسی وجہ سے وہ زمل سے اسکی شادی بھی کروا رہا ہوگا تاکہ گھر کی بات گھر میں رہے، ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں

ہو گا کہ زمل ان کی اپنی بیٹی ان کے گھناؤنے کام سرعام نشر کر دے گی" وہ دونوں انہماک سے گفت وشنید میں مشغول تھے۔

"بہت بڑا قدم اٹھایا ہے اس لڑکی نے میں حیران ہوں کیسے دلیری سے اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے بول دی، میں نے پہلی بار دیکھا ہے کہ کسی انسان نے غلط کو ڈٹ کر غلط کہا ہے، آزل ایسا حوصلہ ہر کسی کے پاس نہیں ہوتا" بولتے ہوئے سمیر نے اپنا ایک بازو بنچ کی ٹیک پر ہموار کیا اور سامنے بنے چھ فٹ کے چوڑے ٹریک پر نگاہیں جمالیں جہاں اس وقت ایک پانچ چھ سال کا بچہ اپنے والد کے ساتھ فٹبال کھیلنے میں مصروف تھا۔

آزل کی نظر بھی ہنوز اسی کی طرف تھی

"یہ بچہ دیکھ رہے ہو سمیر، کتنا خوش ہے، زندگی سے بے خبر اپنے باپ کے ساتھ کھیل رہا ہے، ایک منٹ کو سوچو اس کا باپ اسے یہیں چھوڑ کر چلا جائے تو یہ بچہ کیا کرے گا؟" اسی ٹریک پر نظر گاڑھے آزل نے سوال کیا اس بار سمیر کو اسکا انداز بڑا دھیما سا لگا

www.novelsclubb.com

روئے گا اپنے باپ کو پکارے گا، شاید پارک میں چکر لگا کر اسے ڈھونڈنے کی کوشش بھی کرے گا، "

"بے چین ہو جائے گا

"بس، یہ بے چینی دیکھی ہے میں نے اس لڑکی کی آنکھوں میں، وہ دو تین بار ٹھٹکی، رک بھی گئی یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ مجھے بتائے یا نہ بتائے، سمیر میں نے محسوس کیا اس کے باپ کی محبت اس کے ہاتھوں میں دم توڑ گئی اور اس کی ملک سے وفاداری جیت گئی، لیکن باپ کو کھو دینے کا جو کرب اس کے چہرے پر لکھا تھا وہ تو مجھے دیکھے بغیر ہی محسوس ہو گیا، یار مجھے وہ لڑکی مجھ سے بھی زیادہ بہادر لگی ہم تو دشمن سے جنگ کرتے ہیں ناں سمیر جن سے ہمارا رشتہ ہی صرف نفرت اور دشمنی کا ہوتا ہے، مگر اس نے اپنے آپ سے اپنی محبتوں سے جنگ لڑی ہے اس کی جنگ زیادہ سخت ہے، سوچو اگر اسکی جگہ میں یا تم ہوتے تو اپنے پیدا کرنے والے ماں باپ کے خلاف جانے کا سوچتے؟ واقعی ایسا حوصلہ سب کے پاس نہیں ہوتا" آزل نے جو کچھ بھی اس ملاقات میں جانچا اور محسوس کیا تھا اور جو کچھ بھی اس نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے سوچا تھا اس کا خلاصہ سمیر کے سامنے پیش کر دیا۔

"کہاں جارہی ہو بیٹا، یہاں ہمارے پاس بیٹھو اپنی شاپنگ دکھاؤ، بابا کافی دیر سے پوچھ رہے تھے تمہارا" زمل کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ کو اقرا نے اسکو روکا۔

اپنے باپ کو وہاں بیٹھا دیکھ کر اس کے دل کو دھچکا لگا، دھڑکن بے ترتیب ہوئی، اس نے کرب سے آنکھیں میچیں اور گویا ہوئی

"شاپنگ نہیں کر سکی ماما لنچ پر ہی اتنا ٹائم لگ گیا تھا" وہ مختصراً کہہ کر پھر سے جانے لگی

"اچھا چلو کوئی نہیں زمل تھوڑی سی دیر بیٹھ جاؤ ہمارے پاس پھر ویسے تم نے رخصت ہو جانا ہے" اسکی جانب دیکھتے ہوئے شوکت نے پیار سے بولا اسے کوئی بناوٹ ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی۔اپنے باپ کا چہرہ دیکھ کر اور انکی محبت دیکھ کر انکار نہیں کر پائی، وہ دس قدم اور چند ساعتیں اس پر اس قدر بھاری تھیں جیسے کوئی پہاڑ اس کے سر پر رکھ دیا گیا ہو، جیسے تپتی ریت اس کے قدموں کو جھلسا رہی ہو اب کی بار اسے اپنے باپ کے ساتھ بیتے ہوئے زندگی کے وہ حسین لمحات یاد آئے جن میں کوئی غرض نہیں تھی، جو صرف اور صرف خالصتاً زمل کے حصے میں آئے تھے، بہت سارے زندگی سے بھرپور لمحے اس کی

آنکھوں پر ایک ساتھ اترے، صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس کے منہ سے سسکی نکلی باپ تو باپ ہی تھا نا میر شوکت کو پتہ لگ گیا تھا کہ زمل رو رہی ہے

"کیا ہوا ہے میری بیٹی کو کسی نے کچھ کہا ہے؟ مجھے بتاؤ کیا بات ہے زمل" فکر مندی سے پوچھتے وہ اپنے صوفے سے اٹھ کر اس کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

"بابا" نم آنکھوں سے اس نے مختصراً ایک لفظ ادا کیا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا، اتنے گہرے پانی میں کہ شاید ڈھونڈنے سے بھی دوبارہ نہ مل پاتا۔

"جی بابا کی جان" اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر شوکت نے نرمی سے دبایا اور اس نازک ترین لمحے میں زمل کا ضبط ٹوٹا، آنسوؤں کا سیلاب امنڈ کر اسکے رخساروں کے ہر حصے کو گیلا کر گیا، اپنے باپ کے کندھے پر سر ٹکا کر وہ بچوں کی طرح روئی تھی، ہچکیوں اور سسکیوں کی آواز پہلے بہت اونچی تھی مگر پھر کچھ ہی دیر بعد مدھم ہو گئی، ہنوز اسکا ایک ہاتھ اپنے باپ کے ہاتھ میں تھا اور شوکت علی نے وہ ہاتھ نرمی سے دبائے رکھا تھا۔

"بس بس میرا بچہ، ایسے نہیں روتے آپکے بابا کو تکلیف ہوتی ہے، کیا ہوا ہے زمل مجھے بتاؤ نا؟" اس کے سر کو ہلکا ہلکا تھپکاتے وہ بہت فکرمندی سے بولے

"کچھ نہیں بابا بس جب سے پتہ چلا ہے میرے اس گھر میں تھوڑے دن رہ گئے ہیں تب سے اداس ہوں اور آج آپ نے پوچھا تو مجھ سے برداشت ہی نہیں ہوا" دوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کرتے اس نے قدرے سنبھل کر کہا

"نہیں زمل یہ گھر صرف آپکا ہے، آپ پر کوئی بھی کبھی بھی اس گھر کے دروازے بند نہیں کرے گا جب میری بیٹی کا دل کرے تو بس بھاگتی ہوئی آجانا، اور میرا کونسا دل لگ جانا ہے آپکے بغیر، بڑا حوصلہ کر کے میں اپنی بیٹی کو بیاہ رہا ہوں کیوں اقرا صحیح کہہ رہا ہوں نا" بمشکل مسکراتے انہوں نے اقرا سے پوچھا جو گم صم بیٹھی یہ سب منظر دیکھ رہیں تھی، زمل کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے انہوں نے زمل کو تسلی دی۔

"جی بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ، اسی لئے تو گھر کے ہی بچے کے ساتھ اسکی شادی کر رہے ہیں جب دل چاہے گا ہماری بیٹی ملنے آجایا کرے گی" اقرا نے زمل اور شوکت کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"بابا میں تھک گئی ہوں آرام کرنا چاہتی ہوں میں جاؤں؟" یہ کہہ کر وہ اٹھنے کی تیاری کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں جاؤ جا کر آرام کرو" اقرا نے مسکرا کر زمل سے بولا اور وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

لیمپ کی مدھم سی روشنی میں اس کا کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، وہ اوندھے منہ بستر پر پڑی دنیا سے بے فکر نیند کی آغوش میں تھی، گھنگریالے بھورے بال تکیے اور کمر کے گرد بکھرے تھے اسے دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے مدتوں بعد اتنی فرصت سے سوئی ہو۔

"بیگم صاحبہ دو بار بی بی کو اٹھایا ہے وہ ہل بھی نہیں رہی ہیں" ساجدہ نے لاؤنج میں آکر بتایا۔

"اچھا تم کام اپنا کرو میں خود جاتی ہوں" وہ اتنا کہہ کر زمل کے کمرے کو چل دیں

"زمل اٹھو بیٹا کتنی دیر سے سو رہی ہو کل تم نے ڈنر بھی نہیں کیا ہم انتظار کرتے رہ گئے اور ابھی بھی بارہ بج گئے ہیں دوپہر کے تم اٹھ نہیں رہی میں نے دو مرتبہ ساجدہ کو بھی بھیجا ہے تمہیں جگانے کے لئے" کمرے کی لائٹ جلا کر وہ پردے ہٹاتے ہوئے بولیں۔

"زمل تم بہت سست ہوتی جا رہی ہو سسرال جا کر بھی یہی حرکتیں کرو گی تو نائمہ بھابھی شکایتیں لے کر پہنچ جایا کریں گی میرے پاس" اس کو کندھے سے جھنجھوڑتے اقرا نے دیسی ماؤں والا طعنہ دیا

www.novelsclubb.com

"مجھے نہیں اٹھنااور سونا ہے ابھی پلیز آپ جائیں میں اٹھ کر خود ہی آجاؤں گی" زمل نے نیند میں ہی بالوں کو سمیٹ کر جوڑا باندھا اور اتنا کہہ کر دوسری جانب کروٹ بدل لی

"بہت تبدیلیاں آگئی ہیں تم میں اور زمل تمہارے کچھ بدلاؤ اچھے نہیں ہیں آج تو سو جاؤ لیکن آگے سے اپنی روٹین ٹھیک کرو" وہ اسے تاکید کر کے بستر سے اٹھ گئیں

"کرٹن آگے کر دیں اور لائٹس بھی بند کر دیں" سوتے سوتے اس نے حکم دیا اور پھر سے آنکھیں بند کر لیں۔

اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور فوراً سے اپنا موبائل ٹٹولا، بستر پر فون موجود نہ پاتے ہوئے اس نے سر کو اوپر اٹھایا اور سائیڈ ٹیبل پر پڑے موبائل کو پکڑا، اس کی جگمگاتی سکرین پر دو تین انگلیاں پھیریں اور موجودہ میسج کو موبائل پر نہ پا کر اس نے موبائل سکرین بند کی اور پھر سے آنکھیں موند لیں۔

www.novelsclubb.com

آزل میں نے آپ کی دی ہوئی تمام معلومات آگے پہنچادی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ہم گواہ کا نام راز " میں رکھیں گے "

"اس کی کیا وجہ ہے سر؟"آزل کے انداز میں ناسمجھی تھی

"کیونکہ اس بات سے فی الحال کوئی سروکار نہیں کہ معلومات کس نے بتائی ہیں، سروکار اس بات سے ہے کہ کیا یہ سب باتیں حقیقت میں وجود رکھتی ہیں؟اور اگر رکھتی ہیں تو کس حد تک رکھتی ہیں"

"لیکن سر معلومات دینے والے کا کریڈٹ کہاں جائے گا؟"انداز ہنوز حیران کن اور الجھا ہوا تھا

"آزل اگر اس کا مقصد کریڈٹ لینے کا ہوتا تو وہ آپ کو سب کیوں بتاتی،اس کا بنیادی مقصد مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچانا ہے اور اس کا مقصد بہت جلد پورا ہو جائے گا،جوان لڑکی ہے وہ آزل یوں اسکا نام دنیا کو پتہ چل گیا تو اس کے گھر والوں نے اسے مروا دینا ہے،بات جب عزت اور نام پر آجائے تو یہ لوگ اپنے پیاروں کو بھی نہیں چھوڑتے"کرنل عبداللہ نے ساری بات آزل کو سمجھائی

"جی سر آپ نے صحیح کہا میں سمجھ گیا ہوں آپکی بات اب آگے اس لڑکی کا کیا کرنا ہے؟"وہ اپنے اگلے احکامات کے بارے میں فکر مند تھا

www.novelsclubb.com

"بس بریگیڈیئر صاحب کے آرڈر کا انتظار کرو شام تک آجائے گا آرڈر پھر جو اس میں لکھا ہو گا وہ کرنا ہو گا میرے اندازے کے مطابق شوکت اور اس کے گینگ کو پہلی وارننگ دینے کے لئے وہ زمل کو اس گھر

سے نکالنے کا آرڈر دیں گے آزل ہر کام دھیان سے کرنا،اس لڑکی کی نگرانی کرنے کا آرڈر ملے گا آپکو اتنا تو مجھے اندازہ ہے"کرنل عبداللہ نے اسے سنجیدگی سے تاکید کی

"جی سر میں نے پلین مکمل بنایا ہوا ہے آرڈرز آنے پر میں آپ سے مشورہ بھی کرلوں گا بہت شکریہ سر"

اس کا انداز پراعتماد اور موثر تھا۔

"چلیں پھر آرڈرز کا تھوڑا سا انتظار کریں پھر بات ہوتی ہے آپ سے"کہہ کر فون بند کر دیا گیا۔

"آج کھانا میں بناؤں گی"گردن کے گرد دوپٹہ درست کرتی وہ لاؤنج میں سے گزر کر کچن میں جانے لگی،بالوں کو جوڑے میں مقید کیا ہوا تھا مگر آگے کے بال چھوٹے اور گھنگریالے ہونے کی وجہ سے دو لٹیں ماتھے پر گری ہوئیں تھی،موڈ خوشگوار تھا۔

www.novelsclubb.com

"خیریت ہے نہ زمل پہلے اٹھ نہیں رہی تھی اب اٹھی ہو تو کھانا بنانے کا شوق چڑھ گیا ہے،پہلے ڈھنگ سے ناشتہ کرو پھر کچھ اور کرنا"اقرا بیگم اخبار کی اوٹ سے نکل کر گویا ہوئیں

"سونے کی کوشش کی تھی نیند ہی نہیں آئی میں کچن میں ناشتہ کر لوں گی آپ اخبار پڑھیں" انداز چہکتا ہوا خوشگوار تھا۔

"ساجدہ آج میں نے پاستا بنانا ہے مجھے چکن اور سبزیاں نکال دیں پلیز اور اگر کارن ختم ہوئی پڑی ہیں تو فوراً سے پہلے منگوائیں، میرا پاستا کارنز ڈلے بغیر نہیں بنے گا" وہ فریج سے مکھن اور جوس نکالتے ہوئے بولی۔

"بی بی میں نے کل ہی منگوائی ہیں کارن آپ ناشتہ کر لیں میں سامان نکالتی ہوں"

"ماما نے کیا بنانے کا بولا ہے آج" وہ ڈبل روٹی پر مکھن لگاتے بولے

"چکن پلاؤ بنانا ہے آج" مختصراً جواب دیتی وہ کیبن میں سے کٹنگ بورڈ نکال رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے وہ بھی میں ہی بنانے کی کوشش کروں گی اور پلیز ماما کو جا کر مت بتانا وہ مجھے پاستا بھی نہیں بنانے دیں گی ورنہ" بریڈ کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھتی وہ تحمل سے بولی

"بی بی آپ رہنے دیں میں بنا لوں گی" وہ جانتی تھی کہ اقرا زمل سے کچن کا زیادہ کام نہیں کرواتیں اس لئے اسے پلاؤ بنانا نہیں آتا

www.novelsclubb.com

"آہاں نہیں میں ہی بناؤں گی بس آپ کھڑی ہو جانا میرے ساتھ، چلیں اس کا بھی سامان نکالیں اور ووہ جو گاجریں وہاں رکھیں ہیں انہیں دوبارہ دھودیں""وہ' پے زور ڈالتی وہ ہلکا سا مسکرائی تھی کیونکہ وہ گاجریں ساجدہ نے صحیح طرح صاف نہیں کی تھیں

ناشتہ کر کے وہ دونوں ریسیپیز بنانے کی تیاری کرنے لگی۔

"ساجدہ یخنی بنانے کے لئے پانی ڈالو چار گلاس "موبائل میں یوٹیوب پر کوکنگ چینل سے دیکھ کر اس نے ساجدہ کو آواز لگائی

بی بی میں تو ہمیشہ چھ سات گلاس ڈالتی ہوں "اس نے زمل کو دیکھتے ہوئے معصومیت سے کہا

"اسی لئے تو ان کے بنائے ہوئے چاول نرم بنتے ہیں" دل ہی دل میں سوچتی وہ مسکرائی

"اچھا چلیں اس بار چار گلاس ہی ڈالنے ہیں جو ریسیپی میں لکھا ہے آج ہم ویسے ہی بنائیں گے" بولتے وقت اسکی ساری توجہ موبائل پر ہی تھی

"اچھا اب آپ اس میں دو چمچ سونف ڈالیں، تھوڑی سی کالی مرچ، الائچی اور تھوڑا سا زیرہ بھی

www.novelsclubb.com

نہیں نہیں اسے کم کریں اتنا زیادہ نہیں ڈالنا" اس نے ساجدہ کو زیرے کی چمچ بھرتے ہوئے دیکھ کر کہا

" چلیں اب یہ چکن ڈال کر ڈھک دیں اور پاستا ابالنے کے لئے پانی رکھیں" وہ آج پورے موڈ میں کام کرنے میں مگن تھی۔

"جی بی بی" گہرا سانس بھرتی وہ زمل بی بی کے احکامات پر عمل کرنے لگی

"ماما بیٹھیں کھانا تیار ہو گیا ہے" ایک گھنٹے کی بھرپور محنت کے بعد وہ کچن سے باہر آئی

"آج اتنی جلدی کھانا تیار ہو گیا، ساجدہ، رخسانہ کھانا لگا دو" کچن تک آ کر اقرا نے دونوں ملازماؤں سے کہا اور ڈائننگ ایریا کی طرف مڑیں

"ماما میں لگا دیتی ہوں کھانا" زمل سرعت سے کہہ کر کچن کی جانب بڑھی

"نہیں تم میرے ساتھ ٹیبل پر چلو وہ لگا لیں گی کھانا اب سکن فریش رکھنے کا وقت ہے دلہن بننا ہے تم نے" اس کو تاکید کر کے وہ اسکو ساتھ لے کر ڈائننگ ٹیبل پر آ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"اوہ زمل تمہارے بابا بھی آ گئے، آئیں شوکت زمل نے پاستا بنایا ہے" مسکرا کرانہوں نے شوکت کو بلایا جو کہیں باہر سے آ رہے تھے۔

"اچھا جی پھر تو اچھا ہی بنا ہو گا میں بس دو منٹ میں ہاتھ دھو کر آیا" یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

"پاستا تو اچھا ہے ہی ہے لیکن پلاؤ بھی آج پہلے جیسا نہیں ہے" وہ دونوں ڈشوں سے ایک ایک چمچ چکھتے ہوئے بولے

"وہ بابا یہ پلاؤ بھی میں نے بنایا ہے" وہ پلیٹ میں پاستا ڈالتے گویا ہوئی

"زبردست بھئی زمل تم تو ٹرینڈ ہوتی جا رہی ہوں ویسے آپس کی بات ہے ملازموں سے اچھا ذائقہ بنایا ہے تم" اس کو ایک آنکھ مارتے ہوئے وہ قہقہہ لگا کر بولے

www.novelsclubb.com

"زمل یوٹیوب سے بڑی اچھی ریسیپیز دیکھ لیتی ہے اور بنا بھی لیتی ہے اسے شوق ہے نا اس لئے، بہت اچھا کھانا بناہے زمل تم جاتے جاتے ہمیں اپنی عادت ڈال کر جا رہی ہو" اقرا یہ کہہ کر پھر سے کھانے لگیں

اس کی پلیٹ میں چلتی چمچ لمحے بھر کو رکی اور منہ میں ڈالا ہوا نوالہ حلق میں پھنستا محسوس ہوا، فوراً سے پیشتر اس نے گلاس میں پانی ڈالا اور لبوں کو لگا کر اپنی کھانسی کو نارمل کیا

"کیا ہوا زمل ٹھیک ہو" شوکت نے فکرمندی سے پوچھا

"جی جی ٹھیک ہوں آپ کھانا کھائیں" کہہ کر وہ کھانے میں مشغول ہو گئی جلدی جلدی کھانا کھا کر وہ آرام کرنے کمرے میں چلی گئی۔

عشاء کی نماز پڑھ کر وہ کافی دیر جائے نماز پر ہی بیٹھی رہی یہاں تک کہ اس کا موبائل فون بجنے لگا، سکرین پر نام دیکھ کر اس نے ایک گہرا سانس لیا اور فون اٹھا لیا

"السلامُ علیکم ! زمل مجھے آرڈرز مل چکے ہیں اور آپ کو اپنے گھر سے نکلنے کے لئے میری بتائی ہوئی ہدایت پر عمل کرنا پڑے گا" سرعت میں کہتا وہ روانگی سے بولا

"وعلیکم السلام ! جی جی مجھے بتائیں کیا کرنا ہو گا؟" سوال کر کے وہ خاموش ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"میں لوکیشن بھیج رہا ہوں کل دوپہر دو بجے شارپ آپ نے وہاں آنا ہے، زمل گھر پر بہانہ بہت سالڈ بنانا پڑے گا کیونکہ تھوڑا سا بھی شک آپ کو خطرے میں ڈال دے گا، موبائل سے میری کالز کی ہسٹری اڑانی ہے اور جس گاڑی میں آپ آئیں گی موبائل اسی گاڑی میں گرا کر آنا ہے، چھوڑ کر یا سیٹ پر نہیں رکھ کر آنا بلکہ کوشش کرنی ہے کہ اس کی بیٹری ڈیڈ ہو اور کسی سیٹ کے نیچے گرا کر آنا ہے ایسے لگنا چاہئے کہ جیسے گر گیا ہو، جس ڈرائیور کے ساتھ آپ نے آنا ہے اس کا نمبر مجھے بھیجیں، ابھی بس اتنا ہی لوکیشن دیکھ کر فوراً ڈیلیٹ کریں اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے سب ٹھیک ہو جائے گا" اس کے انداز میں تسلی تھی۔

"انشاءاللہ، اللہ حافظ" فون بند کر کے وہ جائے نماز کا کونہ پھر سے درست کرنے لگی۔

----

www.novelsclubb.com

"ماما مجھے دادا والے گھر کی چابی چاہیئے اور بی جان کو وہاں کی کیئر ٹیکر کی ذمہ داری دے دیں، انہیں ابھی بتا دیں تاکہ وہ کل صبح ہی وہاں جا کر اپنا کام سنبھال لیں" ڈنر کرنے کے بعد وہ ٹیبل پر براجمان اپنے والدین سے مخاطب ہوا

"وہ تو ٹھیک ہے آزل لیکن ایسے اتنی اچانک تم نے کیا فیصلہ کر لیا ہے؟" بشریٰ نے حیرانی سے استفار کیا وہ آزل سے اچانک یہ سننے کی امید نہیں کر رہیں تھی

"ہاں جی ایک ایمر جنسی ہے کسی کو وہاں ٹھہرانا ہے ایک بار سب معاملہ سیٹ ہو جائے گا تو آپ کو سب بتاؤں گا فی الحال ابھی بتانا قبل از وقت بھی ہے اور کانفیڈینشل بھی بس یہ سمجھ لیں کہ آرڈرز ملے ہیں ایسا کرنے کے اس لئے فوراً سے پہلے عمل کرنا ہے" وہ نیپکن سے منہ صاف کرتے ہوئے بولا

"ٹھیک ہے میں دیتا ہوں چابیاں بس ذرا احتیاط کرنا اپنی بھی اور اپنے گھر کی بھی" اس بار حیدر نے آزل کو مخاطب کیا

www.novelsclubb.com

"جی بابا بہت شکریہ میں احتیاط سے کام لوں گا ان شاءاللہ، ماما آپ بی جان کو کہلوا دیں کل صبح انکو وہاں بھیجنا ہے آپ نے"

ہاں ٹھیک ہے، یہ بتاؤ کہ واپسی کب ہے آپ کی؟"بشری کا پورا دھیان آزل کی ڈیوٹی پر مرکوز تھا

"ابھی دو تین تک واپسی ہے معاملات سیٹ کر کے جاؤں گا اس گھر کے"

"آزل ابھی ایک دن ہوا ہے آپ کو آئے ہوئے اور اتنی جلدی واپسی اس بار آئے بھی اتنے لیٹ ہو ناٹ فئیر "لہجے میں اداسی تھی

"جی ماما اصل میں سمیر کی شادی ہے اگلے مہینے اور میرا آنا بنتا ہے پھر اس وقت پر چھٹی لینا مشکل ہو جائے گا اس لئے جلدی جارہا ہوں" اسنے بظاہر اپنی ماں کو تسلی دی تھی

"اور ماما اتنی ٹینشن نہ لیا کریں میری، کیونکہ جس چیز کا اختیار ہی میرے اور آپ کے پاس نہیں ہے اسکی ہم فکر بھی کیوں کریں" اس کی جانب سے بے ربط مگر مستحکم انداز اپنایا گیا

"آزل اپنا خیال رکھنا پلیز دیکھنا اپنوں کے بغیر زندگی گھسیٹ کر گزاری تو جاسکتی ہے مگر جی نہیں جاسکتی، خیال رکھنے کا وعدہ تو دے ہی سکتے ہو اپنی ماں کو کہ نہیں" آواز کی لغزش مقابل بیٹھے باپ، بیٹے اور رباب نے بخوبی محسوس کی تھی

www.novelsclubb.com

"جی ماں جی رکھوں گا خیال اپنا آپ موڈ ٹھیک کریں چلیں آئسکریم کھا کر آتے ہیں باہر سے چلو آؤ ر باب آئیں بابا آپ بھی چلیں" کرسی گھسیٹ کر مسکرا کر اٹھتے اس نے باقیوں کو بھی رضامند کر لیا اور اس گھر میں شدید ٹھنڈ میں بھی آئسکریم کھانے سے انکار کوئی نہیں کرتا تھا۔

____

گھڑی پر نظروں کا تعاقب کرنے پر اسے باور ہوا کہ رات کے بارہ بجنے والے ہیں، ہنوز جائے نماز پر بیٹھے اس نے گود میں رکھی ڈائری برابر پڑے گول چھوٹے میز پر رکھی، اٹھنے کی ہمت کی اور جائے نماز کو تہہ کئے بغیر کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے کمرے سے منسلک راہداری میں لگے دو چھوٹے سنہرے اور سفید رنگی فانوس بلبوں کی مدہم سی روشنی کو چار سو پھیلاتے ہر آنے جانے والے کو بھلے معلوم ہوتے مگر اس کی کیفیت اور دل پر ثبت شدہ تکلیف سے ہر احساس ہر منظر دھندلا گیا تھا۔ ڈگمگاتے قدموں میں انتہا کی تکان، شفاف سے چمکتے چہرے پر بلا کی سنجیدگی اور اداسی گھر کے سناٹے میں گھل کر پراسراریت کی انتہا کو چھو رہی تھی۔ سست روی سے اسنے راہداری عبور کی اور اپنے کمرے سے منسلک شدہ راہداری کو چھوڑ کر اپنے والدین کے کمرے سے منسلک راہداری میں داخل ہو گئی وہ راہداری قدرے بڑی اور

کھلی تھی، فال سیلنگ میں جڑے بلب ملٹی رنگوں کے امتزاج سے سجے تھے، جنہیں اس وقت رات کی مناسبت سے مدھم سفید رنگ کی روشنیاں بکھیرنے کے کام پر لگایا گیا تھا، چلتے ہوئے اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ سنسانیت اس کے گھر پر چھائی ہے یا دل میں سرائیت ہو چکی ہے خیال کو طویل سوچ بننے سے روک کر وہ خالی الذہنی سے متواتر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اپنے والدین کے کمرے کو عبور کر گئی۔ ننگے پاؤں چلنے پر وہ کسی قسم کی آواز پیدا کرنے سے قاصر تھی، کمرے کے دروازے سے بمشکل دو تین قدم آگے جاتے ہی اس کے قدم لمحوں میں ساکت ہوئے تخیل کی دنیا میں بچپن کا فلیش بیک کسی کیسٹ کی طرح اپنے آگے بھاگتا محسوس ہوا

"ایک منٹ رک جاؤ زمل دوسری پونی ٹھیک نہیں ہوئی" اقرا بیگم، ہئیر برش لے کر اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی آئیں تھی

"ماما مجھے سکول کے لئے لیٹ ہو جائے گا میں گھر واپس آکر ٹھیک کر والوں گی" اپنی ماں کے آگے بھاگتے ہوئے وہ پریشانی اور معصومیت سے بولی

"زمل میری سمجھدار بچی آکر پونی ٹھیک کروانے کا کیا فائدہ ماما ایک منٹ میں پونی ٹھیک کر دیں گی چلو ٹرن یور فیس" وہ بولتے بولتے اس تک پہنچ کر اس کے بال بنانے لگیں۔

"ماما آج بابا کو کہنا مجھے سکول سے پک کرنے آئیں انہوں نے کل پرامس کیا تھا" پونی بنواتے ہوئے اسے کل والا وعدہ یاد آیا

"اچھا ٹھیک ہے میں کہہ دوں گی چلو وہ کاؤنٹر سے لنچ باکس اٹھاؤ اور بھاگ کے پورچ میں پہنچو" اس کے کندھے پر بستہ سیٹ کرتے وہ روانی سے بولیں۔

بھاگتی قہقہے لگاتی ہوئی زمل تخیل کے پردے پر سے دھوئیں کی مانند غائب ہوئی اور آج کی زمل کے چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ کے آثار نمایاں ہوئے قدم پھر سے رواں دواں ہو گئے، وہ راہداری پار کر کے لاؤنج میں داخل ہو گئی لکڑی کی بنی وہ گھڑی وڈ آرٹ کا ایک شاندار شاہکار تھی جو زمل کو ایک نمائش پر سے تحفے میں لا کر دی گئی تھی

www.novelsclubb.com

"سلیم اسکو یہاں لگانا ہے جلدی سے سیڑھی لے کر آو" ملازم کو حکم دے کر وہ ٹی وی پر لگا میچ دیکھنے میں مصروف ہو گئی

"مجھے پکا پتہ ہے آج پاکستان ہی جیتے گا" ٹی وی پر نگاہیں مرکوز کئے اسنے اپنے باپ کو متوجہ کیا

"مشکل ہی لگ رہا ہے زمل لیکن چلو تم نے کہہ دیا ہے ہو سکتا ہے ہم جیت ہی جائیں" وہ ٹی وی پر سے دھیان ہٹا کر پوری طرح زمل کی جانب متوجہ ہو گئے

"سلیم گھڑی ٹیڑھی لگا رہے ہو اسکو ٹھیک کرو" سیڑھی کے پاس کھڑی ہو کر وہ اسے ہدایات دینے لگی

"جی اچھا بی بی یہ لیں لگ گئی" وہ اتنا کہہ کر چلا گیا

"بابا یہ دیکھیں میں نے یہ کلاک یہاں لگوا دیا ہے اور ایک بات بھی بتانی ہے آپ کو" دوبارہ سے صوفے پر بیٹھتی وہ پر جوش سی شوکت علی سے مخاطب ہوئی

"ہاں بہت اچھی لگ رہی ہے کیا بات کرنی ہے بتاؤ؟" ساری زمل پر توجہ مرکوز تھی

"میں نے مائکروبیالوجی پڑھنی ہے وہ بھی پاکستان سے اور آسلام آباد سے ڈیٹس اٹ" دونوں بازو باندھ کر اسنے اپنا فیصلہ سنایا

"لیکن آپ کی ماما چاہتی ہیں کہ آپ ڈاکٹر بنو "

"نہیں بابا مجھے نہیں بننا ڈاکٹر بس آپ کل چلیں میرے ساتھ میرا میرٹ لسٹ میں نام آگیا ہے" اس نے بظاہر حکم صادر کیا

"چلو جیسا آپ کو ٹھیک لگے" یہ کہہ کر وہ دوبارہ میچ کی جانب متوجہ ہو گئے

حالانکہ وہ اسلام آباد کی کافی پر اثر شخصیت تھے اور ایسے پبلک اداروں میں نہیں جاتے تھے لیکن زمل نے جو ایک بار کہہ دیا تھا جانے کا اس کے بعد انہوں نے دوسری بات بھی نہیں کی تھی

گھڑی کی مسلسل آواز پر وہ حال میں واپس آئی گھڑی پر ساڑھے بارہ ہو رہے تھے،

"ترجیحات نے میرے ماں باپ کو بدل دیا، دولت کے خمار نے میرے باپ کو مجھ سے دور کر دیا ورنہ یہی بابا تھے میرے جو میرے لئے دنیا جہاں ایک کر دیتے تھے اب کی بار جو میری زندگی کا فیصلہ کرنا تھا تو مجھ سے ایک بار بھی نہ پوچھا، میں تو نہیں بدلی تھی اتنی سی بھی نہیں پھر میرے ساتھ روا رکھا گیا برتاؤ کیوں پہلے جیسا نہیں رہا، نہیں نہیں مجھے لگتا ہے وہ تو ہمیشہ سے ہی ایسے تھے بدل تو میں گئی، کیونکہ فرق تو اسے محسوس ہوتا ہے جو بدل جاتا ہے اسی لئے مجھے جو یہ سب غلط لگ رہا ہے ان کے لئے تو نارمل ہی ہے"

www.novelsclubb.com

کچن میں پڑے سٹول پر بیٹھ کر اسنے لمحے بھر میں یہ سب سوچ بھی لیا اور نتیجہ بھی اخذ کر لیا۔ایک آخری نظر کچن اور اس میں گزری انگنت یادوں پر ڈال کر وہ واپس کمرے میں چلی گئی۔

"ماما مجھے شاپنگ کرنی ہے اپنی تھوڑی بہت اور سوچ رہی ہوں کہ تائی امی کے لئے بھی کچھ خرید لوں اپنی طرف سے" وہ صوفے پر ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھی نیل فائلر سے اپنے ناخن درست کرتی بولی

"شکر ہے آج اتنے عرصے بعد تمہیں خود سے کوئی نیک خیال آیا" اس کی جانب متوجہ ہو کر انہوں نے ایک لمبی سانس چھوڑتے ہوئے کہا

"ماما آپ نے ہی کہا تھا کہ آپ کو میری کچھ عادتیں نہیں پسند اور مجھے اپنی عادتوں کو ٹھیک کرنا چاہیئے تو بس وہی کرنے کی کوشش کر رہی ہوں" انتہائی ہلکے پھلکے انداز میں کہتی وہ پھر سے ناخنوں کی جانب متوجہ ہوئی

"اچھا اچھا یہ بتاؤ کہ جانا کون سی شاپ پر ہے؟"

www.novelsclubb.com

"ماما مجھے میری ایک دوست نے بہت اچھی انٹیک شاپ کا بتایا ہے وہاں سے شالز بھی مل جاتی ہیں اور جیولری بھی اور بھی بہت کچھ مل جاتا ہے میں جا کر وزٹ کرتی ہوں اچھی ہوئی تو اگلی بار دونوں چلیں گے "زندگی میں پہلی مرتبہ اس نے اتنی روانی سے جھوٹ بولا تھا ایسا جھوٹ جس میں اس نے اپنی شخصیت کا عکس اتنے نارمل انداز میں کھویا کہ اسے خود بھی سچ اور جھوٹ کا فرق چند پل کے لئے بھول گیا، ایک معدوم سی گلٹی اس کی حلق میں ابھر کر ڈوبی اور حلق خشک ہوتا محسوس ہوا لیکن ناخن رگڑنے کی رفتار میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

"چلو ٹھیک ہے پھر جا کر دیکھ آؤ اور لے آؤ جو کچھ لینا ہے شام سے پہلے آ جانا آج تم نے ہمارے ساتھ ایک ڈنر پر جانا ہے اور زمل وہ ڈنر تمہارے معیار کے مطابق ہو گا زیادہ کچھ نہیں ہو گا وہاں اس لئے میں نا نہیں سنوں گی "انہوں نے اسکو اجازت دے دی تھی

"ہاں جی ٹھیک ہے ماما میں جانے کی تیاری کرتی ہوں "اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھ کر اسنے وہاں سے اٹھنے کا فیصلہ کیا کیونکہ دو بجنے میں تقریباً آدھا گھنٹہ ہی باقی تھا۔

پورچ میں جا کر وہ ڈرائیور کے گاڑی نکالنے کا انتظار کرنے لگی، نہ جانے کیوں اسے محسوس ہوا کہ جیسے اس کی آنکھوں میں سوکھا پن بھر دیا گیا ہو، حالانکہ وہ اس دہلیز پر آخری بار قدم دھرے کھڑی تھی جس سے نکل جانے کے بعد کی منزل سے وہ ناآشنا تھی، کسی چھوٹے سے یقین کے دیے کی روشنی میں اس نے اپنا تاریک راستہ عبور کرنا تھا، وہ اپنی پشت پر کتنی آسائشیں، کتنی رنگینیاں چھوڑے جا رہی تھی سب سے بڑھ کر وہ اپنی چوکھٹ پر اپنے پیدا کرنے والے ماں باپ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر جا رہی تھی، اس کی پشت پر حرام کی بدولت جلائی جانے والی آگ کی تپش ان تمام آرائشوں کو اپنے شعلوں کی لپیٹ میں لئے ہوئے تھی اور اس کے آگے کی جانب حلال کا تنگ و تاریک خطرناک پیچ و خم سے بھرا ہوا راستہ تھا، آسمان پر چھائے شفاف نیلے رنگ پر نگاہ مرکوز کئے اسنے اپنا آپ اپنے رب کے سپرد کیا اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔

"چلیں نذیر چاچا" زمل نے بیٹھ کر چلنے کا حکم دیا

www.novelsclubb.com

وہ ایک پرانی طرز پر تعمیر کی گئی انٹیک سامان کی خوبصورت دکان تھی جو دن کے اس حصے میں پر ہجوم رہتی تھی، اس دکان کے آگے گاڑی رکتے ہی اس کا موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر اس کی ٹانگوں کی جانب گرا جسے اس نے پاؤں سے اپنی اگلی سیٹ کے نیچے کھسکا دیا پارکنگ ایریا سے نکل کر زمل اور اسکا ڈرائیور دکان کے اندر داخل ہو گئے، داخلی حصے میں لکڑی کا بنا ہوا خوبصورت اور بڑا دروازہ جو کسی مغل دور کے وڈ آرٹ سے متاثر ہو کر بنایا گیا تھا، وہ دروازہ ہر آنے جانے افراد کے گزرنے کا واحد راستہ معلوم ہوتا تھا جو کہ فی الوقت کھلا ہوا تھا، دروازے سے اندر آتے ہی اس نے نظریں گھما کر دکان میں موجو ہر چیز کا جائزہ لیا اور بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق وہاں پر موجود شال اور چادروں والے کاؤنٹر پر چلی گئی۔

ڈرائیور داخلی دروازے کے داہنے حصے پر کھڑا اپنی ساری توجہ زمل پر مرکوز کئے ہوئے تھا

"بھائی وہ جو اجرک کی چادر پڑی ہے ڈارک میرون والی وہ بھی دکھائیں"، وہ اپنے ہاتھ میں موجود سلک کی چادر کو ٹٹولتے ہوئے بولی اسی کے ساتھ ہی وہ کچھ کچھ دیر بعد ڈرائیور کا جائزہ بھی لے رہی تھی جو اپنے ہاتھوں میں مفقود ٹوپی کو تھامے کبھی زمل کے کاؤنٹر کی جانب دیکھتا تھا، کبھی دکان کی گہما گہمی اور ہجوم کو اور کبھی کبھار ہی سہی لیکن دکان کی بناوٹ اور اس میں موجود انٹیک پیسسز کو اپنی آنکھوں میں حیرت سے قید کر لیتا تھا

"یہ بلیک والی چادر کی کیا پرائس ہے؟" زمل کے ساتھ کھڑے اس شخص نے بڑے ہی دھیمے انداز میں دکاندار سے کہا اور زمل کے آگے پڑی سلک کی چادر کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر ٹٹولنے لگا

وہ قریب قریب پانچ فٹ آٹھ انچ کے لمبے قد کا مالک تھا، گندمی سی رنگت، سر کو سفید رنگی کیپ سے ڈھک کر اسکی شیڈ سائیڈ کو اپنے چہرے پر کچھ اس طرح سے محیط کیا ہوا تھا کہ اس کا چہرہ کیپ کے سائے میں چھپ کر ٹھیک طرح نظر آنے سے قاصر تھا، نیلی جینز کی پینٹ پر سفید رنگ کی ٹی شرٹ اس کے گرے اوور کوٹ سے تقریباً چھپ جاتی اگر وہ اس کے نچلے بٹن کو بند کر دیتا، اس کے قد کاٹھ اور حلیے کا سرسری سا جائزہ لے کر زمل کو کچھ حد تک اندازہ ہو گیا کہ اسکو یہاں زمل کے لئے ہی بھیجا گیا ہے۔

"میم اجرک کے اور بھی نئے سٹائل آئے ہیں میں آپکو ابھی دکھاتا ہوں" اسکو میرون چادر دکھا کر وہ کچھ اور سٹف نکالنے کے لئے پیچھے مڑ گیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے آگے تقریباً پانچ چھ چادریں ترتیب سے پڑیں تھی وہ مزید چادریں دیکھنے لگی

اس کے مقابل کھڑا شخص ہنوز ساتھ کھڑا حالات کو بھانپ رہا تھا، ڈرائیور کی توجہ زمل سے ہٹ کر پھر سے ہجوم کی جانب مرکوز ہوئی اس نے پھرتی سے کالی رنگ کی شال کو نیچے سے نکال کر اوپر کیا اور اپنے

ہاتھ سے اسکو تھپک کر زمل کو شال کی جانب متوجہ کیا، اسکی توجہ کالی شال پر مرکوز کرواتے ہی اس شخص نے اوور کوٹ کی جیب سے ایک نظر کا چشمہ اتار کر چادر پر رکھا ٹرائی روم کی طرف اشارہ کر کے زمل سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور شالز کی بجائے کچھ اور سامان دیکھنے لگا۔

وہ اپنی مزکورہ اشیاء کو سمیٹ کر ٹرائے روم کی جانب بڑھ گئی ڈرائیور کی نظریں اسی پر مرکوز تھیں، اس چھوٹے سے ٹرائے روم کے ایک حصے پر داخلی دروازہ تھا اور باقی کے تینوں حصوں پر چھت تک شیشے تھے ٹرائے روم کی لمبائی بمشکل آٹھ فٹ تھی اور کچھ پانچ فٹ کی چوڑائی تھی اس نے ٹرائی روم میں جا کر دوپٹے کو گردن کے گرد حائل کیا اور کالی چادر کو اپنے اوپر پھیلا لیا، چادر اوڑھتے وقت اس کو غور کرنے پر بالکل سرے پر چسپاں ہوئی ایک چٹ دکھائی دی

فون بجنے کی آواز پر اس کی نظریں ٹرائے روم کے دروازے سے ہٹ کر موبائل کی جانب ہوئی اور اسنے فون اٹھا لیا

"جی کون"؟ وہ فون کسی اجنبی نمبر سے آیا تھا

"ہیلو۔۔۔۔ہیلو آواز نہیں آرہی تمہاری۔۔ ہیل ہیلو۔۔۔" دوسری جانب سے آواز نہ آنے کی شکایت کی گئی اور پھر وہ دوبارہ متوجہ ہوا

"میں رفاقت بول رہا ہوں شوکت صاحب کا نیا ڈرائیور تم نذیر بول رہے ہو؟" اجنبی نے اس بار تھوڑا اونچا بولا

"ہاں میں نذیر بول رہا ہوں خیریت سے فون کیا؟" وہ دروازے سے تھوڑا ہٹ کر بات کرنے لگا

"تمہاری آواز بہت آہستہ آرہی ہے شاید سگنل کا مسئلہ ہے جہاں بھی ہو باہر نکل کر بات کرو "

رفاقت کی بات پر عمل کرتے ہوئے وہ دکان سے تھوڑا سا باہر نکل گیا

"ہاں اب آرہی ہے آواز یہ بتاؤ کیسے فون کیا؟" ارد گرد نظر دوڑاتا وہ رفاقت سے مخاطب ہوا

ہاں وہ میں نے پوچھنا تھا کہ گھر کب تک واپس آؤ گے شوکت صاحب نے بلایا ہے سارے ملازموں کو"

"تمہاری آواز تھوڑی بدلی بدلی لگ رہی رفاقت اور ملازموں والی بات کا مجھے تو نہیں بتایا کسی نے" وہ اپنا ماتھا مسلتے ہوئے تعجب سے بولا

"اوہ نہیں نہیں بس گلا خراب ہے تھوڑا اور زکام ہے اور وہ شوکت صاحب نے ابھی بولا تھا تو میں نے تمہیں فون کیا چلو ٹھیک ہے بی بی کا دھیان کرو پھر بات ہوتی ہے" یہ کہہ کر رفاقت نے فون بند کر دیا اور نذیر دوبارہ دوکان میں داخل ہو گیا۔

دروازے کے سامنے والے شیشے کو بائیں جانب دھکیل کر باہر نکلیں اور دوبارہ سے واپس دھکیل کر شیشہ بند کر دیں، دس قدم سیدھا چل کر دائیں مڑیں اور باہر نکل آئیں محمد حسین سے مل لیں۔ چسپاں ہوا نوٹ پڑھ کر اس نے آن کی آن میں شیشہ دھکیلا اور باہر نکل کر شیشہ واپس دھکیل دیا دس قدم سامنے چل کر وہ دائیں جانب مڑی اور باہر نکل گئی۔ دکان کے پیچھے کی جانب ایک وسیع میدان تھا اور اس کے چاروں اطراف کچا لیکن صاف راستہ تھا جو

میدان کو باہر کی مین سڑک سے منسلک کر رہا تھا۔

"بی بی میں محمد حسین، آجائیں اس طرف گاڑی کھڑی ہے" محمد حسین اس کے قریب آکر مخاطب ہوا۔ وہ ادھیڑ عمر کا آدمی تھا جسکی عمر چالیس سال کے قریب تھی، کریم رنگ شلوار قمیض میں ملبوس وہ شخص ہر قسم کی بناوٹ سے پاک چہرے کا مالک تھا زمل کو دیکھتے ہی وہ ایک شریف النفس اور سیدھا سادھا آدمی لگا اور وہ اسکے ساتھ چل دی۔

گاڑی میں اس وقت محمد حسین اور زمل موجود تھی، وہ گاڑی کے بائیں جانب بیٹھی نیچے پیروں کی جانب دیکھتے ہوئے ایک دم سے چونکی، اس کے پیروں میں ایک رائفل تھی اور اسی وجہ سے وہ اپنی جگہ چھوڑ کر گاڑی کی دائیں جانب ہوگئی۔

"بی بی مجھے آزل سر نے بیجھا ہے آپ کو ان کے گھر لے جانے کے لئے میں فوج میں سپاہی ہوں وہ رائفل میں نے خود ہی پیچھے رکھی تھی احتیاطاً" اس کے یوں گھبرا کر حرکت کرنے پر اس نے زمل کو اپنا تعارف کروایا۔

www.novelsclubb.com

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" اس نے قدرے گھبرائی ہوئی آواز سے پوچھا

"ہم لفٹین صاب کے گھر جارہے ہیں یہاں سے تقریباً گھنٹے کا راستہ ہے" مختصراً کہتے اسنے گاڑی کی سپیڈ بڑھادی۔

"لیفٹینینٹ صاحب کے گھر؟" منہ میں بڑبڑاتی وہ اس بارے میں سوچنے لگی۔

زمل کو ٹرائے روم میں گئے بیس منٹ سے زیادہ ہوئے تو ڈرائیور کو تشویش ہونا شروع ہو گئی مزید پانچ منٹ کے انتظار کے بعد اسنے ٹرائے روم میں کسی اور خاتون کو جاتا ہوا دیکھا تو وہ بھی ٹرائے روم کی جانب بڑھ گیا۔

ٹرائے روم کے خالی ہوتے ہی اس نے تھوڑا سا دروازہ ہٹا کر خالی ٹرائے روم دیکھا تو اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ متلاشی نظروں سے اس نے دکان کے ہر ہر کونے کا جائزہ لیا اور پریشانی کے عالم میں دکان سے باہر جا کر بھی زمل کو تلاش کیا مگر وہاں اسکا کوئی نشان نہیں تھا۔ زمل بی بی کہاں چلی گئیں اس نے ہڑبڑا کر اقرا بیگم کو فون ملایا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"ہم آزل صاحب کے گھر کیوں جا رہے ہیں؟" حیرانی اور پریشانی کی کشمکش میں اس نے بے اختیار سوال کیا

"کیوں کہ یہ ان کا آرڈر ہے اور ہمیں اپنے افسر کے آرڈر ماننے ہوتے ہیں" محمد حسین ونڈ سکرین پر نظر گاڑھے پر سکون سا بولا

"مجھے آپ کے سر سے بات کرنی ہے" مختصراً کہہ کر وہ خاموش ہوئی

"بی بی ہم گھر پہنچنے ہی والے ہیں آپ بات کر لیجئے گا" اس کے لہجے میں بے انتہا احترام تھا

"نہیں پلیز آپ میری ابھی بات کروادیں مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے" زمل کے انداز میں بے انتہا اضطراب تھا جو سپاہی حسین نے از خود محسوس کیا تھا موبائل ہولڈر سے موبائل نکال کر اس نے ڈائل لسٹ سے پہلا نمبر ڈائل کیا

www.novelsclubb.com

"سر بی بی بات کرنا چاہ رہی ہیں آپ سے" دوسری جانب سے اجازت ملنے پر اس نے موبائل زمل کو تھما دیا

"دیکھیں میں یہاں تک آگئی ہوں لیکن میں آپ کے گھر ہر گز نہیں آسکتی، آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ مجھے آپ کے گھر ٹھہرایا جائے گا؟" اس کے لہجے کا اضطراب اس کے خوف سے کئی گنا زیادہ تھا، اور اس کا اضطراب بے معنی نہیں تھا کوئی بھی عزت دار عورت کسی غیر مرد کے گھر رکنے کا تصور کر ہی نہیں سکتی

"میرے اس گھر میں کوئی نہیں رہتا میں خود بھی نہیں یا میں اسلام آباد میں ہوتا ہوں اپنے پیر نٹس کے ساتھ یا وزیرستان آپ کو ایک محفوظ پناھگاہ دینا میرے آرڈرز میں شامل ہے اور میں تو کیا مجھ سے منسلک کوئی بھی انسان آپ کی عزت پر کوئی حرف نہیں آنے دے گا یہ میرا وعدہ ہے زمل، محمد حسین کو فون دیں" بلا تمہید اسنے ہر بات بڑی تسلی سے زمل کے گوش گزار کی

اور زمل نے سپاہی حسین کو فون دے کر اپنی سیٹ سے ٹیک لگا لی

"احتیاط سے میڈم کو گھر پہنچائیں اللہ حافظ" اور رابطہ منقطع ہو گیا

www.novelsclubb.com

"بی بی پریشان نہ ہوں آزل صاحب اچھے انسان ہیں آپ کو کبھی شکایت نہیں ہو گی میں گارنٹی دیتا ہوں" بظاہر اسکاڈر بھانپتے ہوئے اس نے زمل کو تسلی دی اور زمل کوئی بھی تاثر دیے بغیر شیشے سے باہر دیکھنے لگی

"نذیر تم ہوش میں تو ہو یہ کیا کہہ رہے ہو؟" نذیر کی بات پر وہ ھذیانی انداز میں چیختے ہوئے بولیں

"بی بی میں سارا وقت ان کے ساتھ رہا صرف دو منٹ کے لئے باہر گیا تھا رفاقت کا فون سننے واپس آیا تو ٹرائے روم میں جا کر دیکھا ساری دکان میں دیکھا ہے بیگم صاحبہ بی بی نہیں مل رہیں" وہ دکان کے باہر پریشانی کے عالم میں ٹہلتے ہوئے بولا

"نذیر میری بیٹی کو ڈھونڈ کے لاؤ مجھے نہیں پتہ اسے جہاں سے بھی لانا پڑے ڈھونڈ کر لاؤ وہ کہاں جا سکتی ہے، وہ وہیں کہیں ہو گی میری بیٹی معصوم ہے وہ چھوٹی ہے اسے ڈھونڈ کر لاؤ نذیر" اونچی آواز میں روتی وہ چیخ کر بولیں اس وقت اقرا بیگم کی تڑپ ان کے ہر لفظ ہر انداز سے چھلکتی محسوس ہوئی تھی یہ کہنا بے جا نہیں تھا کہ زمل اس لحاظ سے خوش قسمت تھی کہ اس کے ماں باپ اسے ٹوٹ کر چاہتے تھے وہ الگ

www.novelsclubb.com

بات تھی کہ انکی بے وقعت ترجیحات نے ہاشم کو زمل کے مقابل لا کھڑا کیا اور مادری حوس و جھوٹی عزت نے ملک کی عزت کو انتشار کے دہانے لا کھڑا کیا۔

"یا اللہ خیر بیگم صاحبہ کیا ہوا ہے چھوٹی بی بی کو؟" اقراء کے رونے کی آواز سن کر ساجدہ فکر مندی سے کچن سے بھاگتے ہوئے آئی

"نذیر لے کر گیا تھا اسکو شاپنگ پر کہہ رہا ہے زمل نہیں مل رہی ساجدہ وہ کہاں چلی گئی ہے" بات کرتے ہوئے وہ بدستور رو رہیں تھی

"مل جائیں گی بی بی آپ ایسے مت روئیں انہیں فون کر کے دیکھیں زمل بی بی کے موبائل پر فون کر کے دیکھیں" انکی ڈھارس بندھاتے ساجدہ نے زمل کو فون کرنے کا مشورہ دیا

'آپ کا ملایا ہوا نمبر فی الحال بند ہے برائے مہربانی تھوڑی دیر بعد'

www.novelsclubb.com

"اس کا فون بند آرہا ہے" وہ صوفے پر سے اٹھ کر فوراً اپنے کمرے کی جانب بھاگیں

بمشکل دو منٹ کے بعد وہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر تیزی سے سیڑھیاں اتر کر پورچ کی جانب گئیں

"رفاقت جلدی سے گاڑی نکالو شوکت کے آفس جانا ہے" گھبرائے ہوئے انداز میں وہ سرعت سے کہتیں گاڑی میں بیٹھ گئیں

"خیریت آج آپ نے اتنی جلدی میں بلایا؟" نیلی جینز پر ٹی شرٹ اور اپر اوڑھے وہ بے فکری سے دفتر میں داخل ہوا، ہمیشہ کی طرح پر کشش اور جاذب نظر، پانچ فٹ چھ انچ کا لمبا قد مونچھیں تھوڑی بڑھی ہوئیں اور برائے نام سی داڑھی، اجلی رنگت ان کے خاندان کی جینیات میں شامل تھی اسی وجہ سے زمل کا رنگ ہاشم سے ملتا جلتا تھا بس اس کے چہرے پر کبھی کبھار لالی سی اترتی دکھائی دیتی تھی، وہ عموماً بالوں کو جیل لگا کر سجائے رکھتا تھا لیکن شوکت کے جلدی بلانے پر وہ جس حلیے میں تھا اسی میں اٹھ کر آ گیا البتہ پیروں میں کسی اچھے بڑے برینڈ کے جوتے اڑس رکھے تھے، آواز بارعب اور عمر تقریباً پچیس چھبیس سال کے درمیان تھی، اس کو دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ یہ غیر قانونی کاموں میں ملوث ہے۔

"آؤ یہاں صوفے پر آ کر بیٹھو" بلا تمہید شوکت نے اسے بیٹھنے کو کہا اور پھر گویا ہوئے

"مجھے سچی سچی بتاؤ ہماری سمگلنگ کے بارے میں کتنے لوگ جانتے ہیں؟" انداز میں سنجیدگی واضح تھی

"مجھے، آپکو اور کمال کو بس" اس کے لہجے میں خوف اور سنجیدگی بیک وقت در آئی

"ہاشم پھر سوچ لو اور کس کو بتایا ہے" مزاج دھیما مگر شکستہ حال تھا

"کیسی باتیں کر رہے ہیں چاچو میں کیسے کسی کو بتا سکتا ہوں دماغ خراب نہیں ہے میرا کہیں کمال نے تو یہ سب" وہ ٹیک چھوڑ کر آگے سر کا اور فکر مندی سے اپنی صفائی دینے لگا

"اوہ شٹ اپ ہاشم کمال کو کیا ضرورت پڑی ہے اپنے آپ کو مروانے کی، فوج کو ہمارے اور کمال کے رابطوں کا کیسے پتہ لگ گیا مجھے سمجھ نہیں آرہا، سمجھ نہیں آرہا کہ یہ چال کس نے چلی ہے؟" اپنے ماتھے کو لرزتے ہاتھوں سے مسلتے وہ قدرے اونچی آواز میں بولے

"یہ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ کیسے پتہ لگ گیا فوج کو؟" وہ بوکھلا کر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا

"ہاشم بارڈر کی سیکیورٹی بھی ہائی الرٹ ہے فی الحال ہم مزید سامان یہاں وہاں نہیں کر سکتے"

www.novelsclubb.com

"سامان کو چھوڑیں چاچو مجھے یہ کسی اندر کے بندے کا کام لگ رہا ہے میں دو دن میں پتہ لگواتا ہوں اور چاچو ڈیل کے مطابق آپ کا پہلا کام مجھے پروٹیکٹ کرنا ہے آپ اسکی تیاری کریں" وہ بے باک سا شوکت کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئی بولا، وہ دھچکا جس قدر شدید تھا اور جس قدر مضبوطی سے اس نے شوکت کا

دل جھنجھوڑا تھا وہ بیان کی آخری حد سے بھی کہیں اوپر تھا وہ اپنے باپ جیسا تو نہیں تھا بالکل بھی نہیں وہ ہوتے تو شوکت کو اپنی اوٹ میں چھپا کر خود کو زمانے کی بے رحم موجوں کے سپرد خوشی خوشی کر دیتے اور شکوہ بھی نہ کرتے ان کو اپنے مان اور قیاس کے ٹوٹنے پر رنج ہوا،اور ہاشم جس پر مشکل کا ابھی ایک انچ کا سایہ ہی پڑا تھا کہ ہر رنگ ڈھل کر صاف ہو گیا منافقت اور مفادیت کا رنگ کھل کر ان کے آگے بکھر گیا،اس کے بے اثر اور بے فکر سے چہرے کو دیکھ کر شوکت کے کندھے آج پہلی مرتبہ جھکے تھے۔

"ہاں ہاں تمہاری شادی کل ہی زمل سے کروا کر میں تم دونوں کو امریکہ بھجواتا ہوں معاملہ ٹالنے کی بھی کوشش کرتا ہوں فی الحال کمال سے بات چیت کی بالکل ضرورت نہیں" نڈھال سے لہجے میں انہوں نے ہاشم کو تسلی دے کر پر سکون کیا۔

"شوکت شوکت" حواس باختہ اونچی آواز میں شوکت کو پکارتے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں

"اقراء کیا ہو گیا ہے خیریت ہے؟" اپنی آفس چیئر سے اٹھ کر وہ فکر مندی سے بھاگتے ہوئے اقراء کے قریب گئے اور انھیں صوفے پر بٹھایا

"شوکت میں نے آپ کو کتنے فون کئے میری کال کیوں نہیں اٹھا رہے تھے آپ؟" روہانسی آواز میں تقریباً چیختے ہوئے بولیں

اس بات پر شوکت نے ڈیسک پر پڑے موبائل کو دیکھا تو اس پر تقریباً دس کے قریب مسڈ کالز آئیں ہوئیں تھی

"میں ہاشم سے امپورٹنٹ بات کر رہا تھا مجھے بتاؤ گی کہ ہوا کیا ہے؟" ان کے کندھے کو ہلکا سا جھنجھوڑ کر شوکت نے سوال کیا

"شوکت زمل ـــــــــ" ایک سکوت سا طاری ہوا اور ہاشم زمل کے نام پر کھڑا ہو گیا

"کیا ہوا ہے زمل کو؟" وہ اقراء کے پاس پہنچ کر پوچھنے لگا

وہ گئی تھی آج شاپنگ کرنے مجھے بتا کر گئی تھی میری آنکھوں کے سامنے گئی تھی نذیر کا فون آیا ہے کہہ رہا ہے زمل نہیں مل رہی" بات پوری کر کے وہ پھر سے آنسو بہانے لگیں

کیا مطلب ہے اس بات کا کہ زمل نہیں مل رہی چاچی مجھے بتائیں کونسی جگہ گئی تھی شاپنگ کرنے میں" ڈھونڈتا ہوں اسے وہیں ہو گی وہ" وہ فکر مندی سے کہتا جانے کے لئے مڑا

www.novelsclubb.com

"ہاشم میری بیٹی کو لے کر آؤ کہیں سے بھی ڈھونڈ کر لاؤ لے آو اسے شوکت کہاں چلی گئی زمل؟ "

"مل جائے گی اقراء چھوٹی بچی نہیں ہے وہ" شوکت اتنا کہہ کر نذیر کو فون کرنے لگے

"نذیر زمل کہاں ہے مجھے سیدھی طرح بتا ورنہ میں تیرا وہ حشر کروں گا پوری زندگی یاد رکھے گا" وہ فون اٹینڈ ہوتے ہی اس پر دھاڑے

"صاحب جی قسم لے لو مجھے خود نہیں پتہ میرے سامنے ایک چادر لے کر ٹرائی روم میں گئی تھیں میں رفاقت کا فون سننے کے لئے ایک دو منٹ کے لئے دکان سے باہر گیا ہوں واپس آیا ہوں وہیں کھڑا رہا ہوں دس منٹ انتظار کیا وہ بی بی اس کمرے میں نہیں تھیں" گھبرائی ہوئی آواز میں اس نے ساری روداد بیان کی

"نذیر میرے ساتھ جھوٹ مت بول میں تیری جان نکال دوں گا رفاقت تو پورا دن میرے ساتھ رہا ہے ابھی آدھا گھنٹہ پہلے وہ کھانا کھانے باہر گیا ہے اور تو اس کا نام لے کر جھوٹ بک رہا ہے" وہ اس بار آپے سے باہر ہو کر بولے

www.novelsclubb.com

"صاحب جی میرا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں میں جھوٹ نہیں بول رہا" اس نے ایک بار پھر اپنے بے قصور ہونے کی دہائی دی

شوکت کے کانوں میں یہ بات پڑتے ہی ان کے چہرے کی ہوائیاں اڑیں اور انھیں اپنے پیروں سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی

"نذیر وہیں پر ہی کھڑا رہ ابھی ہاشم آ رہا ہے اس کے ساتھ معاملہ نمٹا اور میری بیٹی کو واپس لے کے آ" یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کیا اور زور سے موبائل صوفے پر پھینکا

"اقراء مجھے شک ہے زمل اغواء ہوئی ہے، میں چھوڑوں گا نہیں جو جو بھی اس معاملے میں شامل ہے اپنے ہاتھوں سے شوٹ کروں گا کم بختوں کو میرے گھر کی عزت کو روندنے کی کوشش کرنے والے میرے ہاتھ سے نہیں بچتے" آفس کے کمرے میں چکر کاٹتے وہ طیش میں آ کر بولے

www.novelsclubb.com

"اغوا شوکت پلیز اسے ڈھونڈ کر لائیں وہ کہاں ہے کہا کہہ رہے ہیں آپ؟" اس حادثے کے بعد سے ایک منٹ بھی اقراء کو قرار نہیں آیا تھا

وہ بڑا داخلی دروازہ پارکنگ کی جانب کھلتا تھا جس کے دائیں جانب وسیع وعریض لان تھا خزاں اور ٹھنڈ کے موسم کی وجہ سے گھاس کا رنگ کہیں سے پورا زرد تھا تو کہیں کہیں ہری سبز گھاس بڑی ترتیب سے لان میں بچھی ہوئی تھی۔اسی لان کی ایک جانب کرسیاں اور میز بھی سجایا گیا تھا،اونچے درختوں کی خوبصورت قطار داخلی دروازے کے ہمراہ کھڑے ایک باڑ کا کام کر رہے تھے جن سے سامنے کی پوری دیوار تقریباً چھپ گئی تھی

گاڑی پارکنگ ایریا میں گھر کے دروازے کے بالکل قریب لا کر کھڑی کی گئی

"بی بی لفٹین صاحب کا گھر آ گیا ہے" محمد حسین نے زمل کی طرف کا دروازہ کھول کر اسے اس جانب متوجہ کیا جبکہ اس سے پہلے وہ لان کے پر سکون منظر کو دیکھ کر غالباً اپنے ماضی کے کسی کورے سے کاغذ کو کرید رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہن اچھا" ہڑبڑا کر وہ گاڑی سے نیچے اتر گئی

"السلام وعلیکم بی بی میں فریدہ ہوں آئیں گھر کے اندر چلتے ہیں" وہ گھر کے دروازے سے نکل کو سر پر دوپٹہ سیٹ کرتے زمل کے قریب آئیں،وہ ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں جن کی عمر ساٹھ باسٹھ یا اس سے

بھی تھوڑی زیادہ معلوم ہو رہی تھی، سفید بالوں میں تھوڑے سے بال ہی کالے تھے جو زمل نے ان کے دوپٹہ سیٹ کرنے سے پہلے ہی دیکھ لئے تھے، ان کے لہجے میں چھپی اپنائیت زمل نے بخوبی محسوس کی

"وعلیکم السلام!" دونوں ہاتھوں کو جوڑے وہ فریدہ سے مخاطب ہوئی اور اپنی نظریں سامنے کے داخلی دروازے پر مرکوز کیں، کینوس پر ہاتھ سے لکھی ہوئی ماشاءاللہ دیدہ زیب اور دلکش رنگوں سے سجائی ہوئی تھی لیکن وہ پینٹنگ آج کے زمانے کی نہیں تھی وہ پینٹنگ پرانی طرز کے کینوس اور پرانے ڈیزائن میں بنی اپنی مثال آپ تھی جسے آج کے دور کے شیشے کے فریم میں محفوظ کر کے وہاں سجایا گیا تھا۔ گھر کے دروازے پر داہنی طرف ایک نیم پلیٹ پر لکھے چند چیدہ الفاظ دیکھ کر زمل کے چہرے پر پہلے خوشی آئی اور پھر کسی یاد کو سوچ کر اس کی آنکھیں بھرا گئیں جسے فوری طور پر اس نے صاف کیا

"دادا کا قیمتی تحفہ اپنے سب سے قیمتی اثاثے کے لئے، آزل عباس"

"یہ آزل صاحب کے دادا کا گھر ہے؟" آنکھ کے کنارے کو انگلی کی مدد سے صاف کرتے اس نے مسکرا کر پوچھا

"جی بی بی آزل صاحب کے دادا تھے عباس صاحب، آزل صاحب کے نام کے آگے حیدر صاحب کا نہیں ان کے دادا کا نام لگتا ہے اپنے خاندان کے پہلے بچے ہیں یہ اس لئے آزل صاحب کے پیدا ہوتے ہی انہوں نے اپنا گھر اپنے پوتے کے نام کر دیا" فریدہ کے چھکتے انداز میں بے جا اپنائیت اور تکسین تھی۔

زمل نے لمحوں میں اندازہ لگایا تھا کہ فریدہ ایک خوش مزاج خاتون ہیں جو آزل کا خیال اپنے بچوں کی طرح رکھتی ہوں گی

"بی بی میں تو تب سے یہاں کام کر رہی ہوں جب آزل صاحب پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ان کے دادا کے جانے کے بعد میں حیدر صاحب کے گھر کام کرنے لگی اور یہ گھر خالی ہو گیا اب اتنے سالوں بعد یہ خاص آپ کے لئے کھلوایا گیا ہے اور مجھے آپ کی ذمہ داریاں دی گئی ہیں مجھے سب لوگ بی جان کہتے ہیں ،آئیں اندر چلتے ہیں سردی بڑھ رہی ہے" وہ کہہ کر پہلے گھر کے اندر داخل ہو گئیں اور زمل آرام آرام سے ان کے پیچھے قدم اٹھانے لگی۔ وہ نقشہ تھوڑے وقت پہلے کا ضرور تھا مگر وہ انٹیریئر جدید دور کی مناسبت سے بنایا گیا تھا، وہ گھر پہلی نظر میں آنکھ کو اچھا لگ جانے کی فہرست میں کسی اوپر کے نمبر پر آتا تھا لیکن زمل کے لئے تو وہ بھی اپنے شان و شوکت اور آرائش سے بھرے گھر کی طرح ایک گھر تھا، ایک

گھر وہ جس سے نکلنے کا زمل نے فیصلہ کیا اور دوسرا گھر وہ جس میں جانے کا زمل نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

"آپ بیٹھیں میں آپ کے لئے کھانا لگاتی ہوں" اسے صوفے پر بٹھا کر وہ کچن کی جانب بڑھ گئیں،

لاؤنج اس وقت روشنیوں سے جگمگا رہا تھا اور زمل کو اتنی روشنی زیادہ بھلی معلوم نہیں ہوئی، ادھر ادھر نظر دوڑانے کے بعد اسے سوئچ بورڈ نظر آگیا اور اس نے اٹھ کو ایک دو کے علاوہ سب بتیاں بجھا دیں اور پھر سے صوفے پو بیٹھ کر ہر چیز کا جائزہ لینے لگی

"سر میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے اس نمبر سے فون آیا ہے رفاقت کا اس نے بولا سگنل کم ہیں باہر جا کر بات کرو تو میں دو منٹ کے لئے باہر آگیا صاحب جی میرا کوئی قصور نہیں ہے" وہ ہاتھ جوڑ کر اپنی روداد ہاشم کے آگے بیان کر رہا تھا

www.novelsclubb.com

"مجھے نمبر بتاؤ میں اس کمینے کو فون کرتا ہوں سب ملے ہوئے ہو تم، ایک بار زمل مل جائے اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لوں گا کمینو" موبائل پر نمبر ملاتے وہ چیخا

آپ کا ملایا ہوا نمبر کسی کے استعمال میں نہیں "نذیر، نذیر نذیر یہ نمبر کسی کے استعمال میں نہیں ہے سچ بول دے نذیر کس کے ساتھ ملا ہوا ہے تو "اس کو کالر سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے وہ ھذیانی انداز میں چنگھاڑا

"مجھے اس کی آواز بھی بدلی بدلی لگی اس نے مجھ سے بولا کہ شوکت صاحب نے سن ملازموں کو گھر بلایا ہے بس یہی بتانے کے لئے فون کیا ہے پھر کہتا ہے بی بی کا خیال رکھنا اور فون بند کر دیا ہاشم صاحب میں جھوٹ نہیں بول رہا میرا یقین مانیں "اس کی آواز میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی

"چاچو نے کسی ملازم کو بھی گھر آنے کا نہیں کہا کسی کو بھی نہیں میرے ساتھ شاپ کے اندر چلو مجھے سب بتاؤ کہ کیا ہوا تھا "وہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا دکان میں داخل ہوا۔

"السلام و علیکم سر کیا خدمت کر سکتا ہوں آپکی "دکاندار اس کی عقب سے نمودار ہو کر اس کے مقابل آ کھڑا ہوا

www.novelsclubb.com

"مجھے تمہارے مینیجر سے ملنا ہے فوراً "اس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ دکان کا ہجوم اس کی جانب متوجہ ہوا

سر آرام سے بات کریں کیا معاملہ ہے؟" ملازم نے تحمل سے کام لیتے ہوئے کہا"

"آرام سے بات کروں میری کزن کو کہاں چھپایا ہے تم لوگوں نے وہ یہاں آئی تھی شاپنگ کرنے" آواز بدستور اونچی اور رعب دار تھی

"کیا کہہ رہے ہیں سر کس کی بات کر رہے ہیں؟" دکاندار ناسمجھی کے عالم میں گویا ہوا

"تم اصل میں شرافت سے سمجھنا چاہ نہیں رہے کوئی نہیں میرے پاس اور بھی طریقے ہیں" وہ اپنے موبائل سے نمبر ملانے لگا

"سر جو بھی بات کرنی ہے ہم سے کریں مینیجر بھی آ گئے ہیں" وہ ملازم سر جھکا کر ایک جانب کھڑا ہو گیا

"مجھے اپنی دکان کے ہر کیمرے کی سی سی ٹی وی فوٹیج دکھاؤ میری کزن آج یہاں آئی ہے اور وہ لاپتہ ہے" فکر مندی سے کہتا وہ مینیجر سے مخاطب ہوا

www.novelsclubb.com

"سر ہماری شاپ پر دو کیمرے ہی لگے ہیں جو ایک ہفتے سے زیادہ ہو گیا تکنیکی خرابی کی وجہ سے خراب ہوئے پڑے ہیں" وہ خجل سا کہتا اپنا سر جھکانے لگا

"کیا بکواس کر رہے ہو تم سب کے سب ایسے نہیں سدھرنے والے ایک تو جوان لڑکی کو غائب کروا دیا ہے اوپر سے سیکیورٹی کا کوئی انتظام بھی نہیں ہے ابھی تم سب کو پولیس کے حوالے کرتا ہوں اتنے کیس ڈلواؤں گا تم پر پوری زندگی جیل میں سڑو گے "طیش کے عالم میں اس کی آواز بلندی کی انتہا پر تھی

"سر ہمیں معاف کر دیں ہماری کوئی غلطی نہیں ہے وہ ضرور خود ہی باہر چلی گئی ہوں گی چھوٹی بچی نہیں ہیں وہ، ہم اس معاملے میں آپ کی مزید مدد نہیں کر سکتے" وہ کہہ کر جانے کے لئے پلٹا

"میر شوکت علی کی بیٹی زمل شوکت ہے وہ سوچوا گر وہ آج کے آج گھر واپس نہ آئی تو شوکت علی تمہارا اور تمہاری دکان کا کیا حشر کرے گا" وہ انکو دھمکی دے کر دکان سے باہر چلا گیا۔

ہاشم کے جاتے ہی مینیجر نے ایک نمبر ڈائل کیا اور فون کان سے لگا لیا

"وہ آیا تھا، ابھی ابھی گیا ہے بہت دھمکیاں بھی دی ہیں اب کیا کرنا ہے ؟" اپنی بات پوری کر کے وہ مقابل کی بات کا انتظار کرنے لگا

www.novelsclubb.com

"کچھ بھی نہیں کرنا معمول کے مطابق اپنی دکان کھولنی ہے بند کرنی ہے وہ ایک دو دن آئے گا دھمکی دے گا چلا جائے گا آپ کی دکان کو نقصان نہیں پہنچائے گا اور نہ ہی اپنی گھر کی بات پولیس تک لے کر

جائے گا بہت شکریہ اس ملک کے کام آنے کا اللہ حافظ "یہ کہہ کر آزل نے فون بند کر دیا اور اپنے گھر کے اندر داخل ہو گیا

"اور سمیر جانے کا کیا پلین ہے؟" چائے کا گھونٹ بھرتے حبیب رضا نے اس سے پوچھا

"چاچو آج رات کو ہی چلا جاؤں گا اصل میں ایک ریکی آپریشن آرہا ہے میرا بس اسی کی تیاری کرنی ہے" بسکٹ کا ٹکڑا منہ میں رکھتے وہ گویا ہوا

"اچھا اچھا اللہ خیر کرے" وہ پھر سے چائے کی جانب متوجہ ہو گئے

"لیکن سمیر شادی کی تاریخ تو آپ کے سامنے ہے اس حوالے سے بھی سوچنا شروع کرو" اسما را چچی نے سمیر کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا

www.novelsclubb.com

"جی چچی میں نے سی او سے بات کر لی ہوئی ہے اور امید ہے ایک آدھ ہفتہ پہلے ہی آجاؤں گا" اس نے مسکرا کر اسما را چچی کو تسلی دی اور اٹھ کر ہانیہ آمنہ کے کمرے میں جانے لگا

"چچی میں ذرا مل کر آتا ہوں پھر نکلنا ہے مجھے" وہ کہہ کر پلٹا اور منظر سے غائب ہو گیا

"ہانیہ آپی پلیز آج تو بخش دو مجھے سمیر بھائی سے باتیں وا تیں کر لو میں کل پڑھ لوں گی" وہ فزکس کی کتاب ہاتھ میں پکڑے بیزاری سے بولی

"آمنہ انسان بنو اور پڑھو کل ٹیسٹ ہے تمہارا" اسکو تنبیہ کرتی وہ دروازے کی جانب مڑی

"کبھی کبھی چھوٹے بہن بھائیوں کی بات بھی مان لینی چاہیے" سمیر دروازے سے کہہ کر آتا اس کے مقابل کھڑا ہوا

"آپ یہ جو پارٹی بدلنے والا کام کرتے ہیں ناں توبہ ہے، اوہ آمنہ میں تھوڑی دیر میں واپس آرہی ہوں سارے شارٹ کوئسچنز یاد کرو میں نے آتے ہی سننے ہیں" اس نے چٹکی بجا کر آمنہ کو تاکید کی اور مسکرا کر باہر جانے لگی

www.novelsclubb.com

"مجھے لگتا ہے آمنہ اس نے اپنی ساری بی ایس فزکس کا حق تمہیں پڑھا پڑھا کر ہی ادا کرنا ہے، اس لئے مجھے تم سے بہت ہمدردی ہے" اسنے آمنہ کی جانب دیکھ کر منہ بسورا اور مسکرا کر ہانیہ کو تکنے لگا

" اب چلیں "

"جی جناب "اس نے ہانیہ کے حکم پر تابعداری سے سر جھکایا اور وہ دونوں وہاں سے باہر چلے گئے

"سمیر میں بالکل جانے سے نہیں روکوں گی لیکن آپ بہت جلدی جا رہے ہیں "اس نے باتوں باتوں میں اس سے شکوہ کیا

"ہانی میں واپس آنے کے لئے ہی واپس جا رہا ہوں، میں تمہاری زندگی میں شامل ہونے کے لئے ہی تمہارے سے دور جا رہا ہوں اور یہ جو تم یوں جزباتی ہو جاتی ہو ہانی مجھ سے نہیں دیکھا جاتا یار "اس کی آنکھوں میں جھانکتے اس نے مسکرا کر کہا مسکراہٹ میں کرب تھا جدائی کا، مسکراہٹ میں اس سے دور چلے جانے کا رنج تھا وہ مضبوط تھا لیکن اتنا مضبوط نہیں تھا کہ سامنے کھڑی اپنی زندگی کے حصے کو ہر بار یوں ہی روتا اور اداس چھوڑ جاتا مگر فرض میں کوتاہی کر کے وطن کا حق مارنا اس نے کبھی گوارا ہی نہ کیا تھا تو بھلا آج کیسے وہ کمزور پڑ جاتا، ایک لمحے میں اس کے ڈھیلے پڑے اعصاب تن کر اپنی اصل حالت میں آئے اور اسی کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ کھل اٹھے

"اچھا چلو میں جلدی سے جلدی آنے کی کوشش کروں گا تم شادی کی تیاریوں میں دل لگاؤ "وہ اس کی جھکی ہوئی تھوڑی کو اوپر اٹھا کر بولا

"دل تو آپ کے پاس رکھوا دیا ہے اپنا اب آپ کے علاوہ کہیں نہیں لگتا" سیاہ آنکھوں میں سفید سا موتی چھلکا اور ڈھلک کر رخسار پر بہہ گیا

"تم میری جان نکال دیتی ہو ہانیہ حبیب خدارا ایسے الوداع نہ کہا کرو میرے قدم جم جاتے ہیں" اس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑی لہجے میں ڈھیروں التجا تھی

"کچھ چیزیں میرے بس میں بھی نہیں ہیں، اپنا خیال رکھئے گا اور پہنچتے ہی خیریت کا فون کر دیجئے گا" انگلی کی پوروں سے آنکھ کو خشک کرتی وہ مسکرا کر بولی

"ہاں ان شاءاللہ، تم بھی خیال رکھنا چلتا ہوں" اس کے چہرے کو آنکھوں میں محفوظ کر کے وہ جانے کے لئے مڑ گیا۔

اور ہانیہ نڈھال قدموں مسکراتے چہرے سے کمرے میں واپس لوٹ گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں یار بس میں آج رات کو نکل رہا ہوں تم تو صبح آؤ گے نا؟" وہ گاڑی ڈرائیو کرتا اپنے گھر جا رہا تھا

"ہاں میں صبح جلدی نکلنے کی کوشش کروں گا بس اسی لئے سب کام جلدی جلدی کر رہا ہوں" آزل لاؤنج میں سے گزر کر زمل کے عقب میں بنیں سیڑھیوں سے ہوتا اوپر چلا گیا اور زمل آزل کی آواز پر سیڑھیوں کی جانب متوجہ ہوئی مگر فوراً ہی اس نے اپنی توجہ کا مرکز سائیڈ ٹیبل پر پڑے ایک چھوٹے مگر نفیس گلدان کو بنایا اور بی جان کا انتظار کرنے لگی۔

"بی بی یہیں کھانا لے آؤں یا ڈائننگ ٹیبل پر رکھوں؟" وہ صوفے کے کنارے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھیں

"جیسے آپ کو آسانی لگے" اپنے اوپر اوڑھی کالی چادر کو وہ اپنے سر پر ٹھیک سے اوڑھتی گویا ہوئی

"اچھا چلیں میں کچن والے ڈائننگ ٹیبل پہ کھانا لگاتی ہوں اس سے پہلے میں ذرا آزل صاحب کو دیکھ کر آجاؤں" مسکرا کر کہتی وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"السلام و علیکم بی جان آئیں آئیں اندر آجائیں" وہ اپنے بیڈ پر جھکا کچھ کپڑے بیگ سے نکال کر بیڈ پر رکھ رہا تھا

"وعلیکم السلام آزل صاحب کوئی مدد چاہیئے میں ویسے کھانے کا پوچھنے آئی تھی" وہ دروازے سے تھوڑا اندر آتے بولیں

"نہیں بی جان کام تو میں کرلوں گا خود ہی آپ بی بی کو دیکھیں ان سے کھانے کا پوچھیں مجھے بھوک نہیں ہے فی الحال" وہ بدستور اپنے کپڑوں کو ترتیب سے رکھتے بولا

"جی اچھا" وہ کہہ کر جانے کے لئے پلٹیں

"آج یہیں رکوں گا میں کیونکہ گارڈ صبح آئے گا اور پھر یہیں سے ڈیوٹی پر جاؤں گا، بی بی کو انکا کمرہ دکھادیں کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو مجھے بتادیجئے گا" وہ اپنے کپڑوں کو باری باری ہینگ کرکے وارڈروب میں ترتیب سے لٹکا رہا تھا

"جی بہتر میں پھر آتی ہوں آپ کام کرلیں" مختصراً کہتیں وہ باہر چلی گئیں

www.novelsclubb.com

"بی جان" وہ بی جان کو دیکھ کر صوفے کی ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہوئی آنکھیں نیند اور تھکاوٹ سے بے حال تھیں اور لہجہ انتہائی مدھم

"جی بیٹا میں آپ کے لئے کھانا لگاتی ہوں آپ نے فریش ہونا ہے تو پہلے کمرہ دکھا دیتی ہوں" وہ زمل کے مخل کرنے پر رکی تھیں

"نہیں وہ میں نے کہنا تھا اگر میں آپ کا ہاتھ بٹا دوں کھانا لگانے میں" وہ نظروں کو دائیں جانب پڑے گلدان کی طرف مرکوز کئے ٹھٹکتے ہوئی بولی

"نہیں بی بی آپ تو مہمان ہیں میں کر لوں گی اتنا کام نہیں ہے آپ وہ اس کمرے کے باتھ روم سے فریش ہو جائیں" کچن سے آگے کی طرف بنے دو کمروں میں سے انہوں نے سب سے آخری کمرے کی جانب اشارہ کیا

"جی ٹھیک ہے" وہ اوپر نیچے سر ہلا کر بولی اور کمرے کی جانب بڑھ گئ

وہ دونوں کمرے آمنے سامنے تقریباً ایک جتنی لمبائی اور چوڑائی پر محیط تھے بی جان کے کہنے پر دائیں جانب وہ کچن کے ساتھ بنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی، آٹو میٹڈ سنسرز سے تاریک کمرہ خود بہ خود مدھم سا روشن ہو گیا، شدید ٹھنڈ کے باوجود کمرے کا موسم زیادہ ٹھنڈا نہیں تھا داخل ہوتے ہی اس نے سوئچ بورڈ پر لگے بٹنوں کو دبا کر فال سیلنگ میں نسب بلب جلایا اور کمرہ روشن ہو گیا، آگے

www.novelsclubb.com

راہداری تھی جس کی دائیں جانب دو وارڈروب تھیں پہلی والی طویل اور اس سے اگلی الماری کے محض دو پٹ تھے یہ دونوں کمرے کی بائیں دیوار کر مکمل گھیرے میں لئے ہوئی تھی،اور بائیں جانب پہلی وارڈروب کی لمبائی جتنا باتھ روم تھا،راہداری میں بچھا گہرا سبز قالین کمرے کی تھیم کو واضح کر رہا تھا وہ کمرہ سبز رنگ کی مناسبت پر سجایا گیا تھا جس کی بنا پر وہاں کا فرنیچر اور دروازے بھی سبز تھے مگر ان کا رنگ قالین کے رنگ کی نسبت ہلکا تھا،ایک بیڈ اور اس کے دونوں جانب پڑے سائڈ ٹیبل، سنگھار میز، تین سیٹر صوفے کے علاوہ اور کوئی فرنیچر نہیں تھا جس کی وجہ سے کمرہ کھلا اور کشادہ تھا دروازے سے بالکل سامنے کی دیوار میں ایک بڑی کھڑکی نسب تھی جو فی الوقت ہیزل گرین اور ملٹری گرین شیڈز سے بنے پردوں کے آگے ہونے کی وجہ سے چھپی تھی اور یہ کمرہ گھر کے دائیں جانب بنا آخری کمرہ تھا جس کے دائیں طرف پیچھے کی راہداری اور بائیں جانب کچن کی دیوار لگتی تھی،وہ پانچ منٹ میں فریش ہو کر باہر نکل آئی اور سیدھی کچن میں چلی گئی،بی جان ٹیبل پر سلاد اور رائتے کا باؤل رکھ کر چاولوں والے برتن سے چاول نکالنے لگیں اور زمل ان کو دیکھتے دیکھتے ٹیبل پر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

"مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ زیادہ شوق سے کیا کھاتی ہیں لیکن میں نے چکن پلاؤ بنایا ہے اور کڑاہی بنائی ہے ،آپ کھانا کھائیں میں میٹھا بھی گارنش کرلوں ویسے بی بی آپ کھاتی ہیں کسٹرڈ آزل صاحب کو تو بہت

پسند ہے اس لئے وہی بنایا ہے میٹھے میں "اس کے آگے چاولوں کا ٹرے رکھتے وہ اپنی دھن میں بولیں،

زمل کو ان کی باتوں سے لگا ہی نہیں کہ وہ پہلی بار بی جان سے مل رہی ہے، بہت اپنائیت تھی ان کے لہجے

میں وہ مسکرائی اور سر جھکا کر کھانا پلیٹ میں ڈالنے لگی۔اسے ذرا بھی بھوک نہیں تھی لیکن مقابل سے

ملنے والی اپنائیت اور توجہ پر اس نے بی جان کو منع کرنا گوارا نہیں کیا اور چپ چاپ کھانے لگی۔

"بی جان" پانی کا ایک گھونٹ بھرتی وہ مخاطب ہوئی

"جی بی بی" وہ کسٹرڈ پر ڈرائی فروٹ سجاتے اس کی جانب دیکھ کر بولیں

"آپ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر لنچ کر لیں یہ بہت زیادہ ہے میرے لئے" وہ اپنی پلیٹ میں رائتہ انڈیلتے

ہوئی بولی

"اچھا بی بی آپ کھائیں میں بس یہ فریج میں رکھ کر آئی" انہوں نے بڑا باؤل اٹھایا اور فریج میں رکھ دیا

www.novelsclubb.com

اور چھوٹا باؤل کاؤنٹر سے اٹھا کر زمل کے آگے رکھ دیا

"کھانا مزیدار ہے بی جان" چاولوں کا ایک چمچ منہ میں بھرتی وہ مسکرا کر بولی

"بہت شکریہ زمل بی بی" وہ مشکور سی کہتیں اس کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گئیں

"ہاشم صاحب بی بی کا موبائل گاڑی میں ہی پڑا ہے" نذیر زمل کا موبائل لے کر ہاشم کے پاس آیا جو کسی سے زمل کا موبائل ٹریس کروانے کی بات کر رہا تھا

"اچھا میں بعد میں بات کرتا ہوں تم سے" اس نے فون بند کر کے زمل کا موبائل نذیر کے ہاتھ سے تقریباً کھینچا

"یہ کہاں پڑا تھا نذیر؟" اس کو اوپر نیچے ٹٹولتے اس نے نذیر سے پوچھا

"صاحب یہ میری سیٹ کے نیچے گرا ہوا ملا ہے" دونوں ہاتھ باندھے وہ سر جھکا کر خاموش ہو گیا

"بیٹری بھی ڈیڈ ہے اسکی نذیر پھر سے سوچ لے کوئی ایسی بات جو تو نے دیکھی ہو اور مجھے نہ بتائی ہو کیونکہ میرے پتہ لگانے کے بعد اگر تو اس سب میں شامل ہوا تو میں بار بار دھمکاتا بھی نہیں ہوں تجھے تو پتہ ہے" اس کے کالر کو مصنوعی جھاڑ کر اس نے نذیر کو دھمکایا اور گھر میں داخل ہو گیا۔

"ہاشم شام ہو گئی ہے بیٹا وہ کیوں نہیں گھر آ رہی اسے لے آؤ کہیں سے ڈھونڈ کر" اسے اندر آتا دیکھ کر اقرا اپنی جگہ سے اٹھ کر ہاشم کے قریب آئیں

www.novelsclubb.com

"چاچی یہ جس کسی نے بھی کیا ہے بڑا سوچ سمجھ کے کیا ہے میں ڈھونڈ لاؤں گا اسکو آج نہیں تو کل وہ گھر واپس آجائے گی میرا یقین کریں" ان کے کندھے کو تھپکا کر وہ شوکت سے ملنے سٹڈی میں چلا گیا

"چاچو اتنا اندھیرا کیوں کیا ہوا ہے آپ نے" کمرے کی لائٹیں جلاتے ہوئے ہاشم نے پوچھا

"میری روشنی جس کے دم سے تھی وہ لاپتہ ہے ہاشم، کون کروا سکتا ہے یہ سب یوں بیٹھے بٹھائے ہماری عزت خاک میں ملانے کی سازش کس نے کی ہے پتہ لگواؤ" وہ راکنگ چیئر پر ٹیک لگائے سر مسلتے ہوئے بولے

"میں کل دوبارہ جاؤں گا شاپ پر اور اپنے بندے میں اس شہر میں ویسے ہی پھیلا چکا ہوں زمل جہاں کہیں بھی ہو گی مل جائے گی" وہ شوکت کے برابر پڑے صوفے پر براجمان ہو کر گویا ہوا

"ہاشم مجھے کسی سیاسی حریف کا کام لگتا ہے وہ اغواء ہوئی ہے ہاشم اسے کسی سکیم کے تحت اٹھوایا گیا ہے بھلا بتاؤ مجھے جب اس کا نکاح ہونے میں دو دن تھے تبھی ایسا کیوں کیا گیا؟" کرسی کے بازو پر زور سے ہاتھ مارتے وہ غصے میں بولے

www.novelsclubb.com

"میں لگوالوں گا پتہ چاچو لیکن اگر فوج نے گھیرا تنگ کر دیا تو بچنا مشکل ہو جائے گا فی الحال ہمارے نکاح کو کینسل کر دیں کوئی بہانہ بنا کر اور سارے معاملے ٹھنڈے پڑنے دیں اور اس کے لئے آپ سب سے پہلے کمال سے ساری میٹنگز ختم کریں "ٹانگ پر ٹانگ دھرے وہ ہاتھوں کی مدد سے اپنی بات سمجھا رہا تھا

"ہاں میں پلیننگ کرتا ہوں تمہیں بتاؤں گا فی الحال زمل کا ملنا بہت ضروری ہے اور خبر گھر سے نکلنی نہیں چاہیے ملازموں کو ڈراؤ دھمکاؤ اور جنکو نہیں پتہ ان تک خبر پہنچنے سے روکو"

"جی چاچو میں چلتا ہوں" وہ تیزی سے دروازے کی جانب بڑھا

"لائٹس بند کر دینا بیٹا" اسکو کہہ کر وہ آنکھیں موند کر کرسی جھلانے لگے

"چائے بناؤں آپ کے لئے ؟" وہ کھانے کے برتن سمیٹتے زمل سے مخاطب ہوئیں

"نہیں شکریہ بی جان مجھے کمرہ دکھا دیں" وہ بھی برتنوں کو واشنگ سنک پر رکھتے ہوئے بولی

"بیٹا وہ جس کمرے میں آپ گئی تھی وہ آپکے لئے ہی رکھوایا ہے آزل صاحب نے"

"بی جان وہ کمرہ زیادہ بڑا نہیں ہے میرے لئے، میرا مطلب ہے کہ کوئی سادہ سا چھوٹا سا کمرہ بھی ٹھیک رہے گا میرے لئے" وہ اپنی بات کہتے ہوئے ہچکچا رہی تھی

"لیکن بی بی اس گھر میں سب کمرے ایک جتنے ہی ہیں آپ کو پسند نہیں آیا کمرہ تو میں آزل صاحب سے بات کر کے کوئی اور کمرہ تیار کر دیتی ہوں آپ" وہ بچا ہوا کھانا واپس ڈالتے ہوئے بولیں

"نہیں نہیں کمرہ بہت اچھا ہے آپ ان سے کچھ مت کہیے گا" وہ کہہ کر پھر سے کرسی پر بیٹھ گئی

"آزل صاحب اوپر والے کمرے میں رہیں گے آج وہ اصل میں گارڈ نے کل سے آنا ہے اور وہ صبح یہاں سے ڈیوٹی پر جائیں گے"

"کدھر ہے انکی ڈیوٹی؟" بے اختیار اس نے بی جان سے سوال کیا

"شمالی وزیرستان میں ہوتے ہیں آجکل" وہ کیبن سے چائے کے کپ نکالتے ہوئے بولیں

'وزیرستان، ہارڈ ایریا، یہ تو چیلنجنگ ایریا اور ڈیوٹی ہے' وہ دل ہی دل میں سوچتی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی

"اچھابی جان میں چلتی ہوں بہت شکریہ کھانے کے لئے" وہ آنکھوں میں شکر گزاری بھرے کمرے میں چلی گئ

کمرے میں قدم دھرتے ہی اس نے اپنے سینڈل اسی راہداری میں اتارے اور ننگے پاؤں قالین پر ٹہلنے لگی، ٹھنڈ کا اثر لمحے بھر میں غائب ہوا، اس نے اپنا ہینڈ بیگ بیڈ پر گرادیا، اضطرابی کیفیت میں اس کی سوچ میں اپنا گھر اور والدین سمائے تھے اور انہیں سوچ سوچ کر وہ بے چین سی کمرے میں پھرنے لگی، دل کی دنیا ویران ہونے پر تو حسین منظر اور زمانے بھر کی آسائشیں بھی ماند ہو جاتی ہیں بس وہ بھی اسی یاسیت کا شکار تھی، کچھ دیر ٹہل کر وہ بستر پر اوندھے منہ لیٹ کر تکیے میں سر دے کر بے اختیار و بے آواز مگر بے انتہا روئی تھی، اور وہ خود بھی نہیں جانتی تھی اس کی آنکھ کب لگی، فجر کی اذان پر اس کی آنکھیں خود بہ خود کھل گئیں اور وہ بستر پر سے ہڑ بڑا کر اٹھی، کمرے کی روشنی مدھم تھی اور اس نے اپنے آپ کو کمبل میں موجود پایا تھا

دو منٹ بستر پر بیٹھ کر آنکھیں ملتی وہ اپنے آپ کو جگانے لگی اور پھر وضو کرنے باتھ روم چلی گئی، کمرے میں جائے نماز نہ ملنے پر وہ باہر نکل آئی اور کچن کی لائٹ جلی دیکھ کر وہاں کارخ کیا

"بی جان مجھے جائے نماز" سامنے کھڑے انسان کو دیکھ کر اس کے قدم وہیں جم گئے

وہ خاکی یونیفارم پہنے کچن میں کھڑا کافی بیٹ کرنے میں مصروف تھا

زمل نے اسے یونیفارم میں پہلی بار دیکھا تھا اور اسے سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ اتنا بارعب وہ خود ہے یا یہ وردی اسے بنا گئی ہے، سوچوں کا تسلسل اپنے دماغ میں بھرتی وہ نظریں پھیر گئی

"جائے نماز میں لا دیتا ہوں بی جان ابھی کمرے سے باہر نہیں آئیں" کافی اور چینی کے آمیزے کو چمچ سے پھینٹتا وہ اسے دیکھ کر ساکت ہوا اور کپ کو شیلف پر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے لگا بی جان ہوں گی تو میں کچن میں آگئی آپ رہنے دیں میں بی جان کا انتظار کر لیتی ہوں" وہ کچن کے دروازے پر ہی کھڑے کھڑے بولی اور واپس پلٹ گئی

"زمل جانے سے پہلے مجھے ضروری بات کرنی ہے آپ سے، بہتر ہے آپ دو منٹ رک جائیں" بدستور کافی پھینٹتے وہ کچن کے سلیب سے ٹیک لگا کر گویا ہوا

"جی میں سن رہی ہوں" وہ دو قدم کچن میں اندر آکر اس کی بات سننے کے لئے کھڑی ہو گئی

اس ایک لمحے کی خاموشی میں چمچ ہلانے کی آواز سب سے زیادہ نمایاں تھی

"میں آج ڈیوٹی پر واپس جا رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرے پیچھے آپ ذمہ داری کا مظاہرہ کریں گی، آپ اپنا فیصلہ واپس نہیں لیں گی اور ہمارے ملک کی وفادار رہیں گی" چمچ کی رفتار آہستہ ہوتے ہی آزل کی آواز نمایاں ہوئی یہاں تک کہ باقی سب آوازیں ختم ہو گئیں اب منظر پر آزل زمل سے محو گفتگو تھا

"میں تسلیم کرتی ہوں کہ میرے خون کے رشتوں میں اس بات کی کمی ہے لیکن میں اللہ کو گواہ بنا کر اقرار کرتی ہوں جب تک زندہ رہوں گی اپنے ملک کی وفادار رہوں گی انشاءاللہ" بدستور نیچے دیکھتے اس نے آزل کو جواب دیا، انداز مستحکم تھا

www.novelsclubb.com

"موبائل خریدنے کا مجھے وقت نہیں ملا آج آپکو ڈرائیور لا کر دے دے گا باقی کسی چیز کی ضرورت ہو تو بی جان کو کہیے گا" وہ فریج سے دودھ کی بوتل نکالتے ہوئے بولا، اس کی پوری توجہ اپنے کام کی جانب تھی کیونکہ وہ جانتا تھا زمل سے بات کرتے ہوئے اس کی طرف توجہ کرنے سے وہ جھجکے گی

"میں بس اتنا کہنا چاہوں گی کہ یہ سب بہت زیادہ ہے میرے لئے اس سب کی ضرورت نہیں تھی اور میرے لئے یہ سب کرنے کا بہت شکریہ" اس کے لہجے میں ممنونیت تھی۔

"جو میں نے کیا ہے وہ میری جگہ کوئی اور بھی کر سکتا تھا لیکن جو کام آپ نے کیا ہے وہ کرنے کا حوصلہ سب کے پاس نہیں ہوتا اور جو آپ کو اس گھر میں مل رہا ہے وہ میں نہیں دے رہا وہ آپکا نصیب ہے اور نصیب کو منع نہیں کرتے میں جائے نماز لے کر آتا ہوں" پرسکون سا کہتا وہ جائے نماز لینے کے لئے کچن سے چلا گیا اور زمل کو دو لمحوں کے لئے ہی سہی مبہوت کر گیا، اس کے جانے کے بعد اسے احساس ہوا کہ مدھم سی اٹھتی خوشبو اس کے یونیفارم پر لگے کلون کی تھی جو اس کے جانے پر ختم ہو گئی اور اس کی جھکی نظریں اٹھ کر سامنے شیلف پہ پڑے کافی کے کپ اور دودھ کی بوتل پر پڑیں اور پھر اسی پر گھڑ گئیں اسے نہ جانے کیوں مگر ایک لمحے کو لگا کہ اس کی نظریں کچھ دیر پہلے کھڑے اس شخص کی واپسی کا انتظار

کر رہی ہیں اور اسی لمحے اسنے اپنی سوچ کو بری طرح جھنجھوڑ کر اپنے دماغ سے الگ کیا اور کمرے میں واپس جانے کے لئے کچن سے باہر نکل آئی

"یہ جائے نماز "صوفے کے کنارے پر رکھ کر وہ واپس کچن میں چلا گیا اور زمل جائے نماز اٹھا کر کمرے میں آ گئ

"مجھے بلا لیا ہوتا آزل بیٹا میں نماز پڑھ کے کمرے میں ہی بیٹھی رہی چھوڑیں میں بناتی ہوں کافی" کچن میں داخل ہوتے ہی بی جان بولتے بولتے آزل کے پاس چلی آئیں

"آپ چھوڑیے بی جان میں آپکو اپنے کام کرنے کے لئے نہیں لایا اور یہ کافی تو میں کم از کم خود بنا کر پی ہی سکتا ہوں بلکہ یہ تو بن بھی گئی ہے آپ پئیں گی ؟" مسکرا کر اس نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا

"نہیں بیٹا مجھ بوڑھی اماں کو ایسی کڑوی کڑوی کافیوں کا کوئی شوق نہیں آپ پئو میں آپ کے لئے ناشتہ بناتی ہوں" وہ فریج سے انڈے نکال کر شیلف پر رکھنے لگیں

"اچھا پھر بی بی سے پوچھ لیں وہ کافی پیتی ہوں گی تو یہ کپ انہیں دے آئیں" دودھ اور کافی کو چمچ سے ہلا کر اس نے بی جان کی طرف سرکایا اور بیٹھ کر کافی پینے لگا

www.novelsclubb.com

"زمل بی بی اٹھی ہوئی ہیں؟"آزل کی جانب مڑ کر انہوں نے حیرانی سے پوچھا

"جی بی جان ابھی آئیں تھی کچن میں آپ سے جائے نماز مانگنے آپ نہیں تھیں تو میں نے لا کر دے دی

"اب کی بار وہ موبائل سکرین پر انگلیاں چلاتے ہوئے بولا

"اوہ بیٹا مجھے کل یاد نہیں رہا ان سے پوچھنا میں آج ان کی ساری چیزیں پوری کر دوں گی میں ابھی کافی کا پوچھ کر آتی ہوں ان سے" وہ کہہ کر کچن سے باہر چلی گئیں

"جی کون" انجانے سے خوف سے وہ بیڈ پر سے اٹھی اور خود کو چادر میں لپیٹ کر آنے والے کی آواز کا انتظار کرنے لگی دل میں ایک معدوم سا ہی سہی خیال ابھرا کہ آزل ہوگا، اس نے یہاں آکر غلطی کر دی وہ غیر محفوظ ہو چکی ہے دل کی دھڑکن بے ساختہ تیز ہوئی اور پھر اگلی آواز کانوں میں پڑتے ہی وہ ڈھیلے انداز سے بیڈ پر بیٹھ گئی

www.novelsclubb.com

"بی جان ہوں اندر آجاؤں" وہ اسکی اجازت کے انتظار میں دروازے پر کھڑی رہیں

"جی آجائیں" گہری سانس چھوڑ کر اس نے اپنے حواس پر قابو پایا

"بی بی کافی لاؤں آپ کے لئے؟"اس کی جانب دیکھتے بی جان سے سوال کیا

"ہن کافی ہاں بنی ہوئی ہے تو لادیں" کمبل کی سلوٹیں درست کرتی وہ اپنے کھوئے ہوئے حواس بحال کرنے میں کوشاں تھی

"جی بہتر"

ان کے جاتے ہی وہ کمبل کو اپنے اوپر سیٹ کر کے تکیے کی مدد سے بیڈ کراؤن پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی

"مجھے بیس منٹ میں نکلنا ہے بی جان آپ دس منٹ میں ناشتہ تیار کر دیں میں کمرے سے سامان لے آؤں ذرا" سرعت سے کہہ کر وہ کمرے کی جانب چل دیا

"زمل بی بی یہ لیں کافی میں آزل صاحب کو بھیج کر آتی ہوں" وہ زمل کو کافی کا کپ پکڑا کر جلدی سے چلی گئیں۔

---

www.novelsclubb.com

"ہائے آسیہ کچھ نہ پوچھ گھر کے اندر جو سناٹا چھایا ہوا ہے اسے دیکھ کر تو کوئی بھی سمجھ جائے کہ زمل بی بی غائب ہو گئی ہیں" روٹی کو توے پر ڈالتے وہ تجسس سے بولی

"امی بڑے لوگوں کی باتیں بڑے ہی جانیں ہم کیوں ان کی بات اپنے گھر پر کریں" آسیہ نے سر سے بات اتارنے کے لئے موضوع بدلا

"جس گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہونے والی ہوں وہاں سے جوان بچی غائب ہو جائے نا آسیہ تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہوتی، کیا پتہ زمل بی بی خود ہی۔۔۔" متجسس انداز میں مسکراہٹ کو دباتے وہ آسیہ کے بشکل تھمتے غصے کو ہوا دے گئ

"ماں ہیں میری اس لئے لحاظ کر رہی ہوں ورنہ یہ جو بات ابھی آپ نے کہی ہے زمل کی جگہ میں ہوتی تو تب پوچھتی آپ سے، میں ساتھ رہی ہوں زمل کے امی آپ آج مجھے اگر دنیا سے اعتماد سے بات کرتا دیکھ کر خوش ہوتی ہیں تو دعا دیں اس زمل کو اور اس کی خیریت کی دعا کریں، پہلی اور آخری بار ہوا ہے ان کا ایسا ذکر آئندہ مت کرئے گا ورنہ میں انہیں کو جا کر شکایت لگاؤں گی جنھوں نے اپنے گھر میں پچیس سال سے ہمیں رکھا ہوا ہے" جس حد تک کوشش کر سکتی تھی اس حد تک اس نے جذبات پر قابو پایا اور کچن میں اپنی ماں کو ہکا بکا چھوڑ کر چلی گئ۔

"یہ اسے کیا ہوا ہے امی بڑے غصے میں کوارٹر سے باہر نکلی ہے "مصباح پریشانی کے عالم میں اپنی ماں سے پوچھنے کچن میں آئی

"کچھ نہیں مصباح جا دیکھ کر آ بڑی بہن کو کہاں گئی ہے اسے واپس لے کر آ جلدی سے بلکہ یہ روٹی دیکھ جلے نہیں، میں خود اسے لے کر آتی ہوں" جلدی سے دوپٹہ درست کر کے وہ کچن سے نکل کر آسیہ کے پیچھے بھاگی

"کوئی جانتا ہو یا نہ جانتا ہو لیکن میں جانتی ہوں وہ غائب نہیں ہوئیں بلکہ اس گھر سے چلی گئی ہیں اپنی عزت کو چاہے انہوں نے پس پشت ڈالا ہے مگر ان کے چلے جانے سے ملک کی ساکھ کو اور متاثر ہونے سے بچا لیا جائے گا یا اللہ حفاظت کرنا ان کی مجھے بڑی یاد آتی ہیں وہ، بس وہ جہاں ہوں انہیں ٹھیک رکھنا خوش رکھنا اللہ "اپنی ماں کی آواز کانوں میں پڑنے پر اس نے فوراً سے خود کلامی بند کی اور نارمل انداز میں لان میں لگے پھولوں کو ہاتھ میں پکڑ کر دیکھنے لگی

"جی امی میں آ رہی ہوں آپ چلیں "ماں کی جانب پلٹ کر وہ ان کے پیچھے چل دی

www.novelsclubb.com

"آسیہ تونے تو میری جان نکال دی تھی مجھے لگا کہ تو سچی میں شکایت لگانے چلی گئی ہے" اس کے ساتھ ساتھ چلتی وہ پریشانی سے بولی

"نہیں امی بھلا یہاں سے نکل گئے تو کہاں جائیں گے؟ گھر کی قدر ان سے پوچھو جو گھر ہوتے ہوئے بھی بے گھر ہو گئے اور میں ناقدری کرنے والوں میں سے نہیں ہوں لیکن امی..." وہ بولتے بولتے رکی اور لان میں ساتھ ساتھ چلتی رہی

"ہاں پتر سن رہی ہوں ویسے تیری ماں کو اتنی مشکل باتیں زیادہ سمجھ نہیں آتیں لیکن پھر بھی تو بول" وہ معصوم تھیں ہاں بس جو باقی ملازموں سے سن کر آئی تھیں وہی بولنے کی غلطی کر دی تھی

"امی آئندہ نہ آنا لوگوں کی باتوں میں کیونکہ مجھے پتہ ہے میری ماں ایسی باتیں نہیں کرتی، پتہ ہے امی کبھی کبھی جب سارے منظر حقیقت بن کر کھل جاتے ہیں نا تو اس وقت اپنی سوچ بڑی نیچی لگتی ہے، بڑی چھوٹی اور فضول اور امی میں نہیں چاہتی ایسا وقت ہم پر آئے تو ہماری گردنیں باقی ملازموں کی طرح جھک جائیں ہم نمک حلال کرنے والے لوگ ہیں ناں امی ہم نے باقیوں کی باتوں میں نہیں آنا" اپنی ماں کے کندھے پر بازو رکھ کر وہ نرمی سے اپنی ماں کو کواٹر میں لے آئی

"ٹھیک ہے بیٹا آئندہ نہیں ہو گا تو بے فکر ہو جا تیری باتیں میری سمجھ میں زیادہ آئی ہوں یا نہ آئی ہوں لیکن یہ ضرور سمجھ آیا ہے کہ جس کا نمک کھاتے ہیں اس سے بے وفائی نہیں کرتے" آسیہ کے کندھے کو تھپک کر وہ مسکرا کر کچن میں چل دی

"امی میں آکر بناتی ہوں اپنی روٹی" واش بیسن سے ہاتھ دھو کر وہ بھی کچن کو چل دی

"سمجھ سے باہر ہے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا، سب کچھ چھان مارا اس کا موبائل، دوستوں سے پوچھ لیا کمرہ چھان مارا مجال ہے جو کچھ پتہ چلے کبھی کبھی مجھے لگتا ہے زمل اغوا ہوئی ہی نہیں وہ بھاگ گئی ہے" وہ چلتے چلتے بولا اور دھڑام سے صوفے پر بیٹھ گیا اور پھر سے گفتگو کو رواں کیا

"مگر ارسلان وہ بھاگی بھی ہو تو بھاگی کس کے ساتھ اس کا مددگار کون بنا ہو گا کہیں پسند وسند تو نہیں کرتی تھی کسی کو میرے نام سے منسوب ہونے سے پہلے ہی اس کے ساتھ بھاگ گئی ہو" شکست خوردہ مسکراہٹ اور گھٹی گھٹی آواز میں بولتے اس نے صوفے پر سر رکھ کر ٹیک لگائی اور ہاتھ میں پکڑے گلاس کو لبوں سے لگا لیا

www.novelsclubb.com

"ہاشم بس اب اور نہیں پینا پھر تم سے سنبھلنا مشکل ہو جائے گا" وہ اسکو مکمل نشے میں دھت دیکھ کر فکر مندی سے بولا

"ارسلان تجھے پتہ ہے آخری بار کب پی تھی میں نے۔۔۔۔۔۔جب میری شادی کے دن رکھنے گئی تھی میری ماں اس کے گھر اور تجھے پتہ ہے اس نے میرے ساتھ کیا کیا؟ میر ہاشم مشتاق کے ساتھ۔۔۔۔۔۔ میرے منہ پر تھپڑ مارا اس نے" ایک دم سے اس نے غصے میں آکر پوری قوت سے ہاتھ میں پکڑا گلاس سامنے کی دیوار پر مارا اور اس کے ٹوٹنے کی آواز پر ہولناک قسم کا قہقہہ بلند کیا

"میر۔۔۔ہاشم کے منہ پر تھپڑ مارا اس زمل نے" اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر اس نے معصومیت سے کہا وہ پوری طرح ہوش سے بیگانہ تھا

"ارسلان ایک اور گلاس تیار کر دے بس آخری یار، وہ اس دن کے تھپڑ کا درد آج ہو رہا ہے مجھے سس" گال پر ہاتھ رکھ کر اس نے سسکنے کی اداری کی اور پھر سے ایک قہقہہ ہوا میں بلند کیا

"وہ تھپڑ ٹھیک زور سے مارتی ہے، ارسلان مجھے یہ درد تب تک ہوتا رہے گا جب تک وہ مجھے مل نہیں جاتی اور میں اس سے سب حساب کتاب پورے نہیں کر لیتا بھاڑ میں جائے شوکت اس کا سارا کاروبار

۔۔۔۔اس کی سیاست اس کی بیٹی لیکن نہیں اسے میں اپنے ہاتھوں سے بھاڑ میں بھیجوں گا اپنے ان ہاتھوں سے زمل کو برباد کروں گا" اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو کھول کر انہیں گھورتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا اور آگے بڑھ کر گلاس تھام لیا۔

"مل جائے گی زمل جہاں بھی گئی ہوگی، رہے گی تو اس دنیا میں ہر بندہ اپنے کام کا پکا ہے دیکھنا زیادہ دن نہیں چھپ سکے گی اور بس آج کے لئے اتنی کافی ہے" گلاس کی جانب اشارہ کر کے ارسلان نے تنبیہ کی اور موبائل اٹھا کر باہر چلا گیا

"بی بی آپ اٹھ گئیں ناشتہ لے آؤں آپ کے لئے؟" کچن کاؤنٹر پر سبزیاں سجاتے وہ زمل سے مخاطب ہوئیں

"میں اتنا وقت سوتی رہی مجھے پتہ ہی نہیں چلا کب آنکھ لگ گئی کافی پی کر مجھے نیند آجاتی ہے" بولتے بولتے وہ ڈائننگ ٹیبل کی کرسی گھسیٹ کر بیٹھی

www.novelsclubb.com

"ہیں عجیب بات ہے آزل بیٹا تو کافی جاگنے کے لئے پیتے ہیں اور آپ کو نیند آگئی اچھا آپ کیا کھائیں گی ناشتے میں اور کافی پسند آئی تھی آپکو؟" اس کی جانب حیرت سے دیکھ کر مسکرائیں

"جی بی جان سب جاگنے کے لئے پیتے ہیں اور میں پی کر سو جاتی ہوں ویسے کافی زبردست تھی، آپ نے کرلیا ناشتہ؟" اپنی کہنی پر ٹھوڑی جما کر اسنے مسکرا کر پوچھا، سارے بال کیچر میں مقید تھے سوائے ان دولٹوں کے جو بازو کی لمبائی پر ٹیبل پر جھول گئیں

"نہیں میں بھی آزل صاحب کو بھیج کر سو گئی تھی پھر سوچا آج پہلے دن کا ناشتہ آپ کے ساتھ کروں، میں آملیٹ بناؤں آپ کے لئے؟" وہ فریج سے انڈے نکالتے ہوئے بولیں

"بی جان جو آپ کھائیں گی میرے لئے بھی وہی بنا دیں کوئی تکلف نہیں کرنا" بدستور اس کی لٹیں ٹیبل تک گری تھیں مگر اس نے اب انہیں کان کے پیچھے اڑس لیا ہنوز اس کی کہنی ٹیبل سے جڑی تھی جس پر اس نے اپنی تھوڑی ٹکائی ہوئی تھی

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے بیٹا پھر میں آملیٹ ہی بنا لیتی ہوں اور کوئی چیز چائے، جوس، مکھن کیا پسند ہے آپکو؟" وہ اس کی پسند سننے پر مصر تھیں

"میرا ناشتہ مکھن اور ٹوسٹ اور ایک گلاس جوس سے بھی ہو جائے گا بی جان لیکن آپ جو بھی بنا کر کھلائیں گی وہ خوشی سے کھالوں گی" وہ کرسی سے اٹھ کر شیلف تک آئی اور باؤل میں انڈے توڑنے لگی

"اوہو بی بی آپ کیوں کر رہی ہیں میں..." وہ جوس کا گلاس بھرتے ہوئے بولیں

"بی جان آپ بی جان ہیں مطلب ماں کے درجے پہ ہیں ہماری، یہ کام تو میں گھر پر بھی کرتی تھی جو آج کر لوں گی تو کیا ہو گیا؟" انڈوں کو پھینٹنے کی رفتار مدھم ہوئی اور چہرے پر نا چاہتے ہوئے اداسی در آئی

"ماؤں سے کام کروانا اچھا نہیں لگتا مجھے میں نے اپنی ماں کو بھی ایسے کام کرتے نہیں دیکھا آپ ہی کام کریں گی بی جان بس مجھے اپنے ساتھ ہاتھ بٹانے دیا کریں مجھے فارغ بیٹھنا اچھا نہیں لگتا" وہ باؤل کو ایک طرف کر کے چپ چاپ کھڑی ہو گئی

"ٹھیک ہے بیٹا میں تو اس لئے کہتی ہوں کہ آپ ذمہ داری ہیں ہماری آپ مہمان ہیں ہمارے صاحب کی ہم آپکی خدمت میں کوئی کمی نہ چھوڑیں لیکن آپ نے ماں کہہ کر مان دیا ہے بالکل آزل صاحب کی طرح اب آپکی بات نہ ماننا ناانصافی ہو گی" اس کے آگے جوس کا گلاس کرتی وہ مسرت سے بھرپور لہجے میں بولیں۔

www.novelsclubb.com

"بالکل اب مجھے پیاز، ٹماٹر، ہری مرچ دے دیں" نمک مرچ کی شیشیوں کو ترتیب دیتی وہ سرعت سے بولی

"اور چھلی کے دانے پڑے ہیں فریزر میں؟" کٹنگ بورڈ پر پیاز کاٹتی وہ پر جوش سی بولی

"دیکھتی ہوں شاید آزل صاحب نے منگوائے ہوں.... ویسے چھلی کس میں ڈالنی ہے بیٹا" وہ فریج کی سائیڈ پر پڑی اشیا کو بغور دیکھتے بولیں

"مل گیا ڈبہ چھلی کا" اسکوٹن کین دے کر وہ زمل کی سرگرمی بغور دیکھنے لگیں

"یہ آملیٹ میں ڈلنی تھیں بہت شکریہ" کین کا ڈھکن کھول کر اس نے چھلی کے دو چمچ انڈے کے آمیزے میں ڈالے اور انڈہ ہلا کر ساتھ پڑے پین میں ڈال دیا

"بس پانچ منٹ میں ناشتہ بن جائے گا" انہماک سے آملیٹ کو الٹاتی پلٹاتی وہ ناشتہ تیار کرنے لگی اور گھریلو کاموں میں دل لگا کر وہ اپنے آپ کو مصروف کرنا چاہتی تھی

\-

www.novelsclubb.com

"بابا گھر تو بالکل ہی بدل دیا آپ نے میں نے ایکسپیکٹ نہیں کیا تھا ایسا چینج "ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ ،راستے کے مناظر کو آنکھ میں قید کرتا وہ اپنے والد سے جذبات کا اظہار کرنے میں مصروف تھا

"تمھیں پسند آگیا بس کافی ہے اور سناؤ کیسا جا رہا ہے سفر ؟"حیدر عباس کی آواز ایک بار پھر اسکی سماعت سے ٹکرائی

"سفر اچھا جا رہا ہے موسم بہت ٹھنڈا ہے اور گھر پر آپ نے بہت کاسٹ خرچ کر دی ہے بابا کیا ضرورت تھی ؟"کان کو فون سے لگائے وہ نظروں کا رخ اپنے سامنے کی جانب فرنٹ سکرین پر پھیر گیا

خزاں رسیدہ درخت اور کہیں کہیں پر ہری و زرد مرجھائی گھاس کا ملاپ خزاں اور سردی کے موسم کا شاخسانہ بنے پھیلی تھیں، کھلا صاف نیلگوں آسمان اور پہاڑوں کی اوٹ میں کبھی چھپتا کبھی ظاہر ہوتا سورج، تنگ بل کھاتی مگر شفاف سڑکیں جس پر سے اکا دکا گاڑی ان کی گاڑی کو زناٹے سے عبور پار کرتی گزر جاتی تھیں

www.novelsclubb.com

"آزل کیوں ضرورت نہیں تھی بھئی مجھے اپنے باپ کی ناراضگی مول لینے کا کوئی شوق نہیں ہے جانے سے پہلے مجھے حکم دے کر گئے تھے کہ میرا گھر اس طرح سے سجا کر آزل کو دینا جیسا مجھے پسند ہو اور آزل

مجھے تو ایسا ہی گھر پسند ہے جیسا میں نے تمہارے لئے بنوا دیا ہے "خوشگوار انداز میں بات کرتے وہ اطمینان سے بولے

"بہت شکریہ آپ کا، دادا کا میرے لئے یہ سب کرنے کا آپ خیال رکھئے گا اپنا اور ماما کا میں پہنچ کر اطلاع کرتا ہوں سر کا فون ہے، اللہ حافظ "کال ختم ہوتے ہی اس نے کرنل عبداللہ کا فون اٹھالیا

"السلام علیکم سر!" وہ خاموشی سے کرنل کے جواب کا انتظار کرنے لگا

"وعلیکم السلام! کہاں تک پہنچے ہیں آپ؟" آفس چیئر پر بیٹھتے ہی انھوں نے سوال کیا

"جی سر میں گھنٹے تک پہنچ جاؤں گا اور آکر ساری تفصیلات بتاؤں گا آپ کو" کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا

"ٹھیک ہے یونٹ پہنچ کر رپورٹ کریں مجھے اللہ حافظ "

www.novelsclubb.com

"اوکے سر اللہ حافظ "

"چلو بھئی محمد حسین آج عبداللہ صاحب کے پاس جاکر رپورٹ دینی ہے امید ہے انہیں ہمارا طریقہ کار ٹھیک لگے گا" وہ اس دن کی تمام پیش رفت کے متعلق بات کر رہا تھا

"جی سر ان شاءاللہ انھیں بہت پسند آئے گا آپ کا پلان زبردست تھا" اس نے ازلی مسکراہٹ پیش کر کے تسلی دی اور گاڑی کی رفتار بڑھادی

"بیٹا یہ آپکا موبائل لے آیا ہے ڈرائیور آپ دیکھ لیں" شیشے کے میز پر موبائل کا ڈبہ رکھ کر وہ کمرے سے کچھ لینے چلی گئیں

وہ صوفے پر بیٹھی کچھ دیر اس ڈبے کو دیکھتی رہی اور پھر اسے ہاتھ میں پکڑ کر ٹٹولنے لگی

"میں بھلا کسی غیر انسان سے یہ سب کیسے لے سکتی ہوں، وہ مجھے اپنے گھر میں رہنے دے رہا ہے، اپنے گھر کی ہر ہر چیز استعمال کرنے دے رہا ہے ایسے تھوڑی ہوتا ہے؟ نہیں میں اتنے احسان اپنے کندھوں پر برداشت نہیں کر سکتی" دل میں اس خیال کے آتے ہی وہ ڈبہ اس نے ہاتھوں سے چھوڑ کر میز پہ دھر دیا

www.novelsclubb.com

"یہ لیں بی بی یہ اس کی سم ہے آزل صاحب دے کر گئے تھے مجھے آپ کے موبائل کے لئے" اس کا ہاتھ آگے کروا کر بی جان نے سم اسے تھمادی

"شکریہ، بی جان۔۔۔" کسی خیال کے تحت وہ مزید بولنے سے گریز کر گئی

"جی کچھ کہنا ہے؟"

"نہیں کچھ نہیں میں یہ رکھ کر آتی ہوں" وہ اٹھ کر کمرے میں آگئی اور موبائل کو سامنے بنی وارڈروب میں جوں کا توں رکھ دیا وہاں پر پڑا موبائل اسکی طرف سے رکھی گئی پہلی چیز نہیں تھی بلکہ جو کپڑا یا جوتا بھی اسے ضرورت سے زیادہ محسوس ہوا تھا وہ بغیر ان اشیا کی پیکنگ کھولے انھیں وہاں سنبھال رہی تھی۔ وارڈروب بند کر کے وہ اپنے ہینڈ بیگ میں پڑی ڈائری نکال کر اس پر قلم چلانے لگی۔۔۔۔۔۔

آج اسے گھر سے دور ہوئے ایک ہفتے سے زیادہ ہو چکا تھا دن بھر کسی نئی کسی سرگرمی میں مصروف رہ کر اپنا سارا وقت گزارنے میں وہ اپنا پورا دن گزار دیتی

www.novelsclubb.com

بابا جی گرمیوں میں ادھر کون کون سے پھول اگاتے ہیں آپ؟" اپنے ماتھے پر ہاتھ کو ترچھا کر کے وہ" لان میں پڑتی سورج کی کرنوں سے آنکھوں کو بچا رہی تھی

"بی بی یہاں گلاب اور گیندے کے پھول بہت اچھے اگتے ہیں ابھی تھوڑی گرمی آنے والے ہو گی تو کونپلیں نکلیں گی نئی پورا آنگن اس سے خوشبودار ہو جاتا ہے" مالی کا انداز پر جوش تھا

"اچھا زبردست یہ سردیوں میں آپ درختوں کو پانی کیوں دے رہے ہیں؟" اسنے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے مالی سے پوچھا

"بی بی بارشیں نہیں ہو رہیں کچھ عرصے سے دھول مٹی پڑنے سے پودوں کا رنگ مٹیالا ہوتا جا رہا ہے یہ پودے خراب ہو جائیں گے اس لئے پانی دے رہا ہوں" وہ پائپ کا رخ اونچے پودوں کی جانب کرتے ہوئے بولا

"اچھا اچھا مجھے اندازہ نہیں تھا آپ پانی لگائیں" وہ مسکرا کر کہتی گھر کے اندر چلی گئی

"آ گئی بیٹا چلو اچھا کیا باہر بہت ٹھنڈ ہے ادھر ہی آ جاؤ میرے کمرے میں" بی جان نے ایک جھرجھری

www.novelsclubb.com

لے کر سردی کا اظہار کیا اور وہ بی جان کے کمرے میں جا کر بیٹھ گئی

"بی جان ایک بات تو بتائیں یہ آپ کے آزل صاحب کو فوج میں جانے کی کیا ضرورت تھی میرا مطلب سب کچھ تو ہے ان کے پاس؟" تجسس سے پوچھتی وہ اپنا رخ بی جان کی طرف موڑ گئی

"بس شوق شوق کی بات ہے بی بی ورنہ ان کے بابا تو چاہتے تھے کہ یہ بھی کاروبار کریں بلکہ ان کے بابا تو مان بھی نہیں رہے تھے فوج کے لئے پھر بشریٰ بیگم نے منایا اور آزل صاحب فوج میں بھرتی ہوئے" وہ دھیمے انداز میں بولتیں زمل کو جواب دینے لگی

"بی جان آپ نے مجھ سے پوچھا نہیں کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آئی ہوں؟ میرے ماں باپ کہاں ہیں آپ کو میرے بارے میں جاننے کا کبھی تجسس نہیں ہوا؟" وہ کرسی کی ٹیک چھوڑ کر آگے ہوئی

" تجسس تو نہیں ہوا لیکن حیرانی ہوئی تھی شروع میں، کچھ دو تین باتیں آزل صاحب نے پہلے بتائی تھیں اور بس یہی کہا تھا کہ بی بی کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے اور مجھے لگا کہ آپ سے آپ کے خاندان کے بارے میں پوچھوں گی تو آپکو تکلیف ہو گی اس لئے نہیں پوچھا" وہ اپنی بات پوری کر کے دھیما سا مسکرائیں اور سر کو خم دے کر خاموش ہو گئیں

www.novelsclubb.com

"بی جان آپ بہت اچھی ہیں، میں گھر چھوڑنے سے پہلے سوچتی تھی کہاں جاؤں گی، اللہ نے مجھے ایک ساتھی دے دیا مجھے یہاں آکر ایک لمحے بھی نہیں لگا کہ میں کسی انجان گھر میں آگئی ہوں آپ بہت پیار

کرتی ہیں بہت عزت دیتی ہیں بی جان آپ کا بہت شکریہ "اس نے آگے بڑھ کر بی جان کا ہاتھ تھاما اور چھوڑ دیا

"بی جان آپ آرام کریں آپ کی طبیعت مجھے زیادہ ٹھیک نہیں لگ رہی میں شام کو پھر آجاؤں گی" وہ انکی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر بولی اور اٹھ کر کمرے میں چلی گئی

"میں صرف ایک ہفتہ اور دے رہا ہوں صرف ایک ہفتہ سمجھے تم! اور مجھے رپورٹ لا کر دو یہ میں نہیں جانتا کیسے، کدھر سے؟ وہ لڑکی جہاں کہیں بھی ہے, جہاں کہیں بھی مجھے اس کا سراغ ملنا چاہیئے" وہ فون کان سے لگائے پوری قوت سے چلایا

"سر میں کوشش کر رہا ہوں مگر وہ نہیں مل رہی، ہر تھانے ہر ہسپتال، ہر ہر دارالامان یہاں تک کے مردہ خانوں میں بھی پتہ کروایا ہے وہ کہیں نہیں ہے میں کیا کروں" وہ لرزتی آواز میں بولا

"تم کیا کرو یہ بھی میں نے بتانا ہے تو تم زندہ رہ کر کیا کر رہے ہو؟ مجھے لگتا ہے اپنی زندگی پیاری نہیں ہے تمہیں، یہ جو اتنے تعلقات بنائے ہوئے ہیں، اتنی جاسوسیاں کرتے ہو سب ہو جاتا ہے تم سے ایک لڑکی

ڈھونڈنی ہے بس وہ نہیں ڈھونڈی جا رہی, یاد رکھنا ایک ہفتہ ہے تمہارے پاس اپنی رفتار بڑھاؤ ورنہ آئندہ بھاگ نہیں سکو گے "اس بار وہ پہلے سے ذرا دھیرے مگر انتہائی غصے میں بولا اور فون بند کر دیا

"کمینے پیسے لیتے وقت اوقات دکھاتے ہیں اور کام کرنا ہو تو ہاتھوں میں چھالے بن جاتے ہیں ارسلان یہ ایک ہفتے میں کام نہ کرے تو اٹھوا لینا کمینے کو سب پرزے ٹھیک ہو جائیں گے "غصے سے کرسی سے اٹھ کر اسے ٹانگ مار کر وہ ٹھک سے دروازہ بند کر کے باہر چلا گیا

"اللہ اکبر آج اتنی دیر تک سوتی رہ گئی میں "اسنے آنکھیں ملتے ملتے سامنے لگی گھڑی پر وقت دیکھا تو وہ کرنٹ کھا کر بستر سے اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی

بالوں میں چٹکی لگا کر اسنے مفلر کو اپنی گردن کے گرد حائل کیا اور ہاتھوں پر لوشن لگا کر ملتے ملتے کمرے سے نکل گئی حسب عادت آج بھی وہ سب سے پہلے کچن میں گئی جہاں بی جان ناشتہ بنانے کی تیاریوں میں مگن ہوتی تھیں مگر خلافِ توقع آج کچن خالی تھا اس کے دماغ میں دوسرا خیال لان کا آیا اور تیز قدموں سے لان کی جانب گئی

www.novelsclubb.com

"بی جان"اس نے انھیں پکارااور لان کوپر کھتی نگاہوں سے دیکھا مگر بی جان وہاں بھی نہیں تھیں

"بی جان ابھی تک سو رہی ہیں اس کا مطلب ؟"وہ سوچتے ہوئے ان کے کمرے کی جانب قدم اٹھانے لگی

"بی جان آپ ابھی تک سو رہی ہیں طبیعت ٹھیک ہے آپ کی ؟"ان کے کمرے کی لائٹ جلا کر وہ بولتے بولتے ان کے بیڈ کے قریب گئی

"بی جان اٹھ جائیں آج تو گیارہ بج گئے ہیں میری آنکھ ہی اتنی دیر سے کھلی"وہ ان کے چہرے کی جانب دیکھ کر گویا ہوئی اور کچھ غیر معمولی سا احساس ہوتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات تن گئے

"بی جان آپ کو کچھ ہوا ہے کیا؟"وہ پریشانی کے عالم میں کہہ کر ان کی جانب جھکی اور ان کی کلائی تھام کر نبض محسوس کرنے لگی

www.novelsclubb.com

"بی جان اٹھیں کیا ہو گیا ہے آپ کو"وہ نبض محسوس کرنے کے ساتھ ہی گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر بولی اور کوئی حرکت نہ پا کر گھر کے مین دروازے کے طرف بھاگی

"بھائی بی جان کو کچھ ہو گیا وہ اٹھ نہیں رہیں میرے ساتھ چلیں بابا جی آپ بھی ساتھ آئیں میں نے نبض چیک کی ہے رفتار آہستہ ہے ڈاکٹر کے پاس لے جانا پڑے گا ڈرائیور کو بولیں گاڑی سٹارٹ کرے فوراً"

وہ کمرے کے باہر کھڑی ہو کر پریشانی سے بولی اور چوکیدار اور مالی کو ساتھ لے کر بی جان کے کمرے کی طرف بھاگی۔وہ دونوں انھیں اٹھا کر گاڑی میں لٹا چکے تھے

"میں ساتھ جاؤں گی ایک منٹ رکو" وہ حکمیہ انداز میں بول کر بھاگتی ہوئی گھر کے اندر گئی اور آناً فاناً چشمہ اور چادر لے کر گاڑی میں بیٹھ گئی

"بی بی ہم لے جاتے ہیں ان کو آپ کا ایسے باہر جانا خطرناک ہو گا" ڈرائیور نے گاڑی میں بیٹھ کر اسے سمجھایا

"یہ وقت بحث کرنے کا نہیں ہے میں احتیاط کر لوں گی فی الحال آپ گاڑی چلائیں" ان کے ہاتھ ملتے ملتے اس نے پریشانی سے کہا

www.novelsclubb.com

صبح سے دوپہر تک وہ ایک ہی کرسی پر براجمان دعائیں مانگنے میں مصروف تھی اور ڈرائیور اس کی نگرانی کے لئے آگے پیچھے ٹہل رہا تھا

"ایک بار پھر فون کر کے دیکھیں بھائی" اس نے ڈرائیور کو یاد دہانی کروائی

"بی بی جی آزل صاحب ہارڈ ایریا میں ڈیوٹی کرتے ہیں وہاں موبائل کے سگنل ہر وقت نہیں ہوتے یا تو وہ کمیونیکیٹر کے ذریعے بات کرتے ہیں، یا خط ہوتے ہیں اور فون کرنا ہو تو وہ خود کرتے ہیں ابھی اطلاع کر دی ہے میں نے اطلاع ملتے ہی رابطہ ہو جائے گا آپ پریشان نہ ہوں" وہ بدستور ٹہلتے ہوئے بولا

"کیسے پریشان نہ ہوں بی جان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے کوئی چھوٹی بات نہیں ہے" وہ جذباتی ہو رہی تھی

"ڈاکٹر نے بولا ہے ہوش آجائے گا شام تک بہت سنگین نہیں تھا آپ فکر نہیں کریں بی بی" وہ نرس کے اشارے پر اس سے دوائیوں کی پرچی لینے چلا گیا

"بی بی یہ پرچی ہے مگر میرے پاس تو جو پیسے تھے وہ کاؤنٹر پر جمع کروا دیے میں نے" اس نے اپنی حالت کو بڑی معصومیت سے زمل کے آگے رکھا

www.novelsclubb.com

"اچھا آپ کو اے ٹی ایم کارڈ استعمال کرنا آتا ہے؟" اپنے پرس کی چیزوں کو ٹٹولتے ہوئے زمل نے پوچھا

"جی جی بی بی آتا ہے" وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر سیدھا ہوا

"یہ لیں کارڈ اور ایک وقت میں مشین جتنے پیسے نکال سکتی ہے نکال لائیں میرے خیال میں پچیس ہزار نکل آئیں گے "اس کو کارڈ تھما کر اس نے تنبیہ کی

"جی اچھا" وہ کارڈ لے کر وہاں سے چلا گیا۔

"بی بی جی آزل صاحب کا فون ہے آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" ڈرائیور نے اپنا فون زمل کو پکڑایا اور کمرے سے باہر چلا گیا

"زمل آپکو وہاں نہیں جانا چاہیے تھا آپ کو پتہ ہے آپ نے کتنی بڑی غلطی کی ہے؟" اس کی آواز میں عجیب سی پریشانی تھی جو زمل نے فون سنتے ہی محسوس کی

"ان کی طبیعت ایسی نہیں تھی کہ ان کو اکیلا چھوڑ دیا جاتا اور مجھے جلدی میں یہی مناسب لگا" اس نے اپنی صفائی پیش کی

www.novelsclubb.com

"جتنی خراب ان کی طبیعت تھی باہر اس سے زیادہ خطرہ تھا آپ کے لئے وہ آپ کا کزن سارے شہر میں اپنے جاسوس پھیلائے بیٹھا ہے آپ جانتی ہیں اور اے ٹی ایم کا پن کو ڈرائیور کو بتانے والی چیز ہے زمل ؟" اس کا انداز تھوڑا بہت ہی صحیح تفتیشی تھا مگر اسے جو فکر لاحق تھی وہ بالکل بجا تھی

"تو مجھے بزدلوں کی طرح گھر میں رہنا چاہیے تھا خود غرض بن کر ایسی زندگی تو نہیں گزاری میں نے جو میں اب گزارتی اور پن کوڈ نہ دیتی تو پیسے کہاں سے آتے دوائیوں کے جلد بازی میں سب گھر پر ہی رہ گیا تھا۔" وہ لہجے پر قابو پاتی تحمل سے بولی

"خیر اب جو بھی ہونا تھا ہو گیا بی جان کی حالت سٹیبل ہے ڈاکٹر سے ہو گئی ہے میری بات آپ واپس جائیں ڈرائیور کے ساتھ، فون ڈرائیور کو دیں "اس نے زمل کو تاکید کی

"جی سر؟"

"خیال سے بی بی کو واپس لے کر جاؤ گھر اور ہاسپٹل جاتے ہوئے بابا کے آفس سے چیک لے لینا اور بی بی کو اس میں سے پچیس ہزار واپس کر دینا دھیان سے واپس لے کر جانا انھیں۔" اس نے حکمیہ انداز میں کہہ کر فون بند کر دیا۔

www.novelsclubb.com

" چلیں بی بی "اور زمل ڈرائیور کے ساتھ گھر جانے کے لئے روانہ ہو گئی۔

----

www.novelsclubb.com

"سر دوپہر کو اڑھائی بجے کے قریب ہاسپٹل کے پاس والی برانچ سے پچیس ہزار روپے کی ایک ٹرانزیکشن ہوئی ہے زمل شوکت کے اکاؤنٹ سے" وہ اپنی بات پوری کر کے مقابل کی آواز کا انتظار کرنے لگا

"پہلی اچھی خبر دی ہے تم نے اب دوسری اچھی خبر سناؤ" وہ گھر کی بالکونی سے دور نظر آتی مارگلہ کی پہاڑیوں کا منظر دیکھتے منہ سے دھواں اڑاتے ہوئے شاطرانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے غرور سے بولا

"دوسری اچھی خبر یہ ہے کہ بہت جلد ہم آپکو زمل کے پناہ لئے ٹھکانے کا پتہ بتا دیں گے اس کے لئے ہمیں ایک ہفتے کی نہیں ایک دن کی ضرورت ہے کیونکہ میرے بندے نے آپ کے بتائے ہوئے حلیے کی دو عورتوں کو اسی ہسپتال میں جاتے اور آتے دیکھا ہے" وہ دوسری طرف سے داد سننے کے لے لئے بے چین تھا

"بہت خوب تو پھر پیچھا کیا ان دو عورتوں کا؟" نظر ہنوز سامنے کے منظر پر ٹکی تھی

""جی سر پیچھا کیا ہے ان دونوں کا میں زمل کے کنفرم ہوتے ہی لوکیشن بھی بھیجتا ہوں آپکو

"جان پیاری ہے تمہیں اس کا مطلب ہے، چلو پھر جلدی بتاؤ مجھے کہاں چھپی ہوئی ہے زمل شوکت میر" اس نے قہقہہ بلند کیا اور فون بند کر دیا

"کہا تھا نہ زمل اپنے دشمنوں کو برباد کرنے سے پہلے نہیں مرے گا میر ہاشم، تم نے ذرا ہلکا لے لیا تھا مجھے اب تیار رہنا حساب کتاب کے لیئے" وہ خود کلامی کر کے شاطرانہ انداز میں مسکرایا اور سکرین پر کوئی نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"تو مجھے بزدلوں کی طرح گھر میں رہنا چاہیے تھا خود غرض بن کر ایسی زندگی تو نہیں گزاری تھی میں نے جواب گزارتی" ایک غیر مرئی نقطے کو گھورتے اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ یہ بات سوچ کر مسکرا رہا ہے

"اگر ہم نے آپ کی سوچوں میں خلل نہ ڈالا ہو تو ہم بیٹھ جائیں؟" اپنی مسکراہٹ کو چھپا کر حدید نے سمیر کو آنکھ ماری اور سیمنٹ اور ریت سے بنے بیریئر پر آزل کے دائیں بائیں بیٹھ گئے

www.novelsclubb.com

شدید سردی اور مدھم مدھم سی دھند وزیرستان کی پہاڑیوں اور مناظر کو دھندلا گئی، وہ ڈیوٹی مکمل کرنے کے بعد رات کے اس پہر تاروں بھرے وسیع وشفاف آسمان تلے بیٹھ کر دن کی تھکاوٹ کو دور کرنے کا سد باب کرنے لگے

"حدید باز آجا باز آجانہ تنگ کیا کر اس شریف آدمی کو ویسے آپس کی بات ہے یہ جو ایسے خود ہی خود میں مسکرانے والے کام ہوتے ہیں نا یہ۔۔۔۔۔۔"

"کیا خود سے مسکرانا گناہ ہے یہ جو تم ہر بات کو ایک ہی سرے سے جوڑتے ہو سمیر تم بھی باز آجاؤ یار" سمیر کی بات کو درمیان میں کاٹ کر وہ ذرا سنجیدہ ہوا

اور ہوا میں حدید اور سمیر کا قہقہہ بلند ہوا وہ دونوں آزل کو تنگ کرنے میں کامیاب ہوئے تھے

"کیا بات ہے آزل کچھ ہوا ہے آج موڈ ڈل لگ رہا ہے تمہارا" سمیر نے حدید کی جانب منہ کر کے جیسے اپنی بات کی تصدیق چاہی

"ہاں میں نے بھی نوٹس کیا ہے آزل کیا بات ہے؟" وہ دونوں قدرے سنجیدہ ہو کر بیٹھے

www.novelsclubb.com

"ہاں یار بس بی جان ہیں جو میرے گھر پر ان کو ہارٹ اٹیک ہوا آج اور" وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر خاموش ہوا

"اوہ اچھا اللہ صحت دے انہیں پھر پھر کیا ہوا مجھے لگ رہا ہے کچھ اور بھی ہوا ہے؟" سمیر نے اسکا کندھا تھپک کر پوچھا

"ہاں وہ زمل ساتھ چلی گئی ہاسپٹل میں اسی بارے میں سوچ رہا تھا کہ کوئی مسئلہ نہ ہو جائے" وہ اپنی بات کہہ کر خاموش ہوا فضا میں ایک دم دھواں اڑا اور ہوا ہی میں تحلیل ہو گیا

"اللہ خیر کرے گا آزل فکر نہیں کر ہم ہیں گھر والے سب ہیں گارڈ ہیں تمہارے گھر پہ سب دیکھ لیں گے" حدید نے اسے تسلی دی

"ویسے سیریئسلی تو اس بارے میں سوچ کر مسکرا رہا تھا بھائی" سمیر متجسس انداز میں بولا

www.novelsclubb.com

"مسکرانا صدقہ ہوتا ہے سمیر نہ تنگ کر و آج آزل کو گھر بڑا یاد آ رہا ہے" اس بات پر وہ تینوں دھیمے سے مسکرائے اور سردی کی زیادتی ہوتے ہی سونے چلے گئے۔

\-

"ارسلان زمل کا پتہ چل گیا، بس میرے اشارے کا انتظار کرنا ہم بہت جلد اس سے ملنے جائیں گے "

اپنی بات مکمل کر کے اس نے جواب کا انتظار کئے بغیر فون بند کیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا

"ہانیہ آپی تائی جان آئی ہیں اور امی آپ کو بلا رہی ہیں "آمنہ نے کالج سے آتے ہی کمرے میں اپنا بستہ پھینکا اور کہہ کر باہر چلی گئی

وہ جو کمرے کی بک شیلف کی ساری کتابوں کو بیڈ پر بکھیرے ترتیب لگانے کی تیاری کر رہی تھی سارا کام چھوڑ کر جانے لگی، اپنے ہاتھ میں پکڑی کتاب کو اس نے سرعت سے ساتھ پڑی کرسی پر رکھا اور یک دم اسے کرسی سے اٹھا لیا، کتاب کے درمیان سے ایک تہہ لگا کاغذ باہر چھلک رہا تھا جسے اس نے کتاب سے نکال کر اپنے تکیے کے نیچے رکھا اور جلدی سے کمرے سے چلی گئی۔

"السلام و علیکم تائی جان !"وہ سلام کر کے ان کے صوفے کے روبرو کھڑی ہو گئی

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام !ہانیہ جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر بازار چلو میرے ساتھ "وہ مسکرا کر اس سے مخاطب ہوئیں

"تائی جان میں نے آپ سے بولا تھا جو کپڑے بھی آپ میرے لئے پسند کریں گی میں خوشی خوشی پہن لوں گی" سامنے پڑے صوفے پر براجمان ہوتے وہ مسکرا کر بولی

"ہانیہ بیٹا جب کپڑے پہننے ہی آپ نے ہیں تو پسند ہم کیوں کریں میری بیٹی نے جیسے کپڑے پہننے ہیں وہ خود ہی لے گی" وہ ہانیہ کی والدہ اسمارا کی جانب دیکھ کر بولیں

"ٹھیک ہے پھر میں چائے بناتی ہوں پی کر چلتے ہیں" وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

"سمیر کی آئی تھی کل کال کہہ رہا تھا بہت مصروف ہو گیا ہوں ڈیوٹی مشکل ہے تھوڑی، دعا کریں، میں نے بھی تسلی دی کہ بے فکر ہو کر فرض نبھاؤ گھر پر سب دعائیں کرتے ہیں، وہ اتنی سے بات سے ہی خوش ہو جاتا ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں" ثمینہ تائی ہانیہ کی والدہ سے بات کرتے ہوئے بولیں

" "اللہ پاک اسے خوش رکھے بھابھی کبھی غم نہ دیکھیں ہمارے بچے آمین

www.novelsclubb.com

"ہانیہ آ بھی جاؤ چائے لے کر" وہیں بیٹھے بیٹھے انھوں نے اسے آواز لگائی

"آئی امی" وہ سمیر کا نام سنتے ہی کچن کے دروازے پر آ کھڑی ہوئی تھی اور اب اپنی امی کی آواز پر ہڑ بڑا کر چائے کپوں میں ڈالنے لگی

"آپ چائے پئیں میں تیار ہو کر آتی ہوں" وہ چائے کے کپ میز پر رکھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

تکیے کے نیچے پڑے کاغذ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر وہ اسے آگے پیچھے سے دیکھنے لگی

"فقط تمہارے لئے" کاغذ کے ایک سرے پر دو الفاظ درج تھے ہانیہ نے تیزی سے کاغذ کی تہیں کھولیں اور اسے بغور پڑھنے لگی

"میں چاہتا تھا تمہیں اپنے منہ سے سب کہہ دوں لیکن کبھی ہمت ہی نہیں ہوئی، پھر سوچا چلو کاغذ پر قلم چلاتے ہیں باقی جذبات تو پڑھنے والی اس میں خود سے بھر دے گی، پھر سوچا کہ جب ہمارا نکاح ہو جائے گا تب تمہیں دے آؤں گا اور لکھتے لکھتے خیال آیا نہیں اسے تمہاری کتابوں کے ریک میں پڑی کسی کتاب میں رکھ دوں گا کبھی یوں ہی تم کھولو گی تو میری یاد آئے گی، ہانیہ مجھے بتانا تمہیں اسے پڑھنا اچھا لگا ہے تو میں تمہاری ہر کتاب میں ایک ایک یاد چھوڑ آؤں گا پھر تم انہیں کھولنا مجھے محسوس کرنا اور پڑھنا" اس کے لبوں پر گہری مسکراہٹ سر رقص کھلی اور وہ پھر سے اسے پڑھنے لگی

www.novelsclubb.com

"تمہاری یاد، کبھی کبھی شاموں کی سنسانی میں مجھے بہاروں کا پتہ دیتی ہے، کبھی ہاتھ میں لگے زخم تمہاری یاد سے درد کرنا بھول جاتے ہیں، تمہیں پتہ ہے ہانیہ یہاں کے جنگل کتنے گہرے اور خوفناک ہیں

یہاں کی راتیں کتنی تاریک اور سنسان ہیں، رائفل یا بندوق تانے کھڑا جب میں دشمن کا نشانہ لیتا ہوں تو فضا میں گولی کی آواز کے ساتھ جانوروں کی پراسرار آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں، میں حالت جنگ میں رہ کر تم کو یاد کرتا ہوں تو زندگی لوٹ آتی ہے میرے وجود میں، کبھی تم سے کوئی پوچھے نا یہ تم کہاں رہتی ہو؟ آنکھ بند کر کے بول دینا سمیر کے دل میں، مجھے اس دنیا میں تم سے زیادہ حسین عورت ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملی، اس لئے نہیں کہ کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوتی اس لئے کہ میرا دل ہر بار ہر ایک کو دیکھ کر آنکھ بند کر لیتا ہے اور تمہیں دیکھ کر آنکھ جھپکنا بھول جاتا ہے، واقعی کبھی کبھی سمجھ نہیں آتا کہ تم یہ سب کیسے کرتی ہو مگر واللہ تمہیں یہ سب کچھ کئے بغیر کرنا آتا ہے۔ تمہاری محبت مجھے بہادر ترین انسان بنا دیتی ہے تم میری زندگی کو بخشا گیا اللہ کا بہترین تحفہ ہو، اور یہ جو تمہاری آنکھ میں اس وقت آنسو کا قطرہ ہے پلیز اسے صاف کر لو اسے بہنے نہیں دینا" وہ چونک کر اس لکھائی کے سحر سے نکلی تو آنکھ میں اتری نمی کو دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ نمی اسے بتائے بغیر اس کی آنکھوں کا بسیرا کئے بیٹھی تھی انگلی کی پور سے اس نے وہ آنسو صاف کیا

"مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہو تمہاری ہر مسکراہٹ سلامت رہے آمین

www.novelsclubb.com

لیفٹیننٹ سمیر احمد "وہ کاغذ پر ہاتھ پھیر کر کچھ محسوس کر کے خود کلامی کرنے لگی

"اور آپ کی محبت مجھے معتبر ترین کر دیتی ہے سمیر کیسے ہر بار ایسا ہوتا ہے کہ جب جب آپ کو شدت سے یاد کرتی ہوں آپ میرے روبرو آجاتے ہیں؟ میں ہانیہ سمیر ہوں، اللہ تیرا شکر ہے میں ہانیہ سمیر ہوں، اللہ تونے پوری دنیا سے مقدم رکھ کر مجھے ایک اتنے پیارے انسان کے دل میں بٹھا دیا، تو میرا رب! مجھے اتنا خوش نصیب بنا گیا ہے کہ کوئی حد نہیں تیرے احسان کی "وہ کاغذ کو تہہ کر کے اپنے دراز میں سنبھال کر جانے کے لئے تیار ہو گئی۔

"چلیں تائی جان میں تیار ہوں "چادر کو سر پر ٹھیک سے لیتی وہ مسرور سی بولی اور تائی اماں کے ساتھ گھر سے باہر نکل گئی۔

----

www.novelsclubb.com

"بی جان آپ سو جائیں میں سوپ بناتی ہوں آپ کے لئے "وہ انکا کمبل ٹھیک کر کے پلٹی

"زمل بی بی "بی جان خاموش ہوئیں

"جی بی جان کچھ چاہیۓ؟ "وہ فکر مندی سے واپس پلٹی

"آزل صاحب کو اچھا نہیں لگا گا مہمانوں سے کام کروانا" وہ نقاہت زدہ لہجے میں بولیں

"اور مجھے اچھا نہیں لگے گا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنا میں کرلوں گی ان سے بات آپ آرام کریں" وہ اپنی بات کہہ کر کمرے سے چلی گئی

چند گھنٹے یوں ہی فارغ گزار کر اسنے اوپر کی منزل پر جانے کا سوچا اور سیڑھیاں عبور کرنے لگی۔

سیڑھیاں چڑھتے ہی وسیع لاؤنج تھا جس کی بائیں دیوار پر ایک خوبصورت کیلیگرافی لٹکی تھی

"لا تحزن ان اللہ معنا" اس نے کیلیگرافی پر لکھی آیت کو زیر لب پڑھا

"غم نہ کر بے شک اللہ ساتھ ہے" اس نے ہنوز زیر لب اس آیت کا ترجمہ دہرایا اور قدموں کو چند لمحے وہیں روک دیا۔ آنکھوں میں حیرت آئی دل میں اطمینان اور اطمینان آتے ہی لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی

www.novelsclubb.com

"اللہ سچ کہتا ہے کہ میرے بندے تجھے دنیا کا ہر فانی رشتہ بھی جب چھوڑ جائے گا تب بھی تو مجھے اور صرف مجھے موجود پائے گا" اس سوچ پر اس کی مدھم سی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور آنکھ سے تشکر کا موتی ٹوٹ کر آنکھوں کے ہی گرد پھیل گیا، کیا نہیں تھا اس ایک لمحے میں قربِ الٰہی کا احساس یہ وہ

احساس تھا جو ایک کمزور ترین انسان کو کامل بنا دے ایک ٹوٹے ہوئے دل کو مضبوط ترین بنا دے اسے اس ایک لمحے میں اپنے رب پر اتنا پیار آیا کہ وہ مزید آگے جانے کی بجائے سامنے پڑے صوفے پر براجمان ہو گئی اور اسی حالت میں کچھ دیر ہنوز بیٹھی رہی۔اپنی سوچوں کے بھنور سے نکل کر وہ صوفے پر سے اٹھی اور لاونج سے ملحق کمرے میں چلی گئی جس کا دروازہ مکمل طور پر بند نہیں تھا ایک ہلکی سی چرررر کی آواز سے وہ دروازہ پورا کھل گیا، داخل ہوتے ہی دائیں دیوار پر سوئچ بورڈ آویزاں تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر پہلا بٹن دبایا تو کمرہ مدھم سا روشن ہو گیا وہ روشنی نارنجی اور لال رنگ کا ملاپ تھی جو اسی بورڈ والی دیوار کے اوپر لگے ایک نسبتاً چھوٹے فانوس سے پھوٹ رہی تھی اس ہلکی سی روشنی میں کمرہ ذرا روشن ہوا اور اسے معلوم ہوا کہ یہ سٹڈی روم ہے، کمرہ بیڈ رومز کی نسبت ذرا چھوٹا تھا جس کے تین اطراف ایک ہی لمبائی اور چوڑائی کے ریک نسب تھے محض کمرے میں داخل ہونے والی دیوار خالی تھی، تینوں ریک کے درمیان میں ایک آفس چیئر اور لکڑی کا میز سلیقے اور ترتیب سے رکھا تھا اور اس لکڑی کے میز کا اوپری حصہ شیشے کے گلاس سے ڈھکا تھا جس پر چند کتابیں ترتیب سے پڑی تھیں اور ایک جانب لیمپ پڑا تھا، زمل کے قدموں سے شروع ہوتا ہلکا لال رنگ کا قالین مدھم سی روشنی میں چمکنے لگا، اس نے ایک جائزہ لینے کے بعد اگلا بٹن دبایا اور کمرے کے وسط میں لگا سفید بلب روشن ہو گیا جو فال سیلنگ کے

www.novelsclubb.com

قدرے بڑے فانوس میں نسب تھا اب ریک میں موجود کتابیں مزید واضح نظر آنے لگیں وہ ہلکے قدم اٹھا کر پہلے دائیں جانب بنے ریک کے آگے جا کر رکی اور اس کا بغور جائزہ لینے لگی۔ وہ ریک تین سٹیپ کا تھا جس کے تینوں خانوں میں پرانی طرز کی انگریزی لٹریچر اور تراجم کی کتاب انگریزی حروفِ تہجی کے حساب سے ترتیب وار رکھی تھی۔ کچھ مزید قدم بڑھا کر وہ درمیان والے ریک کی جانب بڑھی اور اوپر سے لے کر نیچے تک نظر دوڑائی سب سے اوپری خانے میں احادیث کی جلدیں ترتیب وار رکھی تھی اور نیچے چند سیرت کی کتابوں کو حجم کے حساب سے ترتیب دیا گیا تھا اس کے سب سے نچلے خانے میں ایک گتے کا کاٹن بھی پڑا تھا زمل پہلے جھکی اور پھر گھٹنوں پر بیٹھ گئ، تجسس سے اسے آگے کی جانب سر کایا اور اس میں رکھے کاغذوں کا معائنہ کرنے لگی، اس کاٹن میں پرانے طرز کے دو تین نقشے تھے جن کی حالت بوسیدہ تھی اور اسی کے ساتھ کچھ مڑے ہوئے کاغذوں پر بھی نقشے تھے جن کی ظاہری حالت نئ تھی اس نے وہ کاٹن واپس کھسکایا اور اٹھ کھڑی ہوئی، دو تین سیکنڈ رک کر وہ بائیں جانب بنے تیسرے اور آخری ریک کی جانب آئی جہاں کچھ نامی گرامی شخصیات کے تحریر کئے گئے جنگی تجزیوں پر مبنی کتابیں رکھی تھیں جو کہ چند ایک انگریزی میں اور زیادہ اردو زبان میں تھیں، اس نے سرسری سی نگاہ ڈال کر نچلے ریک پر نظر دوڑائی جہاں ہر کتاب سوانح عمری پر منحصر تھی آخری خانے میں اسے اردو اور انگریزی

www.novelsclubb.com

کے چند نامور ادیبوں کے لکھے ہوئے شاہکار ناول نظر آئے جنھیں دیکھ کر وہ پھر سے نیچے بیٹھی اور تمام ناول کی کتابوں کو انگلی رکھ کر پرکھنے لگی پھر دور جدید کی نامور مصنفہ کا شہرت یافتہ ناول اٹھا کر وہ آفس چئیر پر براجمان ہوئی اور ناول میز پر رکھ کر اس کا سرورق بغور پڑھنے لگی تقریباً پندرہ بیس وہ صفحوں کو الٹ پلٹ کر پڑھنے میں مگن رہی اور کتاب کو میز پر ہی رکھ کر سٹڈی سے باہر نکل آئی اس کمرے کے سامنے کی جانب ایک اور کمرہ تھا جس کا دروازہ بند تھا، اس نے آگے بڑھ کر دروازے کے ہینڈل کو تھاما اور کلک کی آواز آنے پر چھوڑ دیا دروازہ کھلا اور وہ ہولے ہولے اندر داخل ہوئی باہر کی روشنی میں اسے کمرے کا سوئچ بورڈ دکھائی دیا اور اس نے ایک ہی بار میں دو تین بٹن دبا کر کمرہ مکمل روشن کر دیا اور روشنی ہوتے ہی اس نے وہ سادہ طرز پر سجایا گیا کھلا بیڈروم دیکھا وہ آگے بڑھ کر سنگھار میز کے پاس گئی اور کچھ دیر اس میں اپنا چہرہ دیکھنے لگی کمرہ بظاہر کسی کے استعمال میں نہیں تھا، وہ سنگھار میز سے ملحق دیوار پر انٹیک طرز کی گھڑی دیکھ کر ٹھٹکی کمرے کی بائیں دیوار میں نسب لکڑی کے شیلف میں پرانے طرز کی انٹیک اشیاء ترتیب سے پڑی تھیں وہ کمرہ اور اس میں پڑا فرنیچر دونوں ہی بہت سادہ مگر نفیس تھے وہ شیلف کا تعاقب چھوڑ کر بیڈ کے قریب گئی اور بیڈ کے نیچے سے نظر آنے والے جوتوں کو دیکھ کر حیران ہوئی اور انھیں پاؤں کی مدد سے باہر نکالا وہ مردانہ ہوائی چپل تھی جسے دیکھتے ہی زمل سمجھ گئی کہ یہ کمرہ آزل کا

www.novelsclubb.com

ہے اس بات کا اندازہ ہوتے ہی وہ خجل سی کمرے سے باہر نکلی اور دروازہ بند کر دیا مزید کچھ دیر وہ کچن، ٹیرس بالکونی اور دیگر کمروں کا سرسری کا جائزہ لے کر نیچے اپنے کمرے میں آ گئی

"جی کون" وہ دروازے کی دستک پر اپنے ساتھ پڑا دوپٹہ سر پر جماتے مخاطب ہوئی

"بی بی گارڈ ہوں" وہ کہہ کر خاموش ہوا

زمل اس کی آواز پر خود ہی باہر نکلی

"جی بھائی؟" اس نے سوالیہ انداز اپنایا

"بی بی ابھی آزل صاحب کا فون آئے گا آپ سے بات کرنی ہے" وہ اپنا موبائل زمل کو دے کر واپس چلا گیا اور زمل واپس بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی

فون رنگ کی اونچی آواز پر وہ موبائل کی جگمگاتی سکرین کی جانب متوجہ ہوئی اور تین بار بیل بجنے پر چوتھی بار میں اٹھا لیا

"السلام علیکم" وہ سلام کر کے خاموش ہوئی

"وعلیکم السلام، بی جان کی کیسی طبعیت ہے؟" وہ اس وقت کسی ہموار میدان میں ٹہلتے ہوئے فکر مند انداز میں مخاطب ہوا

"بی جان کو سلایا ہے ابھی دوائی دے کر وہ ٹھیک ہیں" وہ یوں بات کرتے وقت جھجکی

"زمل میں کچھ دنوں میں آپ کے لئے ہیلپر کا ارینج کرواتا ہوں آپ کو پرابلم نہیں ہو گی اور اس سب حالات میں بی جان کا خیال کرنے کا شکریہ" اس کا اعتماد بھی لمحوں میں قدموں کے برابر آیا

"مجھے ملازمہ کی ضرورت نہیں ہے پلیز یہ تکلف مت کریے گا میں اپنے اور اپنے ساتھ ساتھ بی جان کے کام خود کر سکتی ہوں" وہ دوٹوک موقف دے کر چپ ہوئی

"لیکن یہاں آپ کو کام کرنے کے لئے نہیں رکھا گیا آپ سمجھ نہیں رہیں" وہ دھیمے سے لہجے میں بولا

"میں کیا سمجھوں آزل صاحب؟ کیا میں یہ سمجھوں کہ میں کوئی شو پیس ہوں جو فالتو میں گھر میں پڑا رہتا ہے، ظاہری سی بات ہے دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں اور وہ سب نعمتیں جو ایک کام کرنے والے انسان کو عطا کی گئی ہیں وہ میرے پاس بھی موجود ہیں الحمدللہ تو وہ سب کام کرنے کے لئے ایک ملازمہ کا ہونا کیوں ضروری ہے میں بحث نہیں کر رہی بس آپ کو کلئیر کر رہی ہوں کہ مجھے اپنے کام کسی سے کروانا

اچھا نہیں لگتا اس میں کیا مشکل ہے؟" وہ ایک سانس میں سب کچھ بول کر خاموش ہوئی چہرے پر فکر مندی کے تاثرات تھے

"ٹھیک ہے جیسا آپ کو ٹھیک لگے ویسا کریے" وہ ہار مانتے ہوئے بولا اور کچھ یاد آنے پر۔ پھر گویا ہوا

"ایک منٹ زمل بات سنئے گا" وہ جو موبائل رکھنے لگی تھی اس کی آواز پر پھر واپس کان کو لگایا

"جی"

"میں آپ کے موبائل پر فون کر رہا تھا وہ نمبر آف جا رہا ہے کوئی خرابی ہے اس سیٹ میں؟" اس نے تعجب سے سوال کیا

"نہیں کوئی خرابی نہیں ہے آپ کے موبائل میں بس وہ میں نے استعمال ہی نہیں کیا نہ میں نے اسے کھولا" بے تاثر سے لہجے میں اس نے جواب دیا

www.novelsclubb.com

"زمل وہ میں نے آپ کو استعمال کرنے کے لئے دیا تھا رکھنے کے لئے نہیں آپ میری ریکوسٹ پر اسے کھولیں اور استعمال کریں نہیں پتہ چلتا کبھی بھی ایمرجنسی میں فون کرنا پڑ سکتا ہے" آزل نے موقف دیا

"جی اچھا اللہ حافظ "وہ فون بند کر کے موبائل گارڈ کو دینے چلی گئی۔

"یا اللہ مجھے اس انسان کا ہر ہر احسان چکا دینے کی توفیق دینا یقیناً وہ کبھی احسان نہیں جتائے گا لیکن اللہ تو نے ہی مجھے غیرت مند پیدا فرمایا ہے میں اپنے دل کو اور دماغ کو اس احساس سے عاری نہیں کر سکتی "وہ شام کے پہر لان میں ٹہلتے ہوئے دل ہی دل میں سوچتی کچھ دیر بعد کچن میں چلی گئی۔

"بی جان آپ کے لئے بھی چائے بناؤں "وہ لاونج کے صوفے سے اٹھ کر کچن میں جانے لگی

"بنالو بیٹا "وہ صوفے کے ساتھ پڑی کرسی پر براجمان تھیں پندرہ منٹ بعد زمل دھواں اڑاتی چائے کے دو کپ ٹرے میں سجا کر لاونج میں لائی اور ٹرے کو صوفے کے آگے پڑے میز پر رکھ دیا

"بی جان آج پورے ایک ہفتے کے بعد آپ تھوڑی سی بہتر بہتر دکھ رہی ہیں ان شااللہ آپ کچھ دنوں میں بالکل ٹھیک ہو جائیں گی "وہ مسکرا کر چائے کا گھونٹ بھرنے لگی

"اللہ کا شکر ہے بیٹا اور آپ کا بھی بہت شکریہ بی بی، بچوں کی طرح میری دیکھ بال کی مجھے وقت پر دوائیاں دیں میرا خیال رکھا اور گھر کی ذمہ داری بھی اپنے سر پہ ڈال لی "وہ مشکور تھیں

"کہاں بی جان میں نے تو بس کوشش کی ہے کرم تو اللہ کی ذات نے کیا باقی تھوڑا بہت ٹوٹا پھوٹا جو میرے سے ہو سکا وہ میں نے کیا اصل میں میری ماما زیادہ کام نہیں کرنے دیتی تھیں مجھے حالانکہ میں اپنے شوق سے کچن میں جاتی تھی" وہ پھر سے چائے کا گھونٹ بھرنے لگی

"کیوں بیٹا مائیں تو بچوں کو کہتی ہیں کام کرنے کا" ان کی آنکھوں میں حیرت در آئی

"بس پتہ نہیں میں نے کبھی زیادہ بحث نہیں کی اپنی ماما سے شاید انہیں لگتا تھا کہ میں تھک جاؤں گی زیادہ کام کر کے پتہ نہیں انھیں پتہ ہو گا وہ ایسا کیوں چاہتی تھیں" اس کا لہجہ اکھڑا اکھڑا اور مدھم تھا اور کچھ نا سمجھی بھی عود آئی تھی

"بی جان میں اوپر کا پورشن دیکھ کر آئی تھی ایک دن، وہ لاؤنج میں جو کیلیگرافی لگی ہوئی ہے وہ بہت خوبصورت لگی مجھے" اس نے متجسس ہو کر بی جان سے اپنے جذبات کا اظہار کیا

www.novelsclubb.com

کیلیگرافی والا شوق آزل کے دادا کا تھا یہ گھر میں جتنی بھی دکھیں گی وہ آزل صاحب کے دادا کی پسند سے خریدی گئی ہیں"

"اچھا بہت اچھا ذوق۔۔۔۔۔"وہ کسی غیر معمولی اور غیر متوقع شور کو سن کر رکی آنکھیں وف اور حیرت سے بیک وقت پھلیں اور ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی اٹھتی محسوس ہوئی

"یہ کون ہے اللہ خیر ؟"بی جان دروازے کی ہیبت ناک دستک پر گھبرا کر کرسی سے اٹھیں

"بی جان کمرے میں چلیں فوراً"وہ پیروں میں سلیپر کو بمشکل اڑاتے خوف سے بولی اور بی جان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے کی جانب بھاگی اور دروازہ مقفل کر دیا

"کون ہے زمل مجھے بتاؤ بیٹا"بی جان کے چہرے پر فکر مندی کے آثار واضح تھے

"بی جان ہاشم، ہاشم آیا ہے میرا کزن"اس کے چہرے کی ہوائیاں تقریباً اڑ چکی تھیں اور وہ زیر لب آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی، دو سے تین منٹ دروازے کی زوردار دستک کے بعد ایک زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی، وہ گھر کے داخلی دروازے کا لاک توڑ کر اسے ٹانگ مار کر گھر کے اندر داخل ہو گیا

www.novelsclubb.com

"زمل یہ کھیل ختم ہو گیا ہے شرافت سے باہر نکل آؤ اور اگر خود نہیں آؤ گی تو میں خود تمہیں ڈھونڈ لوں گا"وہ لاونج میں کھڑے ہو کر غضب ناک انداز میں ڈھاڑا

"بی جان آپ کا موبائل کہاں ہے؟ میرا موبائل کچن میں رہ گیا ہے" وہ اپنے حواسوں پر قدرے قابو پاتے ہوئے بولی

بی بی میرا موبائل کمرے میں پڑا ہے اب کیا ہوگا؟" وہ زمل کی جانب دیکھتے ہوئے خوف سے بولیں"

"کچھ نہیں ہوگا بی جان اللہ سے دعا کریں" ان کا ہاتھ پکڑ کر وہ تیزی سے بولی لب اور گلہ دونوں خشک ہوتے محسوس ہوئے

"ارسلان پورے گھر میں دیکھو کہاں چھپی بیٹھی ہے کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ خود باہر آنا نہیں چاہ رہی" وہ اونچی آواز میں کہہ کر ٹی وی وال پر سجے شوپیس اور گلدانوں کے پاس گیا اور ایک گلدان کو ہاتھ میں پکڑ کر پوری قوت سے زمین پر دے مارا، کانچ کے ٹوٹنے کی آواز پر وہ دونوں سمٹ کر مزید ایک دوسرے کے قریب ہوئیں نگاہیں دروازے کی جانب تھیں

www.novelsclubb.com

"ہاشم مل گئی زمل اس کمرے میں ہے" وہ کمرے کا ہینڈل گھاتے ہوئے بولا

"بہت خوب ارسلان تو بالآخر میر شوکت کی اکلوتی بیٹی جو کہ کبھی اغوا ہوئی ہی نہیں تھی اس گھر میں چھپی بیٹھی ہے اب دیکھتے ہیں ارسلان کہ بی بی زمل کتنے وقت میں باہر نکلتی ہیں؟" اس نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا غصہ اور طیش اس کے ہر لفظ سے عیاں تھا

اور اسی کے ساتھ اس نے ہینڈل کو اپنی گرفت میں لے کر درشتی سے دھکیلنا شروع کیا

"دروازہ شرافت سے کھول دو زمل مجھے توڑنا بھی آتا ہے" اب وہ ہاتھوں کی بجائے بغیر رکے پوری قوت سے دروازے کو ٹانگ مارنے لگا

"بی جان آپ پیچھے ہو جائیں میں دروازہ کھولنے لگی ہوں" وہ ہار مانتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھی چال میں سستی تھی

وہ دروازے کی چٹخنی کھول کر دو قدم پیچھے ہٹی اور سر جھکا لیا، مقابل ہاشم تھا جو آنکھوں میں خون لئے کھڑا تھا

www.novelsclubb.com

"بے غیرت انسان اپنی عزت کی تو تمہیں ذرا پرواہ نہیں تھی اپنے ماں باپ کا بھی خیال نہیں کیا" وہ دروازے سے اندر آیا اور اسکو بازو سے دبوچا

"کون لایا ہے تمہیں یہاں کون ہے تمہارا خیر خواہ؟" اسکے بازو پر گرفت مضبوط کرتا وہ اس پر دھاڑا

"ک کوئی نہیں لایا ہاشم میں خود آئی ہوں سب چھوڑ کر" اس کی لرزتی ہوئے آواز حلق میں کہیں گم ہوئی منہ سے ایک سسکی نکلی نظریں ہنوز پیروں کی طرف تھی

"میرے سامنے زیادہ اوور سمارٹ بننے کی ضرورت نہیں سیدھی طرح بتاؤ کس کے ساتھ بھاگی ہو زمل؟" وہ لمحوں میں اپنی دی ہوئی حد اور اوقات بھولا اور سیدھا الزام تراشی والی روش اختیار کی آنکھوں میں اترا خون مزید گہرا ہوا

"ہاشم مجھے چھوڑ دو میں بتا چکی ہوں میں یہاں خود آئی ہوں اپنا گھر چھوڑ کر تا کہ میری تم سے شادی ۔۔۔۔۔" ایک زناٹے دار تھپڑ اس کی دائیں گال پر پڑا اور لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی رقابت تھی یا ٹھکرائے جانے کا احساس اس نے ایک پل کو گرفت ڈھیلی کی شکست خوردہ انداز میں اس کا بازو چھوڑا

www.novelsclubb.com

"زمل بی بی" بی جان لپک کر اس کے قریب آنے لگیں

"ارسلان اس بڑھیا کو پیچھے رکھ یہ میرے اور زمل کے درمیان نہ آئے" وہ حکمیہ کہہ کر زمل کے پاس آیا اور اسے پھر سے بازو سے دبوچا

"یہ ہے میرا بدلہ جو تم نے مجھ پر ادھار چھوڑا تھا اور تم جانتی ہو نازمل میر ہاشم اپنے بدلے جانے نہیں دیتا" وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے غضبناک انداز میں چیخا ٹھکرائے جانے کے دھچکے کو فی الحال اس نے جانے دیا

"میں نے پوچھا ہے کہ کس بے غیرت کے ساتھ بھاگی ہو گھر سے، کون ہے وہ بدبخت؟ بول دو زمل" وہ جس قدر زور سے اسکا بازو دبا سکتا تھا دبایا کہ اب تو وہ بول دے گی

"ک کوئی نہیں ہے ب بس میں اور بی جان ہیں۔۔۔ہاشم چھوڑو مجھے خدا کا واسطہ ہے" اس کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا، آواز اندھیروں میں ڈوبتی اور ٹانگوں سے جان ختم ہوتی محسوس ہوئی آنکھوں نے ضبط کے تمام بندھن توڑے اب وہ بے آواز رونے لگی، سرخ پڑتی رخسار پر چند قطرے آنسو ٹپکے مقابل کو ذرا رحم نہیں آیا، بے بس تھی اور اسی بے بسی میں منہ کو تالا لگا لیا آزل کا نام لے کر وہ اس کے احسانوں سے بے وفائی کرنا گوارہ نہیں کر سکتی تھی

www.novelsclubb.com

"زمل میں آخری بار پوچھ رہا ہوں اس کے بعد منہ سے نہیں بولوں گا کس بے غیرت انسان کے گھر پر بیٹھی ہو آکر جواب دو میں قتل کر دوں گا تمہارا" وہ ایک بار پھر ہذیانی انداز میں چیخا

اس کی چیخوں پر زمل کا دل بیٹھتا جا رہا تھا اور وہ کسی صورت زمل کا بازو چھوڑنے پر تیار نہ تھا، اس احساس کے ہوتے ہی زمل نے تمام مزاحمت بند کر کے اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا

"تم جیسے گھٹیا اور غدار وطن آدمی کو میں اپنی صفائی دینا پسند نہیں کرتی" وہ بے خوف سی دو ٹوک انداز میں بولی بازو بدستور ہاشم کی گرفت میں تھا

"اوہ اچھا تو تم جان گئی تھی میری حقیقت، اتنی محب وطن ہو کہ گھر چھوڑ دیا" وہ قہقہہ لگا کر مدھم آواز میں بولا

"لیکن میں تمہاری باتوں میں نہیں آسکتا زمل وہ کیا ہے نہ کہ میں جتنا بھی دو نمبر آدمی ہوں مجھے اپنی چھوڑی ہوئی دولت کی بہت پرواہ ہے اس لئے مجھے اس انسان کا نام بتا دو جس نے میر ہاشم کی چیز پر نظر رکھنے کی کوشش کی۔" اس کے بازو کو کھینچ کر اس نے خود کو اپنے مزید قریب کیا

www.novelsclubb.com

وہ ہاشم کے اس الزام پر گم صم کھڑی بی جان کو تکنے لگی جو زمل کی حالت پر غمزدہ سی ارسلان کی اوٹ میں کھڑیں تھی

"بہت ڈھیٹ ہو تم ایسے نہیں مانو گی" اس کا بازو چھوڑ کر ہاشم نے ایک بار پھر زوردار تھپڑ اس کے دائیں گال پر جڑا جو ابھی پہلے تھپڑ کے اثر سے باہر نہیں آیا تھا، اس بار کے تھپڑ سے وہ زمین پر گری اور ہر قسم کا تاثر دئیے بغیر وہیں بیٹھی رہی، آنکھیں سرد تھیں اور جسم ساکت اسے شاید اپنے ارد گرد اٹھتی آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں وہ بے ہمت سی جس سمت اور انداز میں گری تھی اسی میں بیٹھی رہی

ہاشم باہر سے آتے شور کی جانب متوجہ ہوا جو بدستور کمرے کی جانب آتے آتے بڑھ رہا تھا، دو گارڈ اسلحہ تھامے ہاشم پر بندوق کا نشانہ تان چکے تھے جن میں سے ایک گارڈ آزل کے گھر کا تھا جو ہاشم کے آنے سے کچھ دیر قبل گھر سے کسی کام کے لئے نکلا تھا اور دوسرا وہ گارڈ تھا جسے ہاشم اور ارسلان نے گھر میں آتے ہی یرغمال بنا کر کمرے میں بند کیا تھا

"ابھی اور اسی وقت گھر سے باہر نکلو ورنہ سر کے آرڈر دئیے بغیر میں تمہاری کھوپڑی اڑا دوں گا" وہ ہاشم کے سر پر بندوق تان کر کمرے میں داخل ہوا

"ابھی تو جا رہا ہوں زمل لیکن واپس ضرور آؤں گا اگلی بار تمہیں ساتھ لے کر واپس جاؤں گا ابھی جا کر بتاؤں گا تمہارے باپ کو کہ ان کی اولاد نے اپنے اور ماں باپ کا سر جھکا دیا ہے اور خود ایک غیر آدمی کے

گھر رہ رہی ہے" وہ لفظوں کا تیز چبھتا نشتر چلا کر گارڈز کے ساتھ باہر چلا گیا اور زمل بے تاثر جہاں گری تھی وہیں بیٹھی رہی۔

"بیٹا اٹھیں، بی بی اٹھیں بیڈ پر آئیں" بی جان زمل کے قریب آکر اسکی جانب جھکیں اور دھیرے سے بولیں، زمل کا تاثر یوں تھا کہ گویا کچھ سنا ہی نہ ہو وہ ہنوز اسی انداز میں زمین پر براجمان تھی

"زمل بی بی ہاشم چلا گیا ہے گارڈ نے باہر نکال دیا ہے اسے آپ اٹھیں بی بی، حوصلہ کریں میں پانی لے کر آتی ہوں" بی جان دفعتاً جھک کر مخاطب ہوئیں اور پانی لینے کے لئے بھاگیں

وہ بڑی ہمت جمع کر کے کمرے سے باہر نکلی اور لاؤنج میں بکھری چیزوں اور گلدان کے کرچی شدہ شیشے کو بے جان آنکھوں سے دیکھنے لگی چند پل یوں ہی گزار کر وہ کانچ کے قریب آئی اور زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر انھیں چننے لگی

www.novelsclubb.com

"بیٹا آپ چھوڑیں میں کرتی ہوں یہ پانی پی لیں" وہ پانی کا گلاس کے کر اس کے پاس آئیں

"نہیں چاہیے بی جان بس ڈسٹ بن اور برش (جھاڑو) لا دیں" کانچ کے بڑے ٹکڑوں کو چنتے وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی

"میں اکیلے رہنا چاہتی ہوں بی جان مجھے کھانے کے لئے مت بلائے گا" تمام کرچیوں کو بن میں ڈال کر وہ کوئی بھی رد عمل سنے بغیر وہاں سے چلی گئی وہ سنگھار میز کے آگے سے ہو کر گزری مگر خود کی ایسی حالت دیکھنے کی ہمت نہیں ہوئی پھر اعصاب کو ڈھیلا ڈھالا چھوڑ کر بیڈ پر گری کچھ دیر یوں ہی اپنی گود کو گھورتے وہ خود پر بیتے مناظر کو یاد کرتی رہی یہاں تک کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، چھپانے اور جتانے دونوں کو کچھ نہیں بچا تھا وہ کتنے ہی دنوں بعد آنسوؤں اور آوازوں سے روئی تھی منہ پر ہاتھ رکھ کر اس نے اپنے حلق سے نکلتی ہوئی آواز کو قابو کرنا گوارا نہیں کیا اس معاملے میں ہمیشہ سے بے رحم تھی جو ضبط کرتی تھی کمال ضبط کرتی تھی جو رونے لگتی تھی تو روکنے کی طاقت کے باوجود بھی خود کو روکتی نہیں تھی وہ درد کی شدت میں دل کی ہر آواز سننا بند کر دیتی تھی آج بھی ایسا ہی ہوا تھا لال پڑتے چہرے کو ایک بار بھی چھو کر نہیں دیکھا اور دکھتے ہوئے بازو کی فریاد بھی سننا گوارہ نہیں کیا وہ اپنے لئے ہاشم سے بھی زیادہ بے رحم تھی، شاید اس لئے کہ بے رحم نہ ہوتی تو سب چھوڑ کیسے پاتی؟ آسائشوں کو کھو دینا تو اسی کے لئے آسان ہے جو اپنے آپ سے بے رحمی کرنا جانتا ہو اور حالات کی سنگینی پر بھی بے باکی روا رکھنا جانتا ہو، ایک جھٹکے سے آنسوؤں پر بند باندھ کر وہ ڈھے ہی جانے کے انداز پر بیڈ پر چت لیٹ گئی اور آنکھیں موند لیں، ہوش سے بیگانہ کرتا درد اس کے دل کے چاروں اطراف جمع تھا بے سکون کرتی وہ

www.novelsclubb.com

یادیں اس کے سر پر پوری طرح سوار تھیں یادوں کے جھرو کے حد سے زیادہ اذیت دینے لگے تو وہ ایک جست سے بیڈ پر سے اٹھی اور الماری میں پڑے اپنے ہینڈ بیگ کو نکالنے لگی چند ایک چیزیں ٹٹول کر اس نے بیگ میں سے ڈائری نکالی اور صوفے پر بیٹھ کر کچھ لکھنے لگی

"آج پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ میں دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہوں اور میرے ہاتھوں میں تھما قلم لرز رہا ہے، آج پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ میں لکھنے کی جستجو کر بھی رہی ہوں مگر مجھ سے لفظ بن نہیں پا رہے، حالانکہ اللہ آپ تو واقف ہیں میرے دل سے کہ میں نے تیری مصلحتوں پر ہر بار سر جھکایا ہے لیکن اللہ یہ بہت زیادہ تھا میرے لئے، میری عزت کو کیسے آرام سے خاک میں ملایا گیا ہے آج تو نے دیکھا ہے ناں، اب جب بی جان آزل کو یہ سب بتائیں گی تو میں کیسے اعتماد سے ان کے سامنے کھڑی ہو سکوں گی، کوئی انسان کتنا بھی اچھا کیوں نہ ہو جائے اللہ استار رحیم تو نہیں ہو سکتا جتنی تیری ذات ہے، تو عیبوں پر پردہ ڈال سکتا ہے اللہ کوئی اور تیری اس صفت میں شراکت دار نہیں ہے، اللہ تجھ جتنا بے لوث تو کوئی بھی نہیں ہے۔

www.novelsclubb.com

یہ سب میرے گھر پر ہوتا تو کبھی شکوہ بھی نہ کرتی مالک اب کی بار تو میرا تماشہ بہت سوں نے دیکھا ہے اب کی بار تو میرا اعتماد میرے ہاتھوں میں دم توڑ گیا میں کیسے سامنا کروں گی آزل کا، سب میری غلطی

ہے وہ ٹھیک کہہ رہے تھے میں نے سب برباد کر دیا اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو اجاڑا ہے اس بار میں نے لیکن اللہ وہ بہت بیمار تھیں میں تو تیری رضا کے لئے ان کے ساتھ گئی، اللہ انہیں اس وقت میری ضرورت تھی یہ تو صرف تو جان سکتا ہے اور کسی کو کیسے سمجھاؤں؟ ہاں جلد باز ہوں تھوڑی، نا سمجھ ہوں اللہ پرفیکٹ تو کوئی نہیں ہوتا ناں

پرفیکٹ تو کوئی بھی نہیں ہوتا پھر میری اس خطا پر مجھے معافی کیوں نہیں مل سکی؟ آگے کیا ہو گا میں نہیں جانتی اللہ لیکن جب تو میری قسمت لکھے گا تو بہترین ہی ہو گی ہاں یہ میں جانتی ہوں اور میں بس اتنا ہی جانتی ہوں اب ہمت دینا بھی تیرا کام ہے مالک بس تیری اس عنایت کا انتظار رہے گا" ڈائری پر ایک قطرہ گال پر سے پھسل کر گرا اور ڈائری کے ایک حصے کو گیلا کر گیا وہ ڈائری کو وہیں رکھ کر صوفے کے کنارے پر سر ٹیک کر بیٹھ گئی

"جی" دروازے کی ہلکی سے دستک پر وہ سیدھی ہو کر بیٹھی

www.novelsclubb.com

"کھانا نہیں کھانا تو دودھ ہی پی لیں بھوکا نہیں سونا چاہیے" بی جان دودھ کا گلاس لے کر کمرے میں داخل ہوئیں اسے ان کے لہجے میں کوئی بناوٹ اور تبدیلی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملی

"بہت شکریہ بی جان ڈریسنگ پر رکھ دیں، آپ سوئیں نہیں رات بہت ہو گئی ہے" وہ گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس پر بارہ بجنے والے تھے

"نہیں بیٹا آپ کے لئے فکر مند تھی کیسے سو جاتی کھانے کے لئے منع کر دیا اس لئے میں نے نہیں پوچھا پھر یاد آیا دودھ تو لے کر جا سکتی ہوں بس اسی لئے آ گئی" وہ بے جا اپنائیت سے بولیں

"بس بی جان آپ سو جائیں میں بھی سونے لگی ہوں" وہ ڈریسنگ سے دودھ کا گلاس اٹھاتے ہوئے بولی

"بی بی ایک بات کہنی ہے اجازت ہے؟" وہ جاتے جاتے رکیں

"جی جی آپ بولیں" دودھ کا چھوٹا سا گھونٹ بھر کے وہ گویا ہوئی

"چہرے پر کوئی کریم لگا لیں کل تک ٹھیک ہو جائے گا زخم، کریم اس دراز میں پڑی ہے" وہ جلدی سے جھکے سر سے کہہ کر باہر چلی گئیں

www.novelsclubb.com

زمل کی آنکھوں نے ان کا باہر جانے تک تعاقب کیا اور دودھ کا گھونٹ بمشکل حلق میں انڈیلا

پھر کچھ ہی دیر بعد جلدی سے دودھ ختم کیا اور دراز میں سے مرہم نکال لی

"کیا عجیب چیز ہے یہ مرہم ظاہری زخموں کو توچند دنوں میں مندمل کر دیتا ہے اور دل کے زخموں کی خبر ہی نہیں لیتا" کرب سے مسکرا کر اس نے اپنی دائیں گال پر مرہم لگایا لائٹ بجھا کر کمبل میں لیٹ گئی

"بی جان زمل ٹھیک ہے؟" وہ اپنے کمرے میں بچھی تین کرسیوں اور ایک چھوٹے گول میز کے ڈائننگ پر ناشتہ آگے رکھ کر بیٹھا بی جان سے مخاطب ہوا

"اللہ بہتر جانتا ہے ٹھیک ہیں یا نہیں ہیں لیکن وہ اکیلی ہیں، میں سنبھالنے کی کوشش ہی کر سکتی ہوں بیٹا اور وہ میں کر رہی ہوں" وہ نڈھال سے لہجے میں بولیں

"کدھر ہے زمل میرا مطلب کیا کر رہی ہیں وہ؟" وہ پریشانی کے عالم میں ناشتے کی میز سے اٹھ کر کھڑا ہوا

"ابھی تک سو رہی ہیں میں نے خود ہی نہیں جگایا کل سے چپ چپ لگیں مجھے میں نے خود ہی زیادہ بات نہیں کی ان سے" وہ لان میں ٹہلتے ہوئے بات کر رہی تھیں

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں آپ پریشان نہ ہوں اسے احساس ہی نہ ہونے دیں کہ کچھ ہوا ہے نارمل رہیں اور ناشتہ لازمی دیں انکو میں پھر بات کرتا ہوں بی جان مجھے ابھی جانا ہے" وہ جلدی سے کہتا فون بند کر کے اپنے ناشتے کے برتن سمیٹنے لگا

اسنے آنکھیں کھولنے پر سب سے پہلے گھڑی پر ٹائم دیکھا گھڑی گیارہ بجا رہی تھی وہ ہڑ بڑا کر اٹھے کی بجائے آنکھیں کھول کر لیٹی رہی دائیں بازو میں اٹھتی ٹیسوں پر اس نے بائیں ہاتھ سے اپنے بازو کو چھوا اور درد سے آنکھیں بند کر کے کھولیں بیڈ سے اتر کو اس نے صوفے پر پڑی ڈائری کو اٹھا کر واپس بیگ میں رکھا اور ہر روز کی طرح منہ ہاتھ دھو کر جیکٹ اور گرم سکارف لے کر باہر نکل آئی

"السلام و علیکم بیٹا بیٹھو میں ناشتہ بناتی ہوں" وہ اسے دیکھ کر کچن میں آئیں

"بی جان یہ کونسا ناشتے کا وقت ہے اب لنچ کر لوں گی" وہ بولتے بولتے کرسی پر بیٹھی

"لو جی نئی بات سنی ہے میں نے بھئی جب بھی اٹھ جاؤ اسی وقت ناشتہ کر لو چلیں اچھا میں ہلکا پھلکا سا کچھ بناتی ہوں آپ تب تک جوس پئیں" وہ جگ میں سے مالٹے کا جوس نکالتے ہوئے بولیں

"سرگودھا گئی ہیں کبھی؟" وہ اپنے ہی دھیان میں زمل سے مخاطب ہوئیں

www.novelsclubb.com

"نہیں کیوں کیا ہوا؟" وہ اس سوال پر قدرے الجھی

"نہیں نہیں کچھ نہیں ہوا، میرے کچھ رشتہ دار رہتے ہیں سرگودھا میں وہ جب کبھی سردیوں میں آتے ہیں تو مالٹے لے کر آتے ہیں آپ کو پتہ ہے ناں سرگودھا کے مالٹے پوری دنیا میں مشہور ہیں سچ ہی کہتے ہیں بی بی اتنے میٹھے اور رس والے ہوتے ہیں کہ کھا کر مزہ آجاتا ہے" جوس کا گلاس اس کی جانب بڑھا کر وہ ہلکے پھلکے انداز میں مسکرا کر بولی

"اچھا جی تو یہ بات ہے" وہ بھی سر ہلا کر مسکرائی اور جوس پینے لگی

____

دروازے کو کھول کر اس نے پوری قوت سے بند کیا اور پورے گھر میں اس دروازے کی آواز گونجی

"کیا بد تمیزی ہے؟" شوکت علی ہڑبڑا کر اپنی آفس چیئر سے ایک دم کھڑے ہوئے

www.novelsclubb.com

"ناں ناں ناں چاچو بد تمیزی میں نے نہیں کی بد تمیزی تو آپ کی نام نہاد اولاد نے کی ہے" وہ انگلی کے اشارے سے نفی کرتا طیش سے بولا اور میز کے قریب آیا

"یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو اور کیا بک رہے ہو؟" وہ اس کے مقابلے میں طیش میں آئے

"کل مل کر آیا ہوں آپ کی اغواشدہ بیٹی سے جو گھر سے خود بھاگی ہے" میز پر دونوں ہاتھ رکھ کر وہ سر اٹھا کر دھیرے سے بولا

"ہاشم تم کیا کہنا چاہتے ہو سیدھی طرح بتاؤ" وہ اپنا چشمہ اتار کر شکست خوردہ انداز میں بولے

"سیدھی طرح بتاؤں توزمل اپنی مرضی سے بھاگی ہے آپ کی معصوم بیٹی نے آپ کی شان اور عزت کو مٹی میں ملادیا ہے" وہ انکے چہرے کی جانب دیکھ کر بولا آنکھوں میں تپش تھی۔

"کس کے ساتھ گئی ہے اور کہاں گئی ہے؟" بے یقینی کی کیفیت میں وہ مضطرب انداز میں بولے

"یہ بھی پتہ کروالوں گا کہ کس کے ساتھ گئی ہے اور ایک بتاؤں آپکو, ہمت سے سنئے گا چاچو بغاوت کمال یا میں نے نہیں کی بغاوت آپ کی بیٹی زمل نے کی ہے" وہ سنجیدگی کی آخری حدوں کو چھوتا غصے سے پھن کارا

www.novelsclubb.com

"ہاشم زمل کے بارے میں کوئی خبر لائے ہو میرے بچے" اقراء بیگم ہاشم کے آنے کی اطلاع ملتے ہی اپنی آنکھوں میں امید کی کرن لئے سٹڈی میں آن پہنچیں

"آئیں چچی آپ بھی آ جائیں میں آپ دونوں کو اکٹھے بتا دیتا ہوں آپ کی معصوم بیٹی کی بہادری کے کارنامے کہ کس دلیری کے ساتھ وہ گھر سے بھاگی ہے آپ دونوں کی عزتوں کا جنازہ نکال کر" دروازے سے اندر داخل ہوتیں اقرا کی جانب منہ پھیر کر وہ طنزیہ مسکرایا

"شوکت یہ کیا بول رہا مجھے بتائیں وہ کہاں ہے کس حال میں ہے؟" ان پر ہاشم کا طنز بھی کوئی خاص اثر نہ کر سکا تھا جس کی بنا پر وہ اپنی رو میں زمل کے لئے فکرمندی ظاہر کر رہی تھیں

"اقراء خاموش ہو جاؤ زمل اغوا نہیں ہوئی گھر چھوڑ کر خود گئی ہے" اقرا کو وہ آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی، کچھ تھا جو آسمان کی بلندیوں سے لمحے بھر کے عرصے میں زمین دوز ہوا یقیناً وہ مان تھا ،شوکت کا غرور تھا شوکت کی عزت تھی جو جس قدر زور سے زمین پر گری تھی اسی قدر زور سے پارہ پارہ ہوئی تھی، ایک پل کو آنکھیں پلکیں جھپکانا بھول گئیں، کانوں نے سننا چھوڑا تو زمین کہاں پیچھے رہی تھی خود پر قدم دھر لینے سے عاری کرتی اقراء کو ہچکولے کھا کر ساکت کرنے پر مصر ہو گئی، وہ ڈگمگاتے قدموں کو روکنے خود کو سہارا دینے کے لئے سامنے پڑے صوفے کو تھامنے لے لئے بڑھیں اور پھر اسی صوفے پر ڈھے جانے کے انداز میں بیٹھ گئیں

"شوکت آپ ہاشم کی باتوں میں نہیں آ سکتے زمل ایسی نہیں ہے شوکت آپ جانتے ہیں ناں وہ تو ہمارے گھر میں رہتے ہوئے بھی ہم سے الگ راستے پر تھی وہ نہیں دھوکہ دے سکتی ہمیں شوکت، ہاشم کی باتوں میں مت آئیں یہ جھوٹ بول رہا ہے" وہ جس قدر شدت سے اپنے جذبات اور محبت اپنے الفاظ میں گھول سکتی تھیں شوکت کو یقین دلانے کے لئے اس سے کہیں زیادہ جدوجہد سے اپنی بات شوکت تک پہنچانے کی کوشش کرنے کے جتن کرنے لگیں، کتنا مشکل ہوتا ہے اقرار اپنی خامیوں کا کسی کی خوبیوں کے مقابلے میں، وہ ہر بات جو زمل سامنے کھڑی ہوتی تو اقرا کبھی نہ کرتیں آج اس کی غیر موجودگی میں اپنی بیٹی کی مضبوط ترین ڈھال بنی تھیں اس کی ہر اس خوبی کا اقرار اپنے منہ سے کرنے تنہا کھڑی تھیں جو زمل کے عمل میں انہوں نے محسوس کی تھی مگر خود کو کبھی اس خوبیوں اور اعمال میں ڈھال نہیں سکی تھیں، آج زبان نے اقرار کیا تھا کہ ہاشم جھوٹا ہے وہ زمل کے مقابل کھڑا ہوتا تو اس کی ہر خامی بھلادی جاتی مگر آج زمل کی غیر موجودگی میں اس کی وکالت اس کی ماں نے کرنی تھی یہ وہ واحد فرض تھا جو زمل کے لئے ادا کرنا ضروری تھا یہ فرض سے بڑھ کر تھا یہ اس لڑکی کا قرض تھا جو اس کی ماں پر واجب الادا تھا یہ قرض محبت سے بہت اونچی سطح پر کھڑا اسی ایک دن کے انتظار میں تھا۔

www.novelsclubb.com

"زمل میری بچی ہے شوکت میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتی ہوں وہ بیٹی میری ہی ہے مگر مجھ جیسی نہیں ہے اس کا ہر عمل ہم سب سے مختلف تھا، تھا نا مختلف آپ گواہ ہیں شوکت آپ کے سامنے تھا سب آپ اپنی بچی کے خلاف کھڑے اس انسان کی تصدیق کیسے کر سکتے ہیں،؟ ہاشم میری بیٹی کے لئے اپنی زبان سے ایک لفظ غلط مت نکالنا، مجھے اس کی ماں کو اپنی بیٹی کا دفاع کرنا آتا ہے وہ نہیں بھاگی وہ بھاگنے والوں میں سے نہیں تھی کبھی نہیں، وہ اغواء نہیں ہوئی تو مجبور ہوئی ہے شوکت ہماری حرکتوں نے مجبور کیا ہے اسے یہاں سے جانے پر وہ غیرت مند ہے میری زمل مجھ سے اور یہاں کھڑے ہر انسان سے زیادہ غیرت مند ہے میں آنکھ بند کر کے یقین کرتی ہوں اپنی بچی پر سمجھے تم؟" وہ ہاشم کی جانب دیکھ کر غضبناک انداز میں بولیں آنکھوں میں آئے آنسو روانی سے گالوں پر بہے مگر آج آنکھوں میں صرف ایک تصویر تھی اقراء کی اولاد زمل شوکت میر کی، وہ آج پہلی بار اقراء میر سے زمل کی ماں بنیں تھی وہ پہلی بار تھا کہ زمل اپنی ماں کو اس حال میں دیکھ لیتی تو اپنے اس گھر سے جانے کا تصور بھی نہ کرتی کبھی کبھار غلطیوں کا احساس اتنی دیر سے ہوتا ہے کہ ان کی تصحیح کرنا ان کا ازالہ کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام بن جاتا ہے

www.novelsclubb.com

"اقراء چاچی یہ جس کے لئے آپ آنسو بہا رہی ہیں اس نے آپ کو آپ کے شوہر کو کہیں کا نہیں چھوڑا اس نے ہمیں برباد کر دیا ہے اس نے بتا دیا ہے دنیا کو کہ ہم اسمگلنگ کر رہے ہیں اس نے مروا دیا ہے ہمیں آپ کو سمجھ کیوں نہیں آ رہا؟" وہ ایک ایک لفظ چبا کر طیش میں بولا

"ہاں تو کیا غلط کہا ہے اس نے؟ کیا نہیں کر رہے تم لوگ سمگلنگ؟ نہیں مروا رہے لوگوں کو؟ جواب دو ہاشم، شوکت جواب دیں ملک سے غداری نہیں کر رہے ملک کو کھوکھلا نہیں کر رہے؟" وہ کرب کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے دونوں سے مخاطب ہوئیں

"اقراء خاموش ہو جاؤ مجھے سوچنے دو کیا کرنا ہے حالات نارمل کیسے کرنے ہیں زمل کو کیسے واپس لانا ہے کہاں پھنسا دیا زمل نے؟ کیا کر دیا اس نے جذبات میں آ کر" وہ جھکی نظروں اور کمزور لہجے میں گویا ہوئے

"میں بتا رہا ہوں چاچو میں نہیں پھنسنا چاہیے اس سب معاملے میں، یہ سب جو کچھ بھی ہوا ہے مجھے نکالیں اس میں سے کیسے بھی کر کے مجھے نکالیں جلد از جلد" وہ انگلی کا رخ شوکت اور اقراء کی جانب کرتا ہوا حکمیہ بولا

"مجھے پہلے پتہ ہوتا ہاشم کہ تم اتنے خود غرض ہو تو تمہارا سایہ بھی اپنی بیٹی پر نہ پڑنے دیتی، بہت اچھا کیا ہے زمل نے تمہارے ساتھ، اس گھر سے جا کر بہت اچھا کیا ہے، تم سے شادی نہ کر کے بہت اچھا کیا ہے ہاشم ایسے رشتوں سے تو بہتر ہے انسان اکیلا اس دنیا میں آئے اور اکیلا چلا جائے" وہ صوفے سے اٹھ کر ہاشم کے قریب آئیں اور درشتی سے ہاشم سے مخاطب ہوئیں

"سزا تو اسے ملے گی بغاوت کرنے کی مجھے انکار کرنے کی اور بہت جلد ملے گی اور آپ تو کیا کوئی نہیں روک سکتا مجھے اپنا بدلہ لینے سے میں پتہ کر کے چھوڑوں گا کس کے ساتھ بھاگی ہے زمل اور جس دن مجھے پتہ چل گیا چاچی سمجھنا آپ کی اکلوتی اولاد کا اس دنیا میں آخری دن ہے" وہ اقراء کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا اور جانے کے لئے پلٹ گیا

"تمہیں لگتا ہے ہاشم کہ میں تم سے رحم کی بھیک مانگوں گی، گڑگڑاؤں گی اپنی بچی کے لئے، تم بھول رہے ہو میں اس کی ماں ہوں خوداری اس نے مجھ سے سیکھی ہے، تمہیں لگتا ہے ناں کہ تم اسے نقصان پہنچا سکتے ہو تو شوق سے جاؤ کیونکہ جس کی عبادت میں میں نے اسے راتوں کو جاگتے ہوئے دیکھا ہے وہ رب ہی اس کی حفاظت کے لئے کافی ہو گا، رہی بات میری اور شوکت کی تو اپنی ہر سزا ہم کاٹیں گے ہر

گناہ کا حساب دیں گے تم اپنا زور آزماؤ" وہ نظروں کا رخ ہاشم سے پھیر کر شوکت کی جانب لائیں آنکھیں پر نم مگر لہجہ مضبوط تھا

"جا رہا ہوں بہت جلد ڈھونڈ لوں گا اس کے سہولت کاروں کو اپنی بربادی سے پہلے آپ کو اپنی اولاد کی بربادی دکھاؤں گا انتظار کریں بس" وہ آنکھوں میں خون لئے پلٹا اور اپنی ازلی طنزیہ اور مغرور مسکراہٹ سے بات پوری کر کے چلا گیا۔

"جس کے ہم جیسے ماں باپ ہوں شوکت ایسی اولاد اگر واقعی کہیں بھاگ بھی جائے تو اسے اپنے کئے پر نادم نہیں ہونا چاہیئے، ہماری بیٹی تو پھر حرام سے بچنے کے لئے ہم سے دور ہوئی ہے" وہ دروازے تک جا کر رکیں اور آخری بات شوکت کے گوش گزار کر کے وہاں سے چلی گئیں۔

اور وہ جو بت بنے کھڑے تھے کھڑے کے کھڑے ہی رہ گئے حالات بدلنے میں وقت ہی کتنا لگا تھا چند گھڑیاں اور وہ چند گھڑیاں شوکت کے کئے گئے ہر اس عمل کے منہ پر تمانچہ تھیں جس میں اس نے اپنے انہیں پیاروں کے لئے خود کو، اپنی ساخت کو اپنے وقار کو داؤ پر لگایا تھا اب کی بار جو رسی دراز کی گئی تھی اسے لگام ڈال دی گئی، اب کی ٹھوکر وہ ٹھوکر تھی جو ہر ٹھوکر لگے انسان سے ایک بار پھر نئی سمت کا تعین

کرواتی ہے،اللہ ہر بار فیصلہ اپنے بندے پر چھوڑتا ہے، کوئی اپنی رضا کو پس پشت ڈال کر اللہ کی رضا کو تھام لیتا ہے تو کوئی خود کو ملے اس موقع کو اپنے ہاتھ سے گنوا دیتا ہے، موقع سب کو ملتا ہے کوئی مان جاتا ہے کوئی سرکش ہی رہ جاتا ہے۔ مگر مان جانے والا محبوب ہو جاتا ہے اور نہ ماننے والا غارت۔

"آپ کو یاد ہے ناں کہ ٹھیک آٹھ دن کے بعد آپکی شادی ہے؟"اس کے لہجے میں اضطراب سے زیادہ غصہ تھا جو سمیر نے واضح محسوس کیا

"جی جی ہاں جی مجھے بالکل یاد ہے کہ میری شادی ہونے والی ہے لیکن چلو پھر بھی بتانے کا شکریہ، ویسے میری بیوی کو اپنی طرف سے کہہ دینا کہ میں جلدی آجاؤں گا کیونکہ اسے میری بات کا یقین نہیں آرہا" وہ جملے کے اختتام پر بھرپور مسکرایا

www.novelsclubb.com

"اور آپ کی بیوی کہہ رہی ہے کہ اسے کسی کی بھی بات پر یقین نہیں کرنا جب تک سمیر اس کی آنکھوں کے سامنے نا آجائیں" وہ بدستور سنجیدہ تھی

"یہ تو گڑبڑ ہے جناب لیکن دو دن کی مہلت دے دو میں آجاؤں گا" اپنی بات پوری کر کے وہ ہانیہ کا تاثر محسوس کرنے کے لئے خاموش ہوا

"آپ کی ہانی نے بولا ہے کہ دو دن سے ایک دن بھی آگے نہیں ہونا چاہئے ورنہ۔۔۔۔۔" وہ تسلی بخش مسکرائی ہونٹ مسرت سے کھل اٹھے

"چلو پھر ملتے ہیں دو دن تک

ان شاءاللہ، اللہ حافظ" وہ فون بند کر کے آزل سے ملنے چلا گیا۔

"بلایا تھا آزل تم نے" وہ اس کے کمرے میں پڑے چھوٹے ڈائننگ ٹیبل کی ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھا اور آزل سے سوال کیا

"چھٹی مل گئی ہے سمیر؟" وہ بھی کرسی گھسیٹ کر سرعت سے اس کے مقابل آبیٹھا، نیوی بلیو جینز پر اونی سٹف کی نیلی ٹی شرٹ اور اس پر اوڑھی ایک جیکٹ موسم کی مناسبت سے بہترین انتخاب تھا، تھوڑی پر آئے ہلکے بال اس بات کو واضح کر رہے تھے کہ اس نے شیو کرنا چھوڑ دیا ہے مگر اس کا یہ حلیہ اسے پہلے سے زیادہ بارعب اور پرکشش بنا رہا تھا، فوجی کٹ بالوں کو سنوارنے کی اسے کبھی زیادہ ضرورت نہیں

پڑی تھی وہ یوں ہی سلجھے ہوئے رہتے تھے، رنگ اس کا صاف تھا ہلکا گندمی، یہ رنگ اس پر بہت جچتا تھا، پیروں میں اس وقت وہ عام گھریلو چپل اڑسے ہوئے تھا

"ہاں بس دو دن کی اور ڈیوٹی ہے پھر گھر پھر شادی" وہ ڈائننگ پر پڑے موبائل ٹیب پر چلتی خبروں کی سرخی کو بغور پڑھتے گویا ہوا

"ہاشم آیا تھا میرے گھر اور وہ غنڈہ گردی کر کے گیا ہے" وہ سمیر کا تاثر دیکھنے کے لئے تھوڑا رکا لہجہ بہت پھیکا تھا

"تبھی تو وو۔۔۔، تبھی تو آزل میں نے نوٹس کیا ہے کہ تم پچھلے ایک ہفتے سے پریشان ہو یہ بات مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی؟" وہ ٹیب سے نگاہ ہٹا کر پوری طرح آزل کی جانب متوجہ ہوا

"مجھے اس وقت بات کرنا مناسب لگا کیونکہ تمہاری چھٹی اپروو ہو گئی ہے لیکن میں تمہیں تنگ نہیں کرنا چاہتا، شادی کی ذمہ داری ہے تم پر، پھر بھی بس احتیاط کے طور پر بتا دیا تاکہ اگر وہ دوبارہ ایسی حرکت کرے تو تم ڈیل کر سکو میں جب آؤں گا اگلے ہفتے تو اس کا مستقل حل نکال لوں گا ان شاءاللہ" وہ ٹانگ پر دھری ٹانگ کو زمین پر برابر کر کے قدرے سیدھا ہوا

www.novelsclubb.com

"پہلی اور آخری دفعہ تم اتنے فارمل ہوئے ہو سمجھے؟ آئندہ یہ تنگ ونگ جیسے لفظ بولے تو، توپِٹ جائے گا میرے ہاتھ سے" وہ انگلی کا رخ اس کی جانب پھیر کر سنجیدگی سے بولا

"اچھا اچھا نہیں بولتا کافی پیئے گا؟" مسکرا کر اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ الیکٹک کیٹل سے ابلتا، دھواں اڑاتا گرم پانی دو کپوں میں انڈیلنے لگا، انسٹینٹ کافی کے دو دو ساشے دونوں کپوں میں ڈال کر چمچ سے ہلا کر وہ پانچ منٹ کے اندر اندر کافی تیار کر کے میز پر لے آیا

"بھابھی تو ضرور غصے میں ہوں گی تمہارے لیٹ ہونے پر؟" اس نے مسکرا کر سمیر سے پوچھا اور کافی کا گھونٹ بھرنے لگا

"غصے میں، آزل کچھ نہ پوچھو اس کا بس چلے تو وہ وزیرستان تک آنے پر بھی تیار ہے، ابھی وہیں سے ہی فون آیا ہوا تھا وہ سنا ہے پھر یہاں آیا ہوں" وہ کافی کے کپ میں پڑا چمچ ہلاتے ہوئے بولا

"ہاں تو ان کا غصہ جائز ہے یار اتنے کم دن رہ گئے ہیں شادی میں اور تم ابھی تک یہیں ہو بس اب جانے کی تیاری پکڑو جلدی جلدی سے"

"آزل زمل ٹھیک ہے؟میرا مطلب وہ ہاشم کچھ کہا تو نہیں اس نے انکو؟" وہ کرسی کی ٹیک چھوڑ کر قدرے سیدھا ہوا اور آزل کی جانب دیکھنے لگا

"ہاشم نے اس سے پوچھا تھا کہ کون لایا ہے تمہیں یہاں، اس نے کوئی جواب نہیں دیا، اس گھٹیا آدمی نے ہاتھ اٹھایا ہے زمل پر" وہ کافی کا کپ میز پر رکھ کر سر جھکا کر بولا

"کمینا جاہل آدمی مجھے جانے دو اسلام آباد سیدھا کر دوں گا میں اس کو آزل تو فکر نہ کر، مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تم نے؟" وہ ایک لمحے میں سنجیدہ ہوا

"نہیں ہاشم سے میں خود ہی نمٹ لوں گا مجھے اس کی زیادہ فکر نہیں پہلے بھی ایک بار عقل ٹھکانے لگا چکا ہوں میں اس کی، مجھے فکر ہے تو زمل اور بی جان کی، تمہیں تو پتہ ہے بی جان بھی بیمار ہیں اور زمل۔۔۔" وہ ایک لمبی سانس چھوڑ کر خاموش ہوا

www.novelsclubb.com

"زمل پسند ہے نا تمہیں؟" وہ آزل کی آنکھوں میں چند بکھرے تاثر دیکھ کر گویا ہوا، سمیر کے غیر متوقع سوال پر اس کا جھکا سر فوراً اٹھ کر سمیر کی جانب ہوا آنکھوں میں بے یقینی کی کئی جھلکیاں آکر اوجھل

ہوئیں اور وہ یک ٹک خاموش ہو کر سمیر کو حیرانی سے دیکھتا چلا گیا لمبی سانس لے کر وہ بات کرنے کو گویا ہوا

"یہ تم سے کس نے کہا ہے؟ میں نے تو کبھی اس کا ذکر بھی نہیں کیا" وہ بولتے وقت ٹیبل پر پڑے ٹرے کو آگے پیچھے سرکانے لگا، دل دھڑکا ہی اتنے زور سے تھا کہ نگاہوں کا مرکز کسی بے جان چیز کو بنانا پڑ گیا

"ضروری ہے کہ تم کسی کا ذکر کرو گے تو ہی اس کے بارے میں پتہ چلے گا، میرے دوست تم تو بھائیوں سے بڑھ کر ہو بھلا ایسے کیسے ممکن ہے کہ تمہارے دل نے کچھ سوچا ہو یا آنکھوں میں کسی کا خیال گردش کرتا ہو اور میرے سامنے تمہیں اس کو زبان سے ادا کرنے کی ضرورت پڑ جائے، تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے آزل کتنی بار میں نے تمہیں اپنے ہی خیالوں میں مسکراتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا ہے؟ مگر تمہیں کبھی پتہ بھی نہیں لگنے دیا" وہ جس قدر اطمینان سے بولا آزل نے اسی قدر چونک کر سامنے بیٹھے سمیر کو پھر سے اپنی نظروں کے حصار میں لیا

www.novelsclubb.com

"یہ جو پسندیدگی اور محبت ہوتی ہے آزل، یہ بولنے سے زیادہ محسوس کرنے سے پروان چڑھتی ہے، میں نے زمل کے تمہاری زندگی میں آجانے کے بعد تم میں بڑے بڑے واضح فرق ڈھونڈیں ہیں جو شاید خود

تم نے بھی نہیں محسوس کئے ہوں گے، یا کئے تو ہوں گے مگر خود پر حاوی نہیں کئے ہوں گے، آزل تمہیں اس کی ہر ہر بات متاثر کرتی ہے، تمہارا اترا ہوا پھیکا پھیکا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم بیٹھے وزیرستان میں ہو مگر سوچ اسلام آباد کو رہے ہو اور ایسا ہو جانا بری بات نہیں نارمل ہے، مگر اس کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچانا صرف اپنے ساتھ زیادتی ہے" ہر بناوٹ اور لگی لپٹی باتوں سے ماورا ہو کر اس نے اپنا مدعا آزل کے آگے پیش کر دیا

"یہ سب قبل از وقت ہے سمیر وہ میرے گھر پر موجود ہے میری ذمہ داری اور عزت ہے، تمہیں نہیں لگتا کہ اگر اسے یہ سب پتہ چل گیا تو وہ اسی وقت اس گھر کو غیر محفوظ سمجھ کر چھوڑ دے گی؟" آزل نے قدرے سنبھل کر سوال کیا

"گھر تب تک غیر محفوظ ہوتے ہیں جب تک اس کے وارث غیر محرم ہوں آزل اسے محرم بنا لو گے تو اس کی عزت کے محافظ خود بہ خود ہو جاؤ گے، تمہارا گھر صرف اس کی پناہ گاہ نہیں رہے گا جنت بن جائے گا، تمہاری پسند پاکیزہ ہو جائے گی تو تم پر اسے سوچنے کی کوئی سرزنش بھی نہیں ہو گی میں جانتا ہوں بلکہ مجھے پورا یقین ہے وہ تمہیں اچھی لگتی ہے اور آزل جو چیز اور انسان ہمیں پسند ہو اور اسے پا لینا بھی ممکن

ہو تو بے جامروت میں پڑ کر اسے کھو دینا بے وقوفی ہے اور میرا دوست بے وقوف نہیں ہے کم از کم مجھ سے تو زیادہ ہی سمجھدار ہے "اس نے آگے بڑھ کر آزل کا کندھا تھپکا یا اور پر امید آنکھوں سے اسے دیکھا

"سمیر مجھے کبھی نہیں لگا تھا ایک عورت کبھی میری زندگی کا موضوع بحث بنے گی، سچ میں ایسا ہوتا ہے یار کہ انسان جس چیز اور موضوع پر سوچنے کا کبھی سوچتا بھی نہیں وہ موضوع اس کی ہر سوچ پر حاوی ہو جاتا ہے، عجیب شے ہے زندگی ہم سے وہ وہ کام کرواجاتی ہے جس سے ہم کوسوں دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں تم اقرار سننا چاہتے ہو سمیر۔۔۔۔۔۔"وہ دو پل کو رکا، گہرا سانس اپنے اندر بھرا اور باہر نکال دیا جھکی نظریں لمحے میں اٹھ کر سمیر کے چہرے پر گڑھیں، دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم جوڑ کر میز پر رکھا آنکھوں میں اعتماد کی رمق سے ہر منظر صاف ہوتے ہی وہ کرسی سے ذرا سا آگے سر کا اور پر اعتماد اور مستحکم انداز میں گو یا ہوا

www.novelsclubb.com

"ہاں وہ اچھی لگتی ہے مجھے، مگر اس کا کردار، سمیر اس کا کردار فولاد کی دیواروں سے زیادہ مضبوط ہے، بولنے کو وہ ہاشم کے آگے میرا نام بول سکتی تھی شاید مجھے کوئی فرق بھی نہ پڑتا میں سنبھال لیتا سب لیکن

اس نے ایک بار پھر ثابت کیا ہے کہ وہ وفا نبھانے والوں میں سب سے زیادہ وفادار ہے،اس کی شخصیت کی سب سے خوبصورت بات بتاؤں سمیر۔۔۔۔۔"وہ سمیر کو مخاطب کر کے خاموش ہوا گہری مگر پر سکون سی خاموشی دل کو سکون اور اطمینان بخشتی خاموشی

"ہاں بولو تمہیں سننے ہی تو آیا ہوں آج بول دو جو بولنا ہے میں خاموشی سے رازدان بن جاؤں گا"اس کے انداز میں مخلصی اور تسلی تھی وہ تسلی جو آزل کی زبان پر لگا ہر قفل کھول دینے کا ہنر جانتی تھی

"اسکا کردار ہی ایسا ہے کہ اس سے بات کرنے سے پہلے میں کئی بار سوچتا ہوں، میرا کانفیڈنس لیول کسی جھولتی کشتی کا مسافر بن جاتا ہے اور میری ہمت دیکھو،وہ پھر بھی مجھے اچھی لگنے لگی ہے شاید یہی بات مجھے ہر بار سوچنے کا نیا زاویہ دیتی ہے"وہ زمل کے متعلق بولتے ہر ہر لفظ پر احتیاط برت رہا تھا اور اگر وہ ایسا کر رہا تھا تو وہ لڑکی یقیناً ایسا کئے جانے کا حق رکھتی تھی،عورت کا کردار اتنا مضبوط تو ہونا ہی چاہیے کہ کوئی انسان چاہے جتنے ہی اعلیٰ عہدے پر فائز کیوں نہ ہو اس کے متعلق بات کرتے ہوئے کئی بار سوچے

"ایسا پتہ ہے کیوں ہوا ہے آزل؟ پتہ ہے وہ لڑکی تمہیں کیوں پسند آئی ہے؟ کیونکہ تم ہمیشہ سے ہوا کے مخالف سمت پرواز کرنے کا حوصلہ رکھتے ہو، تم ہمیشہ سے چیلنجز کا سامنا کرنا پسند کرتے ہو اور ہمیشہ

تمہارے ٹارگٹس سکائی ہائی ہی رہے ہیں بھلا ایسے انسان کے لئے اللہ کسی منفرد اور حوصلہ مند ہمسفر کا انتخاب کیوں نہیں کرے گا؟ دیکھنا آزل جس دن وہ لڑکی تمہاری زندگی میں آگئی اس دن تم جان جاؤ گے کہ ایک مرد من چاہی عورت کے اپنے زندگی میں آجانے کے بعد کس قدر بہادر ہو جاتا ہے" وہ بات مکمل کر کے کافی کے گھونٹ بھرنے لگا

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو یہ سب، ایک عورت کی محبت مرد کو بہادر کیسے بنا سکتی ہے؟" وہ جان ہی نہیں پایا تھا کہ پے در پے سوالات کیوں کر رہا ہے؟ حالانکہ یہ کبھی اس کا موضوع نہیں رہا تھا۔ آج دل تھا کہ اپنی ہر الجھی گرہ کو سلجھانے کا فریضہ انجام دے رہا تھا اور دماغ، دل کی بات ہو تو دماغ آرام کرنے کی غرض سے ستا لیتا ہے اور کبھی کبھی ہی سہی دماغ کو بھی آرام کر لینا چاہیے

"آزل تمہیں پتہ ہے، میں اس سرحد پر آنے کا تصور کر بھی نہیں سکتا تھا اگر میری زندگی میں شامل عورت مجھے ایسا کرنے کا حوصلہ نہ دیتی، میں دشمن سے لڑنے کا حوصلہ تک کھو دوں اگر میری بیوی مجھے یہ کہہ کر رخصت نہ کرے کہ جاؤ سمیر میں تمہاری سلامتی کے لئے دعا کروں گی، تمہاری عزت کی نگہبانی کروں گی، آزل وہ آپ کو ویرانیوں اور تاریکیوں میں زندہ رہنے کا ہنر سکھاتی ہے، عورت ہی ہوتی

ہے جو اس کرب میں بھی ہونٹوں کو مسکرانا سکھاتی ہے جب زندگی کی رمق ختم ہوتی محسوس ہوتی ہے، وہ صرف اتنا کہہ دے ناں بس کہ آپ جائیں آپ کے گھر کی نگہبانی میری ذمہ داری ہے تو مرد اپنی ساری پریشانیوں، ہر قسم کے بوجھ سے آزاد ہو کر زندگی کی ہر جنگ لڑ جاتا ہے، مجھے حوصلہ دینے والی بھی بس دو عورتیں ہیں ایک میری ماں دوسری میری بیوی "اس کے لہجے اور انداز میں سرشاری تھی، ہر فکر سے آزاد مسکراہٹ کیونکہ اس کے پیچھے رہ جانے والی عورتیں اس کے اعصاب کی مضبوطی کی سب سے بڑی وجہ تھیں۔

"یعنی کہ ایک مرد کی مضبوطی اس کے گھر سے وابستہ ہوتی ہے، اگر گھر میں رہنے والے لوگ ہی اسے سہارا اور ہمت نہیں دیں گے تو انہی مسائل اور پریشانیوں میں الجھ کر اپنا فرض صحیح طرح نبھانے سے قاصر رہے گا، زندگی میں خوبصورت سے زیادہ بہادر عورت کا انتخاب کرنا چاہیئے کیونکہ عورت کی بہادری اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور بزدلی، بزدلی اسے بدصورت بنا دیتی ہے" وہ اپنی بات مکمل کر کے ہلکا سا مسکرایا اور سر کو خم دیا جیسے منزل کو متعین کرنا اس کے لئے آسان ہو گیا ہو، جیسے اس کے انتخاب کا فیصلہ اس کی آنکھوں کے سامنے عیاں ہو گیا ہو، جیسے بہت سی الجھنوں کا کوئی سلجھا ہوا

خوبصورت حل مل گیا ہو، وہ سمیر کو دیکھ کر مشکور انداز میں مسکرایا تھا جیسے اس کے ہر لفظ کے بدلے مسکراہٹ سے خراج ادا کیا ہو

"اپنا شکریہ سنبھال کر رکھو اور اگر مجھے خراج دینے کا زیادہ ہی دل چاہ رہا ہے تو میری زندگی کے کسی اور لمحے کے لئے سنبھال کر رکھ لو، ابھی بہت ضرورت ہے مجھے تمہاری" سمیر نے کافی کا آخری گھونٹ بھرا اور آزل کو دیکھ کر مسکرایا

"جانے دو یار میں بھی پتہ نہیں کیا کیا بول رہا ہوں خیر یہ سب جو بھی ہے حتمی نہیں ہے لیکن تم دعا کرنا جو ہوا اچھا ہو، ابھی فی الحال تو تم اپنی شادی کی تیاری کرو میری فکر چھوڑو اور سوچ کر رکھو کیا خراج چاہتے ہو مجھ سے" وہ جذبات کی گہرائی سے نکل کر پھر حقیقی دنیا میں آ کھڑا ہوا دماغ پھر سے جاگ گیا اور دل نے دل ہی دل میں اپنے آپ کو بہت کوسا مگر یہی تو ضبط ہوتا ہے، نفس کا ضبط جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتا

www.novelsclubb.com

"کافی کے لئے شکریہ لیکن تم نے اپنی کافی ٹھنڈی کر دی ہے" وہ اپنا خالی کپ اٹھا کر سنک پر چلا گیا، جو بات آزل کے دل تک پہنچانی تھی وہ دماغ کے سوتے سوتے میں پوری طرح پہنچا دی گئی تھی اس لئے وہ

آزل کی ان باتوں سے مطمئن تھا تبھی تو سمیر آزل کی اس آخری بات پر زیادہ سنجیدہ نہیں ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا دل کے ساتھ دماغ بھی ایک ہی سمت پر گامزن ہو چکا ہے بس آزل اظہار کرنے سے کتراتا ہے۔

اور آزل اپنے بھرے ہوئے کپ کو دیکھ کر پہلے چونکا اور پھر سر کو ہلکا سا ہلا کر مسکرا دیا اس کے چہرے پر سمیر نے گہرا اطمینان دیکھا تھا۔

"گھر میں دو لوگوں کے ہونے کے باوجود یوں لگتا ہے کہ یہاں کوئی نہیں رہتا بی بی آپ ایسے کب تک خاموش رہیں گی؟ چلیں آ جائیں کچن میں چلیں میرے ساتھ، سب سے اچھا کیا بنانا آتا ہے آپکو؟ آپ بنانا میں ساتھ مدد کروں گی" بی جان زمل کے کمرے میں جا کر اس کے ساتھ صوفے پر براجمان ہو گئیں

" چلیں چلتے ہیں، سادہ سا پلاؤ بنا لیتے ہیں" وہ کہہ کر بی جان کے ہمراہ اٹھی اور کچن میں چلی گئی

"اگلے ہفتے آزل صاحب آ رہے ہیں وہ ان کے دوست کی شادی ہے" وہ چاولوں کو برتن میں نکالتے ہوئے بولیں

"ہن صحیح، بی جان چکن بھی نکال دیں" وہ پیازوں کو کٹنگ بورڈ پر سلائس کرتے ہوئے ان کی بات کو نظر انداز کر گئی

"آپکی طبعیت اب ٹھیک رہتی ہے بی جان؟" وہ کام کرتے کرتے گویا ہوئی

"جی بیٹا اللہ کا کرم ہے" مختصراً کہہ کر وہ پھر سے کام کی طرف متوجہ ہوئیں

"مجھے آپ سے معافی مانگنی تھی اس دن میری وجہ سے ہاشم نے آپ سے بھی بدکلامی کی، آزل صاحب آئیں گے تو ان سے بھی معافی مانگ لوں گی سچ میں بی جان میں بہت شرمندہ ہوں سمجھ بھی نہیں آرہا کیا بولوں؟ کیسے اپنی صفائی دوں بس یہی کچھ ٹوٹے پھوٹے سے لفظ ہیں میرے پاس، ایک پرانی سی معافی اور دل پر بے تحاشا بوجھ" وہ چھری کو کٹنگ بورڈ پر رکھ کر بی جان سے مخاطب ہوئی آنکھیں کٹنگ بورڈ پر ہی جھکی تھیں، اعتماد متزلزل تھا بی جان کو وہ کہیں سے بھی پہلے جیسی زمل نہ لگی تھی جو اپنا گھر بار چھوڑ کر آجانے پر بھی اتنی مضبوط رہی تھی آج لفظوں کے بھاری بوجھ تلے دبنے سے اپنا ربط کھو رہی تھی اپنا اعتماد اپنے سر سے اتار رہی تھی جیسے اعتماد نہ ہو کوئی بوجھ ہو

"کس بات کی معافی بی بی؟ جس چیز کا گلہ میں نے کبھی آپ سے کیا ہی نہیں اور قصور دیا نہیں اس بات میں معافی کا کیا تک بنتا ہے، بیٹا ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ معافی ان کاموں پر مانگی جاتی ہے جو ہم سے ہو گئے ہوں جس بات میں آپ کا ہاتھ نہ ہو اس بات پر کیسی معافی، اب بے فکر ہو جائیں بندوں کے ذلیل کر دینے سے عزت کو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ عزت دینے والا تو رب ہوتا ہے" وہ سنک پر چاولوں کو دھوتے ہوئے اطمینان سے بولیں اور زرمل ان کی اس بات پر بڑے حوصلے اور مان سے کرسی پر جا بیٹھی

" صحیح کہتے ہیں بی جان بزرگوں کے تجربے اور سیکھی ہوئی باتوں سے ہم آج کل کی نسل کبھی جیت نہیں سکتے اور ویسے جیتنا چاہیئے بھی نہیں" وہ آنکھ میں آئے آنسو کو انگلی سے صاف کر کے تیزی سے اٹھی اور دل جمعی سے کھانے کا اہتمام کرنے لگی، کبھی کبھی صرف ایک اچھا جملہ انسان کے دل پر لگی مایوسی کی پرتوں کو اکھاڑ کر اسے پر امید اور مطمئن کر دیتا ہے، ضروری ہے ہر اچھی بات کے لئے کتاب در کتاب گہرائیوں میں اترا جائے کبھی کبھی پرانے سرورق ہی انسان کو ہر بات سکھا جاتے ہیں خوش رہنے کا فارمولا بتا جاتے ہیں

"یہ پلاؤ بنانا میں نے یوٹیوب سے سیکھا تھا بی جان،ایک بار اپنے گھر پر بنایا تھا بابا کو بہت پسند آیا تھا میرے ہاتھ کا پلاؤ۔۔۔اور وہی آخری بار بھی تھا" وہ بات کر کے ذرا خاموش ہوئی شاید چند گزرے لمحوں کو یاد کر رہی تھی اور انہیں یادوں نے اسے چند پل بولنے سے قاصر کر دیا

"آپ کھایئے گا بی جان مجھے امید ہے آپ کو پسند آئے گا" وہ یخنی کے برتن میں چمچ چلاتے ہوئے بولی اور بی جان کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی

"وہ جو چھلی والا آملیٹ بناتی ہیں آپ، مجھے تو وہ بھی اتنا مزے کا لگتا ہے، ویسے پہلے جب میں سے سوچا تو اتنا عجیب لگا کہ انڈے میں چھلی کون ڈالتا ہے لیکن جب آپ نے بنا کر کھلایا تو وہ اتنا اچھا ذائقہ دے رہی تھی آملیٹ میں" بی جان کرسی پر بیٹھے بیٹھے بولیں

"بی جان آپ کو پاستا پسند ہے؟ میں کل بناؤں گی" وہ ان کے جواب کا انتظار کئے بغیر بولی، بی جان سے بات کر کے اسے ہر بار اپنائیت کا احساس ہوتا تھا جیسے کسی اپنے سے بات کر رہی ہو بلا جھجک، بلا مضائقہ ایسے لوگ اگر ہر انسان کی زندگیوں میں شامل ہو جائیں تو چند لمحوں کے لئے ہی سہی جیتے جی زندگی خوشحال ہو جائے۔

"ہاں بنانا بیٹا بس میں چاہتی ہوں آپ کا وقت اچھا گزرتا رہے آپ کی اداسی ایسے ہی ختم ہوتی رہے گی، میں سلاد کا سامان کاٹ لوں ذرا" وہ اٹھ کر فریج سے کھیرے نکالنے لگیں

"بی جان مجھے یقین ہے ہاشم دوبارہ آئے گا، اس بار وہ آیا تو مجھے ساتھ لے کر جائے گا اپنے اور مجھ میں اسے روکنے کی سکت نہیں ہے، بی جان میں نے اپنے ساتھ ساتھ آپ کو اور آزل صاحب کو بھی خطرے میں ڈال دیا ہے" کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر اس نے نظریں جھکا لیں

"اس بار آزل صاحب کوئی اچھا انتظام کر کے جائیں گے اور ویسے بھی بی بی آزل صاحب کو ایسے لوگوں سے نبٹنا آتا ہے آپ فکر نہ کریں" انہوں نے تسلی دی

"کیسے فکر نہ کروں، میری لڑائی میں کوئی کود جائے یہ گوارہ نہیں ہوتا مجھ سے اور ہاشم جو بہتان باندھتا ہے میری ذات پر وہ میں نہیں سہہ پا رہی کوئی اور کیسے سہہ پائے گا؟" وہ لرزتی خوفزدہ سی آواز میں بولی

www.novelsclubb.com

"بیٹا ظالم کی رسی اگر اللہ دراز کرتا ہے تو وقت آنے پر کھینچ بھی لیتا ہے آپ اپنی فکر اللہ کے سپرد کر کے دیکھیں وہ آپ کی مدد کرے گا" زمل ایک بار پھر پرسکون ہوئی اسے اپنی زندگی میں محض ہمت دینے والے افراد کی ضرورت تھی اور اس کی ضرورت کسی حد تک بی جان نے پوری کی تھی

"بشریٰ یہ بات کرو آزل کا فون ہے" حیدر سٹڈی میں بیٹھے تھے جب آزل کا فون آیا وہ موبائل لے کر بیڈروم میں آ گئے

"تم بات کر لو بیٹے سے پھر موبائل واپس بھجوا دینا" وہ فون دے کر واپس سٹڈی میں چلے گئے

"وعلیکم السلام ہاں بھئی آزل کیا حال چال ہے؟" وہ اس کے سلام کے جواب میں گویا ہوئیں

"میں ٹھیک ہوں ماما سردی کا سنائیں" وہ بشریٰ کا موڈ ٹٹولنے کی کوشش کر رہا تھا شاید کوئی بات بتانا چاہتا تھا

"سردی شدید ہے یہ بتاؤ کہ آنا کب ہے گھر؟ سمیر کا چھوٹا بھائی کارڈ دینے آیا تھا کل اور اس تاریخ کے مطابق دو دن کے بعد آپ کے پکے دوست کی شادی ہے اور وزیرستان سے واپس آنے کا میرے بیٹے کا دل نہیں چاہتا" بشریٰ بیگم بیڈ پر سے اٹھ کر دیوار میں نسب کھڑکی تک گئیں اور پردے ہٹا کر باہر کا نظارہ دیکھنے لگیں، ان کے کمرے کی کھڑکی لان میں کھلتی تھی جس کے آگے چھوٹے پودوں کی ایک لمبی قطار

ترتیب وار لگی تھی، پودوں پر پڑی اوس اور رات کے اس پہر چھا جانے والی ہلکی دھند موسم کی شدت کو ظاہر کر رہی تھی

"سچ بتاؤں ماما تو میرا وزیرستان سے تب تک واپس آنے کا دل نہیں چاہے گا جب تک میں اپنا سو فیصد پوٹینشل اس زمین کے لئے وقف نہ کر دوں، حق ادا کئے بغیر واپس آنے کا دل تو نہیں کرتا لیکن ماں باپ سے ملنے تو آنا ہوتا ہے اسی لئے میں بھی آگیا" اس نے مسکرا کر موبائل بند کیا اور بشریٰ کے کمرے کا دروازہ کھٹکا کر اندر داخل ہوا

"آزل اس بار تو پتہ ہی نہیں چلنے دیا آنے کا، اتنا دل کر رہا تھا آپ کو دیکھنے کا" وہ فون بند کر کے تیز قدموں سے اس کے قریب آئیں اور اس کا ماتھا چوما، اس کے ہاتھوں میں مفقود بیرٹ کیپ کو اسکے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کے اپنے جانب جھکے سر پر بہت پیار سے سجا دیا

www.novelsclubb.com

"ہر حق ہر فرض دل و جان سے ادا کرنا آزل، مائیں ہوتی تو بہت جذباتی ہیں لیکن جب اپنے بچے کو خاکی وردی میں دیکھتی ہیں تو خود بہ خود مضبوط ہو جاتی ہیں آزل آپ کو پتہ ہے میں کبھی کبھی آپ کو دیکھوں

تو نظر ہٹانے کو دل ہی نہیں کرتا دل کرتا ہے دیکھتی چلی جاؤں اپنے بیٹے کو" وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر پیار سے بولیں

"ہاں تو پورے حق سے دیکھا کریں میں نے اس یونیفارم کو اون کیا ہے ماما، ساری عزت اور وقار تو اس پرچم کا ہے جب تک میرے ساتھ رہے گا مجھے معتبر کرتا رہے گا، پتہ ہے کیوں؟" اس نے بشریٰ کے چہرے کی جانب دیکھ کر سوال کیا

"بتاؤ کیوں؟" وہ جواب جانتے ہوئے بھی مسکرائیں کیونکہ آزل کے منہ سے سننے کا الگ ہی مزہ تھا

"کیونکہ اس کو پہن لینے سے میں اس کی عزت کا دعویدار ہو جاتا ہوں، اس کی عزت دل سے شروع ہو کر دل میں جمع ہوتی رہتی ہے کبھی ختم نہیں ہوتی آپ خود دیکھیں ماما مثال کے طور پر جب انڈیا اور پاکستان کا میچ چل رہا ہو کبھی پاکستانیوں کی اس پرچم کے لئے محبت دیکھی ہے آپ نے، ہماری قوم تو کسی کھیل میں بھی اسے ہارتا ہوا نہیں دیکھ سکتی یہاں تک کہ وہ لوگ بھی اسے اس وقت سپورٹ کرتے نظر آئیں گے جنھوں نے شاید کبھی پاکستان کی ٹھیک سے شکل بھی نہ دیکھی ہو، جیسے کی آپ کی بہن کے شوہر بذاتِ خود آپ کی بہن اور ان کے بچے جو رہتے تو ملک سے باہر ہیں لیکن سپورٹ اسی جھنڈے کو

www.novelsclubb.com

کرتے ہیں بس یہی ہے اس پرچم کا مقام کہ ہر حال میں اس کی عزت کی جائے اسی لئے یہ پرچم جب میری وردی پر سجتا ہے تو مجھے بھی قابلِ عزت بنا دیتا ہے میرا تو کوئی کمال نہیں" وہ بدستور اپنی ماں کو تکتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو بالکل عزت تو پرچم کی ہوتی ہے جسے اپنی یونیفارم پر جب آپ لوگ سجاتے ہو تو آپ لوگ باوقار لگتے ہو، بابا سے مل لو فریش ہو جاؤ میں ڈنر کی تیاری کرتی ہوں" وہ بیڈ پر سے حیدر کا موبائل فون اٹھاتے ہوئے بولیں

"اھم اھم بابا سے مل کر ہی تو یہ پلان بنایا تھا رباب سے بھی مل چکا ہوں میں تو" وہ گلے کو مصنوعی انداز میں کھنکھارتے ہوئے ہنس کر بولا

"یہ بھی ٹھیک ہے بیٹا ماں کو ہی سرپرائز کر دیا تم تینوں نے" وہ بھی اس کے ساتھ بھرپور مسکرائیں

www.novelsclubb.com

"وہ اس لئے کیونکہ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ آپ کو میرا سرپرائز دینا اچھا لگتا ہے تو بس" وہ اپنی ماں کی ہمراہ کمرے سے باہر چلا آیا

"ماما ڈنر کے بعد بہت ضروری بات کرنی ہے آپ سے اور بابا سے میں فریش ہو کر آتا ہوں" وہ اس پورے عرصے میں پہلی بار سنجیدہ ہوا اور بات پوری کر کے کمرے میں چلا گیا

"اس بار میرے ہاتھ سے نہیں بچے گی زمل، ارسلان میں اس کو سزا دیئے بغیر چھوڑ ہی نہیں سکتا ناں ناں ناں کسی صورت بھی نہیں اس دفعہ معیز کو بھی ساتھ لے کر جانا ہے اور زمل کو واپس لے کر آنا ہے، میں بھی دیکھتا ہوں ارسلان شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے والے کیسے بچ پاتے ہیں" وہ کمبل میں لیٹ کر دیوار پر لگی سکرین پر چلتی انگلش فلم کے کسی منظر کو آنکھوں میں محفوظ کر کے فون پر ارسلان سے ہم کلام ہوا

اگلے دس منٹ وہ ارسلان کو اپنی کاروائی کے تمام تر منصوبوں سے آگاہ کرتا رہا۔ وہ تاریک دل کا شخص جو دل کی جگہ بے نور زنگ آلود پتھر لئے پھرتا تھا، جو جب چاہے جہاں چاہے حشر بپا کر دینے کی خوش فہمی میں مبتلا رہتا تھا، یہ وہ قاتل تھا جو محض خود کو زندہ رکھنا جانتا تھا، جو جیتا تھا اور جی اٹھتا تھا جب خود سے منسلک کسی انسان کی عزت کو نیلام کرنے کا فریضہ سرانجام دیتا تھا، جو جب جب اپنے گناہوں کی کہانی اپنے ہاتھوں سے لکھتا تو ہر محب وطن پاکستانی مر جھا جاتا، جو خود کش دھماکے پر ملک کو ویران کر کے اپنے

صندوقوں کو آباد کرتا، ہاشم وہ کانٹا تھا جو جسکو بھی چبھتا بیمار کر دیتا، خود پسندی، مفاد پرستی اور خود غرضی اس کی رگوں میں مانندِ خون دوڑتی تھی، وہ اپنی بسائی اس بے رنگ و نور سیاہ دنیا کا ہر علم و ہنر جانتا تھا مگر جو چیز وہ نہیں جانتا تھا وہ یہ تھی کہ جو خزانے اسے اپنی بقا کا سامان لگتے ہیں وہ درحقیقت ایک یتیم ہو جانے والے بچے کے روگ سے انگارے بھرتے ہوئے شعلے تھے اور ایک باپ کی بد دعا پر پیدا ہونے والے سانپ تھے اور یہی اس کی سب سے بڑی بد قسمتی تھی۔

\-

"ایک گڈ نیوز دینی تھی آپ تینوں کو" آزل کی اس بات پر رباب، بشریٰ اور حیدر صاحب کی نظروں کا رخ ہمہ وقت آزل کی جانب ہوا اور خود وہ بے تاثر اپنے سامنے پڑی چاولوں کی پلیٹ سے چمچ بھر رہا تھا، خود کو ان تینوں کی نگاہوں کے حصار میں پا کر اس نے اپنا چمچ واپس سے پلیٹ میں رکھا اور بڑا دھیما سا مسکرایا

www.novelsclubb.com

"پروموشن ہو رہی ہے میری مارچ کے اینڈ پر" کہہ کر ساتھ ہی وہ کھانا کھانے لگا

"بابا مطلب کہ بھائی کیپٹن رینک پر پروموٹ ہو رہے ہیں اس سال" رباب نے پر جوش انداز میں حیدر صاحب سے سوال کیا

"بتاؤ آزل اپنی بہن کو بھی اور ہمیں بھی" وہ جواب جاننے کے باوجود آزل سے سننا چاہتے تھے

"جی بالکل کیپٹن کے رینک پر پروموشن ہو رہی ہے، کل ہی نوٹس آیا ہے" وہ منکسر المزاجی سے بولا

"ماشاءاللہ بھائی بہت مبارک ہو ٹریٹ بنتی ہے اب تو" وہ اس بات پر کھلکھلائی

"بہت مبارک ہو آزل بس اب لڑکی ڈھونڈنا شروع کر دینی ہے آپ کے لئے اور میں کوئی بہانے نہیں سنوں گی، سمیر کی بھی شادی ہو جائے گی دو دن تک اس کے بعد کی تیاری پکڑ لو جلدی جلدی" بشریٰ بیگم کہہ کر کھانے کی جانب متوجہ ہو گئیں

"بشریٰ اس سے پوچھ تو لو ہو سکتا ہے تمہیں ڈھونڈتے کی زحمت بھی نہ کرنی پڑے یہ کام بھی آزل نے کر رکھا ہو" وہ آزل کو تنگ کرنے کے لئے مذاق کی نیت سے بولے

"کم آن ماما بابا ہم ڈنر کے بعد تفصیل سے بات کریں گے اور رباب تم اچھی سی کافی بنا کر ماما بابا والے روم میں لے آنا" وہ نیپکن سے منہ صاف کرتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

"ماما آپ فری ہو کر کمرے میں چلیں میں وہیں آتا ہوں" وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا

"کیا اس نے ابھی ابھی اشارہ دیا ہے کہ یہ شادی کرنا چاہ رہا ہے، اوہ گاڈ حیدر کہیں یہ واقعی کسی کو پسند تو نہیں کرتا؟" وہ خوش سے زیادہ حیران ہوئی تھیں اور ان کا حیران ہونا بنتا بھی تھا کیونکہ یہ وہی آزل تھا جو مذاق میں بھی ایسی بات کرنے پر موضوع بدل دیتا تھا

"پتہ نہیں بشریٰ ابھی جا کر پتہ کرتے ہیں کیا معاملہ ہے" وہ بھی حیرت سے ذرا جذب ہوئے

"ہاں ماما تو اس میں عجیب کیا ہے بھئی انسان کو پتہ تھوڑی چلتا ہے کون کب کہاں اور کیسے پسند آجائے ویسے اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ آج کی دوسری گڈ نیوز ہے ہمارے لئے میں ذرا کافی بنا کر لائی آپ دونوں پئیں گے؟" وہ ڈائننگ ٹیبل سے اٹھتے اٹھتے پر جوش انداز میں بولی اور بشریٰ بیگم کے ہاں کرنے پر کچن میں چلی گئی

____

"اچھا کل نوٹس آیا ہے میرے اندازے سے جلدی آگیا ہے، مبارک ہو آزل بلکہ کیپٹن محمد آزل عباس صاحب" سمیر لان میں کھڑا اپنے بھائی سے کل کے مہندی کے فنکشن کے لئے لائٹیں لگوانے میں مصروف تھا اور خود مصنوعی پھولوں کی لڑیاں سیڑھیوں کے گرد باندھنے کا فرئضہ انجام دے رہا تھا

"تمہیں بھی مبارک ہو کیپٹن سمیر احمد، میں اکیلے تھوڑا کیپٹن بنا ہوں تم اور حدید دونوں بھی پروموٹ ہوئے ہو میرے ساتھ، اور سناؤ کیا کر رہے ہو تم؟" وہ کمرے سے منسلک بالکونی میں کھڑا لان کا نظارہ کر رہا تھا منہ سے نکلتی بھاپ سردی کی شدت کا پتہ دے رہی تھی

"بس بھائی یہ فوج کا کپتان گھر گرہستیاں نبھا رہا ہے میں اور تیمور لائٹیں اور پھول لگا رہے ہیں گھر میں" وہ تیمور کی جانب دیکھتے ہوئے کندھے اچکا کر بولا جو کیپٹن کے نام پر چونک کر سمیر ہی کی طرف دیکھ رہا تھا

"بھائی آپ کی پروموشن ہو گئی ہے؟" وہ آنکھوں میں خوشگوار حیرت لئے کھڑا تھا

"ہاں ابھی ابھی آزل نے بتایا ہے، تم سناؤ گھر پر سب ٹھیک ہے آزل" وہ مختصراً کہہ کر پھر سے آزل کی جانب متوجہ ہوا

"امی امی، بابا بابات سنیں خوش خبری ہے۔۔" تیمور تقریباً دوڑتے ہوئے کچن میں باتیں کرتے ماں باپ کے پاس گیا

"بس جی یہ تیمورے کے پیٹ میں تو کوئی بات نہیں ٹکتی آزل میں ذرا امی ابو کو بتا کر آتا ہوں پھر کرتا ہوں تمہیں کال" وہ کہہ کر آزل کے جواب کا انتظار کرنے لگا

"ہاں ہاں جاؤ میں نے بھی بس یہی بتانے کے لئے فون کیا تھا میں خود ماما بابا سے باتیں کرنے جا رہا ہوں، چلو پھر ہوتی ہے بات تم کام کرو گھر کے "اس نے کہہ کر فون بند کر دیا

"امی سمیر بھائی کیپٹن بن گئے ہیں" وہ کچن میں بمشکل داخل ہوتے ہوئے اچھی خاصی اونچی آواز میں بولا

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ ثمینہ بہت بہت مبارک ہو" احمد رضا سمیر کی والدہ کی جانب دیکھ کر بولے وہ خوشی سے سرشار تھے

www.novelsclubb.com

"دیکھا کہا تھا نا میں نے ہماری ہانیہ ہے ہی بڑے نصیبوں والی، اس کے آنے سے گھر میں خوشیاں آگئی ہیں الحمدللہ "ثمینہ احمد نے کچن میں داخل ہوتے سمیر کو دیکھ کر فخر سے کہا

"جی جی بالکل ٹھیک کہا آپ نے لیکن تیمور صاحب مجھے مارچ میں کہیں جا کر کیپٹن والا بیج لگے گا ابھی نہیں "دونوں بازو باندھ کر اس نے تیمور کو ایک گھوری سے نوازا

" بھئی آپ کا نام پروموشن لسٹ میں آگیا ہے تو بس ہو گئے ناں آپ کپتان وہ بیج ہی تو ہے جب مرضی ملے "اس نے بھی سمیر ہی کی طرح بازوؤں کو باہم جوڑا اور اطمینان سے جواب دیا

"چلو تم دونوں جا کر اپنا اپنا کام سنبھالو میں آکر دیکھتی ہوں "ثمینہ صاحبہ نے ان کو حکم دیا اور وہ دونوں کچن سے غائب ہو گئے۔

دروازہ کھٹکا کر وہ اندر داخل ہوا اور دو سیٹر صوفے پر جا کر براجمان ہو گیا

"ہاں بھئی کپتان صاحب کیا بات بتانے آئے ہو؟ "حیدر صاحب راکنگ چیئر کو آگے پیچھے جھولتے ہوئے بولے

www.novelsclubb.com

"بابا بتانے نہیں آیا مشورہ کرنے آیا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ جو بات میں آپ دونوں سے کروں آپ کھلے دل سے پوری سنیں، جذبات سے زیادہ دماغ سے اس بات پر غور کریں اور میری الجھن کو حل کر دیں" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا

"آپ بتائیں کہاں سے شروع کروں؟ یہاں سے کہ مجھے کوئی پسند ہے یا پھر یہاں سے کہ وہ کون ہے؟"

وہ اپنی ہی بات پر الجھا اور الجھتی نگاہوں سے بشریٰ اور حیدر کی طرف نگاہ دوڑائی

"شادی کرنا چاہتے ہو آزل یا بس ابھی ویسے سوچ رہے ہو؟" بشریٰ بیگم بھی ٹیک چھوڑ کر قدرے سنجیدہ ہوئیں

"نکاح کرنا چاہتا ہوں اور بہت جلد کرنا چاہتا ہوں" وہ یہ بات کرتے ہوئے نظروں کا رخ پھیر کر دروازے کی طرف لے گیا اور وہ میاں بیوی آنکھوں میں حیرت لئے ایک دوسرے کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے

www.novelsclubb.com

"میرے خیال میں رباب آئی ہے میں ذرا دیکھ لوں" وہ بات ادھوری چھوڑ کر دروازے کی طرف لپکا

کافی والا ٹرے ملازمہ سے لے کر کمرے میں موجود گول میز پر رکھ دیا

"رباب بی بی کی دوست کا فون آگیا تھا وہ کافی بنا کر کمرے میں چلی گئیں ہیں" ملازمہ دروازہ بند کر کے واپس چلی گئی

"اچھا بتاؤ کون پسند آئی ہے" بشریٰ بیگم کافی کا کپ پکڑ کر پھر سے سیدھی ہوئیں

"ماما زمل نام ہے اس کا اور بابا شوکت علی کی بیٹی ہے وہ" یہ پہلا انکشاف تھا جسے سن کر حیدر چونکے، وہ جو بات جس سے کرنا چاہ رہا تھا اسی کے چہرے کی جانب آنکھیں پھیر کر سنجیدگی سے اپنی بات ان کے گوش گزار کر رہا تھا

"شوکت علی میرا ایم این اے وہ جس کی تم نے مجھ سے اس دن بات کی تھی سرسری سی زمل شوکت وہی ہے نا جو تمہارے داداوالے گھر پر رہ رہی ہے آجکل؟" حیدر عباس اپنی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ سنجیدگی مفقود کر چکے تھے

www.novelsclubb.com

"آزل اس لڑکی کو معلوم ہے تم اس میں انٹرسٹڈ ہو؟" اب کی بار بشریٰ بیگم نے سوال کیا

"جی بابا وہی زمل جو داداوالے گھر پر رہ رہی ہے مجھے وہی پسند ہے اور ماما وہ یہ بات نہیں جانتی" اس نے تحمل سے جواب دیا

"آزل اس کا باپ غدار ہے تم ایک غدار کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہو ایک فوجی افسر ہو کر؟" وہ کرسی کو جھلانا چھوڑ کر سنجیدہ ہوئے، فی الحال معاملہ فہمی سے کام لینے کا ارادہ صرف آزل کا تھا وہ دونوں واقعی ذرا جذباتی انداز اپنا رہے تھے ان کی جگہ کوئی بھی والدین ہوتے تو ان کے تاثرات بھی یقیناً اُن سے مختلف نہ ہوتے

"بابا اس کا باپ غدار ہے اور اسکو بے نقاب کرنے والی زمل ہی ہے یہ بات آپ جانتے ہے اور فوج کو بھی یہ بات پتہ ہے، جس کا گناہ ہو اسی کے سر مسلط کرنا سمجھداری ہے اور ماما مجھے نہیں لگتا کہ مجھے اپنے منہ سے زیادہ صفائی دینے کی ضرورت ہے آپ ملیں گی کل اس سے تو خود سے اندازہ لگا لیجیے گا وہ کیسی ہے، مجھے یقین ہے اس سے مل کر آپ جان جائیں گی کہ وہ مجھے کیوں پسند آئی ہے" وہ اپنے سامنے پڑے کافی کے کپ کو گھورتے ہوئے بولا، اس نے بات کرنے میں جو مصلحت اپنائی تھی وہ اس کے مدعے کو زیادہ بہتر طریقے سے اجاگر کر رہی تھی، ایک ہی بار میں اپنی ماں اور باپ کے سوالوں کو جوڑتا وہ اگلے ہی لمحے جواب دے رہا تھا، ہر قسم کی بناوٹ اور لگی لپٹی بات سے گریز کر کے وہ اپنی بات میں وزن ڈال رہا تھا

"آزل یہ سب تو ٹھیک ہے مگر مجھے کنفیوژن اس بات کی ہے کہ آپ یہ سب اتنی جلدی کیوں کرنا چاہ رہے ہو؟" یہ سوال بیک وقت بشریٰ اور حیدر کے دماغ میں آیا مگر زبان پر بشریٰ کی پہلے آیا

"ماما اس کا کزن ہے ہاشم، وہ کچھ دن پہلے آکر غنڈہ گردی کر چکا ہے گھر پر اور دوبارہ گھر آکر زمل کو کسی طرح واپس لے جانے کی کوشش کرے گا میں نکاح کرنا چاہتا ہوں اسے لیگلی پروٹیکٹ کرنے کے لئے"

وہ بے تاثر، ہنوز سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہا تھا

"ہاشم کون ہے آزل اور اسے تمہارے اس گھر کا کیسے پتہ چلا؟" اب کی بار حیدر عباس نے سوال کیا

اور آزل کو اس کے متعلق جو جو بھی معلومات تھیں وہ سب اس نے حیدر صاحب کے گوش گزار کر دیں

"آزل وہ خطرناک آدمی ہے بیٹا تم کیوں یہ رسک لینا چاہ رہے ہو؟" بشریٰ فکرمندی سے اس سے مخاطب ہوئیں

www.novelsclubb.com

"تو ماما فوج والوں نے مجھے ایسے ہی بھرتی نہیں کر لیا فوج میں، اسے جھگڑنا آتا ہے تو مجھے بھی ٹرکس آتی ہیں آپ فکر نہ کریں اور بابا آپ مجھے سوچ کر بتائیں کہ کیا ایسے انسان سے ایک لڑکی تن تنہا بچ سکتی ہے

جو ماں باپ سے بھی دور ہو، بے سر و سامان ہو؟ اور وہ لڑکی عام نہیں ہے ماما مجھے اچھی لگتی ہے وہ" وہ سر جھکا کر گویا ہوا

"بشریٰ مل کر آؤ کل زمل سے اور آزل تم وہاں گارڈز کی نفری تھوڑی بڑھا دو، رہی بات شوکت کی تو وہ ویسے کی بہت جلد گرفتار ہو جائے گا، اور یہ کافی بیٹا یہ کافی تو تم نے ٹھنڈی کر دی ہے" وہ اپنا خالی کپ آزل کو پکڑاتے ہوئے اطمینان سے بولے، آزل کو ان کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر جس قدر اطمینان ہوا تھا وہ اس بات کا اندازہ لگا کر نہیں آیا تھا، جو بات کرنا اسے اپنی زندگی کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا وہ بات اس کے باپ نے خندہ پیشانی سے سن کر حل کر دی تھی کافی کا بھرا ہوا کپ دیکھ کر اسے بے اختیار سمیر یاد آیا اور اس کے ہونٹوں پر گہری اطمینان بخش مسکراہٹ پھیل گئی

"میں ٹھنڈی کافی بھی پی لیتا ہوں" وہ کافی کا کپ پکڑ کر بولا

بشریٰ ابھی قدرے الجھن زدہ تھی مگر وہ ہمیشہ سے ایک بات جانتی تھیں کہ آزل جو فیصلہ کرتا ہے وہ نہ صرف دیرپا ہوتا ہے بلکہ پائدار بھی ہوتا ہے اور یہ تو تھا بھی اس کی زندگی کا فیصلہ بھلا آزل یہ فیصلہ بغیر سوچے سمجھے کیسے کر سکتا تھا، اور جس انسان نے آج تک اپنی پسند اور خواہشات کا اظہار اپنے منہ سے

نہیں کیا تھا وہ پہلی بار جو عقیدت اور خواہش کا اظہار کر رہا تھا تو اس کا احترام کرنا آزل کا حق تھا اور اولاد کا جائز حق ماں باپ کا فرض بن جاتا ہے۔

"ٹھیک ہے میں جاؤں گی کل زمل سے ملنے آزل وہ لڑکی آپ کا انتخاب ہے اور آپ کا انتخاب یقیناً اچھا ہو گا" وہ مسکرا کر آزل کی جانب متوجہ ہوئیں

"بہت شکریہ بابا اور ماما آپ کا بھی شکریہ میری بات سننے کا میری پریشانی ختم کرنے کا صبح ملتے ہیں شب بخیر" اپنی ماں کا ہاتھ تھام کر اس نے احتراماً چھوڑا اور حیدر کو ایک مسکراتی نظر سے الوداع کر کے کمرے سے چلا گیا

"حیدر وہ بہت خوش ہے اپنے اس فیصلے سے اللہ پاک اسے بہت خوش رکھے آمین"

"آمین ویسے ہی باپ سے بات کرتے ہوئے جھجکتا ہے مجھے پہلے دن بتایا ہوتا تو میں ہاشم کو وہاں کبھی آنے بھی نہ دیتا" وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولے

www.novelsclubb.com

"نہیں نہیں حیدر بلکہ اچھا ہے نا، ہاشم اگر وہاں نہ آتا تو آزل کو زمل سے شادی کا خیال کیسے آتا؟ جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے" وہ ہاتھوں پر لوشن ملتے ہوئے بولیں اور وارڈروب سے کالے رنگ کا چھوٹا ساڈبہ نکالنے لگیں

"زمل بی بی آزل صاحب کی امی آئی ہیں آپ سے ملنے کے لئے" بی جان دروازے سے کہہ کر واپس جانے کے لئے پلٹیں

"مجھ سے ملنے آئی ہیں، اچھا میں آ رہی ہوں" وہ جائے نماز کو تہہ لگا کر جلدی سے اٹھی اور دوپٹے کو ٹھیک طرح سر پر سیٹ کرنے کے لئے شیشے کے آگے کھڑی ہو گئی، یہ سب اس کے لئے غیر متوقع تھا جس کی وجہ سے وہ تھوڑا ہچکچا رہی تھی

www.novelsclubb.com

دل میں ایک دو بار خیال آیا کہ شاید ہاشم والے واقعے پر بات کرنے آئی ہوں گی لیکن ہر قسم کے منفی مثبت خیالوں کو جھٹک کر وہ کمرے سے باہر نکل آئی

"السلام علیکم آنٹی" وہ بشریٰ کے عقب سے سلام کر کے ان کے مقابل آ کھڑی ہوئی، نیلے جامنی رنگ کی گھٹنوں تک آتی قمیض اور لمبے آستین والا گہرا میرون اونی سویٹر، سیاہ رنگ ٹروزار اور ہلکے کاسنی رنگ کا دوپٹہ سر پر لئے وہ سادہ مگر نفیس لگ رہی تھی، وہ ہر رنگ میں خود کو ڈھال لیتی تھی اور حسبِ توقع آج بھی ایسا ہی ہوا

"وعلیکم السلام آؤ زمل بیٹھو" وہ اس کو دیکھ کر متاثر کن نظروں سے مسکرائیں اور اپنے سامنے والے صوفے کی طرف اشارہ کر کے اسے بیٹھنے کو کہا

"اس گھر میں دل لگ گیا؟ کیا کیا ایکٹیویٹیس ہیں میرا مطلب دل بہلانے کے لئے کیا کیا کرتی ہو بیٹا؟" کہہ کر انھوں نے زمل کو ایک تسلی بخش مسکراہٹ سے نوازا جیسے وہ زمل کو سننا چاہتی ہوں

"جی آنٹی گھر میں رہنے والے لوگ اچھے ہوں پھر چاہے ایک دو ہی کیوں نہ ہوں دل لگ جاتا ہے، بی جان کے ساتھ ہاتھ بٹانا، کبھی کبھی لنچ یا ڈنر بنانے میں ان کی مدد کر دینا اور اکثر مطالعہ کرنا بس یہی کرتی ہوں سارا دن" وہ تحمل سے بول کر اگلے سوال کا انتظار کرنے لگی ممکنہ طور پر وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اگلا

www.novelsclubb.com

سوال اس کے ماضی کے متعلق پوچھا جائے گا نہیں تو کم سے کم ہاشم کا زکر ضرور کیا جائے گا اور وہ ان دونوں سوالات کے لئے تیار بیٹھی تھی

"بی جان نے بتایا ہے مجھے کہ ان کی بیماری میں آپ نے بہت خیال رکھا ان کا اور آزل کی غیر موجودگی میں اس گھر کی عزت کا خیال رکھا اور اس کا نام ظاہر نہ کر کے اس کے ساتھ وفاداری نبھائی ہے" وہ بی جان سے چائے کا کپ لیتے ہوئے مخاطب ہوئیں

"آنٹی جو احسان آپ کے بیٹے نے مجھ پر کئے ہیں ان کے بدلے اگر میں اس سے زیادہ بھی کر سکتی تو کر دیتی، سب سے پہلے مجھے محفوظ پناہ گاہ دی گئی، یہ کپڑے یہ جوتا جو میں نے اس وقت پہنا ہوا ہے کچھ بھی اپنے گھر سے نہیں لائی، مجھے وہ عزت اور مقام دیا گیا ہے جس کی تلاش مجھے ہمیشہ اپنے گھر والوں سے رہی تھی صرف منہ سے شکریہ کر دینے سے احسان نہیں چکائے جا سکتے" وہ گھر کے داخلی دروازے سے آزل کو آتا دیکھ کر خاموش ہوئی اور ساتھ ہی نظریں پھیر کر بی جان کو دیکھنے لگی جو زمل کے لئے چائے کا کپ تیار کر رہی تھیں

"بی جان ایک چائے کا کپ میرے لئے بھی" وہ بی جان کو کہہ کر واپس لان میں چلا گیا

"یہ والی چائے آپ ان کو دے آئیں بی جان میں اپنے لئے اور بنا لیتی ہوں" صوفے سے تھوڑا آگے سرک کر وہ اپنے کپ میں چائے کا قہوہ اور دودھ ڈالنے لگی

"ایک سوال پوچھوں آپ سے زمل ذرا پرسنل سا سوال ہے لیکن اپنی بیٹی کی حیثیت سے پوچھ رہی ہوں "

اس کے دماغ میں چلتے سوالوں میں سے ممکنہ طور پر پہلا سوال پوچھے جانے کی توقع میں اس نے سر کو ہلکا سا خم دے کر اجازت دی، کان بالکل تیار تھے بلکہ جواب بھی زبان پر ہی موجود تھا، جسم ذرا سا ٹھنڈا پڑا شاید اس خوف کے زیرِ اثر کہ بس اب تو زبان ڈگمگا جائے گی پھر بھی اس نے نارمل رہنے کی بہترین اداکاری کی

"کسی کو پسند کرتی ہو؟ میرا مطلب ہے کوئی ایسا جس سے شادی کرنے کا خیال کبھی ذہن میں آیا ہو؟" وہ اپنے اس سوال پر قدرے الجھی تھیں زمل نے واضح محسوس کیا ان کا اعتماد بھی یہ سوال پوچھنے پر لڑکھڑایا ہے، اس سوال پر وہ حیرت زدہ ہونے کے ساتھ باقاعدہ چونکی، دماغ میں سوال کو بٹھانے کی کوشش کی اور اس کا سب سے موضوں جواب بھی ٹٹولنے لگی، یہ سوال اب تک کا سب سے غیر متوقع سوال تھا

www.novelsclubb.com

بیک وقت الجھا اور چونکا دینے والا، وہ تو کسی اور طرز کے سوالوں کی تیاری کر کے آئی تھی مقابل سے بالکل الگ نوعیت کے سوال آ رہے تھے جو ہمہ وقت مشکل اور آسان تھے تھوڑا سا سوچنے سے حل ہو جانے والے، دماغ نے جواب تیار کیا اور وہ گویا ہوئی

"اس افرا تفری کی زندگی میں کبھی کسی کو پسند کرنے کا وقت ہی نہیں ملا، جب اپنے گھر پر تھی تو گھر والوں کی پسند ہی مجھ پر مسلط کی گئی، رہی بات شادی کی تو مجھے نہیں لگتا کہ اپنے گھر کو چھوڑ دینے کے بعد کوئی مجھے اپنی عزت بنانے کا سوچے گا اور جب تک ہاشم یہاں آس پاس رہے گا وہ اچھا گمان کرنے والوں کو بھی بدگمان کر دے گا اور سیدھی بات کروں آنٹی تو اب لوگوں کو صفائی دینے کا دل بھی نہیں چاہتا"

وہ صاف گوئی سے بولی حیرت انگیز طور پر مستحکم انداز سے موقف پیش کیا گیا

"بیٹا آپ کو ایک بات کا یقین دلاؤں آپ کو کبھی بھی ہمیں صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی"

"پہیلی کا ایک سرا اپنے پاس رکھ کر انھوں نے زمل کو واضح الفاظ میں اشارہ دیا

"میری خوش قسمتی ہے مجھے اللہ نے آپ جیسے لوگوں کے گھر بھیجا، آنٹی میں آپ سے ملنے سے پہلے سوچ کر آئی تھی کہ جب آپ مجھ سے میرے گھر، حالات اور ہاشم کے بارے میں سوال کریں گی تو میں

آپ کو کیا جواب دوں گی لیکن آپ نے میرے ماضی سے متعلق ایک سوال بھی نہیں پوچھا۔۔"وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی مگر خاموش ہو گئی اس کی مضطرب سی آنکھوں میں ان گنت سوال گردش کرتے نظر آئے

"ماضی کو کریدنے سے درد ہوتا ہے اور جس بات سے بچوں کو درد ہوتا ہو کوشش کرنی چاہیے بڑے ایسی بات ہی نہ کریں میں یہاں کوئی اور عرض لے کر آئی ہوں"وہ اپنائیت سے بولیں، زمل کا جھکا سر تھوڑا اونچا ہوا اور بے ترتیب سانسیں قدرے بحال ہوئیں

"جی بولیں آنٹی کیا حکم ہے میرے لئے؟"چائے کا چھوٹا سا گھونٹ بھر کر وہ مکمل طور پر بشریٰ کی جانب متوجہ ہوئی

"میں چاہتی ہوں آپ آزل کو اپنے لئے کنسیڈر کرو، اس کے کردار، شخصیت، اسکی ذات سے متعلق جو پوچھنا چاہو مجھ سے پوچھ لو گارنٹی چاہیے تو وہ بھی لے لو لیکن ایک بار اسے کنسیڈر کرو، بیٹا کوئی زبردستی نہیں ہے ایسا کرنے کی یہ تو بس عرضی تھی میری طرف سے"وہ اس کی حیرت میں ڈوبی آنکھیں دیکھ کر بولیں خود کی آنکھوں میں بھی التجا تھی۔

www.novelsclubb.com

شدید سردی کے موسم میں زمل کو گرمی کا احساس شدت سے ہوا آنکھیں بشریٰ بیگم کو دیکھ رہی تھیں اور دیکھتی ہی چلی گئیں، اسے شدت سے یہ احساس ہوا کہ اس کے کانوں نے سننے میں غلطی کی ہے اور دماغ نے ان کی بات کو غلط رنگ دیا ہے، چند ثانیے وہ تمام تر تاثرات کو باہم جوڑ کر کسی جملے کی تکمیل کی تگ ودو میں مصروف ہوئی اور تھوڑی سی ہمت آتے ہی ہونٹوں کو حرکت دی

"مجھے لگ رہا ہے میں یا تو سننے میں غلطی کر رہی ہوں یا آپ اپنی بات مجھے صحیح طرح سمجھا نہیں سکیں"

اضطراب در اضطراب، زندگی کس سمت لے جا رہی تھی اسے وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی، اسے ایک سیکنڈ کو لگا کہ زندگی اسے اسکی مانگی ہوئی دعاؤں کی طرف لے جانا چاہ رہی ہے، دل نے بے اختیار کہا جس سمت ہوائیں جا رہی ہیں اسی سمت پرواز کر جاؤ تمہارے شکر کے سجدے طویل ہو جائیں گے تمہیں من چاہا انسان مل جائے گا تو زندگی کا ہر کرب تمہارے دل سے چن کر مٹا دے گا، دماغ میدان میں کودا اسے یاد دلایا وہ خوددار ہے اپنی زندگی کی کچھ جنگیں تن تنہا لڑنی پڑیں گی چاہے سکت نا بھی ہو پھر بھی، دل اور دماغ کی جنگ میں غلبہ کسی ایک کو ملنا تھا فیصلہ بہت مشکل تھا لیکن بہتر انداز میں سوچ کر آسان حل ہاتھ آ سکتا تھا

www.novelsclubb.com

"نہ آپ نے غلط سنا ہے نہ میں نے کوئی مشکل بات کی ہے، بظاہر یہ بات میرے منہ سے سن کر عجیب لگ رہی ہو گی لیکن حقیقت یہی ہے، آپ نے بھی تو اپنی زندگی میں چند ناممکن چیزوں کو ممکن کیا ہے، تو کیا ایسا ممکن نہیں کہ آزل اور آپ کا نکاح ہو جائے آپ ہمیشہ کے لئے اس گھر کی عزت بن جائیں؟"

اس نے بشریٰ کی بات پر ادب سے اپنا سر جھکا یا بشریٰ بیگم کے لہجے سے وہ اپنے لئے جو جذبات محسوس کرنا چاہتی تھی وہ کر چکی تھی، وہی خلوص اور اپنائیت تھی جو اس گھر میں آنے کے بعد سے آج تک اسے دی گئی تھی، کیا بس اتنا ہی تھا میرا امتحان؟ کیا قربانی دینے والے کو میرا رب اتنا زیادہ بھی نواز دیتا ہے؟ کیا اللہ کے لئے چھوڑے ہوئے رشتوں کے عوض نئے اور پائیدار رشتے نصیب میں لکھ دئے جاتے ہیں؟ کیا غداروں کے گھر سے نکلی ہوئی بچی کو محب وطن کی بیوی ہونے کا اعزاز بھی بخشا جا سکتا ہے؟ کیا اللہ کے لئے بھی کچھ ناممکن ہوتا ہے؟ کیا وہ سب کو یوں ہی بے لوث اور بے انتہا انعامات سے نواز دیتا ہے؟ کیا واقعی ہی یقین کی جڑیں اتنی تن آور اور مضبوط ہوتی ہیں؟ اسے فی الوقت آنکھوں سے شکر کا مادہ بہتا ہوا محسوس ہوا جسے اس نے صاف کرنا گوارہ نہیں کیا اسی کیفیت میں اس نے نظر اٹھا کر مقابل بیٹھی آزل کی ماں کو دیکھا جو ہمہ وقت مسکرا کر زمل کو ہی دیکھ رہی تھیں

www.novelsclubb.com

"آنٹی شکریہ سے بڑا کوئی لفظ ڈھونڈ رہی تھی لیکن مجھے ملا ہی نہیں، میں آپ کی بات پر غور کروں گی" وہ آنکھوں میں تشکر کا پانی لئے صوفے پر سے اٹھ گئی اسی وقت لان سے آزل گھر کے اندر داخل ہوا، زمل کی نگاہیں اس تک گئیں اور آج پہلی بار تھا کہ اسی پر گڑھ گئیں آج پہلی بار وہ مرکز نگاہ بنا تھا، جاذب نظر، بارعب، سلیقہ منداور باعزت، اس کی سب سے بڑی خوبی یہی تھی کہ وہ زمل کی نظر میں باعزت تھا، ہاتھ کی پشت سے اس نے اپنی آنکھوں کو صاف کیا، مقابل نے بھی بس ایک نگاہ اٹھا کر اسکی پر نم آنکھوں میں جھانکا جن میں شکر کے ساتھ ساتھ ممنون عزت تھی، وہ اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا جیسے حوصلہ دے رہا ہو اور سر جھٹک کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا، زمل کی نظروں نے آزل کا تعاقب چھوڑا اور آگے بڑھ کر بشریٰ بیگم کے گلے سے لپٹ گئی

"میں کوشش کروں گی آپ کو مایوس نہ کروں اور اس بار میں اپنے آپ کو بھی مایوس نہیں ہونے دوں گی" وہ ان کے مقابل کھڑی ہو کر خلوص سے بولی اب کی بار مسکراہٹ ہر شک سے پاک تھی۔

"چلو میں چلتی ہوں جلدی ملاقات ہو گی ان شاءاللہ اپنا خیال رکھنا بیٹا" بشریٰ بیگم زمل کا کندھا تھپک کر لان کی طرف بڑھ گئیں اور وہ اپنے کمرے کی طرف، یقیناً شکر کا پہلا طویل سجدہ کرنے کی غرض سے۔

www.novelsclubb.com

اس پر دلہن کا روپ کیا خوب چڑھا تھا، جو دیکھے ایک بار ٹھٹک جائے، ہاتھوں سے لے کر بازوؤں تک سجی حنا کا گہرا رنگ، چمکتے چہرے پر بکھری اطمینان بخش مسکراہٹ، یہ محبت کا روپ تھا جو اس پر پوری آب و تاب سے چمکا تھا، آج مہندی کی تقریب تھی وہ پیلے رنگ کے گھٹنوں تک آتے فراک اور ہم رنگ شرارے میں حسین لگ رہی تھی، سبز رنگ کا کامدار دوپٹہ سر پر اچھے سے سجا ہوا، دونوں ہاتھوں میں درجن درجن ہری اور پیلی چوڑیاں اور چوڑیوں سے آگے کلائی میں گلاب اور چنبیلی کے تر و تازہ گجرے، بالوں کی چوٹی باندھ کر گردن سے آگے اور اس میں لگے موتیے کے نفیس پھول اس کی نذاکت میں چار چاند پرونے کا کام کر رہے تھے، آنکھوں میں لگا کاجل اور مانگ میں سجا سنہرا ٹکا اور ماتھے پر دائیں بائیں نکلی دو لٹیں، ہونٹوں میں سجی سرخی اور ہلکا سا میک اپ جو اس نے خود گھر پر کیا تھا اور پیروں میں تلے والا کھسہ اڑسے وہ نک سک سی تیار بیٹھی تھی

www.novelsclubb.com

آج کا فنکشن بھی اسی گھر کے لان میں منعقد ہونا طے پایا تھا اور سب اسی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔

مہندی کی تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوئے قریب آدھے گھنٹے بعد آزل بشریٰ بیگم اور رباب کے ساتھ پہنچ چکا تھا، جاتے ہی سب سے پہلے وہ حدید اور سمیر سے ملا اور باتوں میں مشغول ہو گیا،

"آئیں جی حدید صاحب کیسے ہیں آج وقت پر کیسے پہنچ گئے آپ؟"آزل نے حدید کو دیکھ کو سوال کیا

"بس یار جب سے سنا ہے کپتان ہونے والا ہوں احساسِ ذمہ داری بڑھ گئی ہے" وہ سمیر کو آنکھ مارتے ہوئے بولا۔

"ویسے اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ میرے بعد کون شادی کا لڈو کھائے گا؟"سمیر کی بات پر آزل مسکرایا

"تم پہلے اپنی مہندی نبٹالو ہماری فکر پھر کر لینا چلو شاباش واپس سٹیج پر جاؤ" حدید اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے سٹیج تک لے گیا اب مہندی کی تقریب اپنے جوبن پر تھی

www.novelsclubb.com

"سمیر یار اب اجازت دو رات کافی ہو گئی ہے ماما کو گھر اتار کر میں نے داداوالے گھر جانا ہے کل بارات پر ملتے ہیں" وہ اس کے بغل گیر ہو کر بولا اور اجازت لے کر چل دیا

"ماماہانیہ واز لکنگ سوپر یٹی ماشاءاللہ "رباب پیچھے والی سیٹ پر سے تھوڑا آگے کھسکی اور آگے والی سیٹوں کے درمیان میں سر اڑا کر خوشی سے بولی

"ماشاءاللہ ان کی جوڑی ہی بڑی پیاری ہے جچتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ "بشریٰ بیگم فرنٹ سکرین کو دیکھتے ہوئے ہی متوجہ ہوئیں اور اپنی رائے کا اظہار کیا باتوں باتوں میں گھر آگیا تھا وہ ان دونوں کو اتار کر رکنے کی بجائے عباس ہاؤس کی جانب رواں دواں ہو گیا۔

اپنی گاڑی کو عباس ہاؤس سے کافی پیچھے پارک کر کے وہ اپنے بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق پیش قدمی کرنے لگے، پچھلی بار کے چکر سے وہ گھر کے نقشے کا کافی حد تک اندازہ لگا چکے تھے آپ اسی اندازے کی بنیاد پر انھوں نے چھپ کر نقب لگانے کا ارادہ کیا تھا، وہ گھر کے پچھلی جانب کی اس دیوار سے کودے جو خاردار نہیں تھی اندر کود کر ان کا پہلا ہدف پیچھے کے دروازے کو پار کرنا تھا جو زمل کے کمرے کے سب سے زیادہ قریب تھا، اس دروازے کا درمیانی حصہ جالی دار تھا مگر اسی دروازے کے پیچھے لگا دروازہ لکڑی کا تھا، اور قسمت کی ستم ظریفی سے لکڑی کا دروازہ پہلے ہی کھلا تھا اور پیچھے بچا تھا جالی والا

دروازہ ان کے پلان میں پہلے لکڑی کا دروازہ توڑنا تھا پھر جالی والے دروازے کو کاٹ یا توڑ کر اندر آنا، وہ لوہے کی جالی دکھنے میں ناپائیدار لگتی تھی مگر درحقیقت مضبوط تھی

"ہاشم اب کیا کریں یہ دروازہ توڑنا پڑے گا؟" معیز نے دروازے کا معائنہ کرتے ہوئے پریشانی سے کہا

"ہاں توتوڑدو آواز سن کر جو بچانے آئے گا وہ میرے ہاتھوں سے مارا جائے گا آج رحم نہیں کھانا کسی پر میں اسے کسی صورت یہاں نہیں چھوڑوں گا اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا" وہ نفرت کی آگ میں سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ دھیمے سے بولا ہاتھ میں چار ایم ایم بور کا گولیوں سے بھرا ریوالور تھا، اس کی بات پر ارسلان نے اپنے کندھے اور بازو کی مدد سے دروازے کو دھکا دیا، ہلکا سا شور ہوا مگر گھر سے فی الوقت کوئی مزاحمت نہیں ہوئی، تیسری دفعہ کے قدرے زوردار دھکے سے دروازہ کھلا اور وہ تینوں اندر داخل ہو گئے، ان غیر معمولی آوازوں پر آزل چوکنا ہوا اور اپنے سائیڈ ٹیبل کے آخری دراز سے جرمن ساختہ گلاک پسٹل نکالا جس کا میگزین محض تین گولیوں پر مشتمل تھا، کلک کی ہلکی سی آواز پر پستول کارک (لوڈ) ہوا اور ساتھ ہی اس نے اپنی جینز پر لگے ہولڈر میں اسے اڑایا اور ہلکے قدموں سے بغیر آواز کے کمرے سے نکلا

"کون ہے بی جان آپ ہیں؟" وہ کچی نیند سے ہڑبڑا کر اٹھی کمرے کی بجھی ہوئی بتیوں میں وہ دوپٹے کو گردن کے گرد حائل کرتے ہوئے تیزی سے اٹھی اور دروازے کی جانب آئی

ہلکی سی کلک پر دروازہ کھلا ہاشم نے ایک دھکے سے دروازہ پورا کھولا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا، سینسرز سے جڑی مدھم لائٹیں خود بہ خود روشن ہوئیں، اس نے آگے بڑھ کر کمرے کی بتیاں جلائیں، زمل اس کو دیکھ کر ہلکے قدموں سے پیچھے جانا شروع ہوئی، اس بار اس کی آنکھوں کے آگے واضح اندھیرا چھایا

"تمہیں بولا تھا میری جان میں واپس آؤں گا تمہیں لے کر جاؤں گا اور دیکھو میں آگیا" اس نے ہاتھوں میں پکڑا ریوالور اپنی پینٹ کے ہولڈر میں اڑسا، اس کا رنگ فق ہوا چہرے پر ایک رنگ آکر گزرتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا

ابھی آزمائش ختم نہیں ہوئی، ابھی امتحان مکمل نہیں ہوئے، ابھی مجھے مزید آزمایا جائے گا، ابھی کچھ اور تماشہ ہونا باقی ہے، اتنی آسانی سے خوشی میسر آجانے کا میں نے کیسے سوچ لیا؟ مجھے خوش ہونے کا اتنا

www.novelsclubb.com

تھوڑا حق کیوں دیا گیا، میرا اچھا وقت لمحوں میں کیسے گزر گیا ابھی تو اللہ مجھے خود کو ملی ایک خوشی کا بھی پوری طرح یقین نہیں آیا تھا کہ غم کا پورا پہاڑ میرے مقابل لا کھڑا کیا

وہ سوچ کی قید سے پل بھر میں آزاد ہوئی

"میرے قریب مت آنا ہاشم مم میں تمہیں یہ دے ماروں گی" وہ سنگھار میز پر پڑا شیشے کا گلاس اپنے ہاتھ میں تھام کر بولی

"زمل میری معصوم کزن یہ جو گولیوں سے بھری ہوئی پستول میں نے رکھی ہے یہ میں دکھانے کے لئے تو نہیں لایا، تم مزاحمت کرو گی تو بدلے میں ایک دو حمایتی تو گرانے پڑیں گے" وہ کہہ کر بدستور زمل کی جانب بڑھنے لگا

"اپنی بکواس بند کرو اور جدھر کھڑے ہو وہیں رک جاؤ" وہ اس جانی پہچانی آواز کو سن کر لمحے بھر کو ٹھٹک کر کچھ یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا، آواز اس کے پشت سے آئی تھی

"مجھے لگتا ہے تمہارا خیر خواہ آگیا ہے زمل چلو اچھا ہے ایک ہی بار میں دونوں بھگتائے جاؤ گے" وہ طنزیہ مسکرا کر الٹے قدم واپس پھرا

www.novelsclubb.com

"ارسلان گھر کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو اور معیز تم دروازے کے باہر جا کر کھڑے ہو جاؤ فوراً" وہ اپنے دماغ پر زور ڈال کر کچھ یاد کرنا چاہ رہا تھا

"مجھے لگتا ہے ہاشم تمہارے دماغ کے ساتھ ساتھ یاداشت بھی کمزور ہے یا پھر تم پہچاننا چاہ نہیں رہے" آزل دونوں بازو باہم باندھ کر گویا ہوا چہرے پر مسکراہٹ تھی

زمل نے آنکھ اٹھا کر آزل کو دیکھا اور سر جھکا لیا شیشے کا خالی گلاس ہنوز اس کے ہاتھوں میں مفقود تھا وہ یہ دیکھنے سے جتنا کتراتی تھی آج وہی سب حقیقت بن کر اس کے آگے کھڑا تھا

"تو تم ہو وہ بے غیرت جو ہمارے گھر کی عزت کو بھگا کر لایا ہے تم سے تو میرا دوہرا حساب بنتا ہے" وہ ساکت قدموں سے اس غیر متوقع شخص کو گھور کر بولا جس کے یہاں پائے جانے کا ہاشم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا

www.novelsclubb.com

"بالکل صحیح پہچانا ہاشم لیکن ایک بات کلئیر کر دوں تمہیں عزت عزت داروں اور غیرت مندوں کی ہوتی ہے ایک بات اور زمل تمہاری عزت نہیں ہے" ہنوز بازو باندھے وہ گویا ہوا لہجہ قدرے سنجیدہ تھا

"تو عزت تیرے جیسے کمینوں کی میراث ہے جو شریف گھروں کی لڑکیوں پر نظر رکھتا ہے اچھا ہی ہوا جو مجھے تو مل گیا اور مجھے پتہ چل گیا کہ تو زمل کو ورغلا کر یہاں لایا ہے" وہ آزل کو دیکھ کر طنزیہ بولا تمیز کا ہر دائرہ پار کرنے میں ہاشم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی

"اس کمینے کو آزل عباس کہتے ہیں میر ہاشم مشتاق" اب کی بار آزل اطمینان سے بازو چھوڑ کر سیدھا ہوا

"بھاڑ میں جاؤ تم، زمل تو یہ تھا سارا چکر اسی لئے تم ہر بار میرا ہاتھ چھڑاتی تھی اور اسی کے لئے تم نے اپنا گھر بار ماں باپ سب چھوڑ دیا" وہ زمل کی جانب دیکھ کر چنگھاڑا

"میں نے اپنے ملک کے لئے سب کچھ چھوڑا ہے ہاشم اور میں ایک غدار کے منہ لگنا بھی پسند نہیں کرتی ر، میرے کردار پر اس سے آگے ایک لفظ بھی مت بولنا" وہ دھیمے مگر دوٹوک انداز میں بولی

"میرے خیال میں تم بھول رہی ہو کہ میں تمہارا اور تمہارے اس عاشق کا منٹوں میں کیا حشر کر سکتا ہوں؟" ہاشم نے ہولڈر میں اڑسا ریوالور سیکنڈ میں اپنے دائیں ہاتھ میں تھاما اور اس کا رخ آزل کی جانب کیا

www.novelsclubb.com

"میرا دل تو چاہ رہا ہے پوری کی پوری چھ گولیاں تم پر ضائع کر دوں مگر وہ جو باہر کھڑے تمہارے گارڈز ہیں ان کو بھی تو ٹھکانے لگانا ہے" آزل پر نشانہ باندھ کر اس نے وحشت ناک انداز میں قہقہہ بلند کیا

"ہاشم آزل کا کوئی قصور نہیں مم میں نے بتایا تھا اس تمہیں میں خود آئی ہوں میں تو مال والے دن ان کو جانتی تک نہیں تھی تم گن نیچے کرو پلیز ہاشم میں سب بتاتی ہوں، ان کو چھوڑ دو" اس نے باقاعدہ روتے ہوئے التجا کی

"اور تمہیں لگتا ہے کہ مجھ پر تمہارے ان جھوٹے آنسوؤں کا اثر ہو جائے گا زمل" وہ اپنا رخ زمل کی جانب موڑ کر گویا ہوا ریوالور کا رخ ابھی بھی آزل کی جانب تھا، ہاشم کی توجہ زمل کی طرف ہونا کاؤنٹر اٹیک کا سب سے اچھا موقع تھا، آزل نے آن کی آن میں اپنا گلاک پسٹل ہاتھ میں لیا اور موقع پاتے کی اسے ہاشم کی کنپٹی پر جما دیا

"شش بالکل خاموش بہت بکواس کر لی تم نے، اب میں تمہیں بتاتا ہوں اس گلاک پسٹل میں کیا کچھ ہے، اس میں نوایم ایم بور کا فل لوڈڈ میگزین ہے جو صرف ایک سیکنڈ میں تمہیں ختم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اب آہستہ آہستہ میں تمہیں اپنا تعارف کرواؤں گا کیونکہ تمہیں بہت شوق تھا زمل کے منہ سے

میرا نام سننے کا" وہ ہاشم کے لرزتے ہاتھوں سے اس کا ریوالور لے کر تحمل سے بولا جیسے اس کے لئے یہ سب عام سی بات ہو

"ویسے ایک بات بتاؤ ہاشم موت کو پہلے کبھی اتنے قریب سے دیکھا ہے کہ یہ اعزاز تمہیں بخشنے کا شرف بھی سب سے پہلے مجھے ہی حاصل ہوا ہے"؟ اب کی بار آزل واضح مسکرایا، زمل نے ایک آنکھ اٹھا کر اسے دیکھا وہ دیوار کا سہارا لے کر کھڑی بے جان آنکھوں سے یہ سب مناظر اپنی آنکھوں اور دماغ کے نا بھولنے والے کونے میں محفوظ کر رہی تھی اس نے مزید آنسو بہانے سے خود کو روک رکھا تھا

"تمہارے سارے راز جو زمل نے مجھے بتائے تھے وہ پوری ایمانداری کے ساتھ میں فوج کو بتا چکا ہوں اب انٹیلیجنس والے بہت جلد تم پر اپنے ہاتھ صاف کریں گے، اصل میں میری بڑی خواہش تھی کہ تمہاری گرفتاری سے پہلے میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری تواضع کروں کہ تم نے زمل کو ہاتھ بھی کیسے لگایا" وہ یک دم سنجیدہ ہوا زمل کی نظروں نے اپنے دفاع میں بولنے والے کا تعاقب کیا اور آنکھیں بند کر کے کھولیں جیسے کسی بات پر یقین کرنا چاہ رہی ہو یا اپنی سماعت کی تصدیق کرنا چاہ رہی ہو۔

"مم مجھے پتہ ہے تم گولی نہیں چلاؤ گے تت تم کسی کی جان ایسے کیسے لے سکتے ہو؟" وہ لرزتے ہوئے بولا بے یقین سی نگاہیں زمل کی جانب اٹھیں جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ تم یہاں تک آ کیسے گئی؟

"ایک فوجی کے لئے دشمن کی جان لینا کوئی بڑی بات نہیں ہاشم خاص طور پر جب وہ دشمن ایک غدار ہو" وہ اپنا جواب پورا کر کے تسلی بخش مسکرایا

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ہاشم خوف اور ناسمجھی کے عالم میں بولا

"مطلب بھی میں سمجھاؤں ایک تو تم تسلی سے کسی کے گھر پر نقب لگاتے ہو اور پھر اس کے متعلق پوری معلومات بھی جمع نہیں کرتے، میرے ماتحت سپاہی لیفٹینٹ آزل کہتے ہیں مجھے اب باقی تمہاری مرضی ہے تم کمینا بولو یا گھٹیا کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ ہنوز مسکرایا معاملہ اور حالات دونوں پوری طرح اس کی گرفت میں تھے وہ اب ہاشم کی سہمی ہوئی سے محظوظ ہو رہا تھا

www.novelsclubb.com

"لیفٹینٹ آزل" اس کے دہرانے پر آزل نے اپنی پستول کو اس کی کنپٹی پر مضبوطی سے جمایا، ہاشم کو ابھی تک یقین نہیں آیا تھا کہ وہ واقعی بہت بری طرح پھنس چکا ہے

"ویسے ابھی تک میں نے جتنے بھی نشانے لگائے ہیں ہاشم پچانوے فیصد ٹارگٹ کو لگے ہیں قریب سے نشانہ لینے پر تو بلز آئی کا چانس پکا ہوتا ہے میرا، خیر میں افسر ہوں تو حکم دینے کی بڑی عادت ہو گئی ہے مجھے اب میں جو جو جیسے جیسے کہتا ہوں تم ویسے ویسے کرتے جاؤ ورنہ مجھے غصہ آ جائے گا اور میں اپنی گولی تم پر ضائع نہیں کرنا چاہتا یہ کام تو انٹیلیجنس والے بخوبی کریں گے" وہ اس کا ریوالور ساتھ پڑے صوفے پر اچھالتے ہوئے بولا اور اسے بازو سے پکڑ کر دروازے کے طرف لے جانا شروع کیا جو جس قدر زور سے اس کا بازو پکڑ سکتا تھا پکڑ چکا تھا آخر کو چند حساب کتاب بھی پورے کرنے تھے۔

"اب یہ جو تم نے اپنے دو عدد چمچے کھڑے کئے ہیں ان کو بولو میرے سامنے کسی قسم کی چالاکی نہ کریں کیونکہ میں نے تم جیسے بہت سوں کو ٹھیک کیا ہے" دروازے سے باہر نکلتے ہوئے وہ رعب سے بولا آواز اتنی اونچی تھی کہ ارسلان اور معیز کی سماعت تک باآسانی ٹکرائی

ہاشم کو اس حالت میں باہر آتا دیکھ کر ارسلان اور معیز دونوں ہاشم کے پاس آئے اور ارسلان نے اپنی پستول کا رخ آزل کی جانب کیا

"اسے تم اسلحہ نیچے رکھنے کا کہو گے یا پھر میں کوئی اور طریقہ اختیار کروں؟" آزل اونچی آواز میں بولا

"ارسلان اس کو نیچے رکھو جلدی" وہ لرزتی آواز میں چیخا مگر آواز حلق میں ہی کہیں اٹکی ہوئی تھی

"اب تم دونوں باہر کی طرف منہ موڑو فوراً" اس نے حکمیہ کہا پستول ہنوز ہاشم کی کنپٹی پر تھی

"آگے آگے چلو پیچھے مڑ کے بھی مت دیکھنا ورنہ صرف ایک گولی سے اس کا خاتمہ ہو جائے گا سمجھے تم دونوں" لہجہ بارعب اور غصیلا تھا

ہاشم کو پورچ تک لے جا کر آزل رکا

"دروازہ کھولو رحمت" وہ گارڈ سے مخاطب ہوا

"تم نے میری پراپرٹی میں گھس کر اسے خراب کیا، میرے گھر آئے مہمان پر تم نے ہاتھ اٹھایا میں پھر بھی آخری دھمکی دے کر تمہیں چھوڑ رہا ہوں آئندہ تم یا تمہارے نکمے چیلے یہاں آس پاس بھی دکھ گئے تو میں دھمکی نہیں دوں گا سیدھا گولی ماروں گا اب دفع ہو جاؤ میرے گھر سے" اس نے اپنی مضبوط گرفت ڈھیلی کر کے ہاشم کا بازو چھوڑا اور اسے دروازے کی طرف دھکا دیا

"اور رہی بات زمل کی تو ہاشم وہ میری عزت ہے اس کی حفاظت میں کروں گا اور تیری میلی نظر سے اسے کوسوں دور رکھوں گا، وہ میرے گھر اپنی مرضی سے آئی ہے بالکل اسی طرح اپنی مرضی سے میری

www.novelsclubb.com

زندگی میں شامل ہو گی، تو نے میرے گھر کی اور میرے ملک کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے مجھے اگر آج تجھے مارنے کا حکم ملا ہوتا تو میں ساری تمہیدوں کے بغیر تیری جان نکال لیتا، زمل کے آگے تو میں نے تیرے سے بڑے آرام سے بات کی ہے جس کے تو تھوڑا سا بھی قابل نہیں تھا، لیکن چل اس کے صدقے ہی صحیح تجھ سے تھوڑی تمیز سے بات کر لی اب اپنے آوارہ گرد دوستوں کو لے کر دور ہو میرے گھر سے" اس نے آگے بڑھ کر ہاشم کا گریبان تھاما اور چھوڑ دیا جواب میں ہاشم نے کوئی مزاحمت نہیں کی اور بالکل دروازے کے قریب پہنچ گیا

"اور ایک بات بتاؤں ہاشم یہ جس دروازے سے تو اندر آیا ہے وہ میں نے جان بوجھ کر ہی کھولا تھا تیرے استقبال کے لئے اور میرے پستول کی میگزین میں صرف تین گولیاں تھیں" اس کے گھر سے باہر نکلتے ہی آزل نے مسکرا کر اس پر یہ انکشاف کیا اور زور سے دروازہ بند کیا

"رحمت جاؤان کو اپنی نگرانی میں گاڑی تک چھوڑ کے آؤ" وہ رحمت کو کہہ کر گھر کے اندر داخل ہوا پستول کو وہ واپس اپنے ہولڈر میں ڈال چکا تھا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ جو اندر ابھی ابھی ہمارے ساتھ ہوا ہے یہ سب کیا تھا؟"معیز نے ہڑ بڑا کر گاڑی کا دروازہ بند کیا اور لرزتے ہوئے پوچھا اس کے چہرے کی بدستور ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں، ارسلان کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی سہمی سہمی حیران کن،ان دونوں کو سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ اسلحہ اور تین لوگوں کے ہونے کے باوجود وہ اتنے شرمناک طریقے سے گھر سے کیسے نکال باہر ہوئے اور ہاشم کے غضبناک ہوتے چہرے کو دیکھ کر ان کی سوال پوچھنے کی ہمت بھی نہیں ہوئی تھی۔

"تم دونوں اپنی بکواس بند رکھ سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ نکلو گاڑی سے ابھی کے ابھی"وہ معیز کی جانب دیکھ کر چنگھاڑا اور تیکھی نظر سے ارسلان کو گھورا جو اس وقت تیز رفتاری سے گاڑی چلانے میں مصروف تھا

"وہ فوج میں افسر ہے،اس نے میری اور شوکت کی ساری معلومات فوج کے حوالے کردی ہیں،میں سوچتا ہی رہ گیا کہ یہ کام کس نے کیا ہوگا اور یہ کام اس کمینے نے کیا ہے،میں قتل کردوں گا اس کو"وہ غصے کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا

"اب کی بار جوش سے زیادہ ہوش سے کام لینا تمہارا غصہ تمہیں ناکام کر دیتا ہے ہاشم "معیز نے سہمے ہوئے انداز میں اپنی بات اس تک پہنچائی

"کیسے غصہ نہ کروں وہ کمینا میری منگیتر سے شادی کر رہا ہے،اس نے میر ہاشم سے اس کی چیز کو چھینا ہے میں اسے نہیں چھوڑوں گا، خود تو میں برباد ہو جاؤں گا لیکن اس کو بھی نہیں چھوڑوں گا میں بتاؤں گا اسے کہ میر ہاشم کی چیزوں پر نظر رکھنے کا کیا انجام ہوتا ہے "اس کا غصے سے لال ہوتا چہرہ انتہائی وحشتناک معلوم ہو رہا تھا

ارسلان اور معیز اس کی اس حالت پر پچھلی ہر بات بھول کر اس کے غضب سے سہم گئے تھے۔

کمرے کے دروازے کو ہلکا سا کھٹکا کر وہ خاموشی سے اندر داخل ہوا اور صوفے پر پڑے ہاشم کے ریوالور کو جھک کر تھام لیا

www.novelsclubb.com

"ہاشم چلا گیا ہے آپ یہ گلاس رکھ سکتی ہیں "وہ ریوالور کو ہوا میں آگے پیچھے لہرا کر اس کا موازنہ کرتے ہوئے بولا

آزل کی یاد دہانی پر اس نے فوراً سے اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا اور تھامے ہوئے گلاس کو سامنے بیڈ کی طرف دھکیل دیا

"رات بہت ہو گئی ہے زمل آپ آرام کریں صبح ایک ضروری بات کروں گا آپ سے" وہ کہہ کر جانے کے لئے پلٹا

"یہ سب کچھ جو ابھی ہاشم نے کیا ہے اس پر آپ مجھ سے کچھ نہیں پوچھیں گے، کوئی رائے نہیں دیں گے ؟" وہ دیوار کے سہارے کھڑے ہو کر نا سمجھی سے بولی آواز میں خوف تھا شاید وہ خود بھی نہیں جان سکی کہ یہ سوال کیسے اس کے دماغ اور پھر زبان پر آیا، یا شاید وہ کچھ دیر آزل کو وہاں آس پاس دیکھنا چاہتی تھی کسی پائیدار سی شاخ کی مانند تحفظ کے کامل ترین احساس کے لئے

"کیا کچھ ہوا تھا ابھی جس کے بارے میں مجھے کوئی سوال کرنا چاہیئے ؟ اگر آپ کو لگتا ہے کہ ہاشم کی کہی باتوں سے مجھے یا آپ کو تھوڑا سا بھی فرق پڑا ہے تو زمل، ہاشم ہمیں بری طرح ہرا کر جیتا ہے، اور جس کو اللہ نے آپ کے سامنے شرمندہ کیا آپ اس انسان سے ڈر کر اس کو فتحیاب کرنا چاہتی ہیں ؟ بھول

جاؤزمل ،زندگی میں ان تمام لمحوں کو بھولنا سیکھو جو یاد کرنے پر محض اذیت دیتے ہوں" وہ صوفے کے کنارے بیٹھ کر زمین کو گھورتے ہوئے بولا

اور آج زمل کو اس سے ایک عجیب سی انسیت محسوس ہوئی لرزتے ہاتھوں پر قدرے سکوت طاری ہوا اور بے قابو سی دھڑکنیں واپس اپنی اصل رفتار پر جا پہنچی ،اس نے محسوس کیا کہ آزل نے آج اسے ہر قسم کے تکلف کے بغیر مخاطب کیا مگر لہجے میں احترام ہنوز ویسا ہی تھا جیسا پہلے دن سے روا رکھا گیا تھا

"میں کوشش کروں گی لیکن میرے لئے یہ سب آسان نہیں ہے ،اپنے ساتھ ساتھ میں نے سب کو مشکل میں ڈال دیا وہ ہاشم بہت خطرناک ہے وہ بدلہ لیئے بغیر نہیں رہ سکتا" آنکھیں آنسوؤں سے خالی اور کرب واذیت سے بھری ہوئی تھیں آواز میں ڈر تھا جو لغزش کا سامان پیدا کیئے ہوئے تھا

"ہاشم آپ کے سامنے ہی تھا جیسا بھی تھا ،وہ خطرناک ہے ان لوگوں کے لئے جو اس سے ڈرتے ہیں جس دن آپ نے اس کے خوف سے نجات پالی وہ آپ کی خطرناک والی لسٹ سے خود بہ خود مٹ جائے گا ،اور آپ کو یاد ہوگا میں نے ایک بار کہا تھا آپ سے اپنے خوف سے لڑنا آپ کی ذمہ داری ہے دنیا آپ

کی مدد تو کر سکتی ہے مگر لڑنا آپ کو خود ہی پڑتا ہے" سامنے پڑے سنگھار میز کو مرکز نگاہ بنا کر صاف گوئی سے اپنی بات کہی اور دوبارہ گویا ہوا

"زمل "اس نے اپنا رخ اس کی سمت موڑ کر زمل کو متوجہ کیا اور اس کی توجہ پا کر بولا

"زندگی جتنی بھی ملی ہے ہر لمحہ بہادری سے گزارا جانا چاہیے کیونکہ جہاں ہم بزدل ہوتے ہیں اسی لمحے ہم مر جاتے ہیں، زمل ہم صرف تب تک زندہ ہیں جب تک ہم اپنی سانسوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ ہم جینے کا حق ادا کریں گے اور جس دن اس دنیا میں ہم بزدلی دکھائیں گے وہ دن ہمارے لئے آخری دن ہو گا پھر خواہشات کا قبرستان بننے اور انسان کے زندہ لاش بننے میں دیر نہیں لگتی" ٹھہر ٹھہر کر بالکل آرام اور سکون سے سمجھانے کے انداز میں اس نے زمل کو در حقیقت دلاسہ دیا تھا اور زمل نے ہر ہر بات اپنے کانوں سے سن کر دل پر نقش کی تھی

www.novelsclubb.com

"شکریہ ہر ہر احسان کے لئے جو آپ نے مجھ پر کیا، ہر ہر چیز کے لئے جو مجھے اس گھر میں عنایت ہوئی، میری حفاظت کرنے کے لئے شکریہ، ہاشم سے لڑنے کے لئے شکریہ، آپ سوچ کر بتائیے گا مجھے کہ آپ کے کئے ہوئے ہر ہر احسان کی قیمت میں کیسے چکا سکتی ہوں؟ یہ میری ریکوسٹ ہے میں ہر احسان کو

احسان سے ہی اتارنا چاہتی ہوں ورنہ میری غیرت مجھ سے اندر ہی اندر لڑتی رہے گی اور یہ جنگ مجھے منظور نہیں" وہ دیوار کا سہارا چھوڑ کر سیدھی کھڑی ہوئی اور دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر سے سرکتے دوپٹے کو درست کیا

"آپ میرے کئے ہوئے ہر احسان کا بدلہ اتارنا چاہتی ہیں؟" وہ زمل کی جانب دیکھ کر مخاطب ہوا

خود کو اس کی نظروں کے حصار میں پا کر اس کا دل پھر سے اس کی دسترس سے باہر ہوا اور ایک بار پھر اس نے نارمل رہنے کی بہترین اداکاری کی، جھکی نظروں سے اس نے ہاں میں ہاں ملائی سر کو اوپر نیچے ہلکا سا خم دیا اور آزل کے جواب کی منتظر ہوگئی

"آپ مجھ سے نکاح کر کے میرے ہر احسان کا بدلہ اتار سکتی ہیں اگر منظور ہوا تو میں کل ہی آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں" وہ زمل کے کسی بھی تاثر کو دیکھے بغیر آرام سے اپنی نشست سے اٹھا اور کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر چلا گیا،

www.novelsclubb.com

دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ اپنے حواس میں واپس آئی اور اسی جگہ پر کھڑی ہو کر سامنے کے بند دروازے کو دیکھنے لگی، کمرے میں مدھم سی خوشبو تھی بالکل مدھم مگر دیرپا، دل کے اندر تک اتر جانے

والی، اضطراب کو سکوت عطا کر دینے والی، وہ جان ہی نہیں سکی کہ وہ کتنی دیر دروازے کی سمت کھڑی ہو کر جانے والے کے قدموں کو تکتی رہی ہے، وہ اندازہ ہی نہیں کر سکی کہ وہ اس لمحے سرشاری سے آنسوؤں کا بمشکل باندھا بند گالوں کے راستے بہا رہی ہے، وہ جان سکتی ہی نہیں تھی کہ بے یقینی کی کیفیت میں اگر خوشی مل جائے تو اسے مناتے کیسے ہیں؟ وہ شاید ڈھنگ ڈھونڈ رہی تھی خوشیوں کو صحیح معنوں میں منانے کا، وہ اپنے ارد گرد پھیلی ہر ہر شے کی مثبت لہروں کو اپنی روح میں جذب کر رہی تھی، وہ تصور کی وادیوں کی اکیلی ملکہ تھی ملکہ عالیہ، دنیا کی سب سے خوشنصیب عورت، جس پر احسان نامی لفظ نے ایک الگ سا تاثر بٹھا دیا ہو، یہ وہی تھی جو مفاد کے جھمیلوں سے نکل کر آنے کو اپنے لئے نجات گردانتی تھی، آج اسی پر احسان نامی لفظ نے مفاد نامی لفظ کی چھڑی جنگ کو ختم کر دیا، یہ کیسا بدل تھا؟ یہ کیسا انعام تھا؟ یہ کیسی عنایت تھی، یہ رحمٰن کا کیسا رحم تھا جو ڈری سہمی تن تنہا زمل کو کسی شخص کے دل کی روشنی بنا گیا تھا، دعاؤں نے آج اپنے ہاتھوں سے خوش نصیبی کا تاج اس کے سر پر سجا یا دیا، اظہار آنسوؤں نے کرنا تھا وہ خوش اسلوبی سے اپنا فرض نبھا رہے تھے، اس کے ساکت قدم چند لمحوں میں اسے اس کی منزل تلک لے گئے، وہ کافی دیر ڈائری کے پنے کھول کر اس پر کچھ لکھنے کی جستجو کرتی رہی لیکن آج پہلی بار اس نے محسوس کیا دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا کہ غم جتنا بھی بڑا ہوتا تھا قلم آخر کو

www.novelsclubb.com

چل ہی پڑتا تھا، آج کیا بات ہوئی؟ آج کیا ماجرہ ہوا؟ کیا خوشی ان تمام غموں پر غالب آٹھری ہے کہ قلم کا بوجھ انگلیاں برداشت ہی نہیں کر پا رہیں؟ وہیں بازو پر سر رکھ کر وہ آنکھیں بند کئے کتنی دیر بیٹھی رہی اور ایسے ہی نیند کی آغوش میں چلی گئی اتنی پر سکون اور اطمینان بخشتی آغوش کہ اگر اس کو دو دن تک کوئی نہ اٹھاتا تو وہ سوئی ہی رہتی۔

"بی بی جی اٹھ جائیں صبح ہو گئی ہے" اس نے بی جان کی آواز پر ہلکی سی آنکھیں کھولیں اور بازو پر سے سر اٹھا کر سیدھی بیٹھی، آنکھیں شب بیداری کے باعث سرخ تھیں

"آپ کرسی پر ہی سو گئیں کل؟" وہ ہاشم کے آنے والا واقعہ جانتی تھیں مگر آزل کے منع کرنے پر اس حوالے سے کوئی بات نہیں کی

"مجھے پتہ ہی نہیں چلا کب آنکھ لگ گئی" کرسی سے اٹھ کر اس نے جلدی سے اپنی ڈائری کو بند کیا اور باتھ روم چلی گئی

www.novelsclubb.com

"بی بی آپ نماز پڑھ لیں میں ناشتہ بناتی ہوں" اس کو وہیں سے آواز دے کر فریدہ کمرے سے باہر چلی گئیں

وہ پندرہ منٹ کے بعد فارغ ہو کر کمرے سے باہر نکلی اور سیدھا کچن میں چلی گئ

"آئیں بی بی میں نے چائے بنائی ہے نکالوں آپ کے لئے؟" وہ چائے کے برتن میں چمچ چلاتے ہوئے بولیں

"بی بی، زمل بی بی، بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زمل بیٹا" بی جان نے اس کے قریب آکر مخاطب کیا تو وہ واپس ہوش میں آئی

"ہن جی بی جان بلایا آپ نے؟" وہ نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو مسلتے، اونگھتے ہوئے بولی

"مجھے لگتا ہے آپ کی نیند پوری نہیں ہوئی آپ والی چائے میں پتی زیادہ ڈال دیتی ہوں تاکہ آپ اٹھ سکیں" وہ چائے کی پتی کے ڈبے میں سے چمچ بھرتے ہوئے بولیں

"ہاں ڈال دیں" ہنوز وہ کسی گہری سوچ کے زیراثر بولی

www.novelsclubb.com

"بی جان کمرے میں لے آئیں چائے میں جا رہی ہوں" وہ اٹھ کر دھیرے دھیرے کمرے کی جانب بڑھی اور چند قدم چلنے لے بعد رک گئی وہ اس کے تقریباً سامنے کھڑا تھا زمل نے اپنے جواب کو اس تک پہنچانے کے لئے بہت ہمت جمع کی مگر لب وا نہیں ہو سکے

"آپ کا جواب بی جان کے ہاتھ بھجوادوں گی"، وہ جلد سے جلد اپنے کمرے میں جانا چاہتی تھی

"اوکے"اس کے مسکرا کر کہا اور اس کے آگے سے ہٹ گیا

"بی جان کل بشریٰ آنٹی آئی تھیں, وہ چاہتی ہیں میں نکاح کر لوں، مگر یہ فیصلہ میں کیسے کر سکتی ہوں یہ فیصلے تو ماں باپ کرتے ہیں؟"بی جان کو وہ الجھن زدہ سی لگی

"جب ماں باپ زبردستی اپنی مرضی مسلط کرنے لگیں تو بچوں کو اپنی مرضی کرنے کا حق ہوتا ہے اور اس میں کوئی مسلئہ نہیں کوئی دقت نہیں" وہ اس کے مقابل بیٹھ کر اپنی رائے کا اظہار کرنے لگیں

"بی جان آنٹی چاہتی ہیں میں آزل سے نکاح کر لوں" وہ کہہ کر خاموش ہوئی اضطراب زدہ نظروں نے بی جان کے چہرے کا محاصرہ کر رکھا تھا

"بشریٰ بیگم نے کی تھی میرے سے بات اور آزل صاحب نے ہی بشریٰ بیگم سے آپ کے لئے بات کی تھی وہ پسند کرتے ہیں آپ کو"بی جان نے مسکرا کر کہا جیسے کوئی عام سی بات ہو اور وہ بہت پہلے سے جانتی ہوں

www.novelsclubb.com

"پسند کب سے؟ مجھے کیوں نہیں پتہ چلا بی جان؟" وہ حیرت زدہ انداز میں گویا ہوئی جیسے کوئی انکشاف سنا ہو

"بیٹا جو صاف نیت سے پسند کرتا ہو وہ اپنے لفظوں سے نہیں جتاتا، وہ اپنی نظروں سے بھی نہیں جتاتا، وہ آپ کو کھونا نہیں چاہتے بی بی، آپ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں ورنہ توکل کو آپ کے بابا آپ کو یہاں سے کسی بھی وقت لے جا سکتے ہیں، بی بی آپ کی حفاظت آپ کے محرم سے بڑھ کر کوئی نہیں کر سکتا یہاں تک کہ آزل صاحب بھی نہیں جب تک وہ آپ کے محرم نہ ہو جائیں" وہ اس کے کندھے کو ہلکا سا تھپتھپا کر بولیں، گو وہ بہت زیادہ پڑھی لکھی نہیں تھیں مگر باشعور تھیں، معاملہ فہم، اپنی مادری زبان پر عبور رکھنے والی پیار اور محبت کے خمیر سے پروان چڑھی ہوئیں ہر بغض و عناد سے عاری اور دوٹوک

"میرے گھر کے محافظوں نے کچے قلعوں میں میری حفاظت کی تھی بی جان، برائے نام حفاظت، سوکھی اور بنجر مٹی کی بنیاد پر کھڑا وہ قلعہ ایک طوفان کی مار تھا بی جان اور افسوس اس بات کا ہے کہ وہ طوفان از خود برپا کیا گیا تھا، وہ قلعہ میرے بابا نے اپنے ہاتھوں سے مسمار کر دیا آپ بتائیں اتنے قریبی

رشتوں کو اپنے سامنے گرتے دیکھا ہے بی جان میں نے اپنے محرم سے خود ہاتھ چھڑایا ہے اب آپ بتائیں کیا میں ایک اور رشتے پر یقین کر لوں؟" ایک لمبا سانس چھوڑ کر وہ خاموش ہوئی

"ایک بار یقین کر کے دیکھیں بی بی، آپ کو اپنے اس فیصلے پر بھی کبھی پچھتانا نہیں پڑے گا میں یقین دلاتی ہوں آپ کو" وہ اس کے چہرے پر نظریں گاڑھ کر بولیں، چند لمحے کی سوچ بچار کے بعد زمل کا دل اور دماغ ایک سطح پر آٹھہرے

"آزل صاحب کو کہیں میں احسان چکانے کے لئے رضامند ہوں" اس نے مسکرا کر بی جان کو دیکھا جو نا سمجھی سے زمل کو دیکھ رہی تھیں، اس بار واقعی ہی اس نے خود کو مایوس نہیں کیا تھا

"کیا ہوا آج اتنی صبح صبح فون کر دیا میں پوری طرح اٹھا بھی نہیں ابھی تو" سمیر بستر پر لیٹا اونگھتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

"ہاں یار ضروری بات کرنی تھی اس لئے" وہ سمیر کا تجسس ابھارنے کے لئے اپنی مسکراہٹ ضبط کر کے بولا

"ضروری بات خیریت ہے آزل؟" وہ ہنوز بستر میں لیٹا تھا

"ہاں وہ کل ہاشم آیا تھا پھر سے" ایک بار پھر اس نے سنجیدگی سے کہا اور دل ہی دل میں مسکراہٹ کو دبایا

"کیا آزل تونے بتایا کیوں نہیں؟ میں کل رات کو ہی آجاتا، پھر اس نے کچھ کیا تو نہیں کوئی لڑائی جھگڑا ۔۔۔" وہ اس بات پر یک دم اٹھ کر بیٹھا اور آنکھوں کو مسلنے لگا

"ہاں اپنے دوستوں کے ساتھ آیا تھا، ریوالور وغیرہ صحیح تیاری سے آیا تھا ڈرانے دھمکانے۔۔۔۔۔۔"

وہ بات کرتے کرتے خاموش ہوا غالباً سمیر کے تاثرات سننے کے لئے

"آزل سب ٹھیک ہے؟ تو ٹھیک ہے؟ پھر آگے کیا ہوا یار رک کیوں گیا؟" اس کی آنکھوں سے نیند پل بھر میں غائب ہوئی

"پھر اس نے مجھے دھمکانے کے لئے مجھ پر نشانہ باندھا اور پھر۔۔۔۔۔۔" آزل بھرپور موڈ میں بولا اور ساتھ ہی زیر لب مسکرایا

www.novelsclubb.com

"آزل کدھر ہو تم میں ابھی آتا ہوں یار، کہا بھی تھا میں نے مجھے بلا لینا کیوں نہیں سنتے میری بات" وہ بیڈ سے اتر کر اپنا جوتا تلاش کرنے لگا

"آجانا آجانا پہلے مجھے بات پوری کرنے دو، پھر میں نے کاؤنٹر اٹیک سے اس کا نشانہ لیا اور اس کے ہاتھ سے پسٹل لے لیا یہ سب تو میں بعد میں کبھی سناؤں گا ابھی مجھے کچھ اور بات کرنی ہے" اب کی بار وہ واضح مسکرایا اور سمیر نے اس کے سنجیدہ لہجے میں بدلاؤ محسوس کیا

"اتنی سیریئس بات ہو گئی اور تم ہنس رہے ہو؟" وہ پریشانی سے بولا اور واپس بیڈ پر بیٹھ گیا

"نہیں اصل میں میں ایک خوش خبری دینی تھی تمہیں بلکہ میں نے تمہیں یہاں اپنے گھر انوائیٹ کرنے کے لئے فون کیا ہے" پر تجسس سی آواز میں وہ گویا ہوا

"کیا مطلب؟" سمیر نے منہ کے عجیب و غریب زاویے بنا کر اس سے سوال کیا

www.novelsclubb.com

"اصل میں، میں کل یہی سوچ رہا تھا ہم کالج سے اکھٹے پاس ہوئے، پھر پی ایم اے اکھٹے گئے، ایک ہی ساتھ پاس آؤٹ ہوئے، ایک ہی دن کپتان بنیں گے انشاءاللہ، جب ساری خوشیاں ایک ساتھ ہی

حاصل کی ہیں تو کیوں نا شادی بھی ایک ہی دن کر لیں؟" آزل کی آواز میں ایک عجیب سی سرشاری تھی،اس کی آواز خوشی کے باعث قدرے اونچی تھی

"تو آج نکاح کر رہا ہے آزل؟ مطلب میں نے ٹھیک سنا ہے کہ تو آج، مطلب آج ہی نکاح کر رہا ہے؟"

وہ ایک ہی دست میں بیڈ سے اٹھ کر پھر کھڑا ہوا اور اپنے بے یقین سے تاثرات کو آزل تک پہنچایا

"ہاں اور تم کیونکہ گواہ بنو گے اس لئے جلدی پہنچ جانا پھر تم نے اپنی بارات پر بھی جانا ہے" آزل نے اسے اسکی خود کی شادی کا بھی یاد کروایا

"ہاں ہاں مجھے سب یاد ہے تم تیاریاں کرو میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں، اللہ حافظ" سمیر نے اسے تسلی کرائی اور فون بند کر دیا

\-

www.novelsclubb.com

سنگھار میز پر سے بکھرے ہوئے سامان کو وہ واپس اپنی جگہوں پر درستگی سے رکھ رہی تھی، شیشے کا خالی گلاس جوں کا توں بیڈ پر ہی پڑا تھا، اس نے آگے بڑھ کر گلاس اٹھایا اور اٹھاتے ہی بے اختیار اس کی انکھوں کے آگے رات والا سارا منظر گھوم گیا، اپنے تسلسل کو جھٹک کر وہ واپس حال میں داخل ہوئی اور گلاس کو

سنگھار میز پر دھر دیا، بیڈ کی چادر درست کر کے وہ وارڈروب سے اپنی ضرورت کا سامان نکالنے لگی، اس کی نگاہ کے سامنے سے سلک کی سیاہ چادر گزری اور اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے تھام لیا، اس کے کنارے پر وہی چٹ آویزاں تھی جس پر سے عمل کر کے وہ اس دن انٹیک شاپ سے نکلی تھی، اس نے چٹ کو انگلی کی مدد سے اتارنا چاہا اور وہ اتر گئی، چادر کو اپنے سر پر لپیٹ کر وہ سنگھار میز کے شیشے پر آ کھڑی ہوئی اور خود کو اس میں لپٹا دیکھ کر خود سے ہی مسکرانے لگی، اس کی کچھ حرکتوں سے بچپنا واضح ہوتا تھا، پر تجسس سی نگاہوں میں جیسے کچھ انوکھے تصورات کا عکس ہو، اس نے سلک کی بار بار ڈھلتی چادر کو عقیدت سے تہہ لگائی اور اسے سلیقے سے الماری میں رکھ دیا

پھر دوسری الماری کا دروازہ کھول کر وہ چند گھڑیاں یوں ہی کھڑی رہی، اس کے سامنے بند لفافوں میں کئی ایک کپڑے پڑے تھے یہ سب وہ کپڑے اور جوتے تھے جو اس نے آج تک استعمال ہی نہیں کئے تھے کہ اس کے نزدیک ان کپڑوں پر اس کا کوئی حق نہیں بنتا تھا، آج بڑے حق سے اس نے ان لفافوں کو الماری سے باہر نکالا اور بیڈ پر بچھا دیا، چند پل وہ یوں ہی ہر سوٹ کو سرسری کا جائزہ لیتی رہی اور پھر ہلکے سرخ اور سفید رنگ کا سوٹ ان میں سے الگ کر لیا، وہ بمشکل گھٹنوں تک آتا کھلے گھیر کا فراک تھا جو سفید اور سرخ پھولوں کے پرنٹ سے سجایا گیا تھا اس کے ساتھ سادہ سفید رنگ کا ٹراؤزر جس کے

www.novelsclubb.com

پائنچوں پر گہرے سرخ رنگ موتیوں کا گھیر تھا، شال نما سفید اور کالا دوپٹہ لال رنگ کی باؤنڈری لیس سے بہت خوبصورت اور نفیس لگ رہا تھا، اس نے جلدی سے سب کپڑے واپس الماری میں رکھے اور تیار ہونے لگی۔

دستک کی آواز پر وہ دروازے کی جانب متوجہ ہوئی اور جلدی سے اپنے بائیں کان میں کالے رنگ کا ٹاپس اڑایا

"السلام و علیکم "کمرے میں آنے والا چہرہ اس کے لئے بالکل نیا تھا، سلام پر جوش انداز میں کیا گیا تھا۔

"وعلیکم السلام "زمل نے مسکرا کر سوالیہ نگاہیں اس پر جمائیں

"میں رباب ہوں آزل بھائی کی چھوٹی بہن "وہ اپنا مختصر سا تعارف کروا کر سنگھار میز کے قریب آئی جہاں زمل کھڑی تھی

www.novelsclubb.com

زمل نے اس کے قریب آتے ہی اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر مصافحہ کیا

"رباب، آؤ یہاں بیٹھو "زمل اسے اپنے ساتھ صوفے تک لے آئی ہاتھ ہنوز رباب کے ہاتھ میں تھا۔

"نہیں بھابھی آپ آرام سے تیار ہوں میں تو بس دیکھنے آئی تھی آپ کو، آپ تیار ہو کر آجائیں" وہ متعارفی نظروں سے زمل کو دیکھتے ہوئے بولی اور دل ہی دل میں آزل کے انتخاب کی تعریف کی سادہ، پر کشش، ہر بناوٹ سے پاک

اور رباب کے منہ سے بھابھی کا لفظ سن کر وہ ہلکا سا شرمائی اور پھر مسکرادی وہ آج اپنی زندگی کے خوبصورت، پر خلوص اور نئے رشتوں سے متعارف ہو رہی تھی

"بھابھی دلہنوں کے ہاتھوں پر مہندی نہ ہو تو وہ انکمپلیٹ سی لک لگتی ہے، آپ لگوائیں گی مجھ سے مہندی؟" رباب نے پر جوش انداز میں پوچھا

"ہاں ضرور" زمل نے ہلکا سا سر ہلایا

"اوکے میں لے کر آتی ہوں" وہ جلدی سے باہر چلی گئی

www.novelsclubb.com

رباب کے ساتھ ساتھ بشریٰ بیگم بھی ہاتھ میں دو تین لفافے لے کر کمرے میں داخل ہوئیں

"السلام علیکم آنٹی" زمل بیڈ پر سے اٹھ کر ان کے گلے لگی اور ان کے مقابل کھڑی ہو گئی

"وعلیکم السلام، بہت اچھی لگ رہی ہو زمل لیکن دلہن نہیں لگ رہی" بشریٰ بیگم اس کے روبرو آکر مخاطب ہوئیں

"یہ جوڑا میں جلدی جلدی میں لے کر آئی ہوں آپ یہ پہن لو اور ساتھ میں یہ جیولری بھی" انہوں نے اس کے ہاتھوں میں لفافے تھما دئے

"اور یہ کنگن میری طرف سے آزل کی دلہن کے لئے" انہوں نے کالے رنگ کا ڈبہ رباب کے ہاتھ سے لے کر کھولا اور کنگن زمل کی کلائی میں سجا دیے، وہ سونے کے کنگن پرانی طرز کے ضرور تھے مگر ان کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ اپنے دور کے بہترین زیورات میں شمار ہوتے ہوں گے

"بہت شکریہ آنٹی یہ بہت خوبصورت ہیں" وہ اپنی کلائی کو دیکھ کر خوشی سے بولی

"جب میں دلہن بنی تھی تو آزل کی دادو نے یہ مجھے دئے تھے اور اب یہ میں اپنی بیٹی کو دے رہی ہوں" اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر وہ شائستگی سے بولیں

www.novelsclubb.com

"چلو رباب بھابھی کو مہندی لگاؤ، میک اپ میں ہیلپ کرو، دو گھنٹے میں نکاح ہے میں بی جان کے ساتھ ڈیکوریشن دیکھنے جا رہی ہوں" زمل کا ہاتھ چھوڑ کر وہ رباب سے مخاطب ہوئیں اور باہر چلی گئیں۔

"مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا جب بھائی نے ایسے اچانک شادی کا فیصلہ کیا، پتہ ہے بھابھی ہم کبھی کبھار ان کو یوں ہی تنگ کرتے تھے تو شادی کے نام پر وہ فوراً سے موضوع بدل دیتے تھے" وہ اس کے ہاتھ پر نقش و نگار بناتے پر جوش انداز میں بولی، زمل ایک کہنی تکیے پر رکھ کر ہاتھ پر اپنا چہرہ ٹکائے بیٹھی رباب کو سن رہی تھی، شاید جو حالات اس وقت اس کے سامنے رونما ہو رہے تھے وہ ان کو اپنے اندر جذب کرنے اور ان پر یقین کرنے کی کوشش کے مراحل سے گزر رہی تھی۔

"یا اللہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایک خواب ہو، میں آنکھ کھولوں اور سب اوجھل ہو جائے، یہ میری بہن ہے جو میرے ہاتھوں کو اتنے پیار اور عزت سے تھام کر مہندی سے سجا رہی ہے، وہ میری ماں ہیں جو اپنا تحفہ میری کلائی میں سجا گئی ہیں، آزل، یا اللہ وہ تو بن مانگا محافظ ہے میرا، میری حسرتوں کا واحد حاصل، اس کی موجودگی تو ہر بار میری آنکھوں کو سکون بخشتی تھی میرے دل کو تحفظ کا احساس دیتی تھی لیکن سوچا نہیں تھا کبھی یہ سب انھیں اپنے منہ سے بتانے کا موقع ملے گا، کبھی نہیں سوچا تھا وہ شخص میرا ہو جائے گا وہ ہمسفر میرے نام سے وابستہ ہو جائے گا جیسا ہمسفر میں نے زندگی بھر تجھ سے مانگا وہ تو مجھ تک یوں پہنچا دے گا میری آزمائش میں آنے والا ہمدرد میری زندگی کا محور ہو جائے گا، مجھے اپنے نام سے جوڑے گا میری بے نام سی ذات کو اپنے نام سے ایسے جوڑ لے گا کہ مجھے زندگی بھر کے لئے معتبر کر دے گا، اللہ

www.novelsclubb.com

میرے پیارے اللہ ہر بار تجھ سے دعا کرتی ہوں ہر ہر بار بامراد لوٹائی جاتی ہوں آج میرے رب آج بھی مجھے بے شمار نوازا گیا ہے نئے بے غرض رشتے میرے مقدر کا حصہ بنا دئے گئے ہیں میرے اللہ آج دل و جان سے دعا ہے بس یہ سب خواب نہ ہو، یہ سب سراب نہ ہو میری آنکھ کھلے کو اندھیری کھائیاں میرا استقبال نہ کریں آج اللہ میں تیرے نیک بندے کی امانت بنا دی جاؤں اس کی زندگی کا نمایاں ستارہ بنا دی جاؤں، مجھے اس کو جی بھر کے دیکھنے کا حق عطا ہو جائے، میں آج اسے اپنی آنکھوں میں بھرنا چاہتی ہوں، یا اللہ تیرے حدود کی پاسداری کرنے والی زمل کو آج حلال ترین رشتے میں بندھ جانے کا شرف دے دے مالک، میرے بے یقین سے دل کو قرار دے دے۔۔۔۔۔" اس کی آنکھوں میں تشکر کا آنسو آیا مگر بہا نہیں

"بھابھی ایک ہاتھ کی ہو گئی بتائیں کیسی لگ رہی ہے" رباب اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

"بہت خوبصورت لگ رہی ہے رباب بہت شکریہ" وہ اپنا مہندی سے سجا ہاتھ دیکھ کر حیران رہ گئی نفاست سے لگائی ہوئی مہندی اس کے ہاتھوں پر بہت سج رہی تھی

"یہ کہاں سے سیکھی رباب؟" اس نے مسکراتے لہجے میں رباب سے پوچھا

"کچھ مجھے ویسے ہی پینٹنگ کا شوق ہے بچپن سے اور ایک دوست لگاتی تھی کالج میں اس نے مجھے سکھائی اور مجھے بھی لگانی آ گئی، آج اتنے عرصے بعد آج میں نے مہندی لگائی ہے لیکن پریکٹس کرتی رہوں گی آپ کے ہاتھوں پر تو اور اچھی ہو جائے گی اب آپ آ گئی ہیں نا بہنوں والی کمی پوری ہو جائے گی میری" وہ دوسرے ہاتھ پر مہندی کا ڈیزائن بناتے ہوئے بولی

"ہاں بالکل میں بہنوں کی طرح پیار کروں گی میری خود کوئی بہن نہیں ہے" وہ مہندی والے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے بولی

"ہاں اب مزہ آئے گا بھابھی اب ہم پارٹنرز بن جائیں گے" وہ پر جوش سی بولی اور توجہ سے مہندی لگانے لگی

----

www.novelsclubb.com

"ہاں میں نکل پڑا ہوں گھر سے گھنٹے تک پہنچ جاؤں گا" ایک ہاتھ سے سٹئرنگ تھامے سمیر نے موبائل کان سے لگایا اور ساتھ ہی گویا ہوا

"اچھا یار وہ آتے ہوئے پھول لیتے آنا در اصل مجھے زیادہ آئیڈیا نہیں اس چیز کا" آزل نے قدرے جھجھکتے ہوئے سمیر کو کہا

"اوہو میرے بھائی کو آئیڈیا نہیں، کوئی نہیں بیٹا ہو جائے گا سارا آئیڈیا ہو جائے گا اب یہ بتا کون سے پھول لانے ہیں؟" سمیر نے اسے تنگ کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ہلکا سا قہقہہ بھی لگایا

"یار کیا مطلب کون سے پھول لانے ہیں، جو نارمل پھول ہوتے ہیں، خوشبو دار اور جیسے خواتین کو پسند ہوتے ہیں وہ والے اٹھا لاؤ، ڈیکوریشن کے لئے منگوائے ہیں گھر والوں نے" اس نے معصومیت سے پھولوں کی ڈیفینیشن سمیر کے گوش گزار کی

"ماشاءاللہ میرے بھائی یہ پھولوں کا بایوڈیٹا کہاں سے آیا ہے تمہارے پاس مطلب تئیس چوبیس سالہ زندگی گزار کر یہ نہیں پتہ چل سکا کہ خواتین کو کون سے پھول پسند ہوتے ہیں، گلاب، چنبیلی، موتیا یہ سب پسند ہوتے ہیں خواتین کو میں لے آتا ہوں، تم باقی کے کام نبٹاؤ" وہ اپنی بات کہہ کر خاموش ہوا

www.novelsclubb.com

"اچھا اچھا ٹھیک ہے سمجھ گیا ہوں میں اب اب تم آنے والی بات کرو جلدی اللہ حافظ "سرعت سے کہہ کر آزل نے رابطہ منقطع کیا۔"آیئے آیئے حدید صاحب آج سمیر سے بھی پہلے پہنچ گئے یہ تم اتنے ذمہ دار شہری کب سے بن گئے ہو؟"آزل اس کے بغل گیر ہوتے بولا

"جو خبر سنا کر تم نے میری گہری نیند تباہ کی ہے اس کے بعد تو میرا دل تھا میں اڑ کر آجاؤں، خیر بہت بہت مبارک ہو آزل، اب بس مجھے بھی ہاتھ پاؤں مارنے پڑیں گے جلدی جلدی "حدید اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھتے بولا

"السلام علیکم آنٹی! بہت مبارک ہو آپ کو اور آپ کو کوئی بھی مدد چاہیے ہو آپ مجھے کہہ دیں کوئی تکلف نہیں کرنا"اس نے اٹھ کر بشریٰ بیگم کو سلام کیا جو ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئیں تھی

"وعلیکم السلام بیٹا آپ چائے وغیرہ لو پھر بتاتی ہوں آپ کو کام، فرزانہ چائے لے کر آؤ کچن سے"وہ فرزانہ کو کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے ساتھ لے کر آئیں تھی

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بعد سمیر پھولوں سمیت اور حیدر صاحب مٹھائیوں سمیت گھر میں داخل ہو چکے تھے اب تقریباً ہر کام تکمیل کے مراحل میں پہنچ چکا تھا

"تم بھی تیار ہو جاؤ دولہے صاحب" سمیر نے آزل کو مخاطب کیا جو اس وقت آرام سے صوفے پر بیٹھا تھا

"ہاں جا رہا ہوں" وہ پاؤں میں جوتا اڑا کر اپنے کمرے میں چلا گیا

سرخ اور گہرے سبز رنگ کا عروسی جوڑا گو بہت جلدی جلدی میں خریدا گیا تھا مگر خریدنے والے کی پسند کو واضح کر رہا تھا، گھٹنوں سے اوپر تک آتی ستاروں سے بھری شارٹ قمیض، سرخ و سبز رنگ کے کامدار ستارے سرخ لہنگے پر ترتیب وار سجے تھے اور لہنگے کی سبز باؤنڈری پر بھرا ہوا کام، دوپٹہ قمیض کی نسبت بھارے کام سے سجا تھا سرخ رنگ کے دوپٹے کے چاروں اطراف کی باؤنڈری سبز رنگ کی تھی، گھنگریالے بالوں کو لوز جوڑے میں باندھ کر دو لٹوں کو ماتھے پر آزاد چھوڑا گیا تھا، نیچرل میک اپ اور ہونٹوں پر گہری لال لپ اسٹک، ہاتھوں میں سجی مہندی اور کلائی میں پروئے ہوئے سنہرے کنگن، گردن پر سجا سرخ و سنہرا ہار اور کانوں میں پہنے سرخ و سنہرے جھمکے اس کے چمکتے چہرے کو حسین بنا گئے تھے، وہ بلاشبہ خوبصورت لگ رہی تھی کم از کم اتنی حسین کے دیکھنے والی نظر ایک بار ٹھٹک جائے

"اب آپ بالکل تیار ہیں زمل بھابھی" رباب اس کی پشت پر کھڑی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی جو شیشے میں اپنا آپ دیکھ کر بے یقینی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات کے زیر اثر تھی

ان دونوں کی نگاہیں اور توجہ دستک کے باعث دروازے کی جانب مرکوز ہوئیں

"بی بی مولوی صاحب آ گئے ہیں اور بس اندر آنے لگے ہیں آپ جلدی جلدی سے تیاری پوری کر لیں" فرزانہ دروازے سے کہہ کر واپس چلی گئی

"زمل شوکت ولد میر شوکت علی آپ کا نکاح محمد آزل عباس ولد محمد حیدر عباس سے سکہ رائج الوقت پانچ لاکھ روپے حق مہر کے عوض کیا جا رہا ہے آپ کو قبول ہے؟" وہ ہوش میں ضرور تھی مگر تصورات میں کہیں پیچھے بہت پیچھے چلی گئی

www.novelsclubb.com

"زمل کی شادی پر آپ بھی شیروانی پہنیں گے شوکت" اقراء بیگم شوکت صاحب کو دیکھ کر بھرپور ہنسیں تھی

"اس عمر میں میں شیروانی پہنوں گا تو پاگل ہی لگوں گا تم اپنے الٹے سیدھے مشورے اپنے پاس رکھو زمل سمجھاو اپنی ماں کو" شوکت علی زمل کی جانب دیکھ کر قہقہہ لگا کر بولے

"بابا میری کونسی ابھی شادی ہو رہی ہے آپ ویسے ماما کو ہاں کہہ دیں جب پانچ دس سال بعد میری شادی ہو گی ماما بھول بھی چکی ہوں گی" وہ گاڑی میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر برابر اپنے ماں باپ کی سائیڈ لے رہی تھی

"انیس بیس سال کی ہو گئی ہو تم اور یہ کس نے کہا ہے کہ شادی اتنی دیر سے ہو گی شوکت صاحب اس کو بتا دیں اچھا رشتہ آگیا تو شادی کر دینی ہے میں نے" اقراء اپنے کانوں میں پہنے جھمکوں کو سیٹ کرتے ہوئے بولیں

"اچھا اچھا ٹھیک ہے پہلے اس شادی کو تو نبٹا لیں جس میں ہم جا رہے ہیں" زمل نے جلدی جلدی سے موضوع کو بدلا اور اب وہ کسی اور موضوع پر بات کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

ایک منظر ذہن کے پردے سے تحلیل ہوا اور اگلا آنکھوں کے سامنے آگیا

"جب جب بھی تم اداس ہو گی تو گھر آجایا کرنا زمل، یاد رکھنا کہ تمہارے ماں باپ کا گھر تمہارا گھر ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اس کے دروازے تم پر ہر وقت کھلے رہیں گے، تم اپنی ماں کو بہت یاد آؤ گی زمل" اقراء بیگم نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر اسے خود سے قریب کیا اور گلے سے لگا لیا

"اچھا اچھا رو تو مت وہ کون سا آج ہی جا رہی ہے ابھی تو بس بات ہی ہوئی ہے" شوکت علی ان دونوں کے عقب سے آتے ہوئے بولے

"بیٹا آپ کو نکاح قبول ہے؟" بشریٰ بیگم نے اس کو پیار سے مخاطب کیا اور وہ پھر سے اپنے حال میں واپس آگئی، آنکھیں دکھ اور کرب سے نڈھال ہوئیں تو آنسوؤں کا بوجھ اٹھانے سے بھی قاصر ہو گئیں

"جج جی مجھے قبول ہے" وہ بولتے وقت واضح لرزی تھی، ٹپ ٹپ آنسوئوں کی پوری لڑی اس کے چہرے پر متواتر گر رہی تھی، بشریٰ بیگم نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے گلے سے لگا لیا، آنسو تھمنے کی بجائے اور شدت سے برسنے لگے

www.novelsclubb.com

"بس بیٹا کچھ نہیں ہوا دیکھو میں ہوں نا،ماں ہوں آپ کی اب بس اور نہیں رونا چلو شاباش سائن کر دو یہاں پر پھر مولوی صاحب باہر جا کر آزل سے سائن کروائیں گے" وہ ہنوز اس کو گلے سے لگا کر تھپک رہی تھیں،زمل نے تھوڑا سنبھل کر قلم پکڑا اور مقررہ جگہوں پر دستخط کر دیے

"بہت بہت مبارک ہو زمل بی بی" بی جان اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولیں اور بشریٰ بھی اس کا ہاتھ تھام کر بھرپور مسکرائیں۔

دستخط مکمل کرنے کے بعد آزل بھی زمل والے کمرے داخل ہوا جہاں پہلے سے بی جان،رباب اور بشریٰ بیگم موجود تھے،آف وائٹ کرتے پر میٹیلک گرے کا ہلکا سا کڑھائی کا کام اور ہم رنگ شلوار پہنے وہ سادہ مگر ہمیشہ کی طرح جاذب نظر دکھ رہا تھا،کمرے میں آتے ہی اس نے ایک پلک جھپکتی نگاہ زمل پر ڈالی جو ٹیشو پیپر سے اپنی آنکھوں کے کنارے خشک کرنے میں مصروف تھی،ہاتھوں پر سجی مہندی کا گہرا رنگ اس کو لمحے بھر کی دیر میں مبہوت کر گیا،زمل آنکھیں صاف کرنے کے ساتھ ساتھ رباب سے باتیں کر کے ہلکا ہلکا مسکرا رہی تھی اور رباب اس کے چہرے پر آئی لٹوں کو ان کی جگہوں پر درست کر رہی تھی

آزل نے نظروں کا رخ نکاح خواں کی جانب موڑا اور سب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے۔

"آج سے زمل آپ کے نکاح میں ہوئیں اللہ آپ کے رشتے میں برکت ڈالے آمین مجھے اجازت دیں میں چلتا ہوں" آزل مولوی صاحب کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا

"لو بھئی اب مجھے بھی اجازت دو کیونکہ مجھے اپنی شادی کے لئے بھی تیار ہونا ہے" سمیر آزل کے گلے لگتے ہوئے بولا

"ہاں جی سمیر صاحب آپ کو اجازت ہے آپ جائیں پھر رات کو ملاقات ہوتی ہے" وہ اس سے مصافحہ کر کے پیچھے ہوا

"اکیلے نہیں آنا بھابھی کو اور گھر والوں کو ساتھ لے کر آنا سمجھے" سمیر نے اس کا کندھا تھپکا اور باہر کی جانب چل دیا

www.novelsclubb.com

"اگر میرا کام مکمل ہو گیا ہو تو میں بھی جاؤں اصل میں میں نے آج رات کے لئے ابھی کپڑے بھی نہیں خریدے" حدید سر کھجاتے ہوئے خجل سا بولا

"اسی لئے تو تم ہمیشہ لیٹ ہو جاتے ہو جاؤ جلدی سے سمیر کو پتہ چل گیا نا اس نے اسی وقت سیدھا کر دینا ہے تمہیں" آزل نے اس کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور قہقہہ لگایا

ان دونوں کو رخصت کر کے وہ حیدر صاحب کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا

"شادی بہت بڑی ذمہ داری ہے آزل اور خاص طور پر جن حالات میں تم نے شادی کی ہے اس میں احتیاط کرنا بہت ضروری ہے، زمل کی پہلے سے زیادہ حفاظت کرنا، پتہ ہے عورت کی زندگی میں آنے والا مرد یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس کی سرپرستی میں عورت کیسی ہو جائے گی" حیدر صاحب نے آزل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور اس کو اپنی بات پر الجھتا دیکھ کر وہ پھر گویا ہوئے

"عورت مرد کی محبت کے زیر اثر مسکراتی ہے، پروان چڑھتی ہے، اس کا چہرہ رونق زدہ ہو جاتا ہے، وہ اپنی زندگی میں ایک اچھے ساتھی کے ساتھ رہتی ہے تو عمر بھر مسکراتی ہے، آزل مرد کو ایک عورت کی خوشی کا باعث بننا چاہیئے، یہی ایک شوہر کی سب سے بڑی کامیابی ہے، اگر تم زمل کو زندگی کا احساس دو گے تو ہی تم اصل مرد ہو گے، ہر حال میں اس کی عزت کرنا اس سے ویسا سلوک کرنا جیسا کل کو اپنی بہن

www.novelsclubb.com

اور بیٹی کے لئے چاہتے ہو" وہ بڑے تحمل سے بول کر خاموش ہوئے، آزل بھرپور توجہ سے ان کی باتوں کو سن رہا تھا

"جی ایسا ہی ہو گا بابا، میں زمل کی عزت کروں گا، اسے خوش رکھنے کی بھرپور کوشش کروں گا ان شاءاللہ" وہ اپنے ہاتھ کو صوفے کے کنارے پر رکھتے ہوئے بولا

"اور ہاں بس ایک اور بات، مجھے پتہ ہے تمہاری نوکری ذرا مشکل ہے، خطرناک بھی ہے لیکن آزل یہ جو فرض تمہارا زمل سے منسلک ہے اس میں بھی کوتاہی نہیں کرنی، وقت ہمیشہ نکالنے سے نکلتا ہے سمجھے" اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کو وہ آزل کو ہی دیکھتے ہوئے بولے جواب میں اس نے سر کو ہلکا سا خم دیا اور مسکرا کر اپنے باپ کو یقین دہانی کروائی۔

"جاؤ زمل کے پاس یہاں کیوں بیٹھے ہو" حیدر صاحب نے اس کو مسکرا کر تنبیہ کی اور موبائل پر آئے میسج کو پڑھنے لگے

www.novelsclubb.com

"جائیں بھائی آپ کو ماما بلا رہی ہیں" رباب صوفے پر بیٹھتے ہی بولی اور سامنے پڑی براؤنی کو اٹھا کر مزے سے کھانے لگی

"جی ماما بلایا آپ نے ؟" کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک بار پھر اس کی نظر زمل پر پڑی اور اسے دیکھتے ہی وہ بھرپور مسکرایا، وہ آزل کو آتا دیکھ کر نظریں جھکا گئی

"ہاں جی یہی کہنا تھا کہ اپنی بیگم کو بھی اپنا تھوڑا وقت دے دیں کیپٹن صاحب ورنہ تو آپ بہت مصروف انسان ہیں" بشریٰ بیگم اس کے قریب آکر مخاطب ہوئیں اور جواباً آزل نے سر کو خم دے کر ان کی ہاں میں ہاں ملائی

"ٹھیک ہے پھر زمل اپنا خیال رکھنا ہم اب بس نکلنے کی تیاری کریں گے، سمیر کی شادی کے لئے تیار ہونا ہے، بلکہ میں بتانا بھول گئی آزل سمیر کی امی کا فون آیا تھا صبح وہ نکاح کی مبارک باد دے رہی تھیں اور کہہ رہیں تھی کہ شادی میں لازماً آنا"

"ٹھیک ہے ماما پھر تیار ہو کر پہنچ جائیے گا میں اور زمل وہیں ملیں گے آپ سے"

www.novelsclubb.com

"اوکے" وہ مختصراً کہہ کر کمرے سے باہر چلی گئیں

بشری کے جاتے ہی کمرے میں گہری مگر پرسکون سی خاموشی چھا گئی، زمل بیڈ پر پاؤں لٹکائے نظریں جھکا کر خاموش بیٹھی رہی اور آزل بیڈ کے سرے پر موجود صوفے پر براجمان ہو گیا

"ہمیشہ میں نے ایک بات نوٹس کی ہے کہ لڑکوں کو ہی بات کا آغاز کرنا پڑتا ہے، یہ روایت کبھی الٹ نہیں ہو سکتی؟ خاموشی کا بیریئر آج بھی حسب توقع میں نے ہی توڑا ہے" وہ انتہائی نارمل، ہلکے پھلکے سے انداز میں مسکرا کر زمل سے مخاطب ہوا، بلاشبہ آج مرکز نگاہ زمل ہی تھی وہ اسی کی جانب دیکھ کر بولا، جواباً زمل نے مسکرانے پر اکتفا کیا نظریں ہنوز نیچی تھیں

"جلدی میں آپ کے لئے کوئی تحفہ نہیں لا سکا اس کے لئے معذرت، لیکن آپ میرے ساتھ چلنا اور جو پسند ہوا اپنی مرضی سے خرید لینا" وہ حالات کو زمل کے لئے سازگار کرنے کا طریقہ کار ڈھونڈ رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا ایک مخصوص میڈیم کے بغیر زمل کی ہچکچاہٹ دور نہیں ہو گی

"سب کچھ تو دے دیا ہے آپ نے اب اور کچھ مانگتے ہوئے شرم آتی ہے" زمل نے نگاہ بلند کی مگر سامنے کی جانب دیکھنے لگی

"لیکن آپ نے تو کبھی مجھ سے کچھ نہیں مانگا زمل" ٹانگ پر ٹانگ دھرتے وہ نرمی سے گویا ہوا

"جب سب کچھ بن مانگے مل جائے تو مانگنے کی گنجائش نہیں نکلتی، مجھے پتہ ہے آپ مجھے پڑھ سکتے ہیں، تبھی تو آج تک وہ سب مجھے دیا ہے جو میں نے کبھی کہا بھی نہیں" اس نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں جوڑا اور انگلیوں کو آپس میں مسلنے لگی

"اور اگر مجھے آپ سے کچھ مانگنا ہو تو مانگ لوں" وہ قدرے سیدھا ہوا

"کہہ کر دیکھ لیں اگر بس میں ہوا تو آپ کو دے دوں گی" انگلیاں ایک بار پھر آپس میں زور سے مسلیں ،کانوں میں دھڑکتے دل کی آواز واضح سنائی دی

"آپ اپنا چہرہ میری طرف موڑ لیں" وہ بڑے تحمل سے بولا

آزل کی بات پر زمل نے اپنی آنکھوں کو زور سے بند کر کے کھولا اور اسی وقت بلا سوچے سمجھے اپنا رخ صوفے کی سمت کر کے فوراً سے نظریں جھکائیں اب معاملہ پہلی بار اس کے اختیار سے باہر ہوا، زمل نے اپنا آپ بہتی لہروں اور اڑتی ہواؤں کے سپرد کیا اور آزل کی آواز کا انتظار کرنے لگی

"بہت شکریہ، میں چاہتا ہوں کہ جب جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو آپ کے ذہن میں آنے والا سب سے پہلا نام میرا ہو، یہ آپ کا پہلا حق ہے اور آپ کا ہر حق میرا فرض ہو گا، میں محبت اور خلوص

سے بنے رشتوں میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں، آپ کو کمفرٹ زون دینا میری ذمہ داری ہے اور میں تب تک آپ کی تعریف بھی نہیں کروں گا جب تک آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیں گی، حالانکہ آپ کو اپنی تعریف سننے کا پورا حق ہے" وہ اپنی اس آخری بات پر بھرپور مسکرایا

"میں اپنی زندگی کا ہر حق آپ کو سونپتی ہوں، آج سے میں زمل آزل ہوں، آج سے میں آپ کی امانت ہوں آپ کھلے دل سے میری تعریف کر سکتے ہیں، ایسا کرنے کا پورا حق حاصل ہے آپ کو" زمل نے آن کی آن میں اپنی نظریں اٹھا کر آزل کو دیکھا جو پوری دل جمعی سے اسی کی جانب متوجہ تھا، زمل کو اس کی نظروں میں محبت اور عقیدت کے سوا کوئی عنصر ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملا، لمحوں کی دیر میں اس کا ساکت ہوتا دل انتہائی تیزی سے دھڑکا، شاید سامنے بیٹھے انسان کی شخصیت کا اثر تھا جو یوں زمل کو مرعوب کر رہا تھا، اسے ایک بار پھر اپنے نصیب پر رشک آیا، وہ جانتی تھی کہ وہ انسان اسے سمجھ سکتا ہے، اس کی بے چینیوں اور کرب کا سدباب آزل کے سوا اور کوئی کر ہی نہیں سکتا، اپنا آپ آزل کے سپرد کر کے وہ کچھ وقت کو ہی سہی غم بھول گئی تھی

www.novelsclubb.com

"آپ بہت خوبصورت ہیں زمل، سچ بتاؤں تو آپ کے کردار نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا، زمل میں نے اپنی زندگی سے سیکھا ہے جو عورت جتنی با کردار ہو گی وہ اتنی زیادہ حسین ہو گی اور میرے لئے آپ بہت حسین ہیں، بہت زیادہ حسین" وہ اس کے سرخ ہوتے چہرے کی جانب دیکھ کر گویا ہوا

"مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنے کا بے حد شکریہ، مجھے اتنی ویلیو دینے کا، میری حفاظت کرنے کا، میرے لئے ہاشم سے لڑنے کا اور پتہ نہیں کس کس چیز کا۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ اپنی جھولی میں گرا کر خاموش ہوئی

"رباب مہندی تو اچھی لگا لیتی ہے ویسے" وہ اس کے شکریہ والی بات کو گول کر گیا اس کی خودداری یوں زمل کے منہ سے شکریہ سننے کا ارتکاب نہیں کر سکتی تھی

"اچھی نہیں بہت اچھی، یہ کنگن آنٹی نے دئے ہیں مجھے آپ کی دادی کے تھے یہ" وہ اپنی کلائی کی جانب دیکھ کر مخاطب ہوئی، اب کی بار وہ قدرے کم ہچکچائی

"بہت خوبصورت ہیں، اچھا ایک ضروری خبر سنوانی تھی آپ کو میرے ساتھ لاؤنج میں چلیں گی؟" وہ صوفے پر سے اٹھا اور زمل کے مقابل آ کھڑا ہوا

www.novelsclubb.com

"آپ واحد انسان ہیں آزل جو میرے مقابل آ کھڑے ہوئے ہیں اور مجھے ذرا ڈر نہیں لگا" وہ اس کے ہمراہ چلتے ہوئے اچانک سے بولی

یہ اب تک کا واحد جملہ تھا جو کم از کم آزل نے آج زمل سے متوقع نہیں کیا تھا

"It's an honour for me"

اس کی آنکھوں میں جھانک کر وہ بھرپور مسکرایا جواب میں وہ مسکرا کر اپنا رخ ہلکا سا دائیں جانب پھیر گئی اور وہ دونوں کمرے سے باہر نکل آئے۔ لاؤنج اس وقت خالی تھا، انواع واقسام کے خوبصورت پھولوں سے سجا ہوا لاؤنج بہت خوبصورت لگ رہا تھا، سامنے کے میز پر مٹھایاں اور ڈیزیرٹ ترتیب سے پڑے تھے

"آپ یہاں بیٹھ جائیں" ایل ای ڈی کے سامنے کی جانب پڑے صوفے پر اشارہ کر کے اس نے زمل کو بیٹھنے کہا اور وہ اپنا لہنگا سمیٹ کر وہاں براجمان ہو گئی، آزل نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر ریموٹ کنٹرول ڈھونڈا اور ملتے ہی اسے اٹھا کر خبروں کا چینل لگانے لگا، مزکورہ چینل لگا کر وہ زمل والے صوفے پر تھوڑا

www.novelsclubb.com

فاصلے سے بیٹھ گیا، زمل اس کی تمام حرکات پر سوالیہ نظروں سے کبھی اسے اور کبھی ایل ای ڈی کو دیکھ رہی تھی

"آپ کو بتاتے چلیں کہ آج صبح خفیہ اداروں کی کاروائی پر انتہائی مطلوب سہولت کار کمال شاہ گرفتار ہو چکا ہے، کمال شاہ کئی ماہ سے ایجنسیوں کے ریڈار پر تھا اور آج صبح اسلام آباد سے مردان جاتے ہوئے راستے سے گرفتار کر لیا گیا ہے، مزید بتایا جا رہا ہے کہ دہشت گردوں کے اس سہولت کار کا رابطہ عین ممکن ہے کہ ملک کے کسی نامی گرامی سیاست دان سے ہو، فی الحال ذرائع کے مطابق اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ یہ سہولت کاروں کا سرغنہ اور لیڈر گردانا جاتا تھا جو اب پاک فوج اور خفیہ اداروں کی حراست میں ہے، مزید تفتیش کے بعد ان تمام سہوت کاروں کے نام منظر عام پر آ جائیں گے جو کمال شاہ کے ساتھ اسلحہ اسمگلنگ کا گھناؤنا کام کرنے میں ملوث تھے" ٹی وی چینل کا اینکر اسی ایک خبر کو بار بار دہرا رہا تھا، زمل کو لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں کر لیا ہو

www.novelsclubb.com

"مطلب بہت جلد شوکت علی بھی گرفتار ہو جائیں گے؟" ایک بار پھر اس نے اپنے باپ کو اس کے نام سے مخاطب کیا، نہ جانے پھر کہاں سے اس نے اپنے اندر ہمت جمع کرنے کی جستجو کا آغاز کیا۔

"جو جو بھی غداری کا مرتکب ہو گا وہ سب پکڑے جائیں گے اگر شوکت علی بھی ملوث ہوئے تو ان کو بھی نہیں چھوڑا جائے گا" وہ ٹی وی بند کر کے بولا

"مجھے ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں جس نے جتنا نقصان کیا ہے اسے اتنی ہی سزا ملنی چاہئے، میرا ماننا ہے آزل خون کا بدلہ خون ہی ہوتا ہے، شوکت علی نے جس جس کا خون اپنے ہاتھوں پر لکھوایا ہے وہ اپنے خون سے ہی ادا کریں گے، ان معاملات میں اللہ نے مجھے بہت بے رحم بنایا ہے اور میں اپنے اللہ کی بہت شکر گزار ہوں" وہ نئی نویلی دلہن جو فی الوقت عروسی جوڑے میں سجی بیٹھی تھی بڑی صفائی سے دوٹوک مؤقف دے کر خاموش ہوئی، ملک آگے ہو تو اپنے رشتوں کو یوں پس پشت ڈالنا پڑے تو ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیئے، تبھی تو کہتے ہیں مڑ کر دیکھنے سے ہم پتھر کے ہو جاتے ہیں، کیونکہ ہم ساکت ہو جاتے ہیں، ماضی ہمیں خود سے جوڑ کر خود غرض کر دینے کی اہلیت رکھتا ہے، جو عزم کر کے سیدھے راستے پر تن تنہا چل نکلے وہ اپنے قافلے خود ہی بنالیتا ہے، زمل نے بھی اپنا قافلہ خود بنالیا تھا، اس نے بھی اپنے خونی رشتوں کو ماضی کا حصہ بنا کر اس پر قفل چڑھا دیا تھا وہ اپنی نئی زندگی کی خوبصورت شروعات کرنے جا رہی تھی

www.novelsclubb.com

"یہ جو کمال شاہ گرفتار ہوا ہے اس میں آپ کی گواہی کا بہت بڑا ہاتھ ہے زمل "اس کی جانب دیکھتے ہوئے آزل نے رشک سے کہا

"اللہ نے اس کام کے لئے مجھے چنا یہ اس کا کرم ہے مجھ پر" وہ بولتے ہوئے جاذب نظر دکھی تھی، لپ اسٹک سے کئے گئے سرخ ہونٹ اور سرخی مائل رخساریں بیک وقت اپنا سحر آزل پر طاری کر رہی تھیں۔

" چلیں میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھاتا ہوں "اس کی مسکارے سے بھریں بھوری شہد رنگ آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے اس کے آگے اپنا ہاتھ کر کے آزل نے جھک کر کہا، زمل نے بلا جھجک اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما دیا، کاملیت کا احساس اس لمحے اس کے ہر جذبے پر بھاری تھا، وہ اپنی تکمیل کے مراحل میں بڑی خوبصورتی سے داخل ہو گئی، آزل کے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں اس کا نازک سا ہاتھ پوری طرح محفوظ تھا، اس کا دل بے اختیار چاہا کہ اب کی بار اس کا تھما ہوا ہاتھ زندگی بھر کے لئے آزل کے ہاتھوں میں مفقود رہ جائے، وہ ہر وقت اس کے نظروں کے حصار میں رہے، ایک لمحہ بھی اوجھل نہ ہو، زمل اس وقت آزل کے ساتھ اس بچے جیسا دل لئے چل رہی تھی جو اپنی من چاہی چیز ہاتھ میں آجانے کے بعد

اسے زندگی بھر اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہو، اس کی سوچ وافکار اسے دنیا سے بے گانہ کئے آزل کے ساتھ ساتھ چلا رہے تھے، اسے پتہ ہی نہیں چل سکا کہ کب سیڑھیاں آ گئیں، آزل نے ایک ہاتھ سے زمل کا ہاتھ دوبارہ تھاما اور دوسرے ہاتھ سے ایک سرے سے اس کا جھولتا ہوا لہنگا اپنے ہاتھوں میں لیا، زمل نے بھی ایک سرے سے اپنے لہنگے کو قابو کیا اور سیڑھیاں عبور کرنے لگی۔

"میری زندگی اور خاص طور پر دل میں خوش آمدید" اس کے کان میں سرگوشی کے انداز میں کہتا وہ زمل کے ہمراہ اندر داخل ہوا، کمرے میں چند پھول ترتیب وار نفاست سے سجائے گئے تھے، زمل نے ایک تفصیلی نگاہ اس کمرے میں ڈالی جو اسے اس دن سے بھی زیادہ خوبصورت لگا

"مجھے پتہ ہے آپ ان کپڑوں میں تنگ ہو رہی ہیں، میں نیچے سے آپ کے کپڑے لے آتا ہوں آپ چینج کر لیں" وہ اس کو کہہ کر جانے کے لئے پلٹا

www.novelsclubb.com

"شوہر کو اپنی بیوی سے اتنے فارمل ہو کر بات نہیں کرنی چاہیے مجھے اچھا لگے گا اگر آپ مجھے تم کہہ کر بلائیں" وہ کندھے اچکا کر بولی

"نہیں ایسی بات نہیں آپ میرے نزدیک بہت عزت کے قابل ہیں اور آپ کے احترام میں میں آپ کو ایسے مخاطب کرتا ہوں" کرسی پر بیٹھتے ہوئے وہ اس کی جانب دیکھ کر بولا

"عزت آپ کا لہجہ اور انداز ڈیفائن کرتا ہے، تم اور آپ میرے نزدیک عزت ناپنے کا آلہ نہیں، اور آپ کا انداز میرے لئے باعث عزت ہی رہا ہے ہمیشہ، ویسے بھی آپ نے بولا تھا کہ فرمائش کرنا میرا حق ہے اور میں اپنا حق کسی بھی وقت استعمال کر سکتی ہوں" وہ سر کو ہلکا سا خم دے کر بولی

"اچھا میں کوشش کروں گا بیٹھو میں کپڑے لے کر آتا ہوں" وہ مسکرا کر پلٹا اور کمرے سے باہر چلا گیا

کمرہ پھولوں کی دھیمی دھیمی خوشبو سے معطر تھا اور یہی خوشبو زمل کی روح تک کو سرشار کر رہی تھی۔

ٹی وی کے ایک مشہور نجی چینل پر کوئی مزاحیہ ٹالک شو چل رہا تھا، بدستور نیچے کی سرخیوں میں کمال شاہ کا نام اور کارنامے جگمگا رہے تھے، شوکت علی کے سگار کا دھواں پورے کمرے میں پھیل رہا تھا، گھٹن زدہ ماحول میں مکمل تاریکی کا راج تھا سوائے اس ٹی وی کی جگمگاتی اسکرین کے، وہ پوری طرح سے شکست خوردہ حالت میں کرسی پر نیم دراز انداز میں بیٹھے کش پر کش لگا رہا تھا، ٹی وی کی قدرے کم والیم کے

www.novelsclubb.com

باوجود آواز شوکت کی سماعتوں تک باآسانی جارہی تھی، پورا گھر سناٹے میں ڈوب کر ہولناک سا منظر پیش کررہا تھا

اب کی بار ایک فنکار اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے لئے منظر عام پر نمودار ہوا

وہ غالباً کوئی مزاحیہ شاعری کرکے خود بھی ہنسا اور ہال میں موجود باقی کا مجمعہ بھی فرصت سے مسکرایا، اس کا مزاحیہ انداز کسی کو بھی ہنسا دینے کی صلاحیت رکھتا تھا

"ہمیں تو اپنوں نے لوٹا غیروں میں کیا دم تھا

ہماری کشتی وہاں ڈوبی جہاں پانی کم تھا"

اس شعر کو پڑھنے کے بعد ہال میں ہنسی کا ایک طوفان سا برپا ہوا وہ فنکار مجمعے سے داد سمیٹ رہا تھا

شوکت علی کے دماغ میں بیک وقت ہاشم اور زمل کا چہرہ گھوما، دو اولادیں تھیں دونوں بے وفا نکلیں تھیں، بڑھاپے میں سکھ دینے والے بچے اس کو تباہ حال کرگئے تھے

"میرے اچھے وقت میں میرے آگے دم بھی نہیں ہلاتا تھا آج جو مشکل میں پھنسا ہوں تو مڑ کر بھی نہیں پوچھا زندہ ہوں کہ مر گیا، میری بے وفائی کا صلہ میری بیٹی نے گھر چھوڑ کر عطا کر دیا، میں تو اکیلا رہ گیا زمل، مڑ کے دیکھ تو لیتی اپنے بابا کو کتنا پیار کرتا تھا میں تم سے بیٹا، کیوں دنیا بھر میں مجھے رسوا کر دیا زمل؟ مجھے ڈبا دیا میری اولاد نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا" سگار کا آخری ٹکڑا اس کے ہاتھوں سے زمین پر گرا اور بجھ گیا

وہ ہمکلامی کے دوران کھانسنے لگا

"تم لوگوں کے سکھ کے لئے میں نے اپنی عزت کو داؤ پے لگایا اور تم نے مجھے ختم کر دیا، زمل تم نے اپنے باپ کو بالکل ختم کر دیا، میں بہت پیار کرتا تھا تم سے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ پیار مجھے تم سے تھا بیٹا تم نے میرا راز فاش کر دیا مجھے بدنام کر دیا" وہ اپنی بات کے دوران بہت بری طرح کھانسا

www.novelsclubb.com

غنودگی کے احساس میں اس کی آنکھوں کے گرد واضح اندھیرا چھانے لگا

"میں غدار ہوں، اب مجھے معافی نہیں ملے گی تم نے جانتے بوجھتے ہوئے مجھے پوری دنیا میں بدنام کروا دیا زمل، ہاشم کو کیا کہوں وہ تو میرا بیٹا نہیں تھا، تم تھی میری اولاد کیوں تم نے مجھے ختم کر دیا

زمل۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ زمل کو پکار کر بچوں کی طرح رو دیا کرسی کی ٹیک چھوڑ کر پہلے وہ سیدھا ہوا اور پھر روتے روتے زمین پر آ بیٹھا

"تمہارا باپ تمہاری وجہ سے مر جائے گا۔۔۔۔" وہ ایک بار پھر سے کھانسا اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا

\-

"مجھے زیادہ تو نہیں پتہ لیکن یہ والا ڈریس سب سے اوپر پڑا تھا میں اٹھا کر لے آیا" آزل نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا جوڑا کرسی پر بیٹھی زمل کے آگے کیا، یہ وہی جوڑا تھا جو دلہن بننے سے پہلے اس نے اتار کر الماری میں رکھا تھا

اس کے ہاتھ سے جوڑا لے کر زمل فوراً سے اٹھی، اپنے سر پر سجے عروسی دوپٹے کی پنیں کھولنے کے لئے وہ سنگھار میز پر جا کھڑی ہوئی، آزل خاموشی سے اسی کرسی پر بیٹھ گیا جہاں سے زمل اٹھی تھی، اب وہ زمل کی کارگردگی کو نظر اٹھا اٹھا انہماک سے دیکھنے میں مگن تھا۔

www.novelsclubb.com

خود کو آزل کی نظروں کے حصار میں پا کر وہ قدرے جھنجھلاہٹ کا شکار ہوئی اور اس کا واضح ثبوت اس کا شرم سے لال پڑتا چہرہ تھا، زمل نے بڑے آرام سے تمام پنیں اتار کر دوپٹے کو اپنے سر سے ہٹایا اور پلٹ کر پیچھے پلنگ پر دھر دیا، کانوں میں پہنے جھمکوں کو اس نے اتار کر سنگھار میز پر رکھا، ایک نگاہ بڑے دھیمے انداز سے آزل پر ڈالی جو اس کی جھنجھلاہٹ کو قدرے کم کرنے کے لئے اپنی نظریں موبائل سکرین پر مرکوز کر چکا تھا، وہ مسکرا کر پھر سے سنگھار میز پر لگے شیشے کی جانب متوجہ ہوئی اور گردن میں حائل ہار کو اتارنے لگی، دو منٹ کی کوشش کے بعد بھی وہ ہار کا ہک اتارنے میں ناکام رہی، اس نے ہار کو چھوڑ کر کنگن اتارنا شروع کئے اور ان کو بھی میز پر دھر دیا، ایک بار پھر وہ ہار کا ہک کھولنے کے لئے دونوں ہاتھوں کو پیچھے لے گئی، ہار ذرا بھاری تھا جس کی بنا پر وہ ہک کو گھما کر آگے نہیں لا سکتی تھی، لوز جوڑا تقریباً کھلنے کے قریب تھا، وہ ہک کھولنے میں ایک بار پھر ناکام ہوئی، آزل نے اس کی طرف دیکھ کر اپنے موبائل کو بند کیا اور ساتھ پڑے گول میز پر رکھ کر کھڑا ہوا

www.novelsclubb.com

"اتنے بڑے بڑے مسئلوں سے لڑنے والے انسان کبھی کبھی اگر اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ہینڈل نہ بھی کر سکیں تو ان کی کیپیبلٹی کم نہیں ہو جاتی، وہ کامیاب ہی رہتے ہیں" زمل کی پشت پر جا کر آزل نے اس کی ہک کو کھولتے ہوئے دھیمے سے کہا، زمل کو شیشے میں اپنے پیچھے آزل کھڑا ہوا نظر آیا، ان نے پلک

جھپکا کر آنکھیں کھولیں، منظر میں ہنوز اس کے پیچھے آزل تھا،اس دنیا کے سب سے خوبصورت ترین رشتے میں بندھے ہوئے دو لوگ جو ایک ساتھ کھڑے ہوئے بے انتہا حسین لگ رہے تھے،ہک کھلنے سے ہار زمل کے ہاتھ میں آیا جو بدستور اس کے ہاتھوں میں ہی مفقود رہا، آن کی آن میں زمل نے جھینپ کر اپنی نظروں کو میز پر دھرے جھمکوں کی جانب موڑا، جوڑا پورا کھل چکا تھا، گھنگریالے بال کھل کر کمر پر پھیل گئے اس نے دوبارہ سرسری سے بالوں کو باندھا، آزل اپنا کام پورا کر کے دوبارہ کرسی پر براجمان ہو گیا اور وہ پلنگ سے اپنے کپڑے اٹھا کر باتھ روم میں چلی گئی

"آج شام کو میرے دوست کی شادی ہے، تیار ہو جائیے گا" وہ وارڈروب سے اپنا ہینگر شدہ تھری پیس فارمل سوٹ نکالتے ہوئے بولا، زمل بھی اپنا عروسی جوڑا تہہ کرنے لگی مگر ساتھ ہی وہ آزل کی بات کو توجہ سے سن رہی تھی، اس کی نظر تھوڑی تھوڑی دیر بعد آزل کی جانب ضرور جاتی اور ہر بار یہ دیکھ کر تائب ہوئی کہ آزل ہر چیز کو بڑے سلیقے سے کرنے کا عادی ہے، اس کے ہاتھ میں شیونگ کٹ اور تولیہ تھا غالباً وہ واپس سے شیو کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے کچھ کہنا ہے آپ سے" بیڈ شیٹ کے پرنٹ پر انگلیاں چلاتے ہوئے اس نے بے ساختہ آزل کو مخاطب کیا جو باتھ روم کی جانب بڑھنے لگا تھا، زمل کی آواز پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوا اور اس کی بات کا انتظار کرنے لگا

"نہیں کچھ خاص نہیں بس مجھے کہنا تھا، بلکہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ اس گیٹ اپ میں زیادہ ٹھیک لگتے ہیں" زمل نے بڑی کنجوسی سے ہچکچا کر آزل کی تعریف کی، یقیناً وہ آزل کو اسی حلیے میں دیکھنا چاہتی تھی اور وہ خود حیران تھی کہ اس میں اتنی ہمت کیسے آگئی۔

زمل کی اس بات پر آزل نے اپنا رخ شیشے کی جانب موڑا، شیونگ کٹ اور تولیہ بدستور اس کے ہاتھ میں تھے

"ہاں میں نے بھی ابھی ابھی دیکھا، بلکہ محسوس کیا ہے کہ میں اس حلیے میں زیادہ ٹھیک لگتا ہوں" وہ شیشے میں پیچھے نظر آتی زمل کو دیکھ کر دھیمے سے مسکرایا جو ذرا خجل سی اسی کی جانب دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

کچھ رشتوں میں آنکھیں وہ سب باتیں بھی کہہ جاتی ہیں جو زبان بول جانے سے کتراتی ہے، اس رشتے کی سب سے خوبصورت بات وہ لمحے ہوتے ہیں جن میں ڈوب کر ساحل پر واپس جانے کا دل ہی نہیں

چاہتا، سحر انگیز آنکھیں، زبان پر جادو کر کے اسے بولنے سے روک دیتی ہیں مگر یہی آنکھیں جب مسکرا کر چمک اٹھتی ہیں تو اپنا سحر اپنے دل کے سب سے قریب انسان کے دل پر کر گزرتی ہیں۔

آزل نے وہ کٹ اور تولیہ اسی طرح ترتیب سے واپس الماری میں رکھا اور اپنے کپڑے اٹھا کر باتھ روم میں چلا گیا۔

فون کی گھنٹی پر نائمہ مشتاق نے سائڈ ٹیبل پر دھرے موبائل کو دیکھ کر ناگواری کا اظہار کیا اور لپک کر اس کی آواز کر بند کر کے موبائل کو سائلنٹ پر لگا یا

"یہ اب تیسری دفعہ فون آیا ہے, کس کا ہے؟ اٹھا کیوں نہیں رہیں؟" ہاشم سرعت سے پوچھ کر دوبارہ سے اپنے کپڑے سامنے پڑے اٹیچی میں بھرتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

"یہ تمہارے کرنے کرانے کی باتیں نہیں ہیں ہاشم، تم اپنا سامان پیک کرو جلدی اور پاکستان سے دور چلے جاؤ، ورنہ شوکت بھائی کے ساتھ ساتھ تم بھی پکڑے جاؤ گے" نائمہ نے بیڈ کراؤن کی ٹیک چھوڑتے ہوئے سنجیدگی سے اسے کہا

"میری فکر چھوڑ دیں مام، میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے، کیسے ان سب سے بچنا ہے اور ہاں کوئی ضرورت نہیں آپ کو چاچو چاچی سے رابطہ کرنے کی،ان سے دور رہیں مام،وہ خود تو کچھ عرصے میں پکڑے جائیں گے اور مجھے ڈر ہے کہ شوکت چاچو سے منسلک لوگوں کو بھی تفتیش کے لئے نہ پکڑ لیں، نہیں آپ بالکل فون نہ اٹھانا ان کا" اس کے کپڑے رکھنے کی رفتار میں بالکل کمی نہیں آئی تھی

"زمل نے کتنا غلط کیا ہے ہاشم،اس نے اپنے بابا کو کتنی بڑی مشکل میں ڈال دیا، بہت اچھا ہوا ہاشم وہ لڑکی تمہاری بیوی نہیں بنی ورنہ تو وہ۔۔۔۔" نائمہ نے حقارت بھرے انداز میں زمل کا ذکر کیا

"نام نہ لیں اس کا مام، ہم سب کو اس ایک لڑکی نے تباہ کر دیا، ایک بار معاملات سیدھے ہونے دیں ذرا، پھر میں اس سے اور اس کے عاشق سے نمٹ لوں گا" اٹیچی کی زپ بند کر کے اسے سیدھا کرتے ہوئے وہ بھرپور نفرت سے بولا، کمال شاہ کی گرفتاری کا سن کر وہ جلد از جلد کسی محفوظ مقام پر پناہ گزیں ہونے کی تیاری کر رہا تھا

www.novelsclubb.com

"بدبخت اولاد میرا اتنا پیارا اور قابل بیٹا ٹھکرا کر پتہ نہیں کس کے ساتھ چلی گئی ہے، ایسے لوگوں کو تو عزت راس ہی نہیں آتی، ویسے تو بڑی حاجن بی بی بنی پھرتی تھی، میں نے پارٹیز پر نہیں جانا، میں نے

چادر کے بغیر گھر سے نکیں نکلنا، ہنن بھاگتے وقت ذرا شرم نہیں آئی ذرا نہیں سوچا کتنے بڑے باپ کی اکلوتی بیٹی ہے، بس ہاشم عقل پہ مت پڑ جائے تو یوں منٹوں میں اپنے پرائے ہو جاتے ہیں دفع کراؤ اسے، تم خیریت سے واپس آؤ گے تو کسی پیاری سی بچی سے شادی کرواؤں گی تمہاری، یہ شوکت صاحب تو ویسے ہی کسی کام کے نہیں رہے اب" وہ منہ کے طرح طرح کے زاویے بنا کر نخوت اور بیزاری سے بولیں

"زمل اب ڈسکس نہیں ہو گی مام، بہت ہو گیا وہ اس قابل بھی نہیں کہ ہم اپنے گھر پر اس کا نام لیں رہی بات بدلے کی، تو میں اسے ایسے تو نہیں چھوڑوں گا، خود مر جاؤں گا ماما، چھوڑوں گا اسے بھی نہیں" وہ انگلی کے اشارے سے اپنی ماں کو اپنے عزائم بتا کر کمرے سے نکل گیا

----

www.novelsclubb.com

ہسپتال کے آئی سی یو وارڈ کے کاریڈور کے بیسیوں چکر لگا کر وہ بالآخر تھک کر کرسی پر براجمان ہو گئیں، صبح سے شام ہونے کو آئی تھی مگر شوکت علی کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، ڈاکٹروں کے مطابق ان کو میجر ہارٹ اٹیک ہوا تھا

نائمہ کو ملائے ہوئے فون کی گھنٹی تیسری بار بج کر بند ہو گئی مگر مقابل نے کوئی جواب نہیں دیا، چوتھی بار فون کرنے پر نمبر بند ہونے کی اطلاع موصول ہوئی اور اقراء نے اپنا موبائل واپس پرس میں ڈال کر زپ بند کر دی۔

بھوک اور پیاس سے بیگانہ وہ کھلی آنکھوں سے ایک غیر مرئی نقطے پر نظر گاڑھے پچھلے ایک گھنٹے سے خلا میں گھور رہی تھیں، ان گنت سوچوں کو آنکھوں کے پردے پر ابھارتیں وہ بنا پلکیں جھپکائے خاموش بیٹھی رہیں۔

اولاد کے کھو جانے کا غم، شوہر کو اپنی بیماری سے لڑتے دیکھنے کا درد، ہر رشتے کا خود سے دور ہو جانے کا کرب، ہر آزمائش ہر سزا ایک ہی ساتھ ان کی زندگی میں وارد ہو گئی، مکافات عمل کی بنیاد ہر بنی اس دنیا میں اللہ چند ایک حساب کتاب پورے کروا لیتا ہے، کچھ بدلے اس دنیا میں ادا کرنے پڑتے ہیں اور باقی ماندہ حساب کتاب روز محشر اللہ کی عدالت میں دینا ہوتا ہے۔ان کی بوجھل آنکھوں نے وہ تمام اسباب خود پر ایک ہی ساتھ اترتے دیکھے جو ایک بے گناہ قتل ہو جانے والے کے جان سے پیارے رشتے اس کی جدائی پر محسوس کرتے تھے۔اپنی اکلوتی اولاد کو اس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی نہ دیکھ سکنے کی بے بسی،

اتنی دولت ہونے کے باوجود ایک انسان کو موت سے لڑتے دیکھنے کی تلخ ترین حقیقت یہ باور کروانے کو کافی تھی کہ دولت سے علاج تو ممکن ہے مگر دنیا کی ساری دولت بھی صحت واپس لانے میں کارگر ثابت نہیں ہو سکتی، زمل کے چلے جانے کے بعد سے ہی وہ چپ چپ اپنے کمرے میں رہنے لگی تھیں، نہ کسی سوشل گیدرنگ میں اور نہ ہی کسی قسم کی پارٹی میں جانے کا تردد کرتی تھیں اور اب شوکت کی اس حالت کے بعد ان کو گہرا صدمہ لگا مکافات کی زد میں آتے ہی چھا جانے والی گہری مگر وحشتناک خاموشی نے ان کی زبان اور آنکھوں پر قفل چڑھا دیا تھا۔

"میم شوکت صاحب کو ہوش آگیا ہے، کل ان کو روم میں شفٹ کر دیں گے" آئی سی یو سے آتے ہوئے ڈاکٹر نے کاریڈور میں بیٹھیں اقراء بیگم کو تسلی دی

"ٹھیک ہو جائیں گے ناں؟" گھٹی گھٹی سے آواز میں اقراء بیگم نے اپنے خدشے کا ظاہر کیا

"ہاں ان شاءاللہ کافی امید ہے ہمیں، ایک بار ریکور ہو جائیں پھر دیکھیں گے فرتھر کیا کرنا ہے، لیکن ایک اندازے کے مطابق بائی پاس کرنا پڑ سکتا ہے" ڈاکٹر نے اپنے چہرے پر سے اترے ہوئے سرجیکل ماسک کو واپس سے اوپر کیا اور جانے کو چل دیا

www.novelsclubb.com

"اوہ ہاں مجھے پوچھنا یاد نہیں رہا، یہ زمل کون ہیں؟" ڈاکٹر کچھ یاد آنے پر واپس پلٹا تھا

"بیٹی ہے میری" دور کہیں سے آواز آئی، لڑکھڑاتی ہوئی نحیف سی آواز، وہ اس ایک لمحے کو شوکت علی سے بھی زیادہ بیمار لگیں تھی

"اچھا صحیح، شوکت صاحب نام لے رہے تھے ان کا" وہ اپنی بات مکمل کر کے چلا گیا اور پیچھے رہ جانے والی ماں کو تاسف زدہ سا کر گیا، نظریں جھکا کر وہ واپس کرسی پر جا بیٹھیں، کسی گہری، لمبی، مراقبہ زدہ سی خاموشی کی زد میں، خاموشی کا ایسا طوفان جو دل میں بسے جنگل کے ہر ہر درخت کے ہر ہر تنے کو اتنی زور سے جھنجھوڑ ڈالتا ہے کہ درخت پر موجود ہر ہر پتہ جھڑ کر جنگل کو خزاں رسیدہ کر دیتا ہے۔ لمحوں کی لذتوں نے عمر بھر کا سکون خاک کو دیا، تبھی تو کہتے ہیں کہ دنیا کی زندگی در حقیقت سراب ہے اور بھلا سراب بھی کبھی سچ ہوئے ہیں؟

www.novelsclubb.com

"زمل ریڈی ہو گئی ہیں؟" آزل زمل کے گزشتہ کمرے کا دروازہ کھٹکا کر اندر ہوا

"جی almost" وہ اس کی بات کا جواب دیتے دیتے کانوں میں جھمکے ڈال رہی تھی

موسم کی مناسبت سے اس نے گھٹنوں تک آتا سیاہ رنگ کا ویلوٹ کا فراک زیب تن کیا جس پر بیلٹ لائن کا ڈیزائن بنا تھا، ہم رنگ ویلوٹ کے دوپٹے کی باؤنڈری لیس پر سنہرے رنگ کی چمکدار پٹی تھی جس کو ایک طرف کندھے پر اوڑھا گیا تھا، سیاہ و سنہرے رنگ کے امتزاج سے بنے جھمکے اس کے کانوں میں بہت سج رہے تھے، اسی رنگ کی لمبی مالا اس نے گردن میں سجائی اور کلائی میں بشریٰ بیگم کے سنہرے کنگن پہنے وہ سادہ اور نفیس معلوم ہوئی تھی، یہ سیاہ و سنہرا رنگ اس پر ڈھیر سجا تھا، اس پر اپنی شادی کا الگ نوعیت کا خوبصورت روپ چڑھا تھا، دلہنوں والی نذاکت اس میں ظاہری طور پر دکھائی دے رہی تھی۔

وہ پاؤں میں فینسی سینڈل پہن کر دوبارہ سے سنگھار میز کے آگے کھڑی ہوئی اور شیشے میں اپنا مکمل سراپا دیکھنے لگی

"بہت اچھی لگ رہی ہو" باتھ روم کے آگے بنی وارڈروب کے ساتھ کھڑے آزل نے دونوں بازو باندھ کر اس کی تعریف کی، چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ اطمینان بھی صاف واضح تھا، شاید اپنے سامنے اپنی من چاہی عورت کو دیکھ کر وہ اس لمحے اپنے رب کا شکر ادا کر رہا تھا، اس دنیا میں چند ایک

لوگوں کے خواب ہی یوں حقیقت کا روپ دھارتے ہیں اور وہ بے انتہا خوش نصیب تھا کہ اس کی پسند اس کی دسترس میں سونپ دی گئی تھی۔

وہ کریم کلر شرٹ پر سیاہ رنگ کوٹ، نیوی بلیو ٹائی اور سیاہ رنگ کی پینٹ کو سلیقے سے پہنے حسب توقع جاذب نظر دکھ رہا تھا، کلائی پر بندھی چوڑی پٹی کی گھڑی اور سیاہ چمکدار بوٹ اس کی رعب دار شخصیت کو مزید نکھار رہے تھے۔

"میں ریڈی ہوں" زمل بیڈ سے اپنا پرس اٹھاتے ہوئے بولی

"مجھے کچھ کہنا ہے، بلکہ مجھے لگتا ہے کہ آپ کھلے بالوں میں اور بھی اچھی لگیں گی" آزل نے زمل پر زمل کا کچھ دیر پہلے بولا جانے والا فقرہ ہی فٹ کیا، شاید کہ وہ اس رشتے میں موجود تھوڑی بہت خلا کو کم کرنے کے لئے ایسی چھوٹی چھوٹی سی کاوشیں کر رہا تھا اور یہ کاوشیں کار گر بھی ثابت ہو رہی تھیں

www.novelsclubb.com

"جی" وہ یکدم حیران ہو کر جہاں کھڑی تھی وہیں رکی، اب کی بار آزل اس تک آیا اور نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے سنگھار میز تک لے گیا

"میرے بال تھوڑے کرلی ہیں، کیچر میں سمٹ جاتے ہیں، کھول کر شاید اچھے نہ لگیں" بڑی ہمت جمع کر کے اس نے اپنی دلیل آزل کے گوش گزار کی جو اس کے ہمراہ کھڑا اس کی بات بغور سن رہا تھا

"مگر میں تو دیکھا ہے تمہیں زمل، مجھے تو اچھے لگتے ہیں" وہ بھرپور موڈ میں تھا، تسلی سے کی گئی فرمائش کو موڑ نا زمل کے بس میں نہیں تھا البتہ وہ اس کی 'تم' کہہ کر مخاطب کرنے والی بات پر ھلکا سا مسکرائی یقیناً فرمائش کا بدلہ فرمائش پوری کر کے ہی دیا جاتا ہے، وہ دل ہی دل میں سوچ کر بے ساختہ مسکرائی

"Let me please"

ایک اور دل کو بھا جانے والے انداز میں فرمائش آئی اور زمل کے کیچر تک جاتے ہاتھ منجمند ہو کر واپس آئے

اس کے ہلکے بھورے گھنگریالے بال اس کی کمر پر پھیل گئے، وہ بکھرے ہوئے گھنگریالے بال نہیں تھے اسی لئے سمٹے رہے، زمل نے درمیان سے مانگ نکال کر دونوں اطراف کے بالوں کا سٹائل بنا کر پنیں لگا لیں

www.novelsclubb.com

"ہمم اب تم تیار ہو، چلو آجاؤ میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں" وہ اس کی چمکدار سی بھوری آنکھوں میں مسکراتے تاثرات چھوڑ کر لمحے میں کمرے سے چلا گیا

زندگی کی کڑواہٹوں، بغاوتوں اور قربانیوں کی کٹھن مسافت طے کر کے وہ اپنے من چاہے ہمسفر کی زندگی کا درخشاں ستارہ بن گئی، اپنے اللہ اور اس سے مانگی جانے والی دعاؤں پر کامل یقین سے ان دیکھی راہوں کی روشن منازل نے اس کا پھولوں سے استقبال کیا، تقدیر کسی زمل یا آزل نے تو نہیں لکھی ہوتی، تقدیر تو زمل اور آزل کے رب نے لکھی ہوتی ہے، وہ رب تو ہمیشہ انسان کے گمان کے عین مطابق نوازتا آیا ہے۔ سب کھیل تو نیتوں کا ہوتا ہے، اس انسان کی نیت سچی تھی، وہ جب نامحرم تھا تو لحاظ اور فاصلہ رکھتا تھا نظر نہیں، عزت کرنا جانتا تھا، نظر اٹھا کر دیکھنے کی جسارت نہیں کرتا تھا، حدود کا احترام کرنا جانتا تھا، جو اللہ کی رضامندی سے اپنے اعمال پر کڑی نظر رکھتے ہیں اللہ ایسے لوگوں کو ان کی پسند کی ہوئی چیزوں سے نواز دیتا ہے، جو اللہ کے خوف سے نگاہ جھکانا جانتا ہو اللہ اسے اس کی زندگی میں بے خوف ہو کر پورے حق کے ساتھ نگاہ اٹھانے کی اجازت دے دیتا ہے۔ یہ دنیا مکافات کا گھر صرف برائی کے کاموں کے لئے نہیں ہیں، کچھ نیکیوں کا بدلہ بھی اسی دنیا میں دے دیا جاتا ہے اگر مخلص نیت سے کیا گیا ہو۔

www.novelsclubb.com

قران کے سچے الفاظ ہم انسانوں کو بڑا واضح پیغام دیتے ہیں کہ "ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے" بس ارد گرد اس آسانی کو تلاشنے کی ضرورت ہے۔

ہم انسانوں میں ایک خامی بڑی مشترک ہے کہ غم چاہے چھوٹا سا بھی ہو اسے منائے بغیر ہمیں سکون نہیں ملتا، اور خوشی جتنی مرضی بڑی ہو ہم کہیں نہ کہیں سے ناشکری کا کوئی تاثر ڈھونڈ ہی لیتے ہیں، جس طرح انسان غموں کو اپنے اوپر حاوی کر لیتا ہے اور اپنی زندگی کی بہت سی مثبت باتوں کو بھول جاتا ہے کیا کبھی کسی چھوٹی سی خوشی کو بھی یوں ہی منایا ہے؟ زندگی میں یاد رکھنے والی بات بڑی مختصر ہے "اپنی زندگی میں خوشی آپ کو خود ہی تلاش کرنی ہے، اگر آپ خود کو خوش نہیں رکھ سکتے تو کوئی بھی آپ کو خوش نہیں کر سکتا، اور ایسا کر کے آپ محض اپنی ذات کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں"۔

وہ آزل کے ہمراہ بہت باوقار طریقے سے ہال میں داخل ہوئی، چکاچوند مصنوعی و فینسی بتیاں پورے ہال کے ماحول کو شاندار بنا رہی تھیں، اس نے اپنے کندھے پر دوپٹے کو دوبارہ سے صحیح کیا اور خود پر اوڑھی شال کو سر پر تھوڑا آگے کیا

"السلام علیکم آزل بھائی، السلام وعلیکم آپی" آمنہ ان کو داخلی دروازے سے آتا دیکھ کر ان کے قریب جا کر سلام کیا

"وعلیکم السلام، زمل یہ آمنہ ہیں، سمیر کی کزن بھی اور سسٹر ان لاء بھی" وہ آمنہ کی جانب دیکھ کر بولا

"وعلیکم السلام" زمل نے مدھم سی آواز میں بھرپور مسکراہٹ سے اس کے سلام کا جواب دیا

"بھائی آپ سمیر بھائی کے پاس جا کر بیٹھیں میں آپی کو ہانیہ آپی کے پاس لے جاتی ہوں"

آمنہ نے اپنے چہرے پر آتی لٹ کو درست کرتے ہوئے کہا

"ہاں ہاں لے جاؤ، زمل آمنہ کے ساتھ جا کر مل آؤ" وہ اس کو آمنہ کے حوالے کر کے سمیر سے ملنے چلا گیا

دروازے کی دستک پر وہ اپنے سر پر سجے ٹکے کو درست کر کے سیدھی ہوئی

میرون رنگ کی پلین کرتی کے ساتھ میرون اور چمکتے سفید رنگ کے لہنگے کا امتزاج اس پر غضب ڈھا جانے کی حد تک حسین لگ رہا تھا، گہرے میرون اور چمکتے سفید رنگ کا فینسی ایمبرائیڈری کا بھاری

www.novelsclubb.com

دوپٹہ بہت خوبصورت انداز میں اس کے سر پر اوڑھایا گیا تھا، چمکتے سفید رنگ کے جھمکے، موتیوں کی مانند چمکتا سفید ہار اور پاؤں میں اڑسی سفید رنگ ہیل کی سینڈل ہانیہ حبیب کو حسین واضح کر رہی تھیں، اس کے جوڑے میں بندھے بال جو اس نے پچھلے کچھ عرصے میں لمبے کئے تھے دوپٹے کو بڑے زبردست انداز میں سر پر ٹکا رہا تھا، ہاتھوں پر سجی حنا کا گہرا رنگ اور چہرے پر نیچرل میک اپ اس کے دلہن ہونے کو مکمل کر رہا تھا

"ہانیہ آپی یہ آزل بھائی کی مسز ہیں زمل آپی" آمنہ دروازے سے کہہ کر باہر چلی گئ

"السلام وعلیکم!" زمل جھجھکتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اور ہانیہ نے اسے دیکھتے ہی سلام کیا

"وعلیکم السلام!" زمل نے مختصر جواب دیا اور دروازے سے تھوڑا آگے آ کر کھڑی ہو گئ

"آپ آؤ زمل وہاں کیوں کھڑے ہو؟" ہانیہ نے مسکرا کر اس کرا اپنے ساتھ والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا

وہ ہانیہ کے اشارے پر صوفے پر جا کر براجمان ہو گئ

www.novelsclubb.com

"آرام سے چادر وغیرہ اتار لیں آپ سیٹ ہو جائیں پھر باتیں کرتے ہیں" ہانیہ بڑے دوستانہ انداز میں زمل سے مخاطب ہوئی

زمل نے اپنی چادر اتار کر اسے تہہ کیا اور کھڑی ہو کر اپنا دوپٹہ کندھے پر درست کیا، بالوں کو ہاتھوں کی مدد سے درست کر کے وہ پھر سے صوفے پر بیٹھ گئی

"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ ہانیہ" وہ اس کی جانب دیکھ کر مسکرا کر بولی، اس نے واقعی ہی ہانیہ کی دل سے ستائش کی تھی

"بہت شکریہ آپ پر بھی یہ ڈریس اور خاص طور پر کلر بہت سوٹ کر رہا ہے ماشاءاللہ"

وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر مسکرائیں

"بہت مبارک ہو آپ کو نکاح کی، ان دونوں دوستوں نے ویسے صحیح حق نبھایا ہے دوستی کا، ایک ہی دن شادی کر کے" ہانیہ نے اپنا رخ زمل کی جامب موڑا وہ اب باقاعدہ باتوں کا آغاز کر رہی تھی

"بہت شکریہ اور میری طرف سے بھی بہت مبارک، یہاں آکر مجھے لگ ہی نہیں رہا کہ میں آپ سے پہلی بار مل رہی ہوں" زمل نے اپنے بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے کہا

"ہم آگے بھی ملتے رہیں گے زمل،اور مجھے تو آپ سے ملنے کا ویسے بھی کافی انتظار تھا،اگلی بار ملیں گے تو ایک دوسرے کو مزید جانیں گے، ہمیں اپنی زندگی میں دوستوں کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے" ہانیہ نے اس کو تکتے ہوئے بات مکمل کی

"بالکل ان شاءاللہ، آپ دعا کریے گا ہمارے لئے ہانیہ، بالکل نیا رشتہ ہے، بلکہ بہت جلدی میں بنایا ہوا رشتہ ہے، آپ دعا کرنا اللہ پاک بہت برکت ڈالے ہمارے ریلیشن میں، میں اپنی زندگی میں آئے ہوئے اس رشتے کے لئے سب سے زیادہ سنسئیر ہونا چاہتی ہوں" وہ اپنی بات پوری کر کے اپنے فراک کو دیکھنے لگی

"بالکل میں آزل بھائی اور آپ کے لئے دعا کروں گی زمل اور گھبرانے والی تو کوئی بات ہی نہیں، یہ رشتہ چاہے لمحوں میں بنا ہو مگر اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ اپنے اندر بلا وجہ دراڑ پیدا نہیں ہونے دیتا اور سب سے ضروری بات آپ کی توجہ اور دھیان اس رشتے کو استوار اور پختہ کرنے میں مین رول پلے کرے گا" وہ بڑے ماہرانہ انداز میں زمل کو مفید مشوروں سے نواز رہی تھی

"بہت شکریہ، ہم بہت جلد دوبارہ ملیں گے ہانیہ بلکہ آپ مجھے اپنا کانٹیکٹ نمبر دے دیں "اس نے پرس سے اپنا موبائل نکالا اور نمبر لکھنے لگی۔

سیاہ رنگ ملٹری میس کٹ (جو عموماً خاص مواقع پر زیب تن کی جاتی ہے) کے کالر اور کلائیوں والے حصے پر سنہری پائپنگ اور ہم رنگ پینٹ زیب تن کئے، سمیر باوقار اور سلیقہ مند لگ رہا تھا، سیاہ چمکدار بوٹ اور چوڑی پٹی کی سرمئی گھڑی اس کے آج کے انداز کو مکمل بنا رہی تھی، وہ اپنے ازلی ڈسپلن اور فوجی انداز کو بہت متوازن طریقے سے سنبھال رہا تھا

"بریگیڈیئر صاحب ادھر ہی آرہے ہیں سمیر میں ذرا مل کر آتا ہوں "آزل اس کو کہہ کر سٹیج سے اترا اور بریگیڈیئر حبیب کی جانب چلا گیا

"السلام وعلیکم، بہت مبارک ہو بیٹا نکاح کی، اللہ پاک آپ کو خوش رکھے، آپ دونوں کو سلامت رکھے

www.novelsclubb.com

"حبیب رضا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے مبارک دی

"آمین آمین، انکل بس آپ دعا کریے گا اور

آپ کو بھی مبارک ہو" وہ ان کے مقابل کھڑا ہو کر ادب سے بولا

"یار میں سوچ رہا ہوں کہ یہ میس کٹ مجھے کب پہننا نصیب ہو گی؟" حدید نے آزل کی ساتھ والی کرسی گھسیٹتے ہی اپنا سوال داغا

"تمہاری امی ساتھ آئی ہیں آج؟" آزل نے بڑے سنجیدہ انداز میں استفسار کیا

"ہاں آئی تو ہیں کیوں خیریت" حدید نے بھرپور معصومیت سے پوچھا

"ہاں ان کو بتانا ہے کہ آپ کے بیٹے کو بہت کنٹر لگی ہوئی ہے شادی کی، ابھی آج کے دن میں دو دو شادیاں دیکھی ہیں اب تھوڑا سا تو انتظار کر لو" آزل نے اس کا ہاتھ زور سے دبا کر کہا

"دو دو شادیاں دیکھی ہیں تبھی تو بول رہا ہوں میرے بھائی، اوہ اچھا اچھا میں مزاق کر رہا تھا تم تو سیریئس ہو گئے ہو" آزل کے زور سے ہاتھ دبانے پر وہ گڑبڑا کر سیدھا ہوا

"شاباش، کیپٹن حدید کرمانی، فکر نہ کرو ہم بذاتِ خود آپ کی شادی کروائیں گے آپ فکر نہ کریں" وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر سیدھا ہوا اور وہ دونوں بھرپور ہنس دئے

"بدتمیز آدمی اتنی زور سے ہاتھ کون دباتا ہے، ان شاءاللہ بھابھی تمہیں بالکل انسان بنا دیں گی" حدید اس کو کہنی مار کر خاموش ہوا۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا اب آپ دونوں نے اپنے شیڈول میں ہمارے گھر کی دعوت کو نہیں بھولنا، جب بھی فارغ وقت ملے حاضر ہونا ہے ٹھیک ہے" بشریٰ بیگم نے ہانیہ اور سمیر کے پاس بیٹھ کر اپنے گھر آنے کی دعوت دی

وہ کچھ ہی دیر پہلے رباب اور حیدر صاحب کے ساتھ ہال میں آئیں تھی

"جی جی آنٹی ہم ضرور آئیں گے، بلکہ کچھ اچھا سا پلین کرتے ہیں ان شاءاللہ، بہت شکریہ آپ کے آنے کا" سمیر نے باادب انداز میں ان سے ملاقات کی اور اب شادی اپنے اختتام کو پہنچنے والی تھی

"چلو پھر سمیر مجھے اور زمل کو اجازت، تم تھوڑے سے فارغ ہو جاؤ پھر ملتے ہیں" آزل اور زمل سمیر اور ہانیہ سے مل کر واپس جانے کی تیاری کرنے لگے

"ہاں اوکے، اللہ حافظ" آزل سے بغل گیر ہو کر وہ واپس سٹیج پر چلا گیا اور آزل زمل کو لے کر گاڑی کی جانب روانہ ہو گیا

www.novelsclubb.com

"زمل، واپس۔۔۔آئی" شوکت علی نے آکسیجن ماسک اتار کر آنکھیں کھولیں اور نحیف سے انداز میں گویا ہوئے

"آپ آرام کریں شوکت، سو جائیں ہم صبح بات کریں گے "اقراء بیگم نے جھک کر ان پر کمبل درست کیا اور واپس سے بیڈ کے ساتھ پڑے صوفے پر بیٹھ گئیں

"کیا ٹائم ہو گیا ہے؟" وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں گویا ہوئے

"ساڑھے دس ہو گئے ہیں رات کے، آپ زیادہ نہ بولیں ابھی ابھی تو تھوڑا بہتر ہوئے ہیں" وہ نظریں جھکائے اپنے جوتوں کو دیکھتے ہوئے بولیں

"اس کو کیوں نہیں لائی ساتھ، زمل سے بولو مجھ سے مل جائے ایک بار" وہ بیہوشی کے زیر اثر بول رہے تھے

"صبح دیکھیں گے شوکت، نہ ہلکان کریں خود کو پلیز" انھوں نے نظر اٹھا کر شوکت کی جانب دیکھا

"نہیں اقراء زمل سے بات کر کے اس کو بولو کہ میں بہت بیمار۔۔۔۔۔" ان کا جملہ شدید کھانسی کی نظر ہوا

www.novelsclubb.com

"شوکت ہوش میں آئیں، زمل ہمارے ساتھ نہیں رہتی وہ جا چکی ہے" اقراء نے تھکے ہوئے انداز میں دو ٹوک کہا

"کہاں چلی گئی ہے اقراء؟ اسکو ڈھونڈ کیوں نہیں رہی، اسے کہو واپس آجائے میں معافی مانگنا۔۔۔۔" وہ آکسیجن ماسک ہٹا کر ایک بار پھر سے کھانسے

"شوکت میں بات کروں گی، میں اس کو ڈھونڈوں گی آپ سو جائیں پلیز، آپ کی پھر سے طبیعت خراب ہو جائے گی" اقراء نے آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ تھاما اور اپنا ماتھا اپنے اور شوکت کے ہاتھ پر رکھ کر زارو قطار رونے لگیں، صبح سے ضبط کئے ہوئے آنسو سیلاب کی مانند ان کی آنکھوں سے بہنے لگے، زمل اور اقراء کی یہ عادت بہت مشترک تھی کہ جب وہ آنسو ضبط کرنے پر آتی تھیں تو اپنے آپ کو آنسو بہانے سے روک ہی لیتی تھیں مگر ایک بار جو ضبط کے ہاتھوں ہار جاتیں تو دل کھول کر اپنے غم کا اظہار آنسوؤں کی صورت میں کرتی تھیں، وہ بھی یقیناً اپنے ہر خوف اور خدشے کو دل میں لاتے ہوئے آنسو بہانے پر اکتفا کر رہی تھیں

"آپ ٹھیک ہو جائیں شوکت، ہم مل کر اپنی بیٹی سے اپنی ہر ہر غلطی کی معافی مانگیں گے، اسے واپس اپنے گھر لے کر آئیں گے، شوکت میں اس کی ساری باتیں مانوں گی، وہ جیسا جیسا کہے گی ویسے ویسے

کروں گی، میں بہت شرمندہ ہوں شوکت میں اپنی بیٹی کی دوست نہیں بن سکی میں بہت شرمندہ ہوں" ان کے آنسوؤں کی روانی میں ذرا ردوبدل نہیں آیا تھا

"مم معافی تو غلطیوں کی ہوتی ہے اقراء، گناہوں کی تو بس سزا ہوتی ہے، میری سزا شروع ہو۔۔۔۔" وہ زیادہ دیر تک بات نہیں کر پا رہے تھے

"ایسے نہیں کہیں ہم نے بہت کچھ جھیلا ہے شوکت، ہم زمل کے جانے کے بعد سے کفارہ ادا کر رہے ہیں، معافی مانگنے سے ملتی ہے شوکت ہم معافی مانگ لیں گے، بس اب اور نہیں بولنا، اب آپ کو آرام کرنا ہے" وہ شوکت کا ہاتھ چھوڑ کر ان کے بالوں کو ہاتھ پھیر کر درست کرنے کے بعد صوفے پر بیٹھ گئیں، آنسو مکمل طور پر خشک ہو چکے تھے

"تم بھی سو جاؤ، صبح سے اٹھی ہو" شوکت علی نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

"جی آپ میری فکر نہیں کریں، آپ آرام کریں میں بھی بس ابھی سو جاؤں گی" وہ جوتے اتار کر صوفے پر پاؤں اوپر کر کے بیٹھ گئیں اور پرس سے اپنا موبائل نکال کر جگمگاتی سکرین پر کچھ دیکھنے لگیں۔

وہ چلتی گاڑی کی فرنٹ سکرین سے باہر دیکھتے ہوئے سیدھی بیٹھی تھی

"کیسی رہی شادی؟" آزل نے ڈرائیو کرتے ہوئے گاڑی میں چھائے سکوت کو توڑا

"بہت اچھی" وہ چند پل کچھ سوچنے کے بعد مختصراً بولی

"میں نے آج کے پورے دن میں اس بات کا اندازہ لگایا ہے کہ آپ کم بولتی ہیں" آزل کی توجہ سامنے کی جانب مرکوز تھی

"نہیں ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔وہ میں" وہ اپنے دماغ میں الجھے الفاظ کو زبان دینے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی اس سوچ کے تحت کہ کہیں کچھ زیادہ نہ بول جائے، کہیں انجانے میں کوئی ایسی بات نہ بول دے جس سے آزل اتفاق نہ کرتا ہو

"ٹھیک، کیا سٹڈی کی ہے آپ نے؟" وہ اس کی ہچکچاہٹ ختم کرنے کے لئے اس سے سوال جواب کرنے لگا

"مائکروبیالوجی میں بی ایس کیا ہے" سامنے کی سکرین پر دیکھتے ہوئے وہ فوراً بولی

"اوکے، گڈ، مشکل پڑھائی تھی یا آسان؟"فوراً سے اگلا سوال ہوا

"پڑھنے لگو تو آسان نہ پڑھو تو مشکل" وہ بھی اس کے سوالوں کو سن کر جواب دینے لگی

"کھانے میں کیا پسند ہے؟"بڑے خوشگوار ماحول میں سوال جواب کا سیشن اپنے پورے عروج پر تھا

"اگر چاول نرم نہ بنیں ہوں تو کوئی بھی چاولوں کی ڈش اچھی لگتی ہے، جو چیز خود بناؤں وہ اس لئے پسند آتی ہیں کیونکہ ان میں میری مرضی کی چیزیں ڈلی ہوتی ہیں" مقابل کے سوال پوچھنے کا انداز اسے کھلے دل سے جواب دینے کا پابند کئے ہوئے تھا

"آل رائٹ" سگنل کے لال ہونے پر اس نے گاڑی روکی

"پھول لے لو بھائی پھول لے لو" پھول بیچنے والا بچہ دوسری سڑک پار کر کے اس سڑک پر آیا اور ان کی گاڑی کا شیشہ کھٹکانے لگا

www.novelsclubb.com

آزل اس بچے کی آواز پر بے ساختہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا

"بھائی اپنی بیگم کے لئے پھول لے لو" وہ بچہ اپنی پھیری پر پڑے گجروں کو ترتیب دیتے ہوئے بولا

زمل کی نگاہیں بھی اسی بچے پر مرکوز تھیں، اس بات پر وہ اپنی توجہ بچے سے ہٹا کر قدرے سیدھی ہوئی اور سامنے لگے اشارے کو دیکھنے لگی جو بدستور لال تھا

آزل نے مسکرا کر اپنا شیشہ نیچے کیا

"اچھا ایک اور سوال یاد آیا ہے ابھی ابھی" وہ زمل کی جانب دیکھ کر گویا ہوا

"جی" وہ سامنے کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

"کونسے پھول پسند ہیں؟" وہ سٹیرنگ کے نیچے پڑے والٹ کو باہر نکال کر اس سے پیسے نکالتے ہوئے بولا

"گلاب، موتیا، چنبیلی سب پسند ہیں" مسکرا کر اس نے بچے کی جانب دیکھا

"اچھا بھئی، یہ گلاب اور چنبیلی والے دو گجرے اور یہ موتیے والے بھی دو گجرے، تھوڑا سا جلدی سگنل کھلنے والا ہے" اس کو پیسے دیتے ہوئے آزل نے تاکید کی

بچے نے جلدی جلدی سے اس کو ایک ایک کر کے ساتے گجرے دئے جو وہ ترتیب کے ساتھ ڈیش بورڈ پر رکھتا گیا

زمل نے سامنے پڑے گلاب کے گجرے کو آگے بڑھ کر تھاما اور بائیں کلائی میں ڈال کر خوشبو سونگھنے لگی

سگنل کھلنے پر وہ پھر سے اپنی منزل کی جانب رواں ہو گئے

زمل نے آگے بڑھ کر موتیے والا گجرہ اٹھایا اور اسے بھی سونگھنے لگی

گاڑی پھر سے ایک سگنل پر رکی اب کی بار آزل اس کی حرکتوں پر باقاعدہ غور کر رہا تھا

زمل کے ہاتھ سے گجرہ لے کر آزل نے اس کا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں تھاما اور ساتھ ہی اس کی کلائی میں گجرہ پہنا کر اس کا ہاتھ ہنوز تھامے رکھا

"کل رات سے میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھ جیسا خشک بندہ جس کو یہ پیار محبت جیسے الفاظ سے کوئی سروکار بھی نہیں اپنی زندگی کو کیسے نارملائز کرے گا، کل سے پہلے تک میری یونیفارم اور اے کے فورٹی سیون رائفل ہی میری زندگی کی ساتھی تھیں" وہ سر جھٹک کر مسکرایا اور دوبارہ گویا ہوا

"لیکن صرف تین بار قبول ہے کہہ دینے کے بعد سے میں نے اپنی زندگی کو ون ایٹی (180) کے اینگل پر پلٹتے دیکھا ہے، میں ابھی تک حیران ہوں کہ ایک ہی لمحے میں ایسا کیا ہو گیا کہ جس لڑکی کو میں نے کبھی غور سے دیکھا بھی نہیں تھا، اس وقت اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے؟" وہ متجسس لہجے میں بولا، زمل کا ہاتھ ہنوز اس کے ہاتھوں کی نرم گرفت میں تھا

زمل اپنے تھمے ہوئے ہاتھ پر نگاہ کئے خاموشی سے اس کو سن رہی تھی، پھولوں کی خوشبو کے ساتھ آزل کے لگائے کلون کی خوشبو اس کو اس لمحے تائب کئے ہوئے تھی

"زمل، میں نے یہ ہاتھ کبھی نہ چھوڑنے کے لئے تھاما ہے، اپنی زندگی کو تمہارے ساتھ گزارنے کے لئے تھاما ہے، یہ ہاتھ میں اپنی آخری سانس تک تھام کے رکھنا چاہتا ہوں، مجھے نہیں پتہ چلا یہ سب کب کیسے اور کیوں ہوا؟ مجھے نہیں معلوم کہ مجھے تم کیسے بھا گئی؟ مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ تم میری زندگی کو نئے زاویے اور نئے رخ دینے کا سبب بنی ہو، اور سب سے بڑھ کر تم میرے ساتھ ہو، کچھ باتوں کو زیادہ ایکسپلینیشن کی ضرورت نہیں ہوتی زمل وہ مختصر بھی ہوں تو دل پر لگتی ہیں" اس نے زمل کے تھامے ہوئے ہاتھ کو اپنی ٹانگ پر رکھا اور سگنل ہرا ہوتے ہی گاڑی پھر سے دوڑا دی

وہ حیران اور پر نم آنکھوں سے اپنی گود کی جانب دیکھنے لگی اس احساس کے تحت کے مقابل اس کی آنکھوں میں اترتی نمی نہ دیکھ لے

'اس کی ان باتوں نے مجھے اس شخص کا دیوانہ بنا دینا ہے، اتنی خوبصورت باتیں کیسے کر لیتے ہیں یہ، اللہ جی آپ نے تو اتنا زیادہ نواز دیا ہے کہ اب مجھے لگتا ہے مجھ سے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا، یہ انسان مجھے اپنی محبت میں مبتلا کر دے گا اللہ یہ انسان اپنی باتوں سے مجھے معتبر کر ہی چکا ہے اب تو بتا کہ میں اس کے سارے حق اسی پر کس انداز میں نچھاور کروں کہ سب کے سب حق ادا ہو جائیں؟ مجھے میری زندگی کا بہترین تحفہ دینے کے لئے بے انتہا شکریہ میرے مالک، اس انسان کی زندگی میں زمل کو شامل کرنے کا بے انتہا شکریہ میرے اللہ کون کہتا ہے تو غائب ہے، پوشیدہ ہے، نظر نہیں آتا؟ تیری اس بندی نے تو اللہ تیرے غائب ہونے کے باوجود تیری نشانیوں کو اپنے آس پاس محسوس کیا ہے، کیسی بے نیاز ذات ہے تیری کہ میرے رب! تو سب کچھ عطا کر کے بھی پوچھتا ہے' ہے کوئی مانگنے والا، مانگ لے میرے بندے میں تجھے اور عطا کروں گا' وہ نگاہیں جھکائے اپنی سوچ کے سمندر میں غرق آب تھی جب تک اس کا تھاما ہوا ہاتھ آزل کے ہاتھ میں تھا، آزل کے ہاتھ چھوڑنے پر وہ اپنے حال میں واپس آئی

"گھر آگیا ہے" چوکیدار کے گیٹ کھولنے پر اس نے زمل کو مخاطب کیا

"آپ چلو میں ایک فون کر کے آتا ہوں" وہ زمل کو داخلی دروازے پر چھوڑ کر لان کی جانب مڑ گیا۔

اس نے دعا مانگ کر جائے نماز تہہ کی اور اٹھ کھڑا ہوا، ہانیہ پلنگ پر لہنگا پھیلائے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی

"تھک تو نہیں گئی؟" سمیر نے اپنی کلائی سے گھڑی اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی

"نہیں بالکل بھی نہیں" ہانیہ نے اپنی انگلی پر پہنی انگوٹھی کو گھماتے ہوئے کہا

"چلو اچھی بات ہے، کدھر رکھا تھا میں نے۔۔۔" وہ سائڈ ٹیبل کے درازوں میں پڑی چیزوں کو ٹٹولتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

ہانیہ تجسس سے اسی کو دیکھ رہی تھی

"بہت مبارک ہو کیپٹن بننے کی لیفٹیننٹ صاحب بلکہ کیپٹن صاحب

"اس نے مسکرا کر سمیر کی آنکھوں میں جھانک کر کہا

"تھینک یو مسز سمیر احمد، مل گئی۔۔۔"سفید رنگ کی چھوٹی سی ڈبی کو ہاتھ میں اٹھاتے ہوئے وہ خوشی سے بولا

"تمہارے اور تمہاری دعاؤں کے بغیر میں یہ کامیابی سمیٹ ہی نہیں سکتا تھا ہانیہ "وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے انگوٹھی پہناتے ہوئے بولا، وہ انگھوٹھی میٹیلک رنگ کے چھلے اور چمکتے ہوئے ہیرے پر مشتمل تھی،ہانیہ کے ہاتھوں پر باقاعدہ سجتی ہوئی انگوٹھی سمیر کا اس کے لئے دوسرا تحفہ تھا اور دونوں ہی تحفے اس کے خلوص کو،اس کی محبت کو جانچنے کے لئے بہت چھوٹے تھے، محبت ان چھوٹے چھوٹے تحفوں سے بڑھتی ضرور ہے مگر محبت ہو جانے کا باعث نہیں ہوتی، محبت کی کونپلیں وفاداری کے بیج سے پروان چڑھتی ہیں،امانت داری کے خمیر سے پھلتی پھولتی ہیں، محبت کے بیج کو نشوونما دیتا سورج دراصل محبوب کا مخلص پن ہوتا ہے، محبت کا پودا کسی شرط پر پروان نہیں چڑھتا، یہ بس اپنے مقابل سے عزت اور احترام کی امید رکھتا ہے، یہ شرائط پر نہیں عزتوں اور امیدوں کی بنیادوں پر پرورش پاتا جذبہ ہے، محبت ان چند گنے چنے جذبوں کی فہرست میں کہیں اوپر کے اعداد و شمار میں آتی ہے جن جذبوں کو کوئی

زوال نہیں ہوتا، یہ کونپلیں امر بیل ہوتی ہیں، نہ مرجھانے والی، نہ زرد پڑے والی، نہ خزاں رسیدہ ہونے والی، یہ ہوتی ہے محبت جو محض دعویداری پر منحصر نہیں ہوتی، محبت نبھا جانے والا جذبہ ہے جس میں دعویداری سے زیادہ عمل کو پرکھا جاتا ہے، نیتوں کو بھانپا جاتا ہے تا عمر، تا حیات آخری سانس تک، اور محبت لیفٹیننٹ سمیر احمد کو اس دنیا میں محض دو ہی جذبوں سے ہوئی تھی، ایک ہانیہ حبیب سے اور دوسری اپنے ملک پاکستان سے۔

"حیران ہوں کہ اتنی خوبصورت رنگ مجھے آج سے پہلے دکھی کیوں نہیں؟" وہ اپنی انگلی میں سجی انگوٹھی کو دیکھ کر خوشگوار حیرت سے بولی

"اس لئے کیونکہ یہ تمہارے نصیب میں میرے تحفے کے طور پر آنی تھی" سمیر نے اس کا ہنوز تھاما ہوا ہاتھ نرمی سے دباتے ہوئے کہا

"تمہارے سے زیادہ پیاری نہیں ہے ہانیہ ویسے، تم اپنے دل، اپنی مخلصی اور اپنے حسن کے لحاظ سے اس ایک انگوٹھی سے کئی زیادہ حسین ہو، پتہ ہے ہانیہ یہ سب زیب و آرائش انسان کو خوبصورت تو بنا سکتی ہیں مگر ویلیو ایبل نہیں بنا سکتیں، ویلیو ایبل آپ کو آپ کی نیت اور مخلصی بناتی ہے اور میرے نصیب میں

www.novelsclubb.com

آئی ہوئی لڑکی ان فیکٹرز میں بہت ڈومینیٹڈ ہے الحمدللہ" سمیر اس کی سیاہ چمکدار آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا، وہ ہانیہ حبیب تھی بے باک، محبت و بہادری کے جذبوں سے پلی ہوئی مظبوط اعصاب کی لڑکی۔

"آپ کا حسنِ نظر اور میری خوش نصیبی ہے بس، ورنہ عزتوں کی تلاش میں اور محبتوں کی کھوج میں مہارانیوں اور اپسراؤں کو بھی شکست کھاتے دیکھا ہے میں نے" وہ اپنے ہمسفر کی محبت سے چور آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بڑی عقیدت سے بولی

"تم نے مجھ آدھے ادھورے انسان کو کتنا مکمل کر دیا ہے ہانیہ، بڑا مشکل ہے کہ الفاظ کی مدد سے میں تمہیں اپنی فیلنگز بتا سکوں، میں دل کی گہرائی سے کہتا ہوں کہ میں تو ادھورا تھا آج کے بعد سے بلکہ ابھی سے مکمل ہو گیا ہوں، میری زندگی اور دل کا وہ حصہ جو مجھ سے دور تھا آج دیکھو میرے سامنے بیٹھا ہے، بھلا بتاؤ کوئی، کیا مجھ سے زیادہ خوش نصیب بھی آج کے دن میں اس زمین نے دیکھا ہو گا؟" وہ کسی سحر کے زیر اثر ہانیہ کا ہاتھ تھامے بڑی بے باکی سے اپنا دل اپنی ہمسفر کے آگے کھول رہا تھا

ہانیہ اس کی بات پر نظروں کا رخ اپنے پھیلے ہوئے لہنگے کی جانب موڑ گئی اس نے آج تک یہی سنا تھا کہ شادی کے بعد ایک عورت اپنی تکمیل کے مراحل طے کرتی ہیں یہ پہلی بار ہوا تھا کہ اس کے مقابل بیٹھا شریک حیات ہانیہ کو اپنے مکمل ہونے کی داستان سنا رہا تھا، دلکش اور مرعوب کر دینے والی شخصیت، بڑے شان سے فوجی یونیفارم کو سلیقہ مندی سے زیب تن کئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے

"اللہ نے میری زندگی پر بہت بڑے بڑے احسان کئے ہیں ہانیہ، میں نے جو جب جب مانگا ہے، دینے والے نے اپنی حیثیت اور شان کے مطابق دیا ہے ورنہ میری کوئی اوقات ہی نہیں کہ جو میں اس سے طلب کروں مجھے اتنا بھی دے دیا جائے، لیکن ہانیہ تین چیزیں میری فنگر ٹپس پر ایسی رواں ہیں کہ ان کے لئے میں زندگی بھر بھی اللہ کے آگے جھکا رہوں اس کا احسان نہیں اتار سکوں گا" وہ ہانیہ کی جانب دیکھ کر چمکتی آنکھوں سے مسکرایا اور گفتگو کو دوبارہ اسی سرے سے جوڑا

"اللہ نے میری زندگی میں میری پیدا کرنے والی ماں، یہ خاکی وردی جس پر میرے ملک کا پرچم بڑی شان سے سجا ہوا ہے اور ایک تم ہانیہ سمیر احمد، عطا کر کے مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شکر گزار بنا دیا ہے" اس کے لہجے میں تشکر ہی تشکر تھا اور اسی تشکر کے زیر اثر وہ عاجزانہ انداز اپنائے ہوئے تھا، اور یہ آزمائی ہوئی بات

ہے جو انسان اپنی زندگی میں جس قدر شکر گزار ہوتا ہے وہ اسی قدر عاجز ہوتا ہے، بے سبب ہی سب کو سب کچھ عطا نہیں کر دیا جاتا کچھ کو محض شکر گزاری کا صلہ پہلے کی نعمتوں سے بڑھ کر مزید نعمتیں دے کر عطا کیا جاتا ہے۔

ہو سکتا ہے نا کہ اللہ ایک انسان کو کچھ من چاہا دے کر اس کا امتحان لے رہا ہو کہ آیا وہ دیے ہوئے احسانات پر شکر گزار ہوتا ہے بھی کہ نہیں؟ اپنے امتحانات و آزمائش کو پہچان جانے والا ان پر پورا اتر جانے والا ہی بہر صورت کامیاب ہے۔

"ویسا خط دوبارہ کب لکھیں گے میرے لئے؟" ہانیہ کی آنکھوں میں نمی بڑی واضح تھی

"تم نے پڑھ لیا وہ خط مجھے بتایا کیوں نہیں؟" سمیر نے مدھم آواز میں اس سے پوچھا

"اپنے تمام جذبات کو آج کے لئے سنبھال کر جو رکھا تھا میں نے، آج کا دن آگیا میں آپ کی ہو گئی آپ میرے ہو گئے تو میری تمام باتوں کو سننے سے حقدار بھی ہو گئے، میرے تمام جذبوں کو سمجھنے کے حقدار بھی ہو گئے، سمیر مجھے لگتا ہے آپ اس قدر گہرے ہیں کہ اگر کوئی پتھر پھینک کر گہرائی کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے تو اس پتھر کے تہہ تک جانے کی آواز سننے کے لئے اس کے کان ترس جائیں، مجھے لگتا

www.novelsclubb.com

ہے سمیر میں آپ کی اس گہرائی میں کود جاؤں گی تو واحد ایک میں ہی ہوں گی جو ڈوبوں گی نہیں، آپ کو جانچ لوں گی پرکھ لوں گی مگر آپ کی گہرائی کو سروائو کر جاؤں گی پتہ ہے کیوں؟۔۔۔۔کیونکہ آپ کی گہرائی میں، میں نے جہاں تک جھانک کر دیکھا ہے اس ملک کی مٹی کو ثبت پایا ہے، اپنی ذات کو آپ کے گہرایوں میں جذب ہی پایا ہے، اور جس گہرائی میں، میں نے میری خود کی ذات کو شامل دیکھا ہے ایسی گہرائی میں کود کر میں بھلا ڈوب کیسے سکتی ہوں؟" وہ صدق دل سے، مشکو شدہ سی نظروں سے سمیر کی جانب دیکھ کر مسکرائی تھی

"لکھا کروں گا خط، بہت سارے خط فقط تمہارے نام، اپنی سرحدوں میں کٹتی لمبی راتوں اور گہری شاموں میں فارغ ہوئے لمحوں میں تمہاری یاد کو کاغذ پر لکھ کر تمہارے لئے سنبھال لوں گا، میرے چند خط، ڈھیروں یادیں لئے تمہارے منتظر رہیں گے" وہ اس کے مہندی سے سجے ہاتھوں پر انگلی پھیرتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

"مجھے پتہ ہے کہ آپ کو میرے بارے میں سب پتہ ہے لیکن پھر بھی کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے مہنگے تحفوں، بہت زیادہ آسائشوں اور آرام طلب زندگی کی کبھی چاہ نہیں رہی، مجھے سب سے زیادہ سکون

تب آتا ہے جب آپ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل کی بات میرے دل تک پہنچاتے ہیں، مجھے سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب آپ میری آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں، مجھے اطمینان تب ہوتا ہے جب آپ مجھ سے اپنے لئے دعا کرواتے ہیں، بس آج کے بعد سے بھی آپ نے ایسا ہی کرنا ہے سمیر، مجھے آپ کی محبت اور توجہ سے بڑھ کر کوئی آسائش عزیز نہیں "اس کی نظریں اپنے لہنگے کی جانب ہی مرکوز تھیں

"اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی مجھے ہمیشہ سے ناقابلِ قبول رہی ہے ہانیہ، تم اور تم سے منسلک ہر ہر چیز بھی میرے فرض کا حصہ ہیں، آج میں بھی تم سے کچھ مانگنا چاہتا ہوں" سمیر نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا

"ہاں ہاں مانگ لیں سب آپ کا ہی ہے" ہانیہ کی پر تجسس نگاہیں اٹھ کر سمیر کے چہرے پر گئیں

"تعاون۔۔۔۔میرے سب سے ضروری فرض کی تکمیل میں مجھے تمہارا تعاون چاہیے ہانیہ" سمیر قدرے سنجیدگی سے بولا

"بس، یہ کام ہے، یہ تو میں آپ کے کہے بغیر بھی کروں گی آخر کو اپنی ماں سے یہی ایک چیز تو سب سے زیادہ سیکھی ہے میں نے" وہ اپنی بات کر کے تسلی بخش مسکرائی

"مطلب؟" سمیر نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"مطلب یہ کہ جب جب میری امی، بابا کو کسی محاظ کے لئے تیار کر کے بھیجتی تھیں تو ہمیشہ ہم تینوں کو پاس بلا کر کہتی تھیں کہ حق اور جہاد کی راہ میں اٹھے، تمہارے باپ کے ایک ایک قدم کا صلہ جنت میں ملے گا، دنیا میں یا اس میں موجود لوگوں سے اس واحد صلے کی کبھی آس بھی مت لگانا اور واقعی ہی سمیر، کسی مجاہد

کے جہاد کی، جستجو کی، کاوشوں کی ستائش کی تمنا کرنا بہت نازیبا بات ہے کم از کم یہ وہ واحد کاز ہونا چاہیے جس کا صلہ اس دنیا میں نہیں بلکہ اس ابدی دنیا میں ملے، ماما ہمیشہ کہتی تھیں یہ دنیا عارضی ہے، بوڑھے ہو کر بھی مرے تو ایک نہ ایک دن مر ہی جانا ہے، تو کیوں نا بہادری والی زندگی اور شہادت والی موت کا انتظار کیا جائے، آپ کو یاد ہو گا سمیر ہمارے نکاح پر آپ نے مجھ سے ایسی ہی ایک دعا مانگنے کا بولا تھا" وہ یک دم خاموش ہو کر سمیر کے تاثرات دیکھنے لگی

"ہاں یاد ہے" سمیر نے سر کو خم دے کر یاد دہانی کروائی، اس کی حیرت سے پھیلتی آنکھیں یہ تاثر ابھار رہی تھیں کہ اب حیران ہونے کی باری سمیر کی ہے

"مجھے اسی لمحے اپنی امی کے الفاظ یاد آئے تھے جنہوں نے مجھے لرز جانے سے روک دیا ورنہ سمیر آپ حساب لگائیں کہ دلہن بن کر سجی ہوئی عورت سے اس کا ہمسفر ایسی بات کر دے تو اس پر کیا گزرتی ہو گی" وہ اپنی بات مکمل کر کے اطمینان سے مسکرائی

"ہانیہ کچھ فرائض محبت سے بھی پہلی والی سیڑھی پر کھڑے ہوتے ہیں اور اس فرض کی سیڑھی پر چڑھے بغیر آپ محبت کے زینے پر قدم نہیں رکھ سکتے، اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ کی محبت میں کوئی کمی ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فرض پورا نہ کرنے پر جو خلا انسان اور محبت کے درمیان آ جاتا ہے وہ انسان کو لڑکھڑانے پر مجبور کر دیتا ہے، واللہ تمہاری محبت مجھے بہت عزیز ہے ہانیہ لیکن یہ ملک، یہ وردی یہ پرچم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ مقدم ہے" وہ بڑی عقیدت سے اپنا موقف پیش کر رہا تھا، ملک کے نام پر آنے والا تاثر اسے انجانے میں ہی سہی ہانیہ لے لئے بہت خوبرو بنا گیا

" کبھی کوئی شکایت نہیں کروں گی بے فکر ہو جائیں" اس نے پھر سے اپنی انگوٹھی کو گھماتے ہوئے کہا

"تم نے میری ساری الجھنیں اور پریشانیاں دور کر دیں، میں آج اپنی ماں کے انتخاب کو مان گیا، اپنی محبت پر پورا یقین ہو گیا مجھے آج اور سب سے بڑھ کر اللہ کے مجھے نوازنے پر یقین آ گیا، میری زندگی میں تم سے بہتر کوئی آ ہی نہیں سکتا تھا ہانیہ" وہ اپنے ازلی دل کو بھا جانے والے انداز میں مسکرایا اور بے ساختہ اس کی چمکتی آنکھوں میں اطمینان کا تاثر ابھرا

"جاؤ چینج کر لو ہانیہ، تم تھک گئی ہو گی" اس نے ہانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بڑے آرام سے بیڈ سے نیچے اتارا اور وہ اپنے لئے سادہ کپڑے نکالنے لگی۔

"چاچی میری ایک بات کان کھول کر سن لیں آپ، مجھے یا میری ماں کو آئندہ فون نہیں کرنا آپ نے، سب کچھ ختم ہو جانے کا مطلب ہوتا ہے فنشڈ میرے خیال سے میں اپنی بات سمجھا چکا ہوں گڈ بائے" اس نے اقرا کا پانچویں بار آتا فون کمرے سے باہر نکل کر دھیمی آواز میں سنا کہ نائمہ کو معلوم نہ ہو جائے ورنہ ہاشم کو کھری کھری ڈانٹ پڑ سکتی تھی

"Hashim just give me a minute, I'll end this by my own please listen for a minute"

اقرا ہسپتال کے کاریڈور میں کھڑی موبائل کان کو لگائے اس سے التجا کر رہیں تھی

"جی بولیں" ہاشم نے کال کاٹنے سے گریز کیا

"ہاشم زمل کہاں رہ رہی ہے مجھے بتادو پلیز تمہارے چاچو بہت بیمار ہیں اس سے ملنا چاہتے ہیں پلیز" انھوں نے لرزتی ہوئی آواز میں التجا کی

"ڈیئر اقرا چاچی آپ کو ایسا کیوں لگا کہ آپ مجھ سے اس بدذات کا ٹھکانہ پوچھیں گی اور میں آپ کو بتادوں گا؟" ہاشم اس بات پر کھسیانی ہنسی ہنسا

ہاشم کی بات پر اقرا نے لبوں کو زور سے بھینچ کر اپنا غصہ ضبط کیا اور پھر سے گویا ہوئیں

www.novelsclubb.com

"میں نے بہت امید لگا کر فون کیا ہے بیٹا ایسا نہیں کرو اپنے چچا کے ساتھ پلیز بتادو ہاشم" ان کے چہرے پر دو آنسو متواتر گرے

"چاچو کی فکر آپ بالکل نہ کریں چاچی جان کیونکہ اگر وہ اپنی اس بھاگی ہوئی بیٹی سے مل کر بچ بھی گئے تو سلاخوں کے پیچھے جاتے ہی پھر سے ویسے ہو جائیں گے "اب کی بار اس کے روکھے لہجے میں سردپن بھی شامل ہوا

"مم میں یقین دلاتی ہوں ہاشم تمہارا نام نہیں آنے دیں گے شوکت اس معاملے میں اب ہمیں بھی تو فیور کردو نا بیٹا" لہجہ بدستور شکست خوردہ اور التجائیہ تھا

"سوچوں گا سوچوں گا لیکن اتنی بھی کیا جلدی ہے اپنی بیٹی سے ملنے کی پہلے اسے اپنے عاشق سے شادی تو کر لینے دیں، ویسے آپ کی معلومات میں اضافے کے لئے آپ کو بتاتا چلوں اس کا نام نہاد عاشق فوج میں افسر ہے، آآہ چاچی جان بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ اس انسان سے ملنا چاہتی ہیں جس نے آپ کو آپ کے سامنے ڈبو دیا اور ایک فوجی افسر کے ساتھ اپنا گھر بسا لیا، ماننا پڑے گا چاچی آپ کی بیٹی صحیح ماسٹر مائنڈ سیٹ کی نکلی، خیر مجھے کیا جو مرضی کرتی پھرے لیکن آپ کو بہت مبارک ہو چاچی کیونکہ آپ کی بیٹی نے مجھے چھوڑ کر اپنی مرضی سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، اور ہاں ایک منٹ سے زیادہ ہی ہو گیا ہے ٹائم رکھتا ہوں فون "اس نے اپنی گھڑی کی جانب دیکھ کر آخری جملہ بولا اور فون بند کر دیا

"ہیل ہیلو۔۔۔۔۔" وہ حیران آنکھیں اور ساکت وجود ہاشم کی باتوں کے زیرِ اثر کپکپانے پر مجبور ہو گیا۔

سنگھار میز پر ترتیب وار سجے گجرے پورے کمرے کو مہکا رہے تھے وہ گھر کے عام سے حلیے میں بیٹھی پچھلے آدھے گھنٹے سے کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھی، ہر پانچ منٹ بعد اس کی نظر دروازے پر جا کر کتاب کی جانب واپس آجاتی غالباً وہ کسی کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ پوری طرح کتاب کی جانب متوجہ ہوئی

"سوئی نہیں ابھی تک؟" آزل نے اندر آتے ہی اسے مخاطب کیا

"نہیں میں کتاب پڑھ رہی تھی بس عشاء پڑھ کر سونے لگی ہوں" وہ کتاب کی جانب نظریں مرکوز کئے فوراً بولی

www.novelsclubb.com

"سی او صاحب کو فون کرنے گیا تھا اس لئے دیر ہو گئی، انھیں اپنے نکاح کے بارے میں انفارم کرنا تھا" وہ کوٹ اتار کر ہینگر میں لٹکاتے ہوئے بولا، زمل نے اس کی جانب دیکھ کر سر کو خم دیا اور پھر کتاب کو دیکھنے لگی

"زمل میں پرسوں واپس جا رہا ہوں وزیرستان" وہ ٹائی کو لوز کرتے ہوئے بولا، زمل نے اسکی بات پر کتاب سے نظریں اٹھا کر اس کو اپنی نظروں کے حصار میں لیا

"اتنی جلدی" زمل نے بے ساختہ بولا اور ساتھ ہی نگاہوں کو سامنے کی دیوار کی جانب پھیرا

"ہاں میں چھٹی نہیں لے سکتا زمل جس ایریا میں ہماری ڈیوٹی ہے وہاں ایسے چھٹی لینا آسان نہیں ہوتا اور خاص طور پر تب جب پہلے ہی کوئی چھٹی پر ہو، سمیر کی جگہ اس کی ڈیوٹی میری اور حدید کی ذمہ داری ہے" کلائی پر بندھی گھڑی کو اتارتے ہوئے وہ زمل کی جانب دیکھ کر گویا ہوا

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں آپ خیر سے جائیں میں اور بی جان پہلے بھی ساتھ رہتے تھے اب بھی رہ لیں گے" اس نے ہاتھ میں پکڑی کتاب بند کر کے سائڈ ٹیبل پر رکھی اور اٹھ کر کمبل سیدھا کرنے لگی، چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے آزاد تھا

"ہاشم واپس نہیں آئے گا زمل میں یقین دلاتا ہوں اور میں نے تم سے شادی تمہارے ہاشم کے ڈرنے کی وجہ سے نہیں کی"آزل کمبل کا سرا ہٹا کر بیڈ پر براجمان ہوا

"مجھے پتہ ہے اس بات کا لیکن اگر وہ آگیا تو میں اتنی مضبوط نہیں ہوں کہ اسے روک سکوں مجھے سچ میں اس سے ڈر لگتا ہے"زمل کی فکر مندی اس کے انداز سے واضح تھی

"زمل مخلوق کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس سے ڈرا جائے،یہ حق صرف مخلوق کو پیدا کرنے والے خالق کو حاصل ہے اور یہ حق صرف اسی کے پاس ہی رہنا چاہیے"سائیڈ ٹیبل پر دھری کتاب کو پکڑتے ہوئے اس نے اپنی بات مکمل کی،زمل کی آنکھیں بے ساختہ اس کے چہرے کی جانب اٹھیں اور پھر پلک جھپکنا بھول گئیں وہ اس کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو اپنے دل پر محسوس کر گئی تھی وہ آزل کے بات کرنے کا مقصد بھی جان گئی تھی،اس کا دل اپنے رب کو یاد کر کے بہت زور سے دھڑکا،بے ترتیب ہوتی دھڑکن کو اس نے واضح محسوس کیا سامنے بیٹھا شخص ایک منٹ سے بھی قلیل عرصے میں اس کو صدیوں کی مسافت کا راز دے گیا تھا۔

"ایک سوال تھا جس کا جواب ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی میں نے اور آج جواب میرے مقابل بیٹھا ہے، اگر اللہ میری مدد نہ کرتا تو میں ہاشم سے کبھی بچ ہی نہ سکتی یہ تو میرے بس میں ہی نہیں تھا، پھر میں نے یہ کیسے سوچ لیا کہ جو رب مجھے آج تک بچاتا آیا ہے وہ آگے نہیں بچائے گا؟" وہ سر جھکا کر مدھم سا بولی

"تو اور کیا، میں یا میری جگہ کوئی بھی اور ہوتا تو وہ صرف وسیلہ ہوتا زمل، مدد کرنے والا تو بس اللہ ہوتا ہے، میں تمہارے ساتھ کھڑا تو رہ سکتا ہوں ہمیشہ رہوں گا بھی لیکن اپنے ہر ڈر سے لڑنا تمہاری ذمہ داری ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم اس سلسلے میں مجھ پر ڈیپینڈ نہ کرو کبھی بھی نہیں، زمل میں چاہتا ہوں میری محبت تمہیں مضبوط کرے نہ کہ مجھ پر ڈیپینڈ کرنے والا بنا دے، محبت انسان کو مضبوط بنانے والا جذبہ ہے نہ کہ بزدل بنانے والا" لہجہ نرم اور بیک وقت مضبوط تھا

"محبت" وہ بے یقین سی آنکھیں بڑے مان سے آزل کی جانب اٹھیں

"ہاں محبت، کیوں انسان کو ایک دن میں محبت نہیں ہو سکتی؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر مسکرایا، زمل نے اپنا رخ پھیرے بغیر نظریں چرائیں

"سب کا تو نہیں پتہ لیکن مجھے آزل عباس کو زمل سے ایک ہی دن میں محبت ہوئی ہے، مجھے اس زمل سے محبت ہوئی ہے جو اس دن سفید فراک میں چادر سر پر ڈالے بڑی بے ربطگی سے اپنے فائدے کی بات مجھ سے کرنے آئی تھی، مجھے اس زمل سے محبت ہوئی ہے جو ایک نامحرم کے گھر جانے سے پہلے اسی نامحرم سے اپنے خدشات کا اظہار بہت بے باکی سے کر رہی تھی، مجھے اس زمل سے محبت ہوئے ہے جس کے آگے ہر انسان برابر ہے چاہے وہ کوئی ملازم ہو یا بزرگ، مجھے اس زمل سے محبت ہوئی ہے جو میرے سامنے کہتی ہے کہ وہ ہاشم سے ڈرتی ہے لیکن وہی ہاشم جب اس کے قریب جانے کی کوشش کرتا ہے تو شیشے کے خالی گلاس کو اپنے دفاع کے لئے استعمال کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے، مجھے اس زمل سے پیار ہوا ہے جو ہر بار اپنی بات اپنا مدعا اس طریقے سے پیش کرتی ہے کہ میں اس کی باتوں کے زیر اثر سرحد پر بیٹھ کر بھی اسے سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں، اور مجھے اس زمل سے پیار ہوا ہے کہ جب میں کسی سے اس کے متعلق بات کرتا ہوں تو سامنے پڑا کافی کا کپ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور میں مسکرا کر وہی ٹھنڈی کافی پی لیتا ہوں کیونکہ وہ میں نے تمہاری باتوں کے عوض ٹھنڈا کیا ہوتا ہے، مجھے اس زمل سے شدید محبت ہوئے ہے جو اس ملک کو مقدم رکھ کر اپنی ذات سے منسلک ہر رشتہ پیچھے چھوڑ آئی ہے، زمل تمہارے چہرے سے بہت پہلے مجھے تمہاری باتوں، تمہاری سوچ اور تمہارے کردار سے محبت ہوئی ہے، مجھے لال رنگ کے

www.novelsclubb.com

جوڑے میں دلہن بن کر بیٹھی ہوئی زمل سے تو سب سے آخر میں محبت ہوئی ہے لیکن اظہار میں پھر بھی آج کر رہا ہوں جانتی ہو کیوں ؟"زمل کا ہاتھ تھام کر آزل نے اپنا ربط توڑا وہ زمل کی حیرت سے پھیلی آنکھوں جن کی کنارے بھیگ چکے تھے اور عقیدت سے لال پڑتے چہرے کو دوبارہ دیکھ کر گویا ہوا

"کیونکہ زمل محبت تو انسان کو کبھی بھی ہو سکتی ہے کسی بھی جگہ ہو سکتی ہے کسی بھی لمحے ہو سکتی ہے لیکن محبت کا اظہار ہمیشہ صحیح وقت پر ہی کیا جانا چاہیے اور اللہ نے میرے لئے وہ وقت آج لکھا تھا"اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے زمل کا تھاما ہوا ہاتھ تھپکا،وہ بغیر جھجکے آزل کے چہرے کا حصار کئے بیٹھی تھی، فضا میں پھیلی پھولوں اور اظہار محبت کی محصور کن سی خوشبو ان دونوں کی زندگی کے سب سے یادگار ترین لمحوں میں شامل ہو رہی تھی۔

"میری زندگی میں سب سے خوبصورت رنگ بھرنے،مجھے میری ویلیوز کی بنیاد پر پسند کرنے اور مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنے پر میں شکر گزار ہوں،آج میرا وعدہ رہا آپ سے کہ میں اپنی پوری زندگی آپ کی ناشکری نہیں کروں گی،پوری زندگی آپ سے مخلص رہوں گی،آپ کو آپ کی ہر امید سے زیادہ

خوش رکھوں گی اور ہم ایسے ہی ہاتھ تھام کر اس دنیا اور اس آخرت میں کامیابیاں حاصل کریں گے"

بھوری آنکھوں میں لازوال چمک اتری اور لبوں پر گہری پر سکون مسکراہٹ پھیل گئی

"ان شاءاللہ، اور جہاں تک بات ہے شکر گزاری کی تو احسان تو تم نے بھی مجھ پر ڈھیر سارا کیا ہے زمل، تمہارا مجھ پر اعتماد کرنا میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں" اس کی پر تشکر آنکھوں نے زمل کی آنکھوں سے اس کے تھامے ہوئے ہاتھ تک کا سفر کیا اور ساتھ ہی وہ سر کو ہلکا سا جھٹک کر مسکرا دیا

"چلو تم جائے نماز بچھاؤ میں وضو کر کے آتا ہوں" وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر بولا اور کہہ کر باتھ روم کی جانب چلا گیا

"حدید چھٹی کب تک ہے تمہاری؟" حلیمہ فیصل کرمانی حدید کو آملیٹ والی پلیٹ دیتے ہوئے بولیں

www.novelsclubb.com

"کل واپسی ہے ماں جی" وہ چھری اور کانٹے کی مدد سے آملیٹ کو اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے بولا

"شادی کا کیا پلین ہے تمہارا؟" وہ قدرے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھ کر گویا ہوئیں

"یہ اچانک میری شادی کا خیال کیسے آ گیا آپ کو؟" آملیٹ کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھتا وہ خوشگوار حیرت سے مسکرا کر بولا

"بیٹا جی ماؤں کو پتہ لگ جاتا ہے اولاد کو کس چیز کی کب ضرورت ہے اس لئے مجھے اپنا ارادہ بتاؤ" ان کا طرز بیان خاصہ ماہرانہ تھا۔

"ارادے تو بہت نیک ہیں ماں جی آپ جب کہیں شادی کر لوں گا" وہ سر جھکا کر تھوڑا سا سوچتے ہوئے بولا

"منال کے لئے انٹرسٹڈ ہوں میں۔۔۔" حلیمہ حدید کے تاثرات دیکھنے کے لئے تھوڑا رکیں

"کم آن ماں جی منال کے لئے؟ میں کسی چاچو، ماموں بلکہ کسی بھی رشتے دار کی طرف شادی کے لئے راضی نہیں ہو سکتا آپ کو پتہ بھی ہے ان میں سے کوئی بھی میرے مزاج کی نہیں اور رشتے داروں کو دینے کے لئے مراد اور سعدین دونوں ہی اویل ایبل ہیں" وہ دو لمحے کے لئے ناشتہ چھوڑ کر سیدھا اور سنجیدہ ہوا

www.novelsclubb.com

"اچھا تو پھر تم خود بتادو کہ کس کے بارے میں سوچوں میں ؟اور اپنے بھائیوں کی فکر تم چھوڑدو ان کی باری میں تھوڑی دیر ہے" حلیمہ بیگم ایک گہرا سانس چھوڑ کر اپنے تاثرات درست کرتے ہوئے مخاطب ہوئیں

"کل آپ میرے ساتھ شادی پر گئی تھیں آزل کی فیملی سے ملی ہیں نا آپ" حدید نے اپنی نظروں کو سامنے پڑی پلیٹ پر مرکوز کیا

"ہاں ملی ہوں بشریٰ حیدر سے اور رباب سے بھی" ہنوزان کا انداز سنجیدہ تھا مگر وہ حدید کا مدعا بھانپ گئیں تھی

"تو پھر تھوڑا اس بارے میں سوچیں اگر پاسیبل ہو تو" حدید نے ایک ہی سانس میں بات مکمل کی اور گلاس میں پانی ڈالنے لگا

"اچھا ٹھیک ہے سوچتی ہوں اچھی فیملی ہے آزل کی لیکن ایک بار تم کیپٹن ہو جاؤ پھر جاؤں گی ان کے گھر بات کرنے اب تسلی سے ناشتہ کرو" حلیمہ کے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور انھیں دیکھ کر حدید بھی مسکرا دیا

"زمل اٹھ جاؤ ممانا شتے پر بلا رہی ہیں۔" بالوں میں برش کرتے ہوئے اس نے زمل کو آواز لگائی جو فی الحال گہری نیند میں تھی

"زمل "اس کا کندھا تھپکا کر وہ سائیڈ ٹیبل کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا

"کیا ٹائم ہوا ہے ؟"ادھ کھلی آنکھوں کو تھوڑی دیر جھپکا کر اس نے سوال کیا

"دس بجنے والے ہیں اور ممانا شتے پر بلا رہی ہیں ہمیں "وہ اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھ کر زمل سے مخاطب ہوا

"دس بج رہے ہیں آپ نے اٹھایا کیوں نہیں مجھے "وہ ایک ہی جھٹکے میں بستر چھوڑ کر سیدھی ہوئی اور اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو ہاتھوں سے سمیٹ کر جوڑے میں باندھنے لگی

www.novelsclubb.com

"میں ایک ضروری کام کر رہا تھا اس لئے جلدی اٹھ گیا خیر ہے کبھی کبھار دیر سے اٹھنے میں کوئی حرج تو نہیں "اپنے بیڈ سائیڈ سے لیپ ٹاپ اٹھا کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا

"میں دس منٹ میں تیار ہو کر آتی ہوں" گردن کے گرد دوپٹہ لپیٹ کر وہ کمرے سے باہر چلی گئی

"آج دوپہر کو آپ گھر واپس جا سکتے ہیں شوکت صاحب" ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد مسکرا کر شوکت کو تسلی دی

"میم میں آپ کو ڈائٹ چارٹ بھجوادوں گا کہ انھوں نے کیسی ڈائٹ لینی ہے اور کیا کیا نہیں لینا لیکن شوکت صاحب ہلکی پھلکی ورزش اور کم از کم دس پندرہ منٹ واک ضرور کرنی ہے روزانہ" شوکت نے ڈاکٹر کے جواب میں سر کو ہلکا سا خم دیا دوبارہ لیٹ کر آنکھیں موند لیں

"زمل کا کچھ پتہ چلا اقراء؟" ڈاکٹر کے جاتے ہی انھوں نے اقراء سے استفسار کیا

"نہیں ابھی نہیں پتہ چلا لیکن اتنا ضرور پتہ ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہے خوش ہے" وہ پھیکا سا مسکرائیں

"تمہاری ہاشم سے بات ہوئی ہے؟" وہ پہلے کی نسبت کافی بہتر تھے

"ہاں ہوئی تھی تھوڑی سی بات ملک چھوڑ کر جا رہا ہے وہ" ان کا لہجہ بیزار کن تھا

"آئندہ بات مت کرنا اس سے ابھی ہمارے اتنے برے دن بھی نہیں آئے کہ جن کو ہم نے پروان چڑھایا ہو وہ ہی ہمیں آنکھیں دکھائیں"

"مجھے لگتا ہے شوکت زمل نے ہاشم کو چھوڑ کر اپنی زندگی کا سب سے بہترین فیصلہ کیا ہے، میری بیٹی اس خود غرض انسان کے لائق نہیں تھی اور یہ بات ہم جان ہی نہیں سکے" وہ کرسی کے بازو پر نظر جما کر کسی ندامت کے زیر اثر بولیں

"زمل سے اس بات کا شکوہ نہیں ہے اقراء کہ وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی، شکوہ تو اس بات کا ہے کہ اس نے ہاشم کی کوئی برائی کبھی ہم سے کی ہی نہیں، کبھی ہمیں بتایا ہی نہیں کہ وہ کیسا انسان ہے، میں حیران ہوں اقراء وہ اس سے دور رہ کر بھی اسے پہچان گئی اور میں اس کھوٹے سکے کو اپنے پاس رکھ کر بھی نہ جان سکا"

کمرے میں ندامت کے ہی زیر اثر چھا جانے والا گہرا سکوت اترا جسے اقراء کی آواز نے توڑ دیا

www.novelsclubb.com

"مجھ سے کیا تھا ایک بار گلہ اس نے، شوکت میں نے اسے چپ کروا دیا، مجھے کہا کرتی تھی میں نے ہاشم کے ساتھ باہر نہیں جانا ماما، میں پھر بھی اسے فورس کرتی تھی، میں کہتی تھی زمل کو گھر کا بچہ ہے ہاشم تمہارے بابا کا دایاں بازو ہے وہ بیٹوں جیسا ہے اور وہ سر جھکا کر سن لیتی تھی، تب تو محسوس نہیں ہوتا تھا

کہ میں نے کچھ غلط کیا ہے اب وہ جو آنکھوں کے سامنے نظر نہیں آتی تو مجھے پوری رات نیند نہیں آتی شوکت، وہ بہت یاد آتی ہے، اس کی ہر ہر بات، ہر ہر شرارت سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے" رخسار پر گرتے آنسو کو اقراء نے بڑی بے دردی سے صاف کیا اور سر کرسی سے ٹکا کر خاموش ہو گئیں۔

"میں سیاست چھوڑ رہا ہوں" وہ کسی قسم کا تاثر دئے بغیر بولے، اقراء کا جھکا سر ایک لمحے میں شوکت کے نحیف سے چہرے کی جانب اٹھا

"میں نہیں روکوں گی آپ کو، جیسے بہتر لگے ویسا کریں، آپ آرام کریں اب بس باقی باتیں گھر جا کر کریں گے" وہ کمرے میں پھیلی چند ایک چیزوں کو ترتیب دینے کے لئے کرسی سے اٹھ گئیں

----

www.novelsclubb.com

"السلام وعلیکم تائی جان" ہانیہ نے کچن میں داخل ہوتے ہی سلام کیا

"وعلیکم السلام، سمیر نہیں اٹھا ابھی؟" کیبن میں سے چائے کے کپوں کا سیٹ نکالتے ہوئے انھوں نے سوال کیا

"نہیں ابھی تو نہیں اٹھے، میں اٹھا کر لاتی ہوں" وہ کہہ کر جانے کے لئے پلٹی

"ہانیہ، جلدی سے تیار ہو جاؤ تمہارے امی ابو کو میں نے یہیں بلا لیا ہے ناشتے پر" مسکرا کر انھوں نے ہانیہ سے کہا

"لیکن وہ تو رات کو ہمیں انوائیٹ کر کے گئے تھے" ہانیہ نے حیرانی سے سوال کیا

"ہاں بلا تو وہ ہمیں ہی رہے تھے لیکن میں نے کہا ہم پھر آ جائیں گے آج آپ لوگ آ جائیں، چلو بس اب جا کر تیار ہو جاؤ اور اٹھا لو اسے بھی" ہانیہ اپنی تائی کی بات پر سر ہلا کر کمرے میں چلی گئی۔

"ہاں ٹھیک ہے رات کو ملاقات ہوتی ہے لوکیشن بھیج دینا ڈیسائڈ کر کے اللہ حافظ" دروازے سے اندر داخل ہوتی ہانیہ کو دیکھ کر سمیر نے بات مکمل کی اور فون بند کر دیا

"اٹھ گئے آپ، چلیں پھر ریڈی ہو جائیں امی بابا آرہے ہیں ناشتے پر" وہ الماری میں سے اپنے کپڑے دیکھتے ہوئے بولی

"اچھا سنو ہانیہ رات کو ڈنر ہے آزل کی طرف، تیاری کر لینا" بستر سے اٹھتے ہوئے وہ سستی سے بولا

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اتنی جلدی، ابھی تو ان کو اپنی پرسنل شادی شدہ لائف انجوائے کرنی چاہیئے ہم تو بعد میں بھی جا سکتے تھے" اس نے ناسمجھی سے سمیر کی جانب دیکھ کر کہا

"آزل کو کل واپس جانا ہے ڈیوٹی پر اس لئے وہ آج ہی بلا رہا ہے" وہ صوفے پر سے تولیہ اٹھانے کے لئے جھکا

"یہ کیا بات ہوئی یہ تو زیادتی ہے زمل کے ساتھ اس کا بھی تو حق بنتا ہے کہ وہ اپنے ہزبینڈ کے ساتھ وقت گزارے، اپنی زندگی کی بہترین میموریز بنائے" ہانیہ نے دو جوڑے بیڈ پر پھیلاتے ہوئے فکرمندی سے کہا

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم لیکن کنڑول لائن کے حالات کی وجہ سے ایک وقت میں زیادہ لوگ چھٹی نہیں کر سکتے، اچھا تم فی الحال تو تیار ہو جاؤ میں سوچتا ہوں اس بارے میں" اس کو تسلی دے کر وہ باتھ روم میں داخل ہو گیا

www.novelsclubb.com

چھوڑی چھوٹی کیاریوں میں سجے پھول اور پودے روف ٹاپ کی جانب جاتے قالین کے دونوں اطراف قطار میں سجے تھے،ان پر سجی فیری لائٹس کی بدولت روف ٹاپ کا داخلی حصہ خاصا دلکش لگ رہا تھا،

زمل اپنے میز سے منسلک ریلنگ پر دونوں ہاتھ رکھ کر بائیں جانب سے نظر آتی مارگلہ کی پہاڑیوں کو دیکھنے میں مگن تھی،آلیو گرین رنگ کا جارجیٹ کے سکارف کا پلو جنوری کی ہلکی مگر یخ بستہ ہوا سے ہل رہا تھا، وہ نیوی بلیو اور آلیو گرین رنگ کے ڈینم سٹف کے فراک اور نیوی بلیو ٹراوزر کے ساتھ ہلکا پھلکا سا میک اپ کئے خوبصورت لگ رہی تھی البتہ لپ اسٹک اس نے گہرے لال رنگ کی لگا رکھی تھی جو ہمیشہ سے ہی اس کو بہت سوٹ کرتی تھی۔

"آپ نے فون کیا ہے ان کو کب تک آئیں گے؟" زمل نے اپنی توجہ بائیں جانب مرکوز رکھتے ہوئے کہا

"ہاں پانچ منٹ میں پہنچ رہے ہیں مجھے بتاؤ آرڈر کیا کریں؟" آزل روف ٹاپ کے داخلی حصے میں نصب ایل ای ڈی سکرین پر چلتی خبروں کی سرخیوں سے نظریں ہٹاتے ہوئے بولا

"ایپیٹائزر میرے خیال میں سوپ سے اچھا کوئی ہو نہیں سکتا اس موسم میں، باقی وہ جب آئیں گے تو مین کورس خود ہی ڈیسائڈ کر لیں گے" اپنی کرسی پر بیٹھ کر مینیو کارڈ اٹھاتے ہی زمل نے مشورہ دیا

"بہت کوئنک سروس ہے میری بیگم کی، ابھی مجھے لگتا ہے بہت کچھ ایسا ہے جو مجھے اہستہ آہستہ پتہ چلے گا "اس کی جانب ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے آزل مسکرایا

" چلیں اب یہ بتائیں کہ سوپ کونسا آرڈر کرنا ہے؟" وہ مینیو کارڈ کو آزل کے آگے کرتے ہوئے بولی اور وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہو گئے

"السلام و علیکم "رسمی مگر پر خلوص علیک سلیک کے بعد ہانیہ اور سمیر ان دونوں کے سامنے والی نشستوں پر براجمان ہو چکے تھے

ہانیہ نے براؤن اور مسٹرڈ رنگ کی میکسی کو مسٹرڈ رنگ دوپٹے کے ساتھ بہت اچھے طریقے سے زیب تن کیا تھا، دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں سمیر کی دی ہوئی سفید انگوٹھی اور گلے میں جھولتا سونے کا لاکٹ اس پر بہت سج رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سی او صاحب سے بات ہوئی ہے کل میری، بڑا خوش ہوئے نکاح کا سن کر کہہ رہے تھے کہ کچھ دن کی چھٹی بڑھا لو میں مینج کر لوں گا لیکن یار آپریشن کی تیاری کے سلسلے میں میرا جانا بہت ضروری ہے "آزل نے سمیر کو کل والی بات کا خلاصہ سنایا

"آؤ ہانیہ ہم وہاں کھڑے ہو کر اپنی باتیں کرتے ہیں، آپ کے آنے سے پہلے میں وہیں کھڑی تھی وہاں سے مارگلہ ہلز بہت خوبصورت ویو دے رہی ہیں" زمل اور ہانیہ کرسیوں سے اٹھ کر ریلنگ کی جانب چلی گئیں

"اچھا کب تک کا وقت ملا ہے تیاری کے لئے؟" سمیر اپنی کرسی چھوڑ کر آزل کے ساتھ والی کرسی پر جا بیٹھا

"دو ماہ ہیں فی الحال، تم آرام سے اسلام آباد میں رہو، اپنی چھٹیاں گزارو گھومو پھرو بھابھی کو وقت دو، میں تب تک ساری معلومات اکھٹی کرتا ہوں پھر مل کر پلیننگ کریں گے" بات مکمل کر کے آزل کی توجہ پھر سے ایل ای ڈی کی جانب ہوئی

"زمل یہ کلر بہت خوبصورت ہے، آپ کی چوائس بہت اچھی ہے کلر کا بہ مینیشنز کے حوالے سے" ہانیہ نے زمل کی جانب دیکھتے ہوئے معترف انداز میں کہا

www.novelsclubb.com

"Thanks alot

لیکن یہ والا ڈریس آزل کی مدر کا گفٹ ہے" زمل نے مسکرا کر ہانیہ کی تصحیح کی

"زبردست چوائس ہے آنٹی کی، ماشاءاللہ میں دیکھ رہی تھی آپ دونوں کو ایک ساتھ بہت اچھے لگ رہے تھے" ہانیہ نے زمل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

"بہت شکریہ، آپ دونوں بھی ماشاءاللہ بہت پیارا کپل ہیں، چلیں آئیں آرڈر کرتے ہیں، ہم بس آپ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے" وہ دونوں تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد آزل اور سمیر کے پاس چلی گئیں۔

"آزل" زمل نے ہاتھ میں پکڑی چمچ کو سامنے پڑی پلیٹ میں رکھتے ہوئے آزل کو مخاطب کیا

"کچھ چاہیے زمل؟" وہ اپنے گلاس میں پانی بھرتے ہوئے زمل کی جانب متوجہ ہوا اور زمل کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھ کر فوراً سنجیدہ ہوا

" Excuse me for a minute"

www.novelsclubb.com

ہانیہ اور سمیر کو اسی ٹیبل پر چھوڑ کر وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر زمل کے قریب آیا جو اس وقت کھانا چھوڑ کر ایل ای ڈی پر چلتی بریکنگ نیوز کی جانب متوجہ تھی، اس نے نظر اٹھا کر سامنے چلتی خبر کو دیکھا اور ایک گہرا سانس لے کر زمل کی جانب جھکا

"زمل ادھر میری طرف دیکھو" زمل کو کندھے سے پکڑ کر آزل نے اسکی توجہ اپنی طرف کروانی چاہی

ہانیہ اور سمیر کی توجہ بھی ڈنر سے ہٹ کر نیوز چینل پر چلتی بریکنگ نیوز پر پڑی اور ان کے تاثرات میں بھی تھوڑی تبدیلی کے آثار نمودار ہوئے، ڈنر تقریباً اختتام کو پہنچنے ہی والا تھا مگر اس خبر کے بعد ان دونوں کی بھوک بھی تقریباً تمام ہو چکی تھی

"شوکت علی نے سیاست چھوڑ دی ہے، وہ پچھلے کچھ دنوں سے بیمار ہیں، اسمبلی سے استعفیٰ دے دیا ہے انھوں نے" زمل نے بے تاثر مگر پھیکے انداز میں آزل کی جانب دیکھ کر کہا جو اس کے چہرے کی جانب بھرپور توجہ اور دھیان سے دیکھ رہا تھا

"اب ٹھیک ہیں وہ زمل تم کھانا ختم کرو پھر یہاں سے چلتے ہیں" آزل اپنی بات مکمل کر کے کسی مینیجر سے بات کرنے چلا گیا

www.novelsclubb.com

"زمل اللہ پاک بہتر کرے گا، ہم سب ہیں یہاں آپ کے ساتھ پریشان نہیں ہو پلیز" اس کے برابر بیٹھی ہانیہ نے زمل کا ہاتھ تھپک کر تسلی دی

"ایم سوری ہانیہ مجھے سمجھ نہیں آیا کیسے ری ایکٹ کروں اس بات پر، آپ پلیز ڈنر کریں سب ٹھیک ہے"

زمل نے اپنے کھوئے ہوئے حواس کو بحال کرنے کی کامیاب کوشش کی اور پھر سے اپنی پلیٹ سے کھانا شروع کیا

"مجھے بتاؤ میٹھے میں کیا پسند ہے سمیر؟"آزل بات کر کے واپس آیا اور سب کو نارمل انداز میں دیکھ کر دلچسپی سے سوال پوچھا۔ایل ای ڈی سکرین پر کھیلوں کا چینل لگ چکا تھا جس پر فی الحال فٹبال کا میچ چل رہا تھا

"ادھر سے تو چلو پہلے پھر بتاتا ہوں میٹھے میں کیا کھانا ہے"سمیر کی بات نے ماحول کے تناؤ کو مزید کم کیا

"یہ جو سیاست دان ہوتے ہیں، سیاست ان کا غرور ہوتی ہے، ان کی زندگی کا خاصہ ہوتی ہے"فرنٹ سکرین پر نظر گاڑھے زمل نے خاموشی کا سکوت توڑا

www.novelsclubb.com

"میں نے دیکھا ہے ان کا رعب، ان کی سیاست، اجلاس، کمپینز، ان کی سیاست ان کا ایم پی اے سے ایم این اے تک کا سفر سب دیکھا ہے میں نے اور مجھے وہ خبر پڑھتے ہی احساس ہوا کہ شوکت علی نے آج اپنا غرور کھو دیا ہے، اپنی زندگی کی بہت طویل عرصے کی سٹرگل کو اپنے ہاتھوں سے فنا کیا ہے، لیکن مجھے

اس بات کا بھی احساس ہے کہ یہ اس ایک معصوم جان کے تھوڑے سے بھی خون کا بدلہ نہیں جو بے موت مارا گیا ان کی وجہ سے، ایک یتیم کا بھی بدلہ نہیں جو روز اپنے بابا کا انتظار کرتا ہو گا مگر وہ لوٹ کر واپس نہیں آتے ہوں گے" بولتے ہوئے باقاعدہ ایک سسکی کی آواز آئی، آزل متوجہ ضرور تھا مگر اسے بولنے دینا چاہتا تھا

کبھی کبھی کسی کو خاموشی سے سن لینے سے اس کے دکھوں کا مداوا نہ بھی ہو کم از کم اس کے دل کا بوجھ تھوڑا ہلکا کر دینے کا سبب بن سکتا ہے یہ سوچ کر کہ کوئی تو ہے اس کو سننے والا، سمجھنے والا، اس کے درد کو خود پر محسوس کرنے والا، فی الحال ابھی آزل کا کردار اس سارے معاملے میں اسی انسان کا تھا

"میرے ماں باپ کی تکلیف تو کچھ بھی نہیں ان والدین کے آگے جو اپنی اولاد کے لوٹ آنے کی جتنی بھی امید باندھ لیں نامراد ہی رہیں گے، میں تو پھر بھی زندہ ہوں بلکہ اپنی زندگی کے سب سے بہترین دن جی رہی ہوں، زندگی کو زندہ ہو کر محسوس کر رہی ہوں، مخلص ترین لوگوں کے درمیان موجود ہوں، حرام چھوڑ کر حلال کے راستے پر چل پڑی ہوں، وہ یہ جان جائیں تو انھیں اپنا آپ کبھی خسارے میں نہ لگے" وہ اپنے جذبات پر قابو پا کر خاموش ہوئی

گاڑی کسی کیفے کے آگے رک چکی تھی

"میں ٹھیک ہوں، چلیں چلتے ہیں وہ دونوں پہنچ چکے ہیں" زمل نے پھیکی سی مسکراہٹ کو ہونٹوں پر لاتے ہوئے آزل سے کہا جو اس بات پر حیرت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"آپ کی کل کے لئے تیاری پوری ہے؟" کیفے سے واپسی کا خاموشی سے کٹتا سفر زمل کی آواز پر بحال ہوا

"یونیفارم پریس کرنا ہے، لیپ ٹاپ کی چارجنگ کرنی ہے اور ایک دو چھوٹے چھوٹے کام ہیں" ونڈ سکرین پر نظریں گاڑھے اس نے تابعداری سے سوال کا جواب دیا

"تم سے میں نے کل کہا تھا کہ میں تحفہ نہیں خرید سکا میں چاہ رہا تھا جانے سے پہلے اگر کچھ شاپنگ کر لیتے تو اچھا ہوتا"

"سب کچھ تو ہے میرے پاس، ابھی بھی وارڈروب میں کچھ کپڑے پڑے ہیں جو میں نے آج تک نہیں پہنے" زمل نے باہر نظر رکھتے ہوئے جواب دیا

www.novelsclubb.com

"وہ سب کپڑے میں نے بہت جلدی میں خریدے تھے اور میرا خیال ہے کہ تم اپنی پسند سے اپنے لئے تھوڑی سی شاپنگ کر لو موڈ فریش ہو جائے گا تھوڑا سا" آزل نے سیدھا سادہ مشورہ دیا

"ویسے آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں ایسے کپڑے پہنتی ہوں، مطلب ان کپڑوں میں کرتے، ٹراؤزر، فراک اور لانگ شرٹس تھیں" زمل نے خوشگوار حیرت سے آزل کی جانب دیکھ کر سوال کیا

"پہلی بار جب تم مال میں ملی تھی تو تم نے شاید لانگ شرٹ پہنی ہوئی تھی شاید

I'm not sure about that

جس دن میں تمہارے گھر گیا تھا بیگ واپس کرنے اس دن مجھے اندازہ نہیں ہو سکا کہ تم نے کیسی ڈریسنگ کی ہے، لیکن جب تم نے مجھے بات کرنے کے لئے بلایا تھا تب تم نے وائٹ فراک پہنا تھا اوپر چادر لی ہوئی تھی بس وہیں سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ تم کس طرح کے ڈریس پہنتی ہو گی" آزل نے کافی سوچ کر یاد کر کے اسے جواب دیا

"آپ کین آبزرور ہیں اس بات کا اندازہ ہو گیا ہے مجھے ایک اور بات بتائیں گے مجھے ؟" وہ معترف اور پر تجسس انداز میں گویا ہوئی

www.novelsclubb.com

"ہاں فوج میں ہونے کی وجہ سے آبزرویشن سکلز ڈویلپ ہوئی ہیں مجھ میں اور یہ سکل ہونا بہت اہم ہے اس شعبے میں، ہاں اور کیا پوچھنے والی ہو تم؟"گاڑی شاپنگ مال کے پارکنگ ایریا کی جانب دھیرے دھیرے رواں تھی

"انٹیک شاپ کے بارے میں پوچھنا تھا آپ نے مجھے وہاں کیوں بلایا تھا؟ مطلب دکان تو کوئی اور بھی ہو سکتی تھی پھر وہی کیوں؟"اس کے سوال پوچھنے کے انداز سے واضح ہو رہا تھا کہ زمل نے آزل کے ساتھ کس قدر جلدی خود کو ایڈجسٹ کیا ہے اور اس سلسلے میں وہ تعریف کا حقدار تھا، عورت ایک مرد سے بولنے میں، اپنی بات کا اظہار کرنے سے تب تک ہچکچاتی ہے جب تک وہ اس کی سوچ کا، اس کے نظریے کا تھوڑا بہت ہی صحیح عکاس نہیں ہو جاتا، اور آزل زمل کے ساتھ اسی انداز میں پیش آیا تھا جو انداز زمل کی جھجک کو کم کرنے کے لئے موزوں تھا، وہ لمحوں میں انسان کی سائیکی سمجھ کر ان کے ساتھ ویسا برتاؤ کرنے کا ہنر جانتا تھا اور کچھ نکاح کا بندھن بھی تحفظ کا، اپنائیت کا اور مخلص پن کا مادہ لئے اس دنیا کا سب سے انمول اور خوبصورت رشتہ ہے۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے گھر کے ڈرائنگ روم میں ایک شیلف پر کچھ انٹیک پیس دیکھے تھے میں نے، کچھ میرا یہ شوق دادی جی کی وجہ سے بھی بڑھا ہے، ان کو بہت پسند تھے پرانے طرز والے شو پیس وہ جو میرے کمرے میں شیلف ہے ان انٹیکس کے وہ سب ڈیکوریشن پیس میری دادو کے ہی ہیں، اور کیونکہ تمہارے اپنے گھر میں میں نے وہ شو پیس پڑے دیکھے تو مجھے اندازہ ہوا کہ ان کی خریداری کا بہانہ کر کے تم اپنے گھر سے نکل سکو گی" اس نے بات مکمل کر کے گاڑی کو پارک کیا اور وہ دونوں مال کی جانب چل دئے

"چیزوں کو یوں انٹر ریلیٹ کرنا تھوڑا سا کاپلیکس کام ہے لیکن یہ کام ہے بہت انٹرسٹنگ" زمل ایک بار پھر اس کی معترف ہوئی، وہ اداس ہو کر اپنی زندگی کے ان لمحوں کو اپنے ماضی سے جڑے رشتوں کی وجہ سے خراب نہیں کرنا چاہتی تھی، وہ تھوڑی بہت ذہنی اذیت کی پرواہ کئے بغیر خوش رہنا چاہتی تھی کیونکہ ایسا کیا جانا آزل کا حق تھا، وہ جانتی تھی کہ اگر وہ مسکرائے گی تو آزل بھی مسکرائے گا اور اس انسان کی ایک دن کی مسکراہٹ کے لئے وہ اس سے کئی گنا زیادہ بھی کر سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اور دوسری جانب آزل اسے خوش کرنے کے لئے ہر ممکن حربہ آزما رہا تھا، بغیر ایک دوسرے کو بولے ایک دوسرے کی خوشی کا باعث بننے کی کوشش کرنا اس لمحے ان دونوں کی اولین ترجیح تھی اور وہ دونوں ہی اپنی جگہ بہترین کاوش کر رہے تھے۔

"لائیں مجھے دیں میں پریس کر دوں" زمل نے آزل کے ہاتھ میں موجود تہہ شدہ یونیفارم کی جانب اشارہ کیا

"ناٹ ایٹ آل، تم آرام کرو میں کر لیتا ہوں پریس" وہ اسے کہہ کر جانے کے لئے پلٹا

"نیند نہیں آرہی میں ساتھ کھڑی ہو کر دیکھ ہی لیتی ہوں" وہ بے فکری سے کندھے اچکا کر بولی

"اس وردی کی گریس ہی سب برینڈز سے الگ ہے" وہ استری سٹینڈ پر یونیفارم پھیلاتے آزل سے مخاطب ہوئی

www.novelsclubb.com

"تمہیں اس میں سب سے اچھی بات کیا لگتی ہے زمل؟" اس نے یونیفارم کی بازو والی سائیڈ سے استری کرتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا

"ایک چیز ہو تو بتاؤں،اس پر لگا پرچم بہت اٹریکٹ کرتا ہے مجھے،اس کا خاکی رنگ نہ جانے کتنے ہی شہیدوں کی قربانیوں کو ڈیفائن کرتا ہے،یہ یونیفارم اس لئے پیارا لگتا ہے مجھے کیونکہ یہ وفا نبھانے والوں کے وجود پر سجتا ہے،یہ وعدے نبھانے والوں اور سرحدوں پر دن رات جاگ کر پہرہ دینے والوں کی عکاسی کرتا ہے،اس کا رنگ اس لئے پسند ہے کہ اس کا رنگ مٹی کا رنگ ہے خاک کا رنگ ہے،ایثار کا رنگ ہے آنکھوں کو بہت بھاتا ہے یہ رنگ،اور بہت عزیز ہے مجھے کیونکہ یہ بہت محنت سے حاصل کیا جاتا ہے،یہ ایک مادی چیز سے بہت آگے کی بات ہے یہ جذبہ ہے اور یہ جذبہ ہر انسان ایک ہی طرح محسوس نہیں کر سکتا"اس نے آخری جملہ ادا کرتے ہوئے یونیفارم کے استری شدہ بازو کو اپنے ہاتھ سے چھوا،اور یک لمحے اس کی آنکھوں میں بے بہا چمک عود آئی

"مجھے لگتا تھا کہ اس سے محبت صرف وہی کرتے ہیں جو اس کو اوڑھتے ہیں مگر یہ تو میں نے پہلی بار دیکھا ہے کہ کوئی اور بھی اسکو ایسی ہی نگاہ سے دیکھتا ہے اس جذبے کو اسی شدت سے محسوس کرتا ہے جس طرح سرحدوں پر کھڑا کوئی محافظ محسوس کرتا ہے،اس کے بارے میں سوچتا ہے،زمل تم مجھے اور کتنی بار حیران کرو گی"اس کی سیاہ آنکھوں میں رشک کی چمک تھی جو وہ فی الوقت زمل پر گاڑھے ہوئے تھا، زمل کی باتیں آزل کو اس کی جانب دیکھ کر بات کرنے پر مجبور کر دیتی تھیں،وہ اس کی جانب دیکھ کر ہر

باراس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کرتا تھا اور ہر بار یہ دیکھ کر حیران ہوتا تھا کہ اس کی بھوری آنکھوں کی چمک سے ہر بار مختلف انداز چھلکتا ہے۔

"یہی تو وہ جذبہ ہے جس نے مجھے اس ملک سے غداری کرنے والوں سے الگ کر دیا، اور پھر مجھے صرف الگ نہیں کیا بلکہ مجھے اتنی ہمت بھی دی کہ میں سچ کو سچ اور غلط کو غلط کہہ سکوں، میں کیسے اس کاز کا حصہ بن سکتی تھی جس سے میرے ملک کے شہیدوں کی قربانیاں داؤ پر لگ جاتیں؟ جن کی قربانیوں سے ملک میں امن وامان پیدا ہوتا ہے میں ان کا ساتھ دیتی یا اپنے ان رشتوں کا جن کی وجہ سے وہ سارا امن غارت ہو جاتا ہے؟ ایک بات کی مجھے بھی بہت حیرت ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ بھی اس وقت وہی سوچ رہے ہیں" وہ استری شدہ یونیفارم پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے ایک لمحے کو رکی اور پھر سے گویا ہوئی

"کہ انسان تو وہی سب سیکھتا ہے جو اس کے ارد گرد کے ماحول میں چل رہا ہوتا ہے پھر میری سوچ اپنے ماحول کے مطابق کیوں نہیں ہوئی؟ میری پرایوریٹیز میں اتنا چینج کیسے آ گیا؟" اس نے اپنا رخ آزل کی جانب موڑ کر بڑے اعتماد سے کہا

اور بدلے میں وہ دونوں بازو باندھ کر اسے مبہوت ہوتی نگاہوں سے دیکھتا چلا گیا

"میرے پورے خاندان سے میں پہلا ہوں جو پی ایم اے گیا،اور اب آرمی میں سروکررہاہوں،میرے گھراور پورے خاندان کا تعلق بزنس کمیونٹی سے ہے اور میں اپنے بابا کو بڑی مشکل سے منا کر پی ایم اے گیا تھا،اور مجھے لگتاہے تمہاری حیرت کا سیدھاسا جواب یہ ہے کہ مجھے اور تمہیں اپنے ماحول اوران سے جڑی آسائشوں سے زیادہ لگاؤ نہیں تھا،میں ہمیشہ سے چاہتا تھا کہ میں اپنی محنت سے کوئی مقام حاصل کروں اور پتہ ہے زمل مجھے یہ بھی لگتاہے کچھ بچے ہوتے ہیں پورے خاندان میں ایسے جو ہوا کی مخالف سمت میں چلنا چاہتے ہیں،میں اور تم ہواؤ کی سمت میں بہہ جانے والے میٹیریل سے تیار ہی نہیں ہوئے اور تم پراور مجھ پر اللہ کا احسان ہے جو اس نے اپنی اپنی جگہ ہمیں کسی حد تک کامیاب بھی کیا،ثابت قدمی بہت بڑی نعمت ہے جس نے تمہیں صحیح فیصلے کرنے کا اعتماد دیا"اس نے بات مکمل کر کے اپنا یونیفارم ہینگر میں لگایا

"اور ویسے میرا ماننا ہے کہ آسائشوں کو استعمال کرنے سے پہلے ان کے قابل بنا جاتا ہے،جو محنت کئے بغیر آسائشوں کی طلب کرتے ہیں وہ آسائش مل جانے کے باوجود اس سے لذت حاصل نہیں کر سکتے،اس لئے میں لگژری اور کمفرٹ والی زندگی گزارنے کے خلاف نہیں ہوں ظاہر سی بات ہے رزق اللہ دے رہا ہو تو ہم استعمال کریں گے مگر اپنا آؤٹ پٹ دے کر کریں تو زیادہ قدر کر سکیں گے،مجھے امید ہے

www.novelsclubb.com

تمہاری حیرت میں تھوڑی سی کمی آئی ہو گی" اس نے ہینگر زمل کے حوالے کیا جو ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ سجائے اس کا یونیفارم الماری میں لٹکانے لگی۔

"ہاں جی حسین صاحب آ گئے ہیں باہر، ناشتہ کریں گے؟ چلیں پھر ٹھیک ہے میں دس منٹ میں آتا ہوں" فون بند کرتے ہی آزل نے کافی کے آخری دو گھونٹ بھرے

"یہ وہی والے محمد حسین ہیں جو اس دن مجھے یہاں لے کر آئے تھے؟" زمل نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے اندازہ لگایا

"ہاں وہی ہیں اور میرے دئیے ہوئے وقت سے آدھا گھنٹہ پہلے آ گئے ہیں" وہ اپنی گھڑی پر دیکھتے ہوئے بولا اور ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ گیا

www.novelsclubb.com

"یہ اتنی ساری مٹھائی کیوں لا کر رکھ دی ہے؟" لاونج کے میز پر پڑے مٹھائی کے پانچ چھ ڈبوں کو دیکھ کر وہ حیران ہوا

"یہ گھر میں دو ڈبے رکھ لینے کے بعد بھی اتنے زیادہ تھے اس لئے، یونٹ میں بانٹ کر جسے میٹھا زیادہ پسند ہوا سے ساتھ میں دے دی جئے گا" زمل نے بڑی تسلی سے حل بتایا

"چلو ٹھیک ہے سمیر کی طرف سے بھی یہی مٹھائی کافی ہو جائے گی میں ذرا یہ گاڑی میں رکھ کر آتا ہوں"

وہ ڈبوں کو اٹھا کر باہر لے جانے لگا

"اپنا خیال رکھنا، اور سپیشلی دعاؤں میں ضرور یاد رکھنا، اپنے آپ کو اور بہادر بنانا ہے تمہیں، میں فون کیا کروں گا زمل جب بھی موقع ملے گا فون کروں گا، کوشش کروں گا لیکن وعدہ نہیں جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گا، تم بہت سمجھدار ہو بہت قابل ہو، حالات کا سامنا کر سکتی ہو کبھی کوئی مشکل پیش آئی تو اس کا ہیڈ آن مقابلہ کرنا کیونکہ تم میرے لئے بغیر وردی کے سپاہی ہو، جرآت مند ہونے کے لئے اس وردی سے بھی بڑھ کر جس جذبے کی ضرورت ہوتی ہے میں نے وہ جذبہ تم میں دیکھا ہے، تم کسی آزل کی وجہ سے بہادر نہیں ہو تم خود کی وجہ سے بہادر ہو اپنے اللہ کی مدد سے بہادر ہو

Got it?"

www.novelsclubb.com

اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ کر آزل الوداعی ملاقات کر رہا تھا اور وہ بڑے غور سے اس کی باتوں کو اپنے دل و دماغ پر نقش کر رہی تھی

"اپنا خیال رکھنے کا وعدہ تو دے سکتے ہیں مجھے، آپ واحد انسان ہیں میرے لئے جس کا میں آج کے بعد سے انتظار کروں گی، یہ دو دن جو میں نے آپ کے ساتھ گزارے ہیں آپ کے واپس آجانے تک میری زندگی کے سب سے بہترین لمحے ہوں گے "اس کے لہجے میں عقیدت کا عنصر نمایاں تھا

"ماما نے بھی یہی وعدہ لیا تھا مجھ سے، چلو پھر ملیں گے ان شاءاللہ "اس کے ماتھے کو لبوں سے لگا کر اس نے اپنی محبت کا اظہار کیا اور بیرٹ کیپ کو سر پر ٹھیک کر کے پورچ کی جانب چل دیا۔

اس نے آزل کے جاتے ہی محسوس کیا کہ وہ رو رہی ہے، وہ سچ میں رو رہی تھی، آزل اس کی زندگی میں آنے والا پہلا اور آخری مرد تھا جس کی جدائی کا احساس اس کے جانے کے ٹھیک بعد ہی زمل کے پورے وجود پر حاوی ہوا، بوجھل قدموں سے لاونج پار کر کے وہ کچن کے ڈائننگ ٹیبل تک آئی جہاں کافی کے دو خالی مگ اور ناشتے کے برتن پڑے تھے، برتن اٹھاتے ہی اس کا دھیان اپنے ہاتھوں پر لگی مہندی پر گیا وہ گم صم اس مہندی کو خالی آنکھوں سے دیکھنے لگی، اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ اس شخص کے جانے سے

وہ گھر ویران ہو جائے گا،زمل کے دل پر سناٹا طاری ہوا آنسو گرنے کی رفتار میں شدت آئی وہ برتنوں کو یوں ہی چھوڑ کر کمرے میں واپس آگئی اور سنگھار میز کے شیشے کے آگے کھڑی ہو کر خود کو دیکھنے لگی متواتر گرتے آنسو اس نے ہاتھوں کی پشت سے صاف کئے اور وہ کافی دیر یوں ہی بیڈ پر خالی الذہن بیٹھنے کے بعد بوجھل دل لئے دوبارہ سونے کی غرض سے لیٹ گئی۔

"بی بی اندر آجاوؤں؟"بی جان نے دروازے سے ہی سوال پوچھا

"ہم ہاں کیا ہوا خیریت؟"وہ ہڑبڑا کر نیند سے بیدار ہوئی،آنکھیں رونے کی وجہ سے باقاعدہ سرخ تھیں

"آزل صاحب کا فون آیا تھا پانچ منٹ بعد دوبارہ آئے گا آپ اٹھا لینا"کمرے میں اندر آکر وہ بیڈ کی ایک جانب کھڑی ہو گئیں

www.novelsclubb.com

"کیسی طبعیت ہے اب آپ کی پوتی کی؟"زمل نے موبائل سکرین پر دیکھ کر سوال کیا جس پر آزل کی دو مسڈ کالز آچکی تھیں سکرین بند کر کے وہ بی جان کی جانب متوجہ ہوئی

"کافی بہتر ہے میں اور رہ لیتی وہاں لیکن میں آپ کے لئے واپس آگئی" بی جان نے کھڑے کھڑے جواب دیا

"اللہ صحت دے اسکو آپ تھک گئی ہوں گی سفر کے بعد آرام کر لیں تھوڑا" بی جان کے جانے کے بعد ہی موبائل پر ہونے والی وائبریشن آزل کے آنے والے فون کا عندیہ تھی

"السلام علیکم !" وہ سلام کر کے خاموش ہوا

"وعلیکم السلام، پہنچ گئے آپ؟" ہلکے پھلکے انداز میں زمل نے سوال کیا

"نہیں ابھی لگے گا گھنٹہ، تم فون نہیں اٹھا رہی تھی خیریت؟" دھواں اڑاتی چائے کا چھوٹا سا گھونٹ بھر کر وہ سامنے کی جانب سے واضح نظر آتے پہاڑوں کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولا، سڑک کے کنارے بنے پیٹرول پمپ پر رکی گاڑی کے بونٹ پر ٹیک لگائے وہ زناٹے سے گزرتی گاڑیوں کو بھی دیکھ رہا تھا جن کا شور وقتاً فوقتاً فون پر دوسری طرف موجود زمل کی بھی سماعت سے ٹکرا جاتا

www.novelsclubb.com

"سو رہی تھی ابھی اٹھی ہوں" بدستور لہجہ رواں تھا

"سو رہی تھی یار و۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"نہیں تو میں کیوں رونے لگی آپ کو کس نے کہا، میں تو بالکل بھی نہیں روئی، میں تو ابھی سو کر اٹھی ہوں" آزل کی بات درمیان میں کاٹ کر وہ فی البدیع گویا ہوئی، وہ آزل کی اس بات سے بھی زیادہ اس بات پر حیران تھی کہ وہ آزل کی قیاس آرائی کے نتیجے میں کس قدر تیزی سے رد عمل دے گئی ہے

"اوکے اوکے مجھے بس ایسا لگا تھا تمہاری آواز بیٹھی ہوئی تھی اس لئے، ورنہ میں بھی کہوں کوئی یوں ہی کسی کے جانے پر کیسے رو سکتا ہے؟" اپنی مسکراہٹ دبا کر اس نے معصومیت سے کہا

"ہاں بالکل، کوئی کسی کے چلے جانے پر بھلا کیوں ہی روئے گا پھر چاہے وہ اس انسان کی پوری زندگی کا محور ہی کیوں نہ ہو" نہایت مدھم سی آواز میں زمل نے آزل کو باور کرایا کہ اس کے چلے جانے پر سب سے زیادہ اثرانداز زمل ہی ہوئی ہے

"اگر یہاں دل نہ لگے تو مما کی طرف چلی جانا" معاملے کی نزاکت کو بھانپ کر وہ گاڑی کے بونٹ کی ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا اور سنجیدہ ماحول کو نارمل کرنے کی کوشش کی

'جب دل کا موسم ہی خزاں رسیدہ ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے انسان بہار کی رونق میں رہے یا انسانوں کی بھیڑ میں' زمل نے دل ہی دل میں سوچ کر سر جھکایا اور نمناک آنکھوں کو ہاتھ کی مدد سے صاف کیا

www.novelsclubb.com

"ہمم ہاں دیکھوں گی دل لگ گیا تو ٹھیک ورنہ چلی جاؤں گی" ناک سکوڑ کر، آنسوئوں کو ضبط کر کے وہ بڑے سیدھے انداز میں بولی، وہ پوری کوشش میں تھی کہ اس کی حالت آزل کو معلوم نہ ہو جائے کچھ شاید اس لئے کہ وہ اپنے آنسوئوں کے معاملے میں خوددار تھی کسی کو دکھانا نہیں چاہتی تھی اور یقیناً اس لئے بھی وہ اپنے آنسوئوں کو اس انسان کے لئے رکاوٹ نہیں بنانا چاہتی تھی جو اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی کو بغیر منائے ہی وطن کی بقا کے لئے نکلا پڑا تھا

"چلو ٹھیک ہے خیال رکھنا اپنا پھر بات ہو گی ان شااللہ" آزل نے مختصراً کہہ کر فون بند کر دیا ٹن کی آواز سے رابطہ منقطع ہوا اور وہ بلاتاخیر بیڈ سے اتر کر واش بیسن پر جا کر منہ پر چھینٹے مارنے لگی۔

"یار آزل کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ میں ایک انسان ہو کر کسی دوسرے انسان کی جان کیسے لے سکتا ہوں، کیسے اپنے ہی جیسے دکھنے والے وجود پر بندوق تان کر اس سے اس کی سانسیں چھین سکتا ہوں، اور وہ انسان ہو گا بھی میرے جیسا کلمہ پڑھنے والا جس کا خدا وہی ہے جسے میں بھی سجدہ کرتا ہوں، سوچتا ہوں جب وہ دہشتگرد بن کر میرے سامنے ہو گا تو اس کو مارتے ہوئے میرے ہاتھ نہیں کانپیں گے" خلا

www.novelsclubb.com

میں کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے حدید نے ساتھ کھڑے آزل سے سوال کیا جو مسکرا کر بھرپور توجہ سے اس کی بات سن رہا تھا

"اللہ کہتا ہے کہ اگر تمہیں کسی کیڑے سے بھی ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اسے مار دینا جائز ہے، کبھی اڑتے ہوئے مچھر کو موقع ہوتے ہوئے بھی زندہ چھوڑا ہے ہم نے؟ نہیں نا، کیونکہ وہ ضرر دیتا ہے، اور حدید جس پر تم نشانہ تانو گے وہ بے ضرر نہیں ہو گا، وہ امن کا حامی نہیں ہو گا، وہ ترقی اور خوشحالی کا خواہاں بھی نہیں ہو گا، اس کے ہاتھوں پر ہمارے ملک کے شہریوں کا خون ہو گا اور جو چیز ضرر دیتی ہے اسے مارنا پڑتا ہے مزید نقصان سے بچنے کے لئے" بات مکمل کر کے وہ حدید کے ساتھ بنجر، گھاس سے خالی زمین پر درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، رائفل بدستور اس کے کندھے سے جھول رہی تھی جسے اس نے بیٹھتے ہی اپنی گود میں رکھا، چاروں سمت پہاڑوں، بلند و بالا درختوں، جا بجا جھاڑیوں اور ناہموار ڈھلوانوں سے گھرے اس علاقے میں وہ آرام کی غرض سے بیٹھے تھے، کالی اندھیری رات میں گھرے بادلوں سے گھرا آسمان وسط فروری کی اس رات کو مزید گہرا اور خنکی زدہ بنا رہا تھا، قریب پندرہ کلومیٹر دور دشمن کا علاقہ کامیاب ریکی کے بعد چھوڑ کر وہ دونوں ٹیم کے باقی تین ممبران کو آگے بھیج کر حدید کے اصرار پر وہاں رکے تھے

www.novelsclubb.com

"زیادہ درد تو نہیں ہو رہا بازو میں ؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد حدید فکر مندی سے گویا ہوا

"نہیں ہو رہا درد تمہاری سوئی آ جا کر درد پر کیوں اٹک جاتی ہے، کہا ہے نا باتوں میں لگا کر رکھو ورنہ مجھے نیند آ جائے گی ایک سوال پوچھتے ہو پھر کچھ سوچنے لگ جاتے ہو" بازو پر لگی چوٹ پر بندھے کپڑے کو دوبارہ لپیٹتے ہوئے آزل نے جواب دیا جس پر تازہ خون کے دھبے عیاں تھے

"حدید میرے بیگ سے پانی نکالو" یونیفارم کے آستینوں کو کہنیوں تک موڑ کر اس نے پٹی کو پورا کھولا اور زخم کا جائزہ لیا جس میں سے قطرہ قطرہ خون بہہ رہا تھا پانی کی بوتل کو زخم پر انڈیل کر آخر میں بچے پانی سے اس نے اپنا منہ دھویا اور زخم پر واپس کپڑے کی پٹی باندھی اور اٹھ کھڑا ہوا

"صبح ہونے سے پہلے واپس یونٹ پہنچنا ہے یہ علاقہ خطرناک ہے" رائفل کو کندھے پر لٹکا کر اس نے اپنا بیگ بھی کندھے پر لٹکایا اور حدید کو اٹھنے کا اشارہ کر کے دوبارہ چلنے لگا

www.novelsclubb.com

"آزل تمہارا زخم گہرا ہے، میری مانو تھوڑی دیر اور آرام کر لو راستہ لمبا ہے، میں سنبھال لوں گا اگر کچھ مسلئہ ہو گیا تو" اس کے مقابل چلتے ہوئے حدید نے بالکل آخری کوشش کی

" Order means order

جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں ٹھیک ہوں تو کس بات کی پریشانی ہے؟ اتنی چھوٹی سی بات پر ہی گھبرا گئے ہو تم، آرام ہی کرنا ہوتا تو گھر سے کیوں آتا، یہاں ہم لڑنے آئے ہیں حدید، اپنے نام کی طرح مضبوط بنو، یہ چھوٹی چھوٹی باتیں چھوٹے چھوٹے زخم مضبوط بننے کے لئے ہوتے ہیں کمزور پڑنے کے لئے نہیں" دائیں بازو کو موڑ کر سینے کے ساتھ لگاتے وہ حدید سے دو قدم آگے چلتے ہوئے مخاطب ہوا

"ابھی مجھ میں تمہارے والی ہمت نہیں آئی آزل، لگتا ہے مجھے تھوڑا وقت مزید لگے گا" خاردار جھاڑیوں کو راستے سے ہٹاتا وہ آزل سے آگے نکل کر آگے جانے کا راستہ بنانے لگا

"ہم کسی کاز اور جذبے کے لئے تب تک جان دینے کا عزم نہیں کر سکتے جب تک وہ ہماری زندگی کا مخلص اور مقدس ترین جذبہ نہ بن جائے اور لیفٹیننٹ حدید کرمانی جس دن تمہاری رگوں میں یہ جذبہ خون بن کر دوڑنے لگے گا اس دن تم اپنے وجود پر لگی ہر چوٹ کو بھول کر اس پرچم کا دفاع کرو گے پھر یہ گرتا ہوا خون تمہیں تکلیف دینے کی بجائے خوشی دے گا کیونکہ یہ خالصتاً اس کے لئے بہایا گیا ہو گا" بائیں بازو پر لگے پرچم پر نگاہ کر کے بولتے اس کے لہجے میں عجیب سی سرشاری تھی جسے محض محسوس کرنے سے حدید کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں رشک کی چمک ابھر آئی۔

گھرے بادلوں کی اوٹ سے نکلتا نارنجی سورج کسی بھی قسم کی حرارت پہنچانے سے قاصر تھا، تین رکنی ٹیم ایک گھنٹہ پہلے یونٹ پہنچ چکی تھی، آزل اور حدید بھی ریکی مشن مکمل کرنے کے بعد رپورٹ کرنے سی او صاحب کے پاس موجود تھے

"السلام وعلیکم سر!" وہ دونوں سیلیوٹ کر کے مودب انداز میں کھڑے ہوئے

"آپ کی باقی ٹیم تقریباً ایک گھنٹہ پہلے پہنچ چکی تھی پھر آپ کیوں لیٹ ہوئے؟" پہلا سوال پوچھا گیا

"سر گروپ لیڈر آزل کے بازو پر مشن کے دوران چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے ہم دونوں کو تھوڑی دیر رکنا پڑا" لیفٹینینٹ حدید نے سوال کا جواب دیا

"آزل پٹی کروا کر سب سے پہلے مجھے رپورٹ جمع کروائیں، آپ دونوں جا سکتے ہیں" وہ دونوں سیلیوٹ کر کے آفس سے باہر نکل آئے

www.novelsclubb.com

"سر دشمن کی تعداد پہلے کی نسبت کافی بڑھ چکی ہے اور ان کے اسلحے کی تعداد میں بھی پہلے کی نسبت اضافہ ہوا ہے، چند ایک ہتھیار اپ ڈیٹ بھی کئے گئے ہیں" پورے مشن کی تفصیلات وہ نکات کی صورت میں پیش کر رہا تھا

"جی سر جیسا آپ کو بہتر لگے" وہ سی او کے آرڈرز لینے کے بعد وہاں سے جانے کے لئے کھڑا ہوا

"زخم کی کیا صورتحال ہے؟" سی او صاحب نے موڈ بحال کرتے ہوئے سوال کیا

"پانچ سٹیچز لگے ہیں زخم گہرا تھا، الحمدللہ ہڈی کو کوئی ڈیمج نہیں ہوا" وہ کہہ کر جانے کے لئے مڑا

"آپ نے اس مشن کو بہت اچھی طرح سے ہینڈل کیا ہے، یہ معلومات ہمارے آنے والے مشن کو مزید کامیاب کریں گے ان شاءاللہ آزل ویل ڈن، اب اپنے زخم کا بھی خیال کرنا" ان کی مسکراہٹ میں در حقیقت حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ فکر مندی بھی تھی

"جی سر" کہہ کر وہ آفس سے نکلا اور سیدھا کمرے میں چلا گیا

"آخری بار ان کا تب فون آیا تھا جب وہ راستے میں تھے اور اس بات کو تین ہفتے ہو چکے ہیں" لان میں بچھی کرسیوں پر زمل اور بشریٰ ایک دوسرے کے مقابل بیٹھی تھیں

"پریشان نہیں ہو آجائے گا فون، ہمیں بھی مہینہ مہینہ گزر جاتا ہے اس کے ایک فون کا انتظار کرتے ہوئے

"رباب کب تک آئے گی؟" کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے زمل نے بات بدلی

"میرا خیال ہے راستے میں ہے دس پندرہ منٹ تک آجائے گی" انھوں نے کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھ کر جواب دیا

"السلام علیکم زمل بھابھی آپ نے تو مجھے سرپرائز کر دیا ہے، یہ ڈریس کتنا پیارا لگ رہا ہے آپ پر" وہ پورچ سے لان کی طرف آتے ہی زمل کے گلے لگ کر بولی

"تھینک یو، میں نے سوچا چلو آج رباب سے ملنے جاتی ہوں کیونکہ وہ تو بہت مصروف ہے آج کل" کرسی پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے زمل خوشگواری سے بولی

www.novelsclubb.com

"سچی میں بہت ہی مصروف ہو گئی ہوں جب سے یونیورسٹی جانا شروع کیا ہے آپ مجھے بتائیں کہ آپ کی کیا مصروفیات ہیں آج کل؟" ملازمہ سے کافی کا کپ لے کر اس نے میز پر رکھا اور باتوں میں مصروف ہو گئی

"انتہائی بورنگ چل رہی ہوں، کوکنگ کا شوق ہے وہ کر لیتی ہوں، سٹڈی سے کچھ ناولز نکالے ہیں اب وہ پڑھ رہی ہوں بس چل رہی ہے زندگی"

"آج رات یہیں رک جائیں ہم کوئی اچھی سی فلم دیکھیں گے بلکہ بابا آتے ہیں ماما تو ڈنر پر چلتے ہیں کیوں بھابھی ٹھیک ہے نا؟" وہ خاصی پرجوش تھی

"ہاں ہاں سب پلین کیا ہوا ہے بلکہ شام کو بابا جلدی آرہے ہیں پھر چلیں گے، چلو اندر چلتے ہیں لنچ بھی تیار ہو گیا ہو گا تم فریش ہو جاؤ جاکر" بشریٰ اپنی بات مکمل کر کے گھر کے اندر چلیں گئیں زمل اور رباب بھی ان کے پیچھے اندر چل دیں

"آزل کب سے دروازہ کھٹکا رہا ہوں تم جواب ہی نہیں دے رہے، چلو اٹھ جاؤ لنچ کا وقت ہو گیا ہے"

www.novelsclubb.com

آزل کے کمرے میں آتے ہی حدید نے بتیاں جلا کر کمرے کو روشن کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا

"بھوک نہیں ہے یار مجھے سونے دو" اس نے کمبل کو منہ کے اوپر کرتے ہوئے کہا

"پین کلر کھائی ہے آزل، کیسی طبعیت ہے اب؟" حدید اس کے بیڈ کے قریب آکر بولا

"ہاں کھائی تھی صبح اب ٹھیک ہوں" اس کی آواز میں سستی واضح تھی

"مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہے آواز سے ہی بیمار لگ رہے ہو" کسی شک کی بنیاد پر حدید نے الٹے ہاتھ سے اس کے ماتھے کو چھوا

"بخار ہو رہا ہے تمہیں میں کھانا لے کر آتا ہوں وہ کھاؤ دوائی کھاؤ پھر دوبارہ سو جانا" مختصراً کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا

"میں کل واپس جا رہا ہوں ہانیہ" وہ دونوں اس وقت چھت پر بیٹھ کر چائے پینے میں مصروف تھے

"کہاں وزیرستان؟" تحمل سے گھونٹ بھر کر اس نے سوال کیا

"ہاں وزیرستان جا رہا ہوں، اتنے غور سے کیا دیکھ رہی ہو کچھ لکھا ہوا ہے میرے ماتھے پر؟" سمیر نے قدرے ہنس کر سوال کیا

"نہیں کچھ نہیں بس ویسے ہی دیکھ رہی تھی" وہ سمیر پر سے نظریں ہٹا کر آسمان کو گھورنے لگی

"کتنی جلدی گزر گئے یہ تین ہفتے لگتا ہے ابھی کل ہی شادی ہوئی تھی"ہنوز آسمان کو گھورتی وہ دوبارہ گویا ہوئی

"تمہارے ساتھ تو ہزاروں سال بھی گزار لوں تو مجھے لگے گا ابھی ایک لمحہ ہی بیتا ہے" سمیر نے اسے باقاعدہ نظر اٹھا کر آنکھوں میں بھرا اور دوبارہ گویا

"شکر ہے جنت میں موت نامی چیز کا تصور نہیں ورنہ تو اس دو دن کی زندگی میں گزرنے والا وقت ایک لمحے سے بھی پہلے گزر جاتا ہے، مجھے اسی لئے اس دنیا سے زیادہ اس دنیا کی پرواہ ہے، وہاں جب ہم ملیں گے کم از کم ہمیشہ ساتھ تو رہیں گے" چائے کے کپ کو گھورتے ہوئے وہ کسی گہری سوچ کے ماتحت بولا

"وہاں تو بہت ساری حوریں ہوں گی بھلا وہاں جا کر کسی کو دنیا کی کوئی چیز یاد کیسے رہ سکتی ہے؟" وہ بدستور تحمل سے مسکرا کر بولی

www.novelsclubb.com

"آسمان پر بننے والا رشتہ، آسمان بنانے والے کی جنت میں جا کر کیسے بھلایا جا سکتا ہے، تم فراموش کئے جانے والی شے نہیں ہو ہانیہ بلکہ تم جانتی بھی نہیں تم میرے لئے کیا حیثیت رکھتی ہو" اس بات پر وہ دونوں بھرپور مسکرائے

"آپ بتائیں گے تو جان جاؤں گی" توجہ پوری سمیر کی جانب مرکوز تھی

"بتاؤں گا ضرور لیکن ابھی نہیں، ابھی تم جا کر تیار ہو جاؤ چاچی سے ملنے چلتے ہیں"

چائے کے خالی کپ ٹرے میں رکھ کر وہ ہانیہ کے ہمراہ نیچے چلا گیا

____

"زمل بھابھی آپ کے لئے آزل بھائی والا کمرہ سیٹ کروا دیا ہے" ڈنر کرنے کے بعد گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے رباب نے کہا

"سیٹ کروانے کی کیا ضرورت تھی رباب میں آپ کے ساتھ ہی سو جاتی" وہ دونوں لاؤنج کے صوفے پر براجمان ہو گئیں

"بس تھی ضرورت، چلیں ابھی تو میرے روم میں آئیں ہم باتیں کرتے ہیں، ماما میں بھابھی کو اپنے روم میں لے کر جا رہی ہوں، بھابھی کافی پئیں گی یا چائے؟" رباب چلتے چلتے رکی اور زمل سے سوال کیا

"چائے کا موڈ ہے، چلو میں بناتی ہوں، آنٹی انکل آپ دونوں پئیں گے ؟" ان دونوں کے حامی بھرنے کے فوراً بعد ہی وہ دونوں کچن کی جانب چل دیں

"بی بی جی کچھ چاہیے تھا مجھے آواز دے دیتیں" فرزانہ نے ان دونوں کو آتے دیکھ کر کہا

"نہیں فرزانہ، آج آزل بھائی کی بیگم چائے بنائیں گی" رباب نے کیبن سے سوس پین نکالتے ہوئے کہا

"بسم اللہ بسم اللہ آئیں بی بی اللہ برکت دے جی بہت بہت، ہمیشہ خوش رکھے آپ دونوں کو" فرزانہ دودھ اور پتی کو کاونٹر پر رکھتے ہوئے خوشگواری سے بولی

"آپ پئیں گی چائے ؟" زمل نے اپنے پھیلائے ہوئے دوپٹے کو سمیٹ کر گلے کے گرد حائل کیا اور چائے بنانے کی تیاری کرنے لگی

"ہاں جی کیوں نہیں آزل صاحب کی دلہن کے ہاتھ کی چائے میں بھی پیوں گی" وہ بڑی دلچسپی سے زمل کو چائے بناتا دیکھنے کے لئے تھوڑی دیر کھڑی رہی پھر بشریٰ بیگم کی آواز آنے پر کچن سے چلی گئی

"بھابھی آپ کا رزلٹ کب آنا ہے بی ایس کا؟" رباب خالی کاؤنٹر پر بیٹھی اس سے سوال وجواب کا سیشن جاری رکھے ہوئے تھی

www.novelsclubb.com

"میرا جہاں تک خیال ہے اس ہفتے یا اگلے ہفتے تک آجائے گا"

"اچھا آپ سے تو میں نے پوچھا ہی نہیں کہ آپ کی برتھ ڈے کب آتی ہے؟"

"میری ڈیٹ آف برتھ بیس اگست ہے" اس کے سوالوں کے جواب وہ چائے کو کپوں میں انڈیلتے ہوئے دے رہی تھی

"فرزانہ یہ ماما بابا کو دے آؤ تب تک بھابھی آپ کی چائے کپ میں ڈالتی ہیں" دو کپ ٹرے میں سجا کر رباب نے فرزانہ کے حوالے کئے اور وہ دونوں بھی اپنے کپوں سمیت رباب کے کمرے میں چلی گئیں

"یہ والی دیکھیں یہ آزل بھائی کی پہلی برتھ ڈے کی تصویریں ہیں" ایک کے بعد ایک ایلبم کھول کر وہ زمل کو اپنے اور آزل کے بچپن کی تصویریں دکھا رہی تھی

" He was so cute

www.novelsclubb.com

اور آنٹی کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں ماشاءاللہ" اس نے تصویر کو بغور دیکھ کر اپنی رائے کا اظہار کیا

"یہ بھائی کی پی ایم اے کی بھی ایک دو تصویریں ہیں میرے پاس جب وہ مجھے خط لکھتے تھے تو کبھی کبھار تصویر بھی بھیج دیتے تھے"

"یہ والی بھی بہت اچھی ہیں، کیڈٹ کٹ سوٹ کرتا ہے تمہارے بھائی پر" وہ تصویر پر نظر گاڑھے مسکرا کر بولی

"ہے نا بھابھی، سچ میں لڑکوں پر اسی طرح کے بال سوٹ کرتے ہیں"

"چلیں آئیں اب آزل بھائی والا کمرہ دکھاتی ہوں آپ کو مجھے یقین ہے آپ کو بہت اچھا لگے گا" تجسس بھرے انداز سے وہ زمل کو لے کر آزل کے کمرے کے باہر آ گئی

"دروازہ کھولیں" اس نے دونوں بازوؤں کو باہم باندھ کر زمل کو دروازہ کھولنے کی تاکید کی

"کیسا لگا کمرہ؟ میں نے بولا تھا ماما کو کہ ادھر تو ہم آپ دونوں کا روم ڈیکوریٹ نہیں کر سکے تو یہاں کر لیتے ہیں" رباب نے چاروں اطراف نظر دوڑا کر اس بات کی یقین دہانی کی کہ کچھ رہ تو نہیں گیا اور پھر زمل کی رائے سننے کے لئے اس کی جانب رخ کیا جو فی الوقت ساکت کھڑی کمرے کو دیکھ رہی تھی

"بہت خوبصورت، آؤ بیٹھو" زمل کا انداز رباب کو قدرے کھویا کھویا سا محسوس ہوا

"نہیں بس اب آپ آرام کریں صبح ملاقات ہوتی ہے" وہ مختصراً کہہ کر کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر چلی گئی

زمل ہنوز جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہی، کمرے میں پھیلے آزل کے کلون کی مخصوص سی خوشبو نے سب سے پہلے زمل کا استقبال کیا تھا

بیڈ کے کراؤن اور آخری حصے پر تازہ گلاب کے پھولوں کو بڑی نفاست سے سجایا گیا تھا، سائیڈ ٹیبل پر ان دونوں کے نکاح کی تصویر ایک انتہائی خوبصورت فریم میں لگا کر رکھی ہوئی تھی، اس نے آگے بڑھ کر فریم کو ہاتھ میں اٹھایا اور لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی جس پر گلاب کے پھولوں کی چند پتیاں بیڈ کراؤن پر لگانے کے سبب گری ہوئی تھیں، وہ چند دیر اس تصویر کو ہاتھ میں تھام کر اپنی زندگی کے ان لمحوں کو یاد کرنے لگی جب اس کو اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت ساتھ نصیب ہوا تھا

www.novelsclubb.com

"کاش آج آپ اس کمرے میں موجود ہوتے، میں اندر داخل ہوتی تو آپ کہتے "کیسا لگا سرپرائز" اور بس، میرے لئے وہ ایک لمحہ اس دنیا کی ساری خوشیوں اور نعمتوں سے زیادہ بھاری ہوتا، میں پوری رات آپ سے باتیں کرتی آپ کو وہ سب کہہ دیتی جو ان دو دنوں میں آپ سے کہہ نہیں سکی، میں آپ کو بتاتی

کہ میں آپ سے کتنی شدید محبت کرتی ہوں، پھر میں آپ کو یہ بھی بتاتی کہ میں آپ سے کس دن سے محبت کرتی ہوں، کاش آپ میرے روبرو ہوتے آزل، میں آپ کو اپنے آگے سے کبھی اٹھنے نہ دیتی، میری نظریں آپ کو دیکھ کر کبھی تھک ہی نہیں سکتیں، کاش میں اپنا دل آپ کے آگے کھول کر رکھ سکتی ،بتاسکتی آپ کو کہ میں آپ کو کس قدر یاد کرتی ہوں، میں آپ کو بتاتی کی یہ دنیا آپ کے بغیر کتنی بے رنگ سی لگتی ہے مجھے، پلیز جلدی آجائیں آزل میں آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں جی بھر کے دیکھنا چاہتی ہوں

"فریم کو واپس جگہ پر رکھ کر وہ کمبل درست کر کے سونے کے لئے لیٹ گئی

"ہاں جی اجازت ہے مجھے جانے کی" بیرٹ کیپ کو اپنے سر پر ٹھیک کرتے وہ خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے بولا

"نہیں ابھی نہیں" دوپٹے کو سر پر درست کر کے اس نے منہ میں کچھ پڑھا اور سمیر پر ہلکے سے پھونک ماری

"اب اجازت ہے" ہانیہ دونوں بازو جوڑ کر مسکرائی

"آج تم نے کہا ہی نہیں کہ تھوڑی سی دیر اور رک جاؤ" کالر درست کرتے ہوئے سمیر نے سوال کیا

"جانے والا کچھ بھی کرنے، کچھ بھی کہنے سے نہیں رکتا سمیر آزمائی ہوئی بات ہے اور جانے والے کو روکنا چاہیے بھی نہیں ورنہ اسے اس بات کا دکھ رہ جاتا ہے کہ اس نے اپنے ساتھی کی بات نہیں مانی تھی "سمیر کے چہرے کو دیکھتے ہوئے ہانیہ نے پراعتماد لہجے میں کہا

"اپنا ہاتھ دو" اس نے ہانیہ کے سامنے اپنا ہاتھ کیا، جواباً ہانیہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما دیا

"میرا بس چلے تو تمہارے بغیر ایک قدم نہ چلوں، مگر میرے اس فیصلے کا اختیار میرے پاس محفوظ نہیں، اس لئے نہیں کہ میں نوکری کرتا ہوں، اور میرا وہاں جانا میری نوکری کی ریکوائرمینٹ ہے بلکہ میرا اختیار میرے پاس اس لئے نہیں کہ مجھے اللہ کی طرف سے چنا گیا ہے، ہر انسان کو اس کی زندگی میں کسی خاص کام کے لئے چنا جاتا ہے نا بالکل اسی طرح مجھ سے یہ کام لیا جانا تھا، اور پھر جب انسان سے اس کے حصے کا کام لے لیا جاتا ہے تو اس کا دنیا میں آنے کا مقصد تمام ہو جاتا ہے" وہ بول رہا تھا ہانیہ تحمل سے اسے سن رہی تھی ہاتھ ہنوز سمیر کے ہاتھ میں مقید تھا

"میری کامیابی کے لئے دعا کرتی رہنا تمہاری دعائیں اللہ بڑی جلدی سنتا ہے" سمیر نے اس کے ہاتھ کو لبوں سے لگا کر آرام سے چھوڑا بیڈ پر پڑے بیگ کو کندھے پر لٹکایا

"اسی لئے تو مجھے ڈر لگتا ہے" وہ یکلخت بولی

"اور ڈر کے آگے جیت ہوتی ہے" سمیر کی بات پر وہ دونوں مسکرائے اور کمرے سے باہر نکل آئے

"اللہ حافظ امی اس بار دعا کرنی ہے آپ نے میرے لئے ہمارا بڑا اہم مشن آرہا ہے اگلے ماہ" وہ ثمینہ کے گلے لگ کر بولا

"جیسا آپ کہیں کیپٹن صاحب، اللہ پاک ہمیشہ ہمیشہ کامیاب کرے، خیر سے جاؤ بیٹا، فی امان اللہ" اس کا ماتھا چوم کر ثمینہ نے الوداعی ملاقات کی اور دوبارہ قران پڑھنے میں مصروف ہوگئیں

"تم جب یوں دیکھتی ہو تو میرا جانا مشکل ہو جاتا ہے" وہ گاڑی میں سامان رکھتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب اب انسان کسی کو دیکھ کر مسکرا بھی نہیں سکتا" ہانیہ نے منہ کے زاویے بناتے ہوئے کہا

"ڈیفینیٹلی مسکرا سکتا ہے، ہمیشہ مسکراتی رہنا، اپنا خیال رکھنا اپنے لئے نہیں تو میرے لئے ہی سہی، اللہ حافظ "

سمیر کے جانے تک وہ مسکراتی آنکھوں سے اسے تکتی رہی پھر گیٹ بند کر کے واپس اپنے کمرے میں آ گئی

"کیسی طبعیت ہے اب ؟" مقابل کی آواز سے فکر مندی عیاں تھی

"ٹھیک" وہ سوتے سوتے بے پرواہی سے بولا

"آزل تم پہلے کبھی بھی ایسے بے فکری سے اتنی دیر تک نہیں سوتے، کیا مسلئہ ہو رہا ہے مجھے بتاؤ؟" وہ ہنوز وہیں کھڑا ہو کر فکر مندی سے بولا

www.novelsclubb.com

"نہیں کوئی مسلہ نہیں ہے میں سونا چاہتا ہوں" وہ نیند کے خمار میں آنکھیں بند رکھتے ہوئے بولا

"مجھے حدید نے بتایا تھا تمہیں بخار بھی چڑھا ہوا ہے" اس کے ماتھے کو چھو کر سمیر نے آزل کے چہرے سے کمبل ہٹایا

"سمیر تم کب آئے یار مجھے پتہ ہی نہیں چلا" آزل کی آنکھوں میں تعجب نمایاں تھا

"کمال ہے میں کب سے تم سے بات کر رہا ہوں اور تم مجھ سے یہ پوچھ رہے ہو کہ میں کب آیا، ابھی ابھی آیا ہوں اور سیدھا تمہارے کمرے میں انٹری ماری ہے" بیڈ کے ساتھ پڑے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں موجود دوائیوں کا جائزہ لیتے ہوئے وہ حیرت سے بولا

"تمہاری چھٹی تو ابھی رہتی تھی پھر جلدی کیوں آ گئے؟" وہ اپنے بازو پر بندھی پٹی کو گھورتے ہوئے بولا

"تمہارے لئے" اس کا لہجہ بے تاثر تھا

"میرے لئے کیوں؟" آزل آہستہ آہستہ اپنے حواسوں کو بحال کر رہا تھا

www.novelsclubb.com

"میں نے اپنی جتنے دن کی چھٹی چھوڑی ہے اب میری جگہ تم چھٹی لو گے گھر جاؤ گے آرام کرو گے اور بھابھی کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرو گے

That's it"

سمیر کا انداز حتمی تھا

"نہیں ابھی نہیں جا سکتا ابھی تو ایک اور ریکی مشن رہتا ہے، حدید کو تو میں خود ٹھیک کرتا ہوں اس نے تمہیں بتایا ہے نا میری انجری کے بارے میں" بولتے وقت اس کے ڈھیلے پڑے اعصاب تنے

"ہاں اسی نے بتایا ہے اور اگر ایسا کچھ نہ بھی ہوا ہوتا تو میں پھر بھی آج ہی آتا یہ میں نے شروع میں ہی سوچ لیا تھا، تمہاری انہی باتوں کی وجہ سے میں نے صرف ایک ہفتے کی چھٹی چھوڑی ہے اور رہی بات ریکی کی تو میں ساری ذمہ داری سنبھال لوں گا، تمہیں نہیں لگتا کہ میں اس مشن کو اچھی طرح ہینڈل کر سکتا ہوں؟" سمیر نے مختصراً وضاحت دی

"مجھے صرف لگتا نہیں بلکہ پورا یقین ہے کہ تم مجھ سے بہت بہتر طریقے سے اس مشن کو پلین کرو گے اور کامیاب بھی بناؤ گے ان شاءاللہ" آزل نے پر اعتماد انداز میں کہا

www.novelsclubb.com

"تو بس پھر میں جا رہا ہوں سی او سے بات کرنے میری چھٹی ختم کر کے تمہاری چھٹی اپروو کریں تم اب جانے کی تیاری کرو" سمیر بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

وہ نگاہیں جو اسے رخصت کر کے پل پل بے چین تھیں آدھی رات کو بھی کھلی تھیں، شاید تصور میں کسی کا خیال بڑی شدت سے ہر احساس پر بھاری تھا۔ اسے گئے تو گھنٹوں گزر گئے تھے مگر ہاتھوں پر اس وردی کا لمس یوں تازہ تھا گویا ابھی ہاتھوں میں تھما ہو

اسے یاد آیا کہ استری سٹینڈ پر کھڑی کتنی ہی دیر اس وردی کو تکتے اس نے اپنے بہتے آنسوؤں کو روکنے کی ناکام جدوجہد کی تھی اور پھر اس بات کا بھی تو خیال رکھا تھا کہ جانے والا اسے یوں کمزور پڑتا نہ دیکھ لے، چاہا تھا کہ جب جب وہ رخت سفر باندھے اس کی آنکھوں میں اترتے دریا کو نہ دیکھے، چاہا تھا کہ ایک مضبوط الوداع کہہ سکے کہ جانے والا راستے میں اور عین فرض کی ادائیگی میں اس کے بارے میں سوچ کر دل شکستہ نہ ہو جائے اور وہ پوری طرح کامیاب بھی ہوئی تھی، دل شکستگی سمیر کا حق نہیں تھا جو اس کا حق تھا وہ ہانیہ کا فرض تھا اور فرض تھا کہ جانے والا مسکراتا ہوا، بہادری کا پیکر بن کر جائے۔ جانے والے کو تو اسے بس مسکراتا دیکھنے کی عادت رہی تھی تو پھر وہ کیسے اسے روتا دیکھ سکتا تھا۔ اور ہانیہ یہ بات بخوبی جانتی تھی۔ تبھی تو اس کو رخصت کرتے وقت وہ تحمل اور برداشت کا پیکر بنی رہی تھی۔

ادھ کھلی ان آنکھوں میں نیند کا نشان نہیں تھا بس یادوں کا گہرا بھنور تھا جس میں ڈوب کر اسے ابھرنے کی جستجو کبھی رہی ہی نہ تھی، اس کے چلے جانے کے بعد بس یادیں ہی تو بچتی تھیں اور یادیں تو ہمیشہ یاد کرنے سے یاد رہی ہیں۔

"میری کامیابی کے لئے دعا کرو گی؟" جائے نماز پر بیٹھی دعائیں مانگتی جب اس کے نازک کندھوں پر ہاتھ رکھے وہ کہتا تھا تو دل خوشی سے سرشار ہو جاتا کہ کتنی خوش نصیبی اس کے حصے میں آئی ہے کہ اس کے حصے وہ انسان آیا ہے جس کے حصے میں پرچم وفا آیا ہے اور آنکھوں سے سجدے یوں جاری ہوتے کہ کیسی خوش نصیبی ہے کہ اس کے حصے مانگنے کو وہ دعائیں آئی ہیں جو اس سے بڑے ناز سے منگوائی جاتی ہیں۔

کیا کچھ نہ تھا جو اس کو رخصت کرنے کے بعد اس کی آنکھوں میں نہ اترا ہو، ہر لمحہ اس کی آنکھ نے قید کیا تھا اور ہر پل اپنے دل میں محفوظ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کامیابی کیا ہوتی ہے؟" یوں ہی جائے نماز پر بیٹھے بیٹھے ہانیہ نے سوال کیا، ان کی شادی کا دوسرا ہفتہ اختتام پذیر ہونے کو تھا جب ہانیہ کسی سوچ کے ماتحت بولی

"میرے لئے کامیابی میرے دین کی سر فرازی ہے اور اس پرچم کی سر بلندی ہے اور میرے لئے کامیابی میرے اللہ کی رضامندی ہے، دعا کرنا اللہ مجھے بھی ان بندوں میں سے چن لے جو اپنے آپ کو جنت کا حقدار بنا لیتے ہیں" کندھوں پر ٹھہرا ہاتھ نزاکت سے اسکے گرد پھیلا کر انتہا محبت سے سمیر نے اپنے دل کے الفاظ کو اس کی سماعتوں تک پہنچایا تھا۔

"آمین" مختصراً مسکراتے لبوں سے آمین کہہ کر اس نے بڑی مہارت سے دل کی بیچینی کو دل ہی میں قید کیا۔

"دیکھنا تم اللہ ہمیں جنت میں ملا دے گا پھر سے ہمیشہ ساتھ رہنے کے لئے، ہر قسم کی آزمائش سے دور ہر نعمت سے مالا مال کر کے ء فکر کیوں کرتی ہو اس چھوٹی سی زندگی کے لئے، ایک نہ ایک دن جب چلے ہی جانا ہے نا تو پھر اتنا کیوں سوچتی ہو؟" وہ تو دلوں کو پڑھنے والا ہمسفر تھا دیکھے بغیر ہی سمجھ جاتا تھا اور ہانیہ نے، بس دل کو تھامے اس کی ہاں میں ہر ہر بار ہاں ملائی تھی۔

سوچ تو آنی جانی شے ہے ایک جاتی تو آگلی اس کے ذہن کے دریچے میں امنڈ آتی۔

اسے معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ وہ اپنی زندگی میں جتنے بھی لمحے سمیر کے ساتھ گزار چکی انہیں سوچتے سوچتے کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی۔

"السلام و علیکم اینڈ گڈ مارننگ "اس نے ناشتے کی میز پر بیٹھے بیٹھے سیڑھیوں سے اترتی زمل کو سلام کیا

"وعلیکم السلام "اسے اپنے حلق میں باقاعدہ کوئی چیز اٹکتی ہوئی محسوس ہوئی دل چاہا جہاں سے آئی ہے وہیں واپس چلی جائے مگر نگاہیں اور قدم وہیں ساکت ہو گئے، اسے سو فیصد یہی لگا کہ یہ اس کا خواب ہے وہ آنکھ جھپکا کر کھولے گی تو وہ سامنے سے غائب ہو گا، زمل نے خود کو خواب دیکھتا سمجھ کر آنکھیں جھپکا کر دوبارہ کھول بھی لیں مگر وہ ہنوز سامنے ہی بیٹھا تھا

"آزل "اسے لگا وہ دل میں بولی ہے، بے یقین نگاہیں اسی پر مرکوز تھیں

www.novelsclubb.com

"ہاں آزل آجاؤ ناشتہ کریں "وہ بے فکری سے مسکرا کر زمل کو دیکھنے لگا

"آپ کب آئے؟ "ہلکے سے قدم آگے بڑھاتی وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں مبتلا تھی

"ایک گھنٹہ پہلے، ماما اور بابا سے ملا بابا آفس چلے گئے، ماما جم اور رباب اپنی یونیورسٹی تم سو رہی تھی میں اخبار پڑھنے لگ گیا اب ہم ناشتہ کریں گے" وہ اس وقت ترو تازہ اور خوشگوار موڈ میں تھا

"آپ مجھے حیران کر رہے ہیں" اس کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر زمل نے بیٹھتے ہوئے کہا

"ہاں تو اچھا ہے نا ہر بار تم اپنی باتوں سے مجھے حیران کرتی ہو آج میری باری تھی" اس نے بات مکمل کر کے ناشتہ شروع کیا

"آپ کو چوٹ لگی ہے دائیں بازو پر؟" زمل نے اس کو بائیں ہاتھ سے کام کرتا دیکھ کر اندازہ لگایا

"ہاں" وہ ناشتے کی جانب ہی متوجہ رہا اور زمل چپ سادھے اس کو ناشتہ کرتے دیکھتی رہی

"پانی" گلاس زمل کے آگے کر کے وہ تحمل سے بولا اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ زمل کو ملنے والا سرپرائز غیر متوقع ہے کم از کم اتنا غیر متوقع کہ وہ کوئی بھی تاثر دینے سے فی الوقت قاصر تھی، آزل نے اسکے ہاتھ کو ہلکا سا تھپکا اور وہ سر جھٹک کر سوچوں کے محور سے باہر آئی

"زیادہ چوٹ تو نہیں لگی؟" آزل کے دیے ہوئے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے وہ دھیرے سے بولی

www.novelsclubb.com

"نہیں" یک لفظی جواب دے کر وہ پانی پینے لگا

" You shocked me"

زمل نے آزل کی پلیٹ سے ایک لقمہ بنا کر اپنے منہ میں ڈالا، اس کی آنکھوں میں جو چمک اس وقت آزل نے دیکھی تھی وہ ان دو دنوں سے بہت مختلف تھی

"چھٹی کیسے ملی، آپ کے دوست کی چھٹی تو ابھی رہتی نہیں تھی؟" وہ باقاعدہ ناشتہ شروع کر چکی تھی

"ہاں رہتی تھی اس نے میرے لئے اپنی چھٹی ختم کر دی"

"اللہ بہت خوش رکھے ان دونوں کو بہت احساس کرتے ہیں"

"چائے یا کافی کا کہہ کر کمرے میں آ جاؤ میں انتظار کر رہا ہوں" وہ ہلکے ہلکے قدم اٹھاتا سیڑھیوں سے اوپر چلا گیا

www.novelsclubb.com

دروازہ کھولتے ہی پھولوں کی خوشبو نے اس کا استقبال کیا اور وہ پورے کمرے کا جائزہ لینے لگا، سرسری سی نگاہ سے اس نے سائیڈ ٹیبل پر سجے فریم کو دیکھا اور ساتھ ہی بے ساختہ مسکرایا، بیڈ پر زمل کے کپڑوں

کے ساتھ سفید رنگ کی ڈائری پڑی تھی جس کے پنے کھلے تھے اور اس پر ایک بال پوائنٹ پڑا تھا، آزل نے کپڑوں کو اٹھا کر صوفے پر رکھا اور بیڈ پر بچھے کمبل میں بیٹھ کر ڈائری کو سائیڈ ٹیبل پر رکھنے کی نیت سے اٹھایا

"محبت" کاغذ کے سب سے نمایاں لفظ پر نظر پڑتے ہی اس نے وہ لفظ منہ ہی منہ میں پڑھا اور آنکھوں میں تجسس کا مادہ ابھرتے ہی اس کی نظر اگلی سطروں پر گئی

محبت لفظ ہے لیکن

کہیں انجان بستی میں

کہیں ویران آنگن میں

کہیں بے جان سی آنکھوں میں

گر اس کا پودا اگ جائے

www.novelsclubb.com

گراس کی کونپل پھوٹ پڑے

اسی انجاں سی بستی کو

کھلے میدان دیتی ہے

اسی ویراں سے آنگن کو

سر وسامان دیتی ہے

انہیں بے جاں سی آنکھوں کو

کئی اک خواب دیتی ہے

www.novelsclubb.com

محبت لفظ ہے لیکن

میں نے جانا ہے یہ جاناں

کسی در پر جو دستک دے

اسے روکا نہیں کرتے

محبت لفظ ہے لیکن

گر جو دل پہ چھا جائے

گر روح میں سما جائے

دیوانہ کر ہی دیتی ہے

بیگانہ کر ہی دیتی ہے

www.novelsclubb.com

محبت لفظ ہے لیکن

یہ اس جذبے کا پودا ہے

کہ جس پر کھلنے والا ثمر پھیکا نہیں ہوتا

محبت لفظ ہے لیکن

جسے یہ چھو کے جاتا ہے

پارس کر ہی جاتا ہے

محبت لفظ ہے لیکن

یہ مجھ جیسے بہت سوں کو

کسی اک آنکھ کا روشن ستارہ کر ہی جاتا ہے

www.novelsclubb.com

ہاں ہاں محبت لفظ ہے لیکن

جو تم محسوس کر جاؤ

لفظ تم سے چھوٹ جائیں

سطریں تم سے روٹھ جائیں

یہ کچھ ایسا سا حق ہے

کچھ ایسا سا فرض ہے

جو واجب الادا ہو کر بھی

چکایا جا نہیں سکتا

اس انسان کے نام جسے میں اس دن سے چاہتی ہوں جس دن وہ میرے گھر آ کر میرے مقابل بیٹھا تو مجھے ایک بار بھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔

www.novelsclubb.com

اس انسان کے نام جسے اس پرچم سے محبت ہے جس پرچم سے مجھے بہت عقیدت ہے۔

اس شخص کے نام جو اس پرچم کی عزت پر داغ لگانے کی کوشش کرنے والے عناصر سے لڑنا جانتا ہے۔

اس شخص کے نام جو بالکل ویسا ہے جیسا میں اللہ سے دعاؤں میں مانگا کرتی تھی۔

مجھے محبت سکھا جانے والے لیفٹیننٹ آزل عباس کے نام، جس نے مجھے میری ہی نظروں میں معتبر کر دیا اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اور کیا ہوتی ہے اللہ مجھے معلوم ہی نہیں، واقعی ہی ایک تیری ذات ہے جس کا احسان میں اپنی پوری زندگی لگا کر بھی نہیں چکا سکتی۔

اس نے مسکرا کر بائیں ہاتھ میں بال پوائنٹ تھاما اور صفحہ پلٹا کر خالی کاغذ پر لکھنا شروع کیا

"میرے دائیں بازو پر چوٹ لگی ہے لیکن کیونکہ لکھنا ضروری ہے تو میں بائیں ہاتھ سے لکھنے کی کوشش کرتا ہوں، میں شاعری کرنا نہیں جانتا لیکن پھر بھی

تن آور شجر کی ٹہنی پر اور نیلے نارنجی امبر پر

www.novelsclubb.com

دم محبت کا بھرتے طیور بھی اڑتے دیکھے ہیں

نیلے فلک کی چھایا میں اور تیز دھوپ کی کایا میں

جذبوں سے بھری اک دنیا کے چند باب ابھرتے دیکھے ہیں

تم کیا کیا کہتے ہو یارو، میں نے تو محض اک ہستی میں

اس دنیا جہاں کے سارے رنگ و نور اکٹھے دیکھے ہیں

زمل آزل کے نام

بقلم لیفٹیننٹ آزل عباس

www.novelsclubb.com

اس نے متاثر کن انداز سے پین کو ڈائری میں رکھ کر ڈائری کو بند کیا اور اسے اٹھا کر میز پر رکھ دیا۔

"کافی" زمل نے آزل والا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسے مخاطب کیا

"تم نے بنائی ہے؟" وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے استفار کیا

"ہاں اسی لئے دیر ہو گئی آنے میں" وہ صوفے پر پڑے کپڑوں کو ہینگر میں لٹکاتے ہوئے بولی

"میں نے تمہیں بہت مس کیا" وہ کمبل کو گھورتے ہوئے بولا

"آپ کو میری یاد آئی تو آپ ہر قسم کی تاخیر کے بغیر ملنے آ گئے، پھر میرا اضطراب اور انتظار تو آپ سے کئی زیادہ ہوا نا جو جتنی شدت سے بھی آپ کو یاد کر لوں نہ آپ کو دیکھ سکنے کا اختیار رکھتی ہوں نہ سن سکنے کا" وہ ڈائری کو اٹھا کر سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھتے ہوئے بولی

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم، اس معاملے میں میں خود غرض ہوں تم جیسی ہمت خود میں پیدا نہیں کر سکتا" وہ ہار مانتے ہوئے بولا

"آپ کو لگتا ہے کہ ہمت انسان کی in born صفت ہے؟ نہیں ہے یہ پیدائشی وصف بہت جھیلنا پڑتا ہے آزل، ایک ایک دن، ہر ہر رات اس ہمت کو خود میں پیدا کرنے کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے پھر جا کر ہمت والا ہونے کا لقب ملتا ہے" بات مکمل کر کے زمل نے کافی کا کپ ہاتھ میں تھاما اور گھونٹ گھونٹ پینے لگی کمرے میں یوں گہرا سکوت طاری ہوا جیسے وہاں کوئی بیٹھا ہی نہ ہو۔

www.novelsclubb.com

"کافی بہت اچھی بنائی ہے" وہ ایک گھونٹ بھر کر بولا اور جلدی جلدی اسے ختم کرنے لگا

"آپ کو نیند آرہی ہے؟" زمل نے اس کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر سوال کیا

"بہت زیادہ" سستی سے کہتا وہ لیٹنے لگا

"اوکے آپ آرام کریں" وہ اس پر کمبل درست کر کے کمرے سے باہر آگئی

"کب تک یوں گھر پر بیٹھی رہو گی اقراء، باہر آیا جایا کرو، اپنے آپ کو ایکٹیو کرو" لان میں چہل قدمی کرتے شوکت نے انہیں تاکید کی

"نہیں دل کرتا میں زبردستی کیسے کروں اپنے ساتھ" وہ وہیں رک کر اپنے جوگر کا تسمہ باندھتے ہوئے بولیں

www.novelsclubb.com

"صاحب جی یہ چوکیدار نے صبح دئے تھے کہہ رہا تھا آپ کو دینے ہیں" آسیہ اپنے کواٹر سے نکل کر سیدھا شوکت اور اقراء کے پاس آئی اور کچھ کاغذات شوکت کے حوالے کر کے اپنے بستے کو کندھے پر ٹکا کر باہر کو چل دی

"یہ کونسے کاغذ ہیں؟" اقراء نے کسی خدشے کے تحت سوال کیا

"عدالت کا نوٹس ہے کل پیشی کے لئے بلایا ہے" کاغذوں کا سرسری سا جائزہ لے کر شوکت نے بے تاثر انداز میں کہا

"فوجی عدالت کا؟" خدشوں سے گھرا ایک اور سوال آیا

"ہاں اسی کا ہے اقراء میں نے بولا تھا تیار رہنا ان دنوں کے لئے، اب بس زیادہ نہیں سوچو جو ہو گا اس ملک کے لئے بہتر ہو گا" ان کا ہاتھ تھپک کر شوکت نے کاغذات کو سمیٹا اور گھر کے اندر چلے گئے

www.novelsclubb.com

"لاؤنج میں آپ کا وکیل کب سے بیٹھا ہے آپ جا کیوں نہیں رہے ہے؟" اقراء نے سٹڈی کا دروازہ کھٹکا کر دروازے سے پوچھا

"اسے اوپر بھیج دو" یک لفظی جواب کے بعد پھر سے خاموشی طاری ہوئی

کمرے میں پچھلے دس منٹ سے مکمل خاموشی چھائی تھی،ایڈووکیٹ سلیم مرزا ٹانگ پر ٹانگ دھرے کچھ کاغذوں کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھے

"وصیت کے کاغذ بنوانے کے لئے بلایا ہے تمہیں" راکنگ چیئر کی ٹیک چھوڑ کر وہ قدرے سیدھا ہو کر گویا ہوئے

"جی جی مجھے اندازہ ہو گیا ہے یہ کاغذ دیکھ کر" وہ مؤدب انداز میں گویا ہوا

"یہ گھر اور باقی کی ساری پراپرٹی کے میں نے تین حصے کر دئے ہیں،ایک حصہ اقرا شوکت کے نام،ایک حصہ زمل شوکت کے نام اور ایک حصہ فنڈز کے لئے ہے، تم مجھے آج رات تک کاغذ بنا کر دو ارجنٹ" بے تاثر انداز میں اپنی بات مکمل کر کے شوکت نے پھر سے کرسی سے ٹیک لگائی

"جی ہو جائے گا اور کوئی حکم میرے لائق" وہ شوکت کی کی گئی وصیت کو کاغذ پر اتارتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

"نہیں" یک لفظی جواب کے بعد پھر سے سناٹا چھایا اور وکیل اپنا کام کر کے کمرے سے چلا گیا۔

"شام ہونے والی ہے اٹھ جائیں" کمرے کی بتیاں جلا کر زمل نے اونچی اواز میں کہا

"اٹھ جائیں رباب بھی آپ کا پوچھ رہی ہے" زمل نے ہلکا سا کمبل ہٹا کر کہا

"آزل اور کتنا سونا ہے اٹھیں بھی" زمل نے اس کے ہاتھ کو ہلکا سا تھپکا

"بخار ہو رہا ہے آپ کو تو" زمل نے فوراً سے اس کے ماتھے کو چھو کر دیکھا

"ہاں بخار ہے تھوڑا سا مجھے لگتا ہے چوٹ کی وجہ سے چڑھ رہا ہے" وہ اسی حرکت میں لیٹے لیٹے بولا

"اس کا مطلب ہے آپ کو زیادہ چوٹ لگی ہے" زمل نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اندازہ لگایا

"ہاں شاید پتہ نہیں" وہ اپنی ہی بات پر الجھن زدہ ہوا

"تو پھر آپ کو مجھ سے صبح غلط بیانی نہیں کرنی چاہیے تھی" اس کا ہاتھ اپنی گود میں رکھ کر وہ نرمی سے بولی

www.novelsclubb.com

"ایم سوری، مجھ سے اپنی تکلیف کسی سے شئیر نہیں کی جاتی" اس نے بڑی صاف گوئی سے وضاحت دی

"ایم سوری لیکن میں 'کسی 'تو نہیں تھی، میں زمل تھی" اس نے آزل کے ہاتھ کو نرمی سے دبا کر چھوڑا اور اٹھ کھڑی ہوئی

"میں چل رہی ہوں آپ کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس اب آپ اٹھ جائیں" وہ وارڈروب سے چادر نکالتے ہوئے بولی

"حد ہوتی ہے لاپرواہی کی، زخم اتنا گہرا تھا اور آپ نے اسے bother کرنا گوارہ نہیں کیا، مجھے ویسے اس بات کی توقع نہیں تھی آپ جیسے سینسیبل انسان سے" ہسپتال سے نکل کر وہ دونوں گاڑی کی طرف جا رہے تھے

"بس ہو گئی غلطی آئندہ احتیاط کروں گا، مجھے لگا زخم ہے، ایک کٹ ہی تو لگا ہے اپنے آپ ٹھیک ہو جائے گا اب مجھے کیا پتہ تھا کہ اس لوہے کی تار پر کیمیکلز بھی لگے ہو سکتے ہیں، اتنی رات تھی، دشمن کا ایریا تھا میرا بازو ان تاروں کے ساتھ پھنس ہوا تو میں نے جلدی سے کھینچ لیا، کچھ زیادہ نظر تو آ نہیں رہا تھا" وہ اپنی صفائی پیش کرتے کرتے گاڑی میں بیٹھا

www.novelsclubb.com

"رسٹنگ پراسس بھی کیمیکل ری اکشن ہوتا ہے میرے خیال میں اس تار پر زنگ لگا تھا خیر جو بھی تھا اب گزر گیا ہے لیکن پلیز آئندہ زرا دھیان سے" وہ دونوں پچھلی سیٹوں پر براجمان ہوئے اور ڈرائیور نے گاڑی سڑک پر دوڑا دی

چند ماہ بعد

"پچھلے چھ ماہ کے عرصے میں ہم نے دشمن کو خاطر خواہ نقصان پہنچایا ہے اور یہ سب اللہ کی مدد، مناسب پلاننگ اور ٹیم ورک کے بغیر ناممکن تھا، ان کاروائیوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس علاقے سے دشمن کی تعداد گو کم تو ہوئی ہے لیکن وہ پہلے سے زیادہ چوکنا اور مشتعل ہو چکا ہے جس کو اسی پوائنٹ پر روکنا ہمارا اولین مشن ہے، یہاں سے ان دہشتگردوں کو ختم کرنے کا مطلب ہے ملک سے فتنے اور فساد، خود کش حملوں کا کسی حد تک خاتمہ، دشمن کی ایک بہت بڑی اسلحہ سپلائی چین کو تو ہم ویسے ہی ایکسپوز کر چکے ہیں جس سے ایک امن کی فضا بحال ہوئی ہے الحمدللہ، ہماری مستعدی، جرات، دلیری اور عزم ہمیں اس

میدان میں کامیاب کرے گا، ہمیشہ یاد رکھیں کہ قربانی دینے سے، خون بہانے سے ہی ملک کو عظمت اور بقا کے نئے باب میسر آتے ہیں، ہماری پیٹر ولنگ پارٹیز پر بھی بزدل دشمن نے چھپ کر وار کیا ہمارے قابل جوانوں کو شہید کیا، ہمارے اہم آپریشنز میں ہمارے جوانوں نے غازی اور شہید بن کر یہ باور کروایا ہے کہ امن کو بحال کرنے کے لئے امن دشمنوں سے لڑنا پڑتا ہے اور جہاں ضروری ہو وہاں جان بھی دینی پڑتی ہے، اب وقت کا تقاضا ہے اور حالات ہم سے یہ ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ گنے چنے دشمن کو اس کے گھر میں گھس کر مارا جائے، یہ زمین، یہ مٹی ہماری ہے ہم جانثار ہیں اس مٹی کے، جو عہد ہم سے لیا گیا ہے وہ عہد اب نبھانا ہے اس سر زمین کی خوشحالی اگر ہم سے خون مانگے تو ہم خون دیں گے، اگر جان مانگے تو ہم جان دیں گے، اس جنت تک جانے کا اس سے پیارا راستہ میں نے ابھی تک اور کوئی نہیں دیکھا، نعرہ تکبیر" بات مکمل کر کے کرنل عبداللہ نے نعرہ بلند کیا

"اللہ اکبر" فضا جوانوں کے فلک شگاف نعرے سے گونج اٹھی

www.novelsclubb.com

"عدالت میر شوکت علی کو اسلحہ سمگلنگ کیس میں ملوث ہونے کے ٹھوس شواہد کی بناپر، گواہان کی گواہی ثابت ہونے پر، ملک دشمن عناصر کے ساتھ منسلک ہو کر ان کے ساتھ سمگلنگ میں وابستہ ہونے پر، سیاست میں رہ کر پاکستان نیشنل اسمبلی میں بحیثیت ایم این اے ہو کر ملک کے ساتھ غداری کرنے پر عمر قید کی سزا سناتی ہے"

جھکی نظروں میں ملال کے سوا اور کچھ نہ تھا اس لمحے وہ ان بے جان کاغذوں کی مانند تھا جنہیں ہوا جس سمت بھی لے جائے بلا مزاحمت اڑ جاتے ہیں، ایک گناہ گار اس دنیا کی سزا کاٹنے کو تیار سر نگوں کھڑا تھا ابھی تو جانے کتنی سزائیں باقی تھیں، ایک ایک قتل کا بدلہ اتارنا اس ایک زندگی میں کہاں کافی تھا، حق، حق ہی رہا جتنا بھی چھپانے کی کوشش کی بیکار گئی، باطل باطل ہی رہ گیا جتنا نکھارنے کی کوشش کی ناکام رہا، انصاف مل جانے سے کوئی باپ، کوئی بیٹا کوئی اولاد واپس نہیں آسکتی تھی مگر ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والے پوری زندگی کے لئے عبرت کا نشان بننے جا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ سزا صرف آپ کو نہیں ملی، یہ سزا مجھے بھی ملی صرف اس لئے کہ میں آپ کی بیٹی ہوں مجھے اپنی ماں اور اپنے گھر کو چھوڑنا پڑا، صرف اس لئے کہ آپ مجھے اس دنیا میں لانے کا سبب بنے لیکن بابا اگر آج میں

اس دنیا میں نہ ہوتی تو آپ کبھی عمر قید کے مجرم نہ بنتے، میرا آنا بہت ضروری تھا، میرا آپ کی بیٹی ہونا بہت ضروری تھا تاکہ میں آپ کو آپ کے گناہوں کی سزا دلوا سکتی تاکہ میں ناحق جان گنوانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہونے سے روک سکتی" ریموورٹ سے ٹی وی بند کر کے وہ لڑکھڑا کر تھوڑا سا چلی اور سر چکرا جانے پر واپس صوفے پر بیٹھ گئی

"کیپٹن آزل آپ ایلفا ٹیم کے گروپ لیڈر رہوں گے اور کیپٹن سمیر براوو ٹیم کو لیڈ کریں گے، مشن کو پلان کے مطابق لے کر چلیں، اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو" سی او صاحب سے آخری الوداعی ملاقات کے بعد وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے

"زندگی جوائے دے رہی ہو تو کھل کر انجوائے کرو، اور چیلنج دے رہی تو اسے اس سے بھی زیادہ کھلے دل سے ایکسیپٹ کرو" سمیر کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے آزل نے پر اعتمادی سے کہا اور وہ دونوں چلتے چلتے مسکرا دیے

www.novelsclubb.com

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا

شباب جس کا ہے بے داغ ضرب ہے کاری

"اللہ میں نے آج اپنی زندگی کو summarized کر کے یہ اندازہ لگایا ہے کہ میں نے زندگی میں جس جس وقت جو جو بھی تجھ سے مانگا ہے تو نے نوازا ہے، میں دعوٰی کرتا ہوں اللہ یہ میری جان تیری امانت ہے، میری سانس تیری امانت ہے، میری زندگی میری موت تیری امانت ہے، میں غازی ہوا تو تیری امانت شہید ہوا تب بھی تیری امانت، تو جیسے راضی اللہ میں بالکل ویسے راضی، میرے ماں باپ پیچھے رہ گئے میری زندگی کا سب سے پیارا باب بھی پیچھے رہ گیا، جواب رہ گیا وہ یہ ایک میرا وجود رہ گیا، میں اپنے پاؤں پر سلامت واپس جاؤں گا تو تیری رضا سے، میں جنگ میں شہادت پاؤں گا تو وہ بھی تیری رضا سے، یا اللہ میں اگر اس ملک کے دشمن پر غلبہ پاؤں گا تو تیری مدد سے پاؤں گا میں اگر ہار جاؤں گا تو بھی تیری رضا سے، یا اللہ مجھے میرے مفاد کے لئے نہیں اس ملک کے لئے لڑنا ہے، اس کے ان محب

www.novelsclubb.com

وطن لوگوں کے لئے لڑنا ہے جو اپنی دعاؤں میں مجھ جیسے سپاہیوں کو نہیں بھولتے، میں اپنی زندگی کی سب سے پیاری چیز تیرے حوالے کر کے میدان جنگ میں اتر رہا ہوں، میں ہانیہ کو تیرے حوالے کر کے جنگ میں اتر رہا ہوں، اللہ میں امن اور سلامتی کے حصول کے لئے لڑنے جا رہا ہوں مجھے ان لوگوں کی خاطر سرخرو کر دینا جن سے تو بہت پیار کرتا ہے، مجھے اس پرچم کے لئے سرخرو کر دینا جو بہت قربانیوں سے نصیب ہوا ہے، مجھے آخری سانس تک ہمت دینا مجھے حوصلہ دینا اللہ آمین آمین" دعا مکمل کر کے سمیر نے جائے نماز تہہ کی اور جانے کی تیاری کرنے لگا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میرے جوانو، دنیا میں پیدا بہت سے انسان ہوتے ہیں ان میں سے جیتا صرف وہی ہے جو ڈر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس سے بے خوف ہو کر ڑ جاتا ہے، مجھے خود سے بھی زیادہ آپ سب پر یقین ہے، میں جانتا ہوں آپ اپنے آپ کو دیا گیا یہ چیلنج پورا کر جائیں گے، کسی بھی جوان کے زخمی ہونے، کوئی کیجولیٹی ہو جانے پر ہمت ہار جانا ہمارا شیوہ نہیں ہم اپنی فوج کی روایت کو برقرار رکھیں گے، اپنے پرچم کو مقدم رکھیں گے، اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو" کیپٹن آزل نے بات مکمل کر کے نکلنے کا سگنل دیا اور وہ تمام جوان اپنے آج کے اہم ترین مشن کے لئے چوکنا ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

"آپ ابھی تک جاگی ہوئی ہیں تائی اماں" کمرے کی جلتی لائٹ دیکھ کر ہانیہ ان کے کمرے میں چلی گئی

"ہاں بس آج عجیب سی بے زاری ہو رہی ہے گھبراہٹ محسوس ہو رہی ہے، سونے کی کوشش کی تھی نیند نہیں آئی میں نے سوچا قران پڑھ لیتی ہوں" وہ اپنی عینک درست کرتے ہوئے بولیں

"آج تو اتنا اچھا موسم ہے باہر بارش والا میں کھڑکی کھول دیتی ہوں فریش ہوا سے طبیعت ٹھیک ہو جائے گی" وہ جلدی سے کہہ کر کھڑکیاں کھولنے لگی

"رات کے تین بجنے والے ہیں آپ بھی جاگی ہوئی ہو" قران پاک میں نشانی رکھ کر انھوں نے اسے بند کیا

"جی میں پانی پینے کے لئے اٹھی تھی بس سونے جا رہی ہوں" وہ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے بولی

www.novelsclubb.com

"ہاں جاؤ بچے اپنا دھیان رکھا کرو" اس کے جانے کے بعد وہ پھر سے قران پڑھنے لگیں

دشمن کا علاقہ شروع ہوتے ہی اس نے ماپ اپ پوزیشن لیتے ہوئے سنائپر رائفل کو سیٹ کیا وہ اپنی ایلفا ٹیم کے پانچ ممبران کی راہنمائی کرتے ہوئے پیش قدمی جاری رکھے ہوئے تھا

"آصف براوو ٹیم سے لنک کر کے میری بات کرواؤ" ایک ہاتھ سے جھاڑیوں کو ہٹاتے آگے کی جانب بڑھتے وہ ٹارگٹ ایریا سے محض ایک کلومیٹر دور تھے

"ہم ٹارگٹ ایریا سے ایک کلومیٹر کی رینج پر ہیں ٹیم براوو اپنی سیچویشن سے آگاہ کرواوور" واکی ٹاکی پر رابطہ کرتے ہوئے وہ کیپٹن سمیر سے مخاطب ہوا

"دشمن نے آرٹیفیشل اینیمی مائن فیلڈ بنا رکھی تھی یہاں پر اسے ڈیسٹرائے کیا ہے

Now moving to target area over n out"

کیپٹن سمیر نے بات مکمل کر کے پیش قدمی دوبارہ جاری کر دی

www.novelsclubb.com

ٹیم الفا کو دشمن میں علاقے میں کیموفلاج کیئے اور ٹارگٹ لاک کیئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا، چھوٹے چھوٹے پودوں اور جھاڑیوں کو بطور آڑ استعمال کیئے وہ لیٹنے کی پوزیشن میں ہمہ وقت چوکنا تھے،

خاموشی سے دشمن کی ایک ایک حرکت پر کڑی نظر رکھتے وہ ان کے ایک ساتھ جمع ہونے کا انتظار کر رہے تھے

دوسری جانب ٹیم براوو بھی اپنے ٹارگٹ ایریا پر پہنچ کر مناسب پوزیشنیں سنبھال چکی تھیں، دونوں ٹیموں کا اہم مقصد دونوں اطراف سے فائر کھول کر تمام دشمن کو احاطے کے کمپاونڈ میں جمع کر کے ٹارگٹ کرنا تھا

ٹوٹی پھوٹی بنجر زمین کو ملحوظ خاطر رکھ کر آزل لیپرڈ کرال کرتے ہوئے آگے بڑھا اور دشمن پر اپنی رائفل سے نشانہ تانا، انگلی کے اشارے سے اپنے باقی ممبران کو ہوشیار کرتے ہی اس نے زانو پوزیشن اختیار کرتے ہی انگلی کو ٹریگر پر رکھا

"پہلا فائر سنتے ہی فائر کھول دینا" زبانی احکام جاری کر کے وہ پھر سے سیدھا ہوا

www.novelsclubb.com

'ون' ایک انگلی کو اوپر اٹھا کر آزل نے الٹی گنتی شروع کی

'ٹو' دوسری انگلی اٹھتے ہی آڑ کی دائیں جانب سے رائفل کو نشانے پر رکھا

'تھری بسم اللہ' پہلا فائر کھلا، دشمن کی پہلی لاش گرتے ہی ہر کوئی اپنے ہتھیار اٹھانے کے لئے کمپاونڈ سے ملحق کمروں میں بھاگنے کی کوشش کرنے لگا اور مسلح افراد آڑ ڈھونڈ کر گولی کی آواز کی سمت میں اندھی فائرنگ کرنے لگے

"اللہ اکبر، اوپن فائر" الفا ٹیم کی جانب سے فائر کھلنے پر کیپٹن سمیر نے براوو ٹیم کو فائر کھولنے کا حکم دیا اور اب دشمن کو دونوں اطراف سے گھیر کر پسپا کرنے کا عمل زور و شور سے جاری تھا

"میں اگلی پوزیشن پر جا رہا ہوں حدید تم میری پوزیشن سنبھالو" رائفل لاک کرتے ہی آزل لیپرڈ کرالنگ کے زریعے اگلے مورچے کی جانب بڑھا، وہ دشمن کے علاقے سے قریب قریب بیس فٹ کی اونچائی پر تھے جن کا ان کو خاطر خواہ فائدہ ہوا تھا

دشمن کے پاس وافر مقدار میں اسلحہ موجود ہونے کی وجہ سے چاروں اطراف سے فائرنگ جاری تھی

"علیم میرے پیچھے آؤ، شاہد میری جگہ سنبھالو میں اور علیم آگے جائیں گے" سمیر زانو پوزیشن بدل کر دوبارہ لیٹنے کی پوزیشن پر آیا اور اگلے مورچے کی جانب بڑھتے ہوئے دشمن کے قریب جانے لگا، اس مقام سے اونچائی محض دس پندرہ فٹ کے قریب تھی مگر مناسب آڑ ہونے کی وجہ سے ٹیم براوو کی

پوزیشن مستحکم تھی البتہ مسلسل فائرنگ کرنا اس وقت سب سے زیادہ ضروری تھا۔ فائرنگ کا تبادلہ قریباً بیس منٹ تک مسلسل جاری رہنے کے بعد دشمن کی جانب سے کاروائی میں کچھ کمی واقع ہوئی

"میں آگے جاؤں گا تم یہیں رکو گے جب تک میں نہیں کہتا آگے نہیں آنا" حدید کو زبانی احکامات کے بعد آزل نے لائٹ مشین گنر کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا

"راجر" حدید نہایت مستعدی سے آڑ بدل کر آزل والی آڑ سنبھال چکا تھا

دوربین سے دو سو گز دور دیکھنے پر کئی ایکڑ رقبے پر پھیلا دشمن کا علاقہ درجنوں لاشوں سے بھرا تھا، اونچے نیچے کچے پکے گھروں اور کمروں کے دروازے خستہ حال لکڑیوں کے ٹوٹے ہوئے پھٹوں سے بنے تھے، مرکزی اجماع کے مقصد کے لئے بنائے گئے کمپاونڈ کا فرش ایک طرف سے مٹی کے لیپ سے بنایا گیا تھا مگر زیادہ حصہ پلستر شدہ تھا جو خستہ حالی کی وجہ سے دراڑوں اور چھوٹے گڑھوں کا شکار تھا، دشمن نے کمروں کی باہری کھڑکیوں کو آڑ اور مورچوں کے طور پر استعمال کیا تھا

www.novelsclubb.com

"It's Captain Azil from Alfa team, cease the fire immediately, and do not open fire till further orders over "

ٹیم براوو سے رابطہ کر کے زبانی احکام دینے کے بعد آزل آس پاس کی جھاڑیوں، پتھروں اور پودوں کو بطور آڑ استعمال کرتے ہوئے انتہائی خاموشی سے دشمن کے علاقے میں دس فٹ نیچے اترا، لائٹ مشین گنر نائک کاشف اس کے بالکل پیچھے تھا، اس کا پورا دھیان اس وقت دشمن کی فائرنگ رینج پر مرکوز تھا اور قریب سے جا کر دشمن کے اگلے لائحہ عمل اور چال کو بر وقت سمجھ کر موقع پر حملہ کرنا اس کے اگلے پلان میں شامل تھا، ایک گھنٹہ گزر جانے کے بعد بھی دونوں جانب سے فائرنگ بالکل رکی ہوئی تھی، دونوں پارٹیاں مخالف طرف سے فائر آجانے کے بعد ردعمل دینے کو فوقیت دیتیں اپنی بندوقوں کو خاموش کئے ہوئے تھیں، یا پھر دشمن اس بات کی یقین دہانی کر رہا تھا کہ غالباً فوج واپس جا چکی ہے۔

www.novelsclubb.com

آزل نے اوپری علاقے میں پوزیشن سنبھالے جوانوں کو نیچے آنے کا اشارہ دیا

" We are moving towards enemy area, be ready to cordon off over " ٹیم براوو کو اگلا حکم جاری کر کے وہ تمام ممبران نہایت خاموشی سے نیچے اترنے لگے ،

کارڈن آف کا مطلب ہے دشمن کو ٹارگٹ پر رکھنا اور کسی بھی ایمبش (دشمن کی جانب سے گھات لگانے اور اچانک حملہ) کی صورت میں کوور پارٹی بن کر دشمن کے خلاف لڑنا

"نائک کاشف، حوالدار آصف اور کیپٹن حدید، الفا 1 ہیں، کوور نگ گروپ، فائر آنے کی صورت میں کوور نگ فائر دینے کی ذمہ داری آپ تینوں کی ہے" کیپٹن آزل ان تینوں کی جانب انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے بولا

"میں، سپاہی مراد اور پرویز ایلفا 2 ہوں گے ایکشن گروپ، ہم فائر آنے کی صورت میں حملہ آور ہو کر ٹارگٹ کلئیر کریں گے راجر" رائفل کو کاک کرنے کے بعد اس کو فرنٹ ہینڈ گارڈ سے پکڑ کر اس نے ٹریگر پر انگلی رکھی اور کھڑی پوزیشن میں دشمن کے علاقے کی جانب نفوز شروع کیا، تمام ممبران چوکس

اورالرٹ، کھڑی پوزیشن میں اس کے ہمراہ نفوز کرکے دشمن کے علاقے کی جانب جنوبی حصے سے بڑھنے لگے

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز

یہی ہی رخت سفر میر کارواں کے لئے

دوسری جانب براوو ٹیم کیپٹن سمیر کی

سربراہی میں دشمن کے علاقے کو مغربی حصے سے گھیراؤ میں لے کر آڑ کی مدد لے کر نفوز جاری کر چکی تھی۔

"حدید گرنیڈ ریڈی رکھو پانچ کی گنتی کے بعد پھینکنا ہے" آزل نے حدید کے پیچھے جا کر اس کو سب سے آگے کیا

"پھینکو" آزل نے یک لفظی حکم دیا

"بسم اللہ،اللہ اکبر" ہلکی آواز میں بول کر حدید نے کمپاونڈ کے احاطے میں داخل ہوتے ہی گرنیڈ کی سیفٹی پن نکالی، بایاں پاؤں ٹارگٹ کی سیدھ میں رکھا،دائیں بازو کو دائیں طرف سیدھا رکھتے ہوئے خود کو تھوڑا سا جھکایا اور پوری قوت سے گرنیڈ کو پہلے ٹارگٹ کی جانب پھینکا

"اللہ اکبر" نشانہ ٹارگٹ پر لگا تھا

کمپاونڈ سے ملحق کمروں اور گھروں میں چھپے دہشتگردوں کو تلاش کر کے ان کو ٹھکانے لگانا ان کا اہم مقصد تھا

دروازوں کے دائیں اور بائیں جانب پشت ٹکا کر الفا ٹیم اپنے گروپ لیڈ کے اگلے حکم تک چوکنی کھڑی رہی

'میں دروازہ کھولوں گا' اشارے سے اپنی بات سمجھا کر آزل دروازے کی جانب بڑھنے لگا

www.novelsclubb.com

'نہیں سر میں جاؤں گا' نائک کاشف نے اشارے سے کہہ کر خود کو آگے کیا،اور آزل پیچھے دروازے کی بائیں جانب باقی ممبران کے ساتھ کھڑا ہو گیا

تین کی گنتی پر دو دفعہ ٹانگ مارنے سے دروازہ کھلا اور نائک کاشف نے رائفل کی نال کو کمرے کے اندر کیا

"کلئیر ہے" کاشف کی یقین دہانی پر وہ سب ترتیب سے کمرے کے اندر داخل ہوئے

" team alfa spotted out, now moving toward the left side of compound, over and out"

کیپٹن سمیر نے مختصراً اپنی موجودہ صورتحال سے آزل کو آگاہ کیا اور اپنی جانب سے سرچ آپریشن شروع کر دیا، فجر ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہونے والا تھا اور بادلوں سے بھرا آسمان اس وقت بھی سورج کی روشنی پھیلانے سے قاصر تھا البتہ ہوا کی رفتار میں قدرے کمی ائی تھی، براوو ٹیم کے تمام چھ ممبران بھی ہر ہر کمرے کی تلاشی لے کر دہشتگردوں کو ٹھکانے لگانے کا کام شروع کر چکے تھے

www.novelsclubb.com

کیپٹن سمیر کے زبانی احکام پر براوو ٹیم مزید دو حصوں میں بٹ کر سرچ آپریشن کرنے لگی

"فالو می" دروازے کے سامنے جا کر سمیر نے انگلی کے اشارے سے باقی دونوں کو ہوشیار کیا اور انگلی پر الٹی گنتی پوری کر کے دروازہ توڑا

"آگے مت آنا مم میں ان سب کو گولی مار دوں گا" وہ دہشتگرد دروازہ ٹوٹنے پر چار بچوں پر نشانہ تانے گھبرایا ہوا کھڑا تھا، بچوں کی عمریں آٹھ سے بارہ سال کے درمیان تھیں جو دبی ہوئی آواز میں سہم کر رو رہے تھے

"انہیں جانے دو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا" سمیر نے دہشت گرد پر رائفل کا نشانہ رکھتے ہوئے کہا

"پہلے اپنی بندوق پھینکو اور ان دونوں کو بھی کہو کمرے سے باہر چلے جائیں" دہشتگرد نے ہنوز اپنی بندوق سے بچوں کو نشانے پر رکھا

"علی، بشارت رائفل نیچے کرو" سمیر نے مستحکم انداز میں حکم دیا

"مگر سر" بشارت نے گھبرا کر سمیر کہا جو علی کے ہمراہ سمیر کی پشت پر کھڑا تھا

"دونوں باہر جاؤ، کمرے سے باہر جاؤ میرے بلانے تک اندر نہیں آنا راجر" وہ انتہائی غصے سے بول کر خاموش ہوا

www.novelsclubb.com

"نہیں سر آپ باہر جائیں ہمیں نبٹانے دیں" اس بار علی کی گھبرائی ہوئی آواز آئی

"میری آواز نہیں آئی تم دونوں کو کمرے سے باہر نکل جاؤ فورا" سمیر غصے سے دھاڑا

اور وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے

"میں بندوق رکھوں گا تم بچوں کو میرے ساتھ جانے دو گے میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا کچھ بھی نہیں ان کو میرے ساتھ جانے دو" وہ ہنوز دہشتگرد پر نشانہ تانے اس کو آرام سے سمجھاتے ہوئے بولا

"بندوق نیچے رکھو" دہشتگرد دوبارہ اونچی آواز سے بولا

"میں رکھ رہا ہوں انہیں میرے پاس بھیجو، کچھ نہیں ہو گا آپ کو میں لے کر جاؤں گا ادھر سے باہر، ڈرنا نہیں ہے" وہ رائفل کو اپنے قدموں میں رکھ کر دوبارہ کھڑا ہوا اور اس نے دیکھا کہ اب بندوق کے نشانے پر بچوں کی بجائے وہ خود ہے

"انھیں بھیج دو باہر وہ معصوم ہیں" بچوں کی جانب دیکھتے ہوئے سمیر نے درخواست کی، اس کے چہرے اور آواز سے خوف کا کوئی تاثر عیاں نہیں تھا

www.novelsclubb.com

ایک فائر ہوا، اس نے بے یقینی سے اپنے وجود سے گرم خون تیزی سے بہتا محسوس کیا جو بہہ کر اس کی وردی کو بھگونے لگا تھا

سہمے ہوئے بچوں کے ہاتھ کانوں تک گئے اور رونے کی آواز قدرے بلند ہوئی

دوسرا فائر ہوا، وہ اپنے گھٹنوں کے بل زمین پر جا بیٹھا

ایک سیکنڈ کی دیر میں تیسرا اور آخری فائر ہوا وہ زمین پر ڈھے گیا

فائر کی آواز پر کمرے میں علی اور بشارت داخل ہوئے اور جوابی فائر سے اس دہشتگرد کو جہنم واصل کر دیا

"سر آپ، سمیر سر۔۔۔۔۔۔۔" علی اپنی رائفل رکھ کر سمیر کے پاس جا بیٹھا

"میں ٹھیک ہوں، ان بچوں کو باہر لے جاؤ، آزل کو بلاؤ" زمین پر بہتا خون اس کے ساتھ پڑی رائفل کو خون آلود کرنے لگا

اپنی ماں، باپ، تیمور، اپنے بچپن سے جوانی تک کا ہر ہر لمحہ جو شاید اسے اپنی پوری زندگی میں کبھی یاد بھی نہیں آیا تھا آنکھوں کے سامنے گھوما، وہ درد کی شدت بڑھنے کے باوجود مسکرا دیا، دلہن بنی ہانیہ حبیب اس کے آنکھوں کے پردے پر عیاں ہوئی، منظر بدلا ہانیہ وردی پہن کر تیار ہوتے سمیر پر کچھ پڑھ کر پھونک رہی تھی، پاسنگ آؤٹ پریڈ والا دن، اسے بٹالین سینئر انڈر آفیسر بنایا گیا تھا، اپنا پہلا سیلیوٹنگ ٹیسٹ جو پہلی بار میں اس سے پاس نہیں ہوا تھا، اور وہ باقی کیڈٹس کی طرح گھر نہیں جا سکا تھا، پلاٹون

www.novelsclubb.com

کمانڈر اور ان کی سکھائی ہوئی باتیں، اپنی پہلی چھٹی، پہلا خط جو اس نے اپنے ماں اور بابا کو لکھا تھا، پہلا مشن ،آزل اور حدید وہ سب اس کی بند ہوتی آنکھوں میں ایک کے بعد ایک اترتا چلا گیا وہ ایک سسکی لے کر مسکرایا، آنکھوں میں واضح نمی اتری، اس نے ہلنا چاہا مگر ذرا سا بھی نہ ہل سکا اس لئے بلا مزاحمت جہاں گرا تھا بے حس و حرکت وہیں لیٹا رہا

"سمیر کچھ نہیں ہوا تو ٹھیک ہے، تو بالکل ٹھیک ہے، آنکھیں کھول کر رکھ، آنکھیں بند نہیں کرنی" اس کے سر کو اپنی گود میں رکھتے ہوئے آزل اس کے چہرے کے اوپر جھکا

"پتہ ہے آزل، تیرے ہوتے ہوئے مجھے کچھ نہیں ہو سکتا، تو مجھے کبھی کچھ ہونے بھی نہیں دیتا لیکن آج مشکل ہے" اکھڑتے سانس کے ساتھ وہ ہلکے سے مسکرا کر بولا

"نہیں مشکل، نہیں مشکل ہمت کر اٹھ جا تو تو میرے سے بھی زیادہ بہادر ہے سمیر، مجھے ضرورت ہے تیری، ابھی تو میں نے تیرا ہر ہر احسان چکانا ہے، تو رکے گا نا نیہ بھابھی کے لئے رکے گا، اپنے ماں باپ کے لئے رک جا سمیر، تیمور کے لئے رک جا، میرے لئے رک جا یار اتنی جلدی کیوں جا رہا ہے؟ نہیں جا

www.novelsclubb.com

سمیر خدا کے واسطے ایسے نہ کر رک جاؤناں "آزل سمیر کے چہرے پر جھک کر التجا کرتے ہوئے بولا، دو آنسو متواتر گر کر سمیر کی وردی میں جذب ہوئے

"تو رو رہا ہے آزل، تجھے روتے ہوئے پہ پہلی بار دیکھا ہے، مجھے اچھا نہی لگ رہا تو ایسے۔۔۔۔۔ت تو مم میرا بھاائی ہہ آآزل میرے گھ کا خیا خیال رکھنا، ہاہانی کو کہہ نا اللہ سے کب کبھی شکوہ نہ کررے، میر میری امانت اس اسے دے دے۔۔۔نا۔۔۔۔۔"سانس مزید اکھڑا لفظوں کی روانی ٹوٹی، آزل کا یونیفارم سمیر کے لہو سے بھیگ گیا

'جاتے ہوئے انسان کو کوشش کرنی چاہیے کلمہ پڑھا دیا جائے' اپنی دادی کے الفاظ آزل کے کان میں گونجے، وہ سمیر کے کان کے پاس پورا جھکا، ہلکا ہلکا سانس رواں تھا، وہ جوانمردی سے لڑ کر مردانگی سے رخصت ہونے والا تھا، دو سیکنڈ کے اندر اندر آزل کو حقیقت اپنے سامنے کھڑی ملی کہ وہ جانے والا ہے وہ کسی کے بھی کہنے سے نہیں رکے گا، اسے اپنے پیروں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی، وہ اسے چاہ کر بھی جانے سے روک نہیں سکتا تھا، وہ اپنی زندگی کے سب سے بے بس لمحے میں سانس لے رہا تھا یا شاید لینے کی کوشش کر رہا تھا مگر سانس آ نہیں پا رہا تھا، آس پاس کی ہر آواز آزل کے کانوں میں آنا بند ہو گئی،

اسے محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں خون کی روانی اتنی شدت سے بڑھ چکی ہے کہ اسے اپنی دھڑکن کانوں میں بے ساختہ سنائی دے رہی ہے، اسے باور ہوا وہ مضبوط بننے کی کوشش کر رہا ہے مگر بری طرح ناکام ہو رہا ہے، اسے محسوس ہوا کہ جو امید وہ سمیر کو دے رہا ہے وہ بے جواز ہے، اسے باور ہوا آج اس کی بات نہیں سنی جائے گی، وہ اپنے دل کی گہرائی سے، اتنی شدت سے اپنے اللہ سے دعا کر رہا ہے لیکن آج اس کی دعا پر کن نہیں بولا جائے گا وہ یہ سب آن کی آن میں جان گیا تھا، اور جانتے ہی بے ساختہ اس کے خشک پڑتے ہونٹوں سے کلمہ جاری ہوا

"اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ ورسولہ" بڑے حوصلے سے ایک ایک لفظ ادا کرتا وہ سمیر کو کلمہ پڑھانے لگا

کلمہ پڑھنے کے بعد آزل نے اس کا ماتھا بڑی عقیدت سے چوما اسے پتہ چل چکا تھا اس وقت تک سمیر جا چکا ہے

www.novelsclubb.com

"تو ہر کام میں بڑی جلدی کرتا تھا، آج سمجھ میں آیا کیوں کرتا تھا، تو سبقت لے جانے والوں سے بھی بڑھ کر سبقت لے گیا، ہم دنیا والوں کو دنیا میں چھوڑ کر ہر فکر سے آزاد ہو گیا ہر حساب سے مبرّا ہو گیا،

آرام سے سو جا سمیر میں تیرا بھائی ہوں اور اپنی زندگی کی آخری سانس تک رہوں گا اپنا ہر فرض نبھاؤں گا ، تجھ سے جڑا ہر رشتہ سر آنکھوں پر رکھوں گا کل کو تجھے رب کی بارگاہ میں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی

"وہ اس کے بے جان وجود پر ہنوز جھکا اس کے کان میں سر گوشی کرتے ہوئے بولا نائک علی کا ہاتھ اس کے کندھے پر ٹکا تھا کسی بے جان سہارے کی مانند، سمیر کا خون آلود ہاتھ اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اسے عقیدت سے چوم کر آزل نے اس کے سینے پر رکھ دیا

آنسو یوں خشک تھے مانو جیسے کسی نے سمندروں کا سارا پانی کھینچ کر اسے خالی کر دیا ہو، نائک بشارت کے کمرے میں داخل ہوتے ہی علی پیچھے ہٹا اور بشارت نے آزل کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"مشن مکمل ہو گیا ہے سر، الحمدللہ سارا علاقہ دہشتگردوں سے کلیئر ہے "اس کی بے جان آواز آزل کے کانوں میں پڑی، سمیر کا سر ہنوز اس کی گود میں تھا

www.novelsclubb.com

"بچوں کے پاس جاؤ، ان سے پوچھو وہ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں، لاشوں کو ٹھکانے لگاؤ اور میری یونٹ سے بات کراؤ" وہ ہنوز خالی نظروں سے سمیر کی بند آنکھوں کی طرف دیکھ کر بولا بے جان آواز کہیں دور بہت دور سے آتی ہوئی سنائی دی

"حدید، سمیر چلا گیا یار" حدید کو اندر آتا دیکھ کر وہ انتہائی ہلکی آواز میں بولا

"ایسے کیسے چلا گیا، ابھی تو میرے ساتھ تھا، ابھی کل تو میرے ساتھ تھا، باتیں کر رہا تھا، ہنس رہا تھا، تو کیا بول رہا ہے؟ سمیر، سمیر یار دیکھ آنکھیں کھول ایک بار دیکھ تو سہی میری طرف، سمیر، آزل تمہاری بات سنتا ہے اسے کہو میری طرف دیکھے، مجھے بتائے کیا بات ہے کیوں ناراض ہے ہم سے، آزل اسے کہو نا اٹھ جائے مجھ سے مل کر بھی نہیں گیا سمیر، سمیر اٹھ جا ایسا نہیں کر" حدید سمیر کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے چہرے کے اوپر جھکا اور اس کا چہرہ نرمی سے تھپکتے نڈھال ہوتے بولا

"دیکھ نا سمیر ہم جیت گئے، ہم نے اپنا مشن مکمل کر لیا تو اٹھ کر کیوں نہیں دیکھتا اپنی کامیابی کو، اٹھ جا نا پلیز، اٹھ جا تو آرام کرتا ہوا اچھا نہیں لگ رہا، سمیر دیکھ نا ہم جیت گئے ہیں، ہماری یہ زمین دہشتگردوں سے پاک ہو گئی ہے سمیر دیکھ تو سہی یار" وہ اس کے پاس بیٹھ کر بچوں کی طرح رو دیا، وہ خود پر اپنا ہر اختیار کھو کر اپنے آپ کو سنبھالنے سے قاصر تھا

www.novelsclubb.com

"سنبھالو اپنے آپ کو شہید ہوا ہے ہمارا بھائی، اور بہادری والی موت پر روتے نہیں ہیں رشک کرتے ہیں ،بہت اچھی جگہ پر چلا گیا ہے یہ، بہت بہترین جگہ پر وہ اکیلا نہیں ہو گا، وہ ہم سب سے زیادہ خوش نصیب ہو گا" سمیر کا سر اپنی گود سے ہٹا کر اس نے حدید کو بہت زور سے گلے لگا یا

"وہ مجھ سے ایک بار کہتا حدید کہ میری جگہ تم اپنی سانسیں دے دو، میں خوشی خوشی دے دیتا لیکن اس نے ایسا نہیں کہا" وہ حدید کو گلے لگا کر محض اس لئے رو دیا کیونکہ اس نے اپنے جان سے زیادہ عزیز دوست کو کھو دیا تھا، وہ پانچ منٹ اپنے لئے نہیں ان لوگوں کے لے رویا تھا جو سمیر کی زندگی کا مرکز تھے، وہ پانچ منٹ صرف سمیر کی اس ماں کو یاد کر کے رو دیا جو اس سے اس پوری دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرتیں تھیں، وہ پانچ منٹ صرف اس باپ کے لئے رو دیا تھا جو اپنے چوبیس سالہ جوان بیٹے کی میت کو اپنی زندگی کے اثاثے کو کندھا دینے والے تھے، وہ اس لئے نہیں رویا تھا کہ اس کا دوست شہید ہوا ہے، وہ اس لئے رو دیا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کا کوئی خراج بھی اسے واپس نہیں لوٹایا تھا، وہ ایک آنسو بھی بے مقصد نہیں رویا تھا وہ تو اپنی بے بسی پر رویا تھا کہ وہ اپنی گود میں سر رکھے وجود کو اتنا درد اکیلا سہتے دیکھ کر اس کی مدد بھی نہیں کر پایا تھا، اسے بیک وقت اس بہے ہوئے خون پر رشک ہوا جو مٹی میں جذب ہو کر امن کے پھول اگا دینے کی صلاحیت رکھتا تھا، وہ بقا کے لئے بہائے ہوئے خون کو دیکھ کر جس قدر

رشک کر سکتا تھا کر رہا تھا، آزل اپنی زندگی میں شامل سب سے خوبصورت انسان سے بچھڑنے کی قربانی دے چکا تھا وہ اپنی سب سے قیمتی چیز وزیرستان کی زمین کے سپرد کر چکا تھا۔

مٹی کا وارث، مٹی کا جانثار، مٹی پر اپنی جان نثار کر گزرا، وہ اپنا ہر فرض ادا کر کے اپنی مختصر سی زندگی کو یادگار کر گزرا، وہ اس مقصد کو حاصل کر گزرا جس کے لئے اسے دنیا میں بھیجا گیا تھا، اس کی بند آنکھوں میں کوئی ملال نہیں تھا، اس کے پر سکون سے چہرے پر غم کا کوئی تاثر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتا تھا ،اس کا گاڑھا سرخ خون اس بات کی دلیل تھا کہ مشکل راستہ چننے والے اپنے خون کی پرواہ نہیں کرتے، وہ نڈر تھا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر خود کو امر کر گیا، وہ اپنی فنا کو اپنی بقا کا ذریعہ بنا کر ہمیشہ کی جنتوں کا حقدار بن گیا، وہ شہید وطن بن کر مٹی سے کیا ہر وعدہ نبھا گیا کیپٹن سمیر احمد آج حقیقی معنوں میں کامیاب اور سرخرو ہو گیا تھا۔

" Captain Azil from Alfa team reporting sir, area is clear now , we have destroyed the main target Alhamdullilah"

کیپٹن آزل نے آپریشن مکمل کرنے کے بعد یونٹ سے رابطہ کیا

" Alhamdullilah, shabash gentle men any casualty from your side?"

پلاٹون کمانڈر کی جانب سے اگلا سوال آیا

"کیپٹن سمیر کی شہادت ہو گئی ہے"

آزل بھی نہیں جانتا تھا کہ اتنا حوصلہ اس نے کہاں سے پیدا کیا وہ بولا اور بغیر کچھ محسوس کئے بلا تا خیر بولا اور بول کر خاموش ہو گیا، دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہوا

حدید سمیر کے پاس گہری خاموشی لئے بیٹھا کبھی اس کے پر سکون سے چہرے کو دیکھنے لگتا تو کبھی فرش پر گرے خون کو، وہ ہوش و حواس میں ہوتے ہوئے بھی اس دنیا سے دور تخیل کی دنیا کے سفر پر گامزن تھا ، سمیر کے ساتھ گزارا ایک ایک لمحہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرتا تو وہ کرب سے مسکرا دیتا، آنسوؤں پر بند باندھے وہ چپ سادھ کر کتنی ہی دیر اس کے پاس ساکت، بے حس و حرکت بیٹھا رہا

www.novelsclubb.com

وہ بی جان کے ساتھ ناشتے کی میز پر بیٹھ کر چائے پینے میں مصروف تھی، جب اس کے موبائل پر بشریٰ بیگم کا فون آیا

"السلام و علیکم، کیا حال ہے آنٹی؟" خوشگوار موڈ میں وہ سلام کر کے خاموش ہوئی

"وعلیکم السلام ٹھیک ہوں بیٹا ٹی وی پر نیوز لگاؤ، میں حیدر سے پوچھتی ہوں کیا ہوا ہے" کہہ کر انھوں نے فون بند کر دیا

"ہیلو آنٹی ہو کیا ہے ہیلو۔۔۔؟" ان کی گھبرائی ہوئی آواز پر زمل کے تاثرات میں فکر مندی شامل ہوئی اور وہ تقریباً بھاگتے ہوئے ٹی وی لاؤنج میں جا کر خبروں کا چینل لگانے لگی

"کیا ہوا ہے بی بی اللہ خیر کرے؟" زمل کے گھبرا کر بھاگنے پر بی جان کو تفتیش ہوئی

"پتہ نہیں آنٹی بہت ٹینشن میں لگ رہی تھیں" وہ ایل ای ڈی کے آگے کھڑی ہو کر سرعت سے بولی

www.novelsclubb.com

"آئی ایس پی آر کے مطابق، شمالی وزیرستان میں رات کے اندھیرے میں دہشت گردوں کے خلاف کئے گئے کلئیرنس آپریشن کے نتیجے میں انتہائی مطلوب دہشتگرد ہلاک ہو گئے جبکہ پاک فوج کے کیپٹن سمیر احمد شہید ہو گئے، شہید ہونے والے کیپٹن سمیر احمد کا تعلق اسلام آباد سے ہے، ایک بار پھر آپ کو

بتاتے چلیں کہ رات گئے دشمن کے علاقے میں کئے گئے کلئیرنس آپریشن کے نتیجے میں پچیس کے قریب دہشتگرد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"بی جان سمیر بھائی۔۔۔"اس کے پیروں سے ایک پل میں زمین کھسکی بے اختیار وہ لاؤنج میں پڑے صوفے پر بیٹھی، سامنے یہی خبر مسلسل چل رہی تھی، وہ شاک کی کیفیت میں ایک ہی پوزیشن میں کتنی ہی دیر بیٹھی رہی

"ہانیہ، بی جان ہانیہ، مجھے سمجھ نہیں آرہا مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیسے ری ایکٹ کروں، بی جان وہ اس کا شوہر، وہ کیسے رہے گی بی جان" زمل اپنی نظروں کو ٹی وی پر مرکوز رکھتے ہوئے بولی وہ بولتے ہوئے باقاعدہ رو رہی تھی، شاید بیتے دنوں کی یاد اس کی ہر سوچ پر حاوی تھی، یا پھر ہانیہ کا غم اس کو نڈھال کر رہا تھا

"مجھے فون لا کر دیں میں حیدر انکل سے بات کروں" وہ وہیں بیٹھے بیٹھے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے بولی

\-----------------------

سو کر اٹھتے ہی اس نے دیوار پر لگی گھڑی کو گھورا اور وقت دیکھ کر وہ چونک گئی

"دس بجنے والے ہیں، مجھے اٹھایا ہی نہیں تائی اماں نے "خود کلامی کرتے ہوئے وہ فوراً سے پہلے بستر سے اٹھی اور منہ دھونے واشروم چلی گئی

کمرے سے باہر نکل کر وہ سیدھا کچن میں گئی جہاں اسے یقین تھا کہ تائی جان وہیں اس کا انتظار کر رہی ہوں گی

"تائی جان، ابھی تک سو رہی ہیں "حیرانی کے ساتھ وہ دبے پاؤں تائی کے کمرے کی طرف جانے لگی

"ہانیہ، ادھر آ کر بیٹھ جاؤ میرے پاس "تائی کو اس انداز میں بات کرتے اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا

"تائی اماں کیا ہوا ہے؟ کچھ ہوا ہے آپ کو؟ طبیعت خراب ہے کیا ہوا ہے مجھے بتائیں، بولیں تائی اماں، تایا ابو۔۔۔۔تایا ابو تائی جان کو کیا ہوا ہے کچھ بول نہیں رہیں "تائی کو پانی پلا کر اس نے دوبارہ سے تایا ابو کو آواز لگائی

www.novelsclubb.com

"تایا گھر پر نہیں ہیں، ابھی تمہارے امی ابو آ رہے ہیں، میرے پاس بیٹھی رہو جانا نہیں یہاں سے "ہانیہ کو ان کی آواز کہیں دور سے آتی سنائی دی، وہ خلا میں کسی چیز کو مسلسل دیکھ رہی تھیں

"سمیر کو کچھ ہوا ہے تائی جان ؟" وہ اپنے اندیشوں کو زبان دے کر لڑ کھڑاتی ہوئی آواز میں بولی

"وہ چلا گیا، میرا بچہ چلا گیا" ہنوز کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتیں وہ نحیف آواز میں بولیں، ہانیہ ایک جھٹکے میں سیدھی ہو کر ہر قسم کے خیال سے آزاد ہوئی

'مجھے پتہ تھا وہ نہیں رکیں گے کسی کے لئے بھی نہیں رکیں گے' دل کے کسی کونے سے مدھم سی آواز آئی، اور ہر آواز کو نظر انداز کر کے وہ اپنی تائی کے پاس جا کر بیٹھ گئی

"سنبھالیں خود کو تائی جان، تائی جان ادھر میری طرف دیکھیں، مجھے دیکھیں تائی جان، تائی جان" ان کے ہاتھ کو زور سے ہلا کر وہ ثمینہ تائی کی توجہ خود کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کرنے لگی

اسلام آباد میں مون سون کی بارشوں کو شروع ہوئے دو تین دن ہو چکے تھے، سیاہ بادلوں سے ڈھکا آسمان سورج کی تپش کو زمین پر پڑنے سے روکنے میں سر گرم عمل تھا، وقتاً فوقتاً ہلکی بوندا باندی سے سڑکوں پر نمی کی چادر چڑھی تھی

www.novelsclubb.com

وہ لان میں بچھی کرسی پر بیٹھ کر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتی مسلسل گیٹ کی جانب دیکھ رہی تھی،اس انتظار کا ایک ایک منٹ اسے ایک ایک سال کے برابر گمان ہوا

گھنے بادلوں کی ٹولیاں کسی بھی وقت تیز بارش برسانے کے لئے تیار کھڑی تھیں، گیٹ کھلنے کی آواز پر وہ سر پر دوپٹہ درست کرکے کرسی سے اٹھ کر وہیں کھڑی ہوگئی

زمل نے سرتاپیر آزل کو دیکھا اسے لگا وہ سانس لینا بھول جائے گی،اس لمحے وہ انسان زمل کو اس قدر کمزور لگا کہ اس کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں ہوئے،خشک خون سے بھرا یونیفارم اور کرب سے نڈھال آنکھوں کو ایک نظر دیکھ کر زمل نے اس پر سے اپنی نظروں کا رخ پھیرا، وہ اسی کی جانب آرہا تھا

"مجھے دوسرے کپڑے دے دو اور میرے ساتھ چلو" زمل اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی

www.novelsclubb.com

"زمل یہ یونیفارم میں جیسے رکھ کر جاؤں گا مجھے ویسے ہی ملنا چاہیے" آزل اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا

"یہ باکس بھابھی کو دے دینا" وہ گاڑی چلاتے ہوئے بے تاثر انداز میں بولا

زمل نے ڈیش بورڈ پر پڑے اس لکڑی کے ڈبے کو ایک نظر دیکھا اور سر کو ہلکا سا خم دے کر خاموش ہو گئی

فرنٹ سکرین پر موسلادھار بارش کا گرتا پانی اور ونڈ سکرین کے وائپرز کی آواز کے علاوہ اور کوئی بھی شے گاڑی میں آواز پیدا کرنے سے قاصر تھی

وہ اس کے پرچم میں لپٹے وجود کے سامنے ویران آنکھوں سے بیٹھی شاید کچھ یاد کرنے کی جستجو میں تھی، یاد تھی کہ دل پر نازل ہونا بند ہو گئی اور آنکھیں تھی کہ سوکھی زمین سے زیادہ بنجر جس پر آنسوؤں کی آمد روک دی گئی ہو۔وہ آخرت کو سنوارنے کی آرزو میں اپنے رب کو راضی کر گیا تھا،جو جان اس نے سنبھال کر رکھی تھی وہ وطن کی ایک پکار پر وار دی گئی،وطن نے جان مانگی اس نے کہا لو یہ لو تم نے مانگی ،تمہاری ہی تھی اور تم ہی پر وار دی،کوئی ملال ہے دیکھو،کیا کوئی دکھ ہے دیکھو اس کے جسد خاکی پر ملال ڈھونڈنے کو نہ ملا تھا اس کے پر سکون چہرے پر دکھ جانچنے کو بھی نہ جانچا گیا تھا،یہی کامیابی تو اس نے چاہی تھی،یہی خوشی تو وہ مانگتا تھا اور مانگنے والی نے اپنے اللہ سے ہر دعا قبول کروالی تھی۔ہانیہ نے سمیر

کے لئے جو کامیابی ہر بار مانگی تھی وہ قبول ہو چکی تھی۔اپنی دعا کی قبولیت اس کے پرچم میں لپٹے وجود کو دیکھ کر اسے احساس ہوا تھا کہ واقعی ہی قسمت کی کتنی دھنی تھی کہ اللہ سے جو جو بھی مانگتی تھی بامراد لوٹائی جاتی تھی۔

خالی ویران آنکھیں ہر قسم کے تاثر سے پاک تھیں،وہ اپنے وجود کے سہارے اس دنیا میں بیٹھی ضرور تھی لیکن کچھ یادیں،کچھ باتیں اس کی بے جان آنکھوں میں اٹک کر اسے بے تاثر چھوڑ گئیں،سانسیں یوں تھیں کہ چل تو رہی ہوں مگر زندگی سے ہار بیٹھی ہوں،مجمعے میں کتنے لوگ بیٹھے تھے جو بیک وقت اسی کی جانب ہمدردی اور افسوس کے ملے جلے تاثرات سے دیکھ رہے تھے اور وہ یوں تھی گویا سماعت اور بصارت سے محروم کردی گئی ہو

"ہانیہ" زمل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بڑی محبت سے چوما اور نرمی سے دبا کر اسے مخاطب کیا

"میری بات سنو،مجھے دیکھو ایک بار" زمل نے اس کے چہرے سے بالوں کو ہٹاتے ہوئے انتہائی نرمی سے کہا

"آؤ ہم دعا کرتے ہیں ان کے لئے، ہانیہ، ہمت کرو شاباش تم تو بہت بہادر ہو، ادھر دیکھو ہانیہ" زمل نے اس سے بات کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا اور اس کا رخ اپنی طرف موڑا

"زمل، وہ چلے گئے، میں بہادر نہیں ہوں زمل وہ جانتے تھے پھر بھی چلے گئے، انھیں پتہ تھا میں نے مر جانا ہے وہ پھر بھی چلے گئے، میں کیا کروں گی زمل میرا سب سے قیمتی اثاثہ چلا گیا، مجھے لگتا تھا میں بہادر ہوں میں تو کمزور نکلی، مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہو رہا، سمیر مجھے دیکھیں میں کہاں سے بہادر لگتی تھی آپ کو، میں کہاں سے بہادر لگتی تھی" ہانیہ بے جان سی آواز میں بول کر خاموش ہو گئی، زمل نے اسکے تھامے ہوئے ہاتھ کو مضبوط گرفت سے پکڑے رکھا

کیپٹن سمیر احمد کو مکمل فوجی اعزاز کے ساتھ مٹی کے سپرد کر دیا گیا، کیپٹن حدید نے کیپٹن سمیر کا پرچم اور بیرٹ ان کے والد کے حوالے کیا

www.novelsclubb.com

اس کی شہادت کے اگلے روز بھی صبح سے ہوتی ہلکی ہلکی بارش سے قبرستان میں گیلی مٹی کی سوندھی سی خوشبو ہر سو پھیلی تھی، وہ پچھلے ایک گھنٹے سے چپ چاپ اس کی قبر کے کنارے بیٹھا تھا۔

جدائی کے کرب سے سرخ پڑتی آنکھیں، اپنے سب سے پیارے دوست کو کھو دینے کی حقیقت سے مرجھا جانے والا چہرہ، اسے دیکھ کر کوئی کہہ ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی آزل ہے جو کل جوانمردی سے لڑنے والوں کی فہرست میں صف اول پر تھا، یہ وہی آزل تھا جو دشمنوں پر قہر بن کر ٹوٹا تھا، یہ وہی آزل عباس تھا جو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کل کے کامیاب مشن میں درجنوں دشمنوں کو ٹھکانے لگا کر بھی بہت کچھ پیچھے چھوڑ آیا تھا، آج والا آزل بہت بکھرا ہوا تھا اتنا بکھرا ہوا کہ شاید وہ کسی کے دو لفظ بول دینے پر بھی اپنا ضبط کھو بیٹھتا، جو اپنے بھائی کو اپنے ہاتھوں سے زمین کے سپرد کر کے خاموشی سے اس کے سرہانے بیٹھا تھا، کچھ بھی بولنے، کچھ بھی سوچنے اور سمجھنے سے قاصر۔

"آزل تو کب آیا تھا یار؟" آزل کو وہاں بیٹھا دیکھ کر حدید بھی اس کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا

"پتہ نہیں" وہ یک لفظی جواب دینے کے بعد وہ دوبارہ خاموش ہو کر قبر کو تکنے لگا اور حدید پھولوں کو مٹھی میں بھر کر پہلے سے بچھے پھولوں پر ڈالنے لگا

"آزل" حدید نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

"ہاں" آزل بغیر کوئی حرکت کئے بولا

"گھر چلا جا یار کب تک ایسے بیٹھا رہے گا" حدید نے فکر مندی سے کہا

"پتہ نہیں، میرا دل نہیں کر رہا یہاں سے جانے کا" وہ ہنوز سرخ پھولوں کو بے بسی سے دیکھتے ہوئے بولا

"اللہ سے صبر مانگو گے تو صبر آ جائے گا" حدید نے اسے بڑے پیار سے سمجھایا

"صبر تو آ جائے گا حدید یقین کیسے آئے گا؟" وہ کسی سوچ کے تحت بول کر خاموشی سے اٹھا اور حدید بھی اسی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا

وہ آج پورے ایک ہفتے بعد تایا ابو اور تائی اماں کے ساتھ ناشتہ کرنے کے لئے میز پر آ بیٹھی

"کیا لو گی ہانیہ؟" تائی جان نے اس کی جان دیکھ کر پیار سے کہا

"جو آپ کھا رہی ہیں وہی" پانی پیتے ہوئے اس نے تحمل سے کہا

"یہ لو میں اور بنواتی ہوں" اپنی پلیٹ اس کے آگے کر کے تائی جان نے ملازمہ کو آواز لگائی

"آپ بھی ساتھ کھائیں تائی اماں، مجھے تو اب بھوک ہی نہیں لگتی" پراٹھے کا ایک نوالہ توڑتے ہوئے ہانیہ نے آہستگی سے کہا

"میں کھلاؤں گی اپنی بیٹی کو تو بھوک بھی لگ جائے گی" ثمینہ نے ایک لقمہ بنا کر اس کے منہ میں ڈالا جو ہانیہ نے بلا مزاحمت کھا لیا

"دوپہر کو کیا بنواؤں کھانے میں؟" ہانیہ کے بالوں کو کانوں کے پیچھے کر کے انھوں نے مسکرا کر پوچھا

"پلاؤ" ہانیہ نے کچھ یاد آ جانے پر بڑے ضبط سے آنسوؤں کو بہہ جانے سے روکا اور جلدی سے پانی کا گلاس منہ کو لگا لیا

"سمیر کو پسند تھا اس لئے کہہ رہی ہو" وہ پراٹھے کا نوالہ اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے بولیں

"ان کی وجہ سے مجھے بھی پسند تھا، اس لئے کہہ رہی ہوں" ہانیہ نے تائی جان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگایا اور بڑے پیار سے چھوڑ دیا

www.novelsclubb.com

"تایا ابو چائے بناؤں آپ کے لئے؟" وہ ناشتے کے برتن اکٹھے کرتے ہوئے بولی

"ہاں چینی نہیں ڈالنی اس میں" اخبار سمیٹ کر وہ واپس کمرے میں چلے گئے

"تائی اماں میں دس منٹ میں چائے لاتی ہوں" برتن اٹھا کر وہ کچن میں چلی گئی

"اٹھ گئے آپ، فریش ہو جائیں میں ناشتہ لے کر آتی ہوں" وہ بالوں میں برش کرتے ہوئے سنگھار میز کے شیشے سے آزل کو اٹھتا دیکھ کر بولی

"تیار ہو جاؤ آج ماما بابا سے ملنے چلتے ہیں" وارڈروب سے شیونگ کٹ اور تولیہ نکال کر وہ واشروم میں چلا گیا

قریب دس منٹ بعد واشروم سے نکلنے پر اس نے محسوس کیا کہ زمل اسے بہت غور سے دیکھ رہی ہے

"کلین شیو نہیں کیا، بس حلیہ ٹھیک کیا ہے ان نظروں سے نہ دیکھو" وہ مسکرا کر تولیے سے اپنے بال خشک کرنے لگا

www.novelsclubb.com

زمل ہنوز مسکرا کر اسی کی جانب دیکھ رہی تھی کتنے دنوں بعد اس نے آزل کو مسکراتے دیکھا تھا اور دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا کہ وہ صحیح سلامت اس کی نظروں کے آگے کھڑا ہے

"ناشتہ کر لیا تم نے؟" وہ الماری سے کپڑے نکالتے ہوئے بولا

"اوں ہوں" سر کو نفی میں ہلا کر وہ پھر سے شیشے کی جانب متوجہ ہوئی

"کیوں؟" فکر مندی سے کہہ کر وہ اس کی جانب دیکھنے لگا

"بھوک نہیں لگتی، کچھ کھانے کو دل نہیں چاہتا، ناشتے کا تو بالکل بھی دل نہیں کرتا" کلائی میں گھڑی پہنتے ہوئے وہ بے نیازی سے بولی

"کیوں طبیعت ٹھیک ہے؟" وہ آج پہلے کی نسبت کافی بہتر تھا، اس نے خود کو سنبھالنے کی خاطر خواہ کوشش کی تھی، کچھ زمل کے تعاون اور توجہ نے اس کی زندگی کو معمول پر لانے میں کردار ادا کیا تھا،

www.novelsclubb.com

البتہ اس ایک ہفتے میں زمل نے محسوس کیا کہ اب وہ بلاضرورت کوئی بات نہیں کرتا، وہ کبھی دھیما سا مسکراتا تو مسکراتے مسکراتے اچانک رک جاتا یوں جیسے ماضی کی کوئی یاد اسے مسکرا دینے سے روک دیتی ہو اور کبھی مسکراتا تو وہ اس کی آنکھوں میں نمی کو اترتا واضح دیکھتی، کبھی خلا میں گھورتے ہوئے کسی غیر

مرئی نقطے پر نظر گاڑھے وہ کتنی کتنی دیر خاموش بیٹھا رہتا، کبھی وہ سوتے میں اٹھتی تو اس کو بستر پر سے اٹھا پاتی، کبھی کبھار دبے پاؤں خاموشی سے ٹہلتے اور کبھی کمرے کے سٹڈی ٹیبل پر لیمپ جلا کر کسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے۔

"ہاں "یک لفظی جواب دے کر وہ بیڈ پر جا بیٹھی اور آزل کپڑے بدلنے کے لئے واشروم میں چلا گیا

"کیا بناؤں ناشتے میں ؟"کچن کے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے ہی اس نے آزل سے سوال کیا

"بی جان کہاں ہیں ؟"

"وہ اپنی پوتی سے ملنے اپنے گاؤں گئی ہیں "اس کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر زمل اس پر براجمان ہوئی

"لائٹ سا ناشتہ کرنا ہے، دہی پڑا ہے ؟"آزل نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا

www.novelsclubb.com

"جی پڑا ہوا ہے "

"لسی پیتے ہیں "زمل کو دیکھ کر آزل نے مسکرا کر کہا

"مجھے بنانی نہیں آتی "وہ بڑے اطمینان سے بولی

"کوئی بات نہیں میں بناتا ہوں، تم پیو گی؟" کرسی سے اٹھ کر وہ فریج کی جانب بڑھا

"نہیں مجھے لسی نہیں پسند آپ بنائیں" وہ کرسی پر ٹانگیں لٹکا کر سستی سے وہیں بیٹھی رہی

"تم کیا کھاؤ گی مجھے بتاؤ میں بنا دیتا ہوں" دہی اور پانی کو بلینڈر میں ڈال کر وہ لسی بناتے ہوئے بولا

"فریج میں پائن ایپل جوس پڑا ہے وہ ڈال دیں گلاس میں" آزل کی سرگرمی کو بغور دیکھتے وہ وہیں بیٹھے بیٹھے بولی

"کمزور ہو گئی ہو زمل" وہ لسی پیتے پیتے اچانک سے اس کی طرف دیکھ کر بولا

"آپ کو دیکھ لیا ہے اب ہو جاؤں گی ٹھیک" بات مکمل کر کے وہ دھیمے سے مسکرائی

"ایک ریکوئسٹ کرنی تھی تم سے" میز پر نظریں گاڑھے وہ دو ٹوک انداز میں گویا ہوا، زمل سر کو خم دے کر پوری طرح متوجہ ہوئی

www.novelsclubb.com

"خود کو میری عادت کبھی نہ ڈالنا، تم نے دیکھا نہیں کتنی uncertain زندگی ہے فوج کی، مجھے تمہیں ٹوٹتا دیکھنے کا تصور کرنے سے ہی خوف آتا ہے" بات مکمل کر کے وہ اپنے خالی گلاس کو اٹھا کر سنک میں رکھ آیا

"چلو چھوڑو ساری باتیں اٹھو ماما کے گھر چلیں" زمل کے آگے سے خالی گلاس اٹھا کر آزل نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا اور وہ دونوں پورچ کی جانب بڑھ گئے

"آپ کو کچھ بتانا تھا" ونڈ سکرین سے باہر دیکھتے ہوئے بول کر اس نے گاڑی کے اندر کا سکوت توڑا

"ہاں ہاں بولو، سن رہا ہوں" پوری توجہ گاڑی چلانے پر مرکوز تھی

"اللہ ہمیں والدین کے رتبے سے نوازنے والا ہے" اسے یہ بات بولنے میں تقریباً پانچ منٹ لگے تھے

"ماما کو بتایا؟" وہ ایک بیکری کے آگے گاڑی روکتے ہوئے بولا

"جی وہ میرے ساتھ ہی گئیں تھی ہاسپٹل" ونڈ سکرین سے باہر دیکھ کر زمل نے سوال کا جواب دیا

"اچھا تم بیٹھو میں ہو کر آتا ہوں" وہ گاڑی سے نکل کر بیکری چلا گیا اور زمل نے گہرا سانس لے کر سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں

"آزل تھوڑا سنبھلا ہے یا ابھی بھی ویسا ہی ہے؟" بشریٰ کے چہرے پر فکر مندی کے آثار نمایاں تھے

"پہلے سے بہتر ہیں، آج اپنے اور میرے لئے ناشتہ بھی بنایا اور ابھی آتے ہوئے میں نے ان کو یہ بات بتائی تو وہ بیکری سے اتنا سارا سامان لے آئے"

"اولاد کا آنا، اس کا اس دنیا میں موجود ہونا یہ ایک طرح سے healing process ہوتا ہے، انسان کو امید دلاتا ہے، حوصلہ دیتا تھا، کوئی بات نہیں کرتا آزل سمیر کے متعلق، اس کی شہادت کے متعلق کچھ بھی نہیں بتاتا؟" وہ دونوں کچن میں کھڑیں چائے بنانے میں مصروف تھیں

"کوئی ذکر نہیں کرتے کچھ بھی نہیں بتاتے اس بارے میں، بہت چپ چپ رہنے لگے ہیں وقت کے ساتھ ساتھ ہی ٹھیک ہوں گے، میں بہت دعا کرتی ہوں اللہ سے کہ انھیں صبر دے دے"

www.novelsclubb.com

"آمین، ہانیہ سے ملنے چلی جایا کرو زمل مجھے لگتا ہے اسے اپنی جیسی عمر کے لوگوں کی ضرورت ہے" بشریٰ اپنی بات مکمل کر کے پلیٹ میں کپ کیک سیٹ کرنے لگیں

"مجھے بھی ایسا لگتا ہے کہ اس سے ملنے جانا چاہیے، مگر ساتھ ہی مجھے خوف آتا ہے مجھے لگتا ہے آنٹی میں بالکل بھی بہادر نہیں ہوں میں اسے کنسول نہیں کر سکوں گی، میں اس کے سامنے اپنا ضبط کھو دوں گی، کمزور پڑ جاؤں گی، ہانیہ کے سامنے رو دوں گی، مجھے جب جب وہ دن یاد آتا ہے آزل کا خون سے بھرا ہوا یونیفارم میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے، آپ کو پتہ ہے آنٹی جب میں نے ان کو بتایا کہ ہم ماں باپ بننے والے ہیں تو میں نے محسوس کیا وہ مسکرانا چاہتے تھے مگر مسکرا نہیں پائے" چائے کے کپوں کو ٹرالی میں رکھ کر زمل نے فرزانہ کو آواز دی اور وہ دونوں کچن سے باہر آ گئیں

"سمیر بھائی کے گھر چلیں گے مجھے ہانیہ سے ملنا ہے" زمل نے گاڑی میں بیٹھتے ہی کہا

"اچھا" وہ جواب دے کر خاموش ہو گیا اور گاڑی ان کے گھر کی جانب موڑ لی

"آپ اندر نہیں آئیں گے؟" گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے زمل نے سوال کیا

www.novelsclubb.com

"میرے اندر چلے جانے سے اگر ان کا بیٹا واپس آسکتا ہے تو میں آجاتا ہوں

Zamal I can't face them , I'm sorry

میں ادھر ہی بیٹھا ہوں جتنی دیر بیٹھنا چاہو بیٹھ جانا" وہ اپنی کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

"ان کا بیٹا واپس نہیں سکتا مگر آپ تو ان کے بیٹے بن سکتے ہیں نا" وہ گاڑی کی کھڑکی سے جھانک کر آزل کو دیکھتے ہوئے بولی

"تم چلو میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں" وہ بولنا کچھ اور چاہتا تھا زمل کی حالت دیکھ کر خاموش ہو گیا ورنہ جو سبق اس نے زندگی کے اس مرحلے میں سیکھا تھا وہ یہی تھا کہ کسی کی عادت ہو جانے کے بعد اس سے بچھڑ جانا جان جانے سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے

"میں اندر آجاؤں؟" زمل نے ہانیہ کے کمرے کا دروازہ کھٹکا کر اندر آنے کی اجازت مانگی

"آجاؤ آجاؤ" اس کو اندر آتا دیکھ کر ہانیہ نے بکھرے ہوئے بالوں کا ہاتھوں کی مدد سے جوڑا بنایا اور زمل کے استقبال کے لئے کھڑی ہو گئی، زمل اس کے قریب جاتے ہی اس کے گلے لگی اور وہ دونوں بیڈ پر ہی بیٹھ گئیں

www.novelsclubb.com

"کیسی ہو؟" زمل یہ سوال پوچھتے ہوئے باقاعدہ لڑکھڑائی

"اللہ کا شکر" ہانیہ اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کی انگلیوں کو مسلتے ہوئے بولی

"تم بیٹھو میں کچھ لے کر آتی ہوں" ہانیہ اسے کہہ کر جانے کے لئے اٹھی

"نہیں نہیں، ہانیہ رک جاؤ" زمل نے بیٹھے بیٹھے اس کو آواز لگائی وہ بغیر مڑے وہیں کھڑی رہی

"میں پانچ منٹ میں واپس آجاؤں گی، نسیمہ کو جوس کا کہہ کر" ہانیہ رکے بغیر کمرے سے باہر چلی گئی

وہ بیڈ سے اٹھ کر کرسی پر بیٹھ گئی، کمرے میں پھولوں کی دھیمی سی خوشبو پھیلی تھی، سادہ سے کشادہ کمرے کے ایک کونے میں کتابوں کا ایک چھوٹا سا ریک تھا جس میں ترتیب سے پڑی کتابوں کے ساتھ زمل نے لکڑی کا وہی ڈبہ پڑا دیکھا جو آزل نے اسے ہانیہ کو دینے کو کہا تھا، سنگھار میز چیزوں سے بالکل خالی تھا،اسے کمرے پر ایک مکمل نظر ڈالنے کے بعد اکیلے پن کا خوف محسوس ہوا، آنکھوں میں ویرانی اتری، دل بہت زور سے دھڑکا اور اس کا دل چاہا کہ وہ یہاں سے اٹھ کر باہر چلی جائے

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ اپنے خیالوں سے آزاد ہوئی ہانیہ اور نسیمہ ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں، نسیمہ لوازمات سے بھرا ٹرے میز پر رکھ کر کمرے سے باہر چلی گئی اور ہانیہ پھر سے بیڈ پر براجمان ہو گئی

"بھائی ٹھیک ہیں؟" پچھلے پانچ منٹ کی مکمل خاموشی کو ہانیہ کی آواز نے توڑا

"الحمدللہ" زمل جواب دے کر دوبارہ خاموش ہوئی

"کمزور ہو گئی ہو پہلے سے" ہانیہ نے زمل کو دیکھتے ہوئے اسے باور کروایا

"نہیں، ہاں شاید ہو سکتا ہے" زمل نے محسوس کیا کہ وہ ہانیہ کی جانب دیکھ بول ہی نہیں سکتی، اس نے بولنا چاہا مگر ہانیہ کے سامنے بولنے کے لئے اس سے لفظ ہی نہیں بن پائے، بڑی ہمت کر کے اس نے بولنا شروع کیا

" کبھی کبھی کوئی ہوتا ہے جس سے بات کر کے ہم بہت پوزیٹو فیل کرتے ہیں، جس سے بات کر کے ایسے لگتا ہے جیسے سب دکھ درد کندھے سے اتر گئے ہوں، ہانیہ اپنے آس پاس کے لوگوں میں سے کوئی ایسا تلاش کرو" زمل نے بولتے وقت نظروں کو اپنے جوتوں کی جانب مرکوز کیا

"اس کام کے لئے اللہ کافی ہے، انسان تو چھوڑ جاتے ہیں" وہ زمل کی طرف دیکھ کر بولی

"مجھے لگتا ہے ہانیہ، جس انسان پر جو بیت رہی ہوتی ہے ویسا کوئی اور محسوس کر ہی نہیں سکتا، لوگ آتے ہیں حوصلہ دیتے ہیں، صبر کرنے کا کہتے ہیں، ہمدردی کرتے ہیں، بڑے بڑے لفظ کہ کر ہمت بندھانے کی کوشش کرتے ہیں، مگر یہ سب کچھ اس انسان کا دکھ ہلکا نہیں کر سکتا، مجھے لگتا ہے ہمیں اپنے درد اپنے دکھ اپنی تکلیفوں کو چھوٹی چھوٹی معمولی خوشیوں کے ساتھ ریپلیس کر سکتے ہیں، مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہا میں کیا بول رہی ہوں، کیا کہنا چاہ رہی ہوں، پتہ ہے ہانیہ میرا دل کرتا ہے میں خاموشی سے تمہارے

ساتھ بیٹھی رہوں کچھ بھی نہ بولوں، صرف تمہیں دیکھتی رہوں تمہارے ساتھ وقت گزاروں" وہ ہنوز اپنے جوتوں کو دیکھ کر بولتی گئی اور بولتے بولتے خاموش ہوئی

"تم بولتی جاؤ میں سن رہی ہوں، مجھے اچھا لگتا ہے جب تم بولتی ہو" ہانیہ نے مسکرا کر اسکو دیکھا، زمل نے بیک وقت حیران اور مشکور آنکھوں سے ہانیہ کو دیکھا جس کی آنکھوں میں بیک وقت مسکراہٹ اور نمی تھی، وہ آنکھیں جھپکا کر ہانیہ کے چہرے سے اپنی نظریں پھیر گئی

"زمل حیرت کی بات ہے میں اپنی تائی اماں کے لئے مسکرانا چاہتی ہوں، وہ میرے لئے مسکرانا چاہتی ہیں، مسکرایا ہم دونوں سے ہی نہیں جاتا پھر بھی ہم کوشش کرتے ہیں، اب اس گھر میں سب ایک دوسرے کے لئے جیتے اور مسکراتے ہیں، زمل مجھے بتاؤ اگر صرف ہونٹ مسکرا رہے ہوں، دل ساتھ نہ دے رہا ہو تو کیا اس کوشش پر بھی اللہ ﷻ ہمیں اجر دے دے گا؟" ہانیہ نے بڑی معصومیت سے سوال کیا، زمل کی آنکھ سے دو آنسو متواتر گرے جو اس نے فوراً اپنے دوپٹے سے صاف کئے

"ہانیہ تمہارا رتبہ اتنا بڑا ہے، اتنا عظیم ہے کہ میرے پاس بیان کرنے کے لئے الفاظ ہی نہیں، تم سے اللہ نے تمہاری سب سے پیاری چیز لے لی تو کیا وہ سب سے بہترین عدل کرنے والا نہیں؟ ہانیہ وہ تو لے لینے

سے پہلے نواز دینے کا وعدہ کرتا ہے، پھر مجھے بتاؤ کہ وہ تمہیں کبھی خالی ہاتھ رہنے دے گا، نہیں رہنے دے گا ہر گز نہیں رہنے دے گا تم یقین رکھو" زمل اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھی اور دوبارہ اس کو گلے لگا لیا

"میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ جس کے آگے جنت کا رستہ کھل جائے وہ دنیا میں رہنے کو کیوں ترجیح دے گا؟ ہانیہ اللہ اپنے پیارے بندوں کو اپنے پاس بڑی جلدی بلا لیتا ہے، وہ اسے دنیا کی رنگینیوں میں کھو جانے سے بچا لیتا ہے، وہ جس انسان کو ہر قسم کے گناہ سے بچا کر اپنی جنتوں سے نواز دینے کا فیصلہ کر لے پھر وہ اسے اس دنیا میں بھٹکنے نہیں دیتا اور ہانیہ جس انسان کو بذات خود اللہ بھٹک لینے سے بچا لے اس انسان سے زیادہ خوش نصیب اور کون ہو گا" زمل ہانیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے بولی

"ٹھیک کہہ رہی ہو، کبھی کبھی دماغ اکثر سمجھ بھی جائے تو دل ہی نہیں سمجھتا، یہ اسے ہی مانگتا ہے جسے اللہ نے اپنے پاس رکھ لیا ہے، اسے ہی یاد کرتا ہے، یہ ناممکن شے کیوں مانگتا ہے اسے نہیں پتہ کہ جدائی اس دنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے" ہانیہ نے الجھن زدہ انداز میں کہا

"ٹھیک ہو جائے گا سب، جب پلینر اللہ ہو تو امید کا دیا جلا کر رکھنا چاہیے کیونکہ اللہ پر یقین کرنا تو اس کا حق ہے" زمل نے مسکرا کر کہا

"بیٹا جو جتنی زندگی لکھوا کر آتا ہے اتنی گزار کر چلا جاتا ہے، اگر کسی کی عمر اللہ نے ساٹھ ستر سال رکھی ہو گی وہ گزار کر ہی جائے گا تو پھر جس کی عمر اس نے کم لکھی ہو گی وہ بھلا کیسے اس عمر سے زیادہ زندہ رہ سکتا ہے، جب ہم سارے ہیں ہی اس کی امانت ہیں پھر اس کے واپس لے کر جانے پر ہم جینا کیوں بھول جاتے ہیں" احمد رضا نے آزل کی جانب دیکھ کر کہا جو زمین پر دیکھنا چھوڑ کر سمجھنے والے انداز میں انہی کو دیکھ رہا تھا

"چلیں" زمل نے ڈرائنگ روم میں آکر آزل سے کہا

"ہاں چلو" وہ دونوں اجازت لے کر گاڑی کی جانب چل دیئے۔

www.novelsclubb.com

"آج مجھے بڑی شدت سے اس بات کا احساس ہوا ہے کہ قربانی دینے والا تو ایک ہی ہوتا ہے، بہت عظیم بہت قابل عزت لیکن پیچھے رہ جانے والا سر وائور، وہ کتنی بڑی قربانی دے جاتا ہے، وہ ضبط کے کیسے کیسے

مرحلوں سے گزرتا ہے، قربانی ایک انسان تھوڑی دیتا ہے، قربانی تو پورا خاندان دیتا ہے کوئی شوہر قربان کردیتا ہے، کوئی بیٹا، کوئی بھائی" وہ بول کر خاموش ہوئی شاید مزید لفظ ڈھونڈنے کی کوشش میں

"اور کوئی دوست قربان کردیتا ہے، زمل اس نے میری گود میں سر رکھ کر جان دی ہے، وہ میری آنکھوں کے سامنے چلا گیا اور مجھے دیکھو میں کچھ کر ہی نہیں سکا، زمل انسان کتنا بے بس ہے، کتنا بے بس ہے بڑی بڑی باتیں کرتا ہے، بڑے بڑے منصوبے بناتا ہے، بڑی سے بڑی عمارتیں تعمیر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، سمندروں کی گہرائی میں اترنے کا سلیقہ جانتا ہے، ایک نہیں جانتا تو بس یہ نہیں جانتا کہ جانے والے کو جانے سے کیسے روکتے ہیں" وہ اپنی بات مکمل کرکے بالکل خاموش ہوا پھر کچھ یاد آنے پر دوبارہ گویا ہوا

"مجھ پر بہت احسان کر کے گیا ہے سمیر، مجھے تمہارا ساتھ دے کر گیا ہے وہ اور مجھے دیکھو میرے پاس اس کے گھر والوں کو دینے کے لئے ہمت کے دو بول بھی نہیں ہیں، وہ مجھے کہہ کر گیا تھا میرے گھر کا خیال رکھنا، مجھے بتاؤ زمل جو انسان اپنے دوست کا ہی خیال نہ رکھ سکا ہو وہ اس کے گھر والوں کا خیال کیسے

رکھ سکتا ہے؟" وہ زمل کو بولتے پر بہت معصوم لگا، اسے اس کی حالت پر بیک وقت پیار آیا اور ترس بھی، وہ خاموشی سے اسکو دیکھنے لگی جو پوری توجہ سے گاڑی چلا رہا تھا

'کاش اس وقت ان کے دکھ کا ازالہ لفظوں سے ہو پاتا، اللہ تو تو عطا کرنے والا ہے تو ان سب کے دلوں میں صبر ڈال دے، ہانیہ کو، آزل کو، ثمینہ آنٹی اور انکل کو صبر دے دے تو نے ان سے ان کا بیٹا لے لیا ہے تو بدلے میں بہت سارا صبر عطا کر دے انھیں اس وقت پوری دنیا میں اس ایک چیز سے زیادہ کسی اور سامان کی ضرورت نہیں' زمل دل ہی دل میں دعا کر کے خاموشی سے فرنٹ سکرین سے باہر دیکھنے لگی اور باقی کا سارا راستہ گہری خاموشی کی نظر ہو گیا

'اب کی بار گیا ہوں تو وقت نے اتنی مہلت ہی نہیں دی کہ زیادہ خط لکھ سکوں لیکن ہانیہ تمہاری یادیں بہت خوبصورت ہیں اتنی خوبصورت کہ مجھے پوری رات بھی اگر ان کے لئے جاگنا پڑے تو میں جاگ سکتا ہوں، کل صبح ایک بہت اہم مشن ہے ہمارا اور اس کے لئے اللہ نے مجھے بھی چنا ہے، ہانیہ یار یہ جو 'چنا ہوا' ہونے کا پروٹوکول ہوتا ہے نا یہ اس دنیا میں بہت ہی کم لوگ محسوس کر سکتے ہیں اور دیکھو اللہ نے

مجھے مختصر لوگوں میں شامل فرمایا ہے، یہ کامیابیاں مجھے بہت عزیز ہیں بہت ہی زیادہ کیونکہ مجھے لگتا ہے یہ ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتیں، ہاں مجھے پتہ ہے آج میں اپنے بارے میں لکھ رہا ہوں کیونکہ آج مجھے اس خوشی میں نیند ہی نہیں آرہی کہ کل مجھے اس ملک کے لئے بہت اہم فرض ادا کرنے کا حکم ملا ہے۔

آج آزل مجھے جب یہ کہہ کر گیا کہ زندگی اگر جوائے دے رہی تو انجوائے کرو اور چیلنج دے رہی ہو تو اس سے بھی زیادہ کھلے دل سے اسے قبول کرو تو میرے دل میں اچانک یہ بات آئی کہ 'زندگی جینے کو دن دے تو کھل کر جی لو جو یہی آپ سے سانسیں مانگ لے تو آرام سے حوالے کر دو'، ہانیہ جو یہ سانس میری ہے ہی نہیں تو انہیں میں نے اپنے پاس رکھ کر کیا کرنا ہے؟ مجھے پتہ ہے کہ جب تم یہ والا خط پڑھ رہی ہو گی تو تمہیں تھوڑا غصہ مجھ پر آئے گا اور تھوڑا میری خود غرضی پر لیکن کیا کریں ایک ہی زندگی ملی ہے اتنی ہی گزارنی ہے جتنی لکھوا کر آئے ہیں، ہانیہ ایک بات کہنی ہے، مجھے پہلے کبھی بھی خط لکھتے ہوئے ایسا محسوس نہیں ہوا لیکن آج بڑی شدت سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ یہ آخری بار ہے، اس کے بعد لکھ نہیں سکوں گا' وہ جلدی سے خط سے نظریں ہٹا کر لکڑی کے بنے ہوئے چھوٹے سے ڈبے کو دیکھنے لگی جس میں چند کاغذات ترتیب سے پڑے تھے، اپنے ہاتھوں میں تھاما ہوا کاغذ اٹھا کر اس نے نہایت

www.novelsclubb.com

آرام سے ڈبے میں واپس رکھا جس پر ابھی بہت سی سطریں درج تھیں اور اسے اٹھا کر کتابوں کے ریک میں رکھ کر کمرے سے باہر چلی گئی

"ان چار مہینوں میں، میں نے آپ کے سارے خط چار سو بار سے بھی زیادہ مرتبہ پڑھے ہوں گے سمیر، لیکن یہ وہ واحد خط ہے جو اتنی بار پڑھ لینے کے باوجود بھی میں آگے نہیں پڑھ سکی، آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ آپ جانے والے ہیں؟ آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ یہ دنیا آپ کے لئے نہیں بنائی گئی، آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ آپ پر اللہ اپنی جنتوں کے در کھولنے والا ہے؟ مجھے حیرت ہوتی ہے سمیر وہ اللہ صرف آپ کا تو نہیں تھا میرا بھی تھا پھر آپ کو زندگی دے کر مجھے بے جان کیوں کر گیا؟ چار ماہ آپ کی ایک بھی جھلک دیکھے بغیر گزار دیئے، آپ کی آواز تو دور آہٹ سنے بغیر گزار دئے ایک چیز جو نہیں گزری وہ میری بے بسی ہے میرے دل کی ویرانی ہے، جاتے ہوئے یہ دعا بھی کر جاتے نا سمیر کہ ہانیہ کو سمیر کی کبھی یاد نہ آئے، جب اللہ آپ کی ساری مان جاتا تھا تو ایک دعا میرے لئے بھی کر جاتے آپ کا کچھ نہ جاتا کم از کم میرا بھلا ہو جاتا" وہ چھت کی ریلنگ پر کھڑی سامنے کا منظر دیکھتے ہوئے خود کلام ہوئی، آدھی رات، پر سکون سا ستمبر جو خود کو آدھا گزار چکا تھا، ہلکی ٹھنڈی ہوا سے سامنے کے منظر پر کھڑے درختوں کے پتے سرسراتے ہوئے سماں باندھ رہے تھے

"اللہ مجھے ایک بار ہی سہی ان کی جھلک دیکھنی ہے جو اسی مقام پر میرے ساتھ کھڑے ہو کر ڈھیروں باتیں کرتے تھے، اللہ تجھے وہ اتنے پسند تھے کہ تونے انکو اپنے پاس بلا لیا تو کم از کم میرے دل میں اتنا پیار تو نہ ڈالتا کہ اب جو وہ مجھے نظر نہیں آتے تو مجھ سے سویا ہی نہیں جاتا، تونے مجھ سے میرا سمیر لے لیا چلو ٹھیک تھا کم از کم میری نیند لے کر میرے خواب تو نہ لیتا، میں انھیں خواب میں دیکھ لیتی اتنی مہلت تو دیتا اللہ اتنی ہی جدائی دیتا جتنی برداشت ہو سکتی۔۔۔" وہ پھر سے رکی، ریلنگ پر دونوں ہاتھ ٹکائے اور پھر سے سامنے دیکھ کر گویا ہوئی

"مجھے پتہ ہے اللہ تو اسی آسمان سے مجھے دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے، تو دیکھ رہا ہے نا میرا حال اللہ میری بے بسی میرا دکھ میری تکلیف جو میں نے اس دنیا کو کبھی نہیں دکھائی، کبھی بھی نہیں، بندوں کا حق نہیں اللہ کہ آنسو دکھا کر اپنے لئے ہمدردی سمیٹی جائے لیکن تو تو رب ہے نا، تجھ سے کیا چھپا ہوا ہے، مجھے ہمت دیتا رہ اللہ مجھے برداشت، صبر اور سکون دے دے، میں تجھ سے تیری لی ہوئی شے نہیں مانگتی، نہیں مانگتی میں اسے جو تو نے مجھ سے لے لیا لیکن اللہ میرے ہجر کا صلہ میں اس روز تجھ سے ضرور مانگوں گی جس روز تو صبر کرنے والوں کو مایوس نہیں کرے گا" رخساروں پر گرتے آنسوؤں کو اس نے ہاتھوں سے رگڑ کر صاف کیا خالی الذہنی سے چھت کے دو تین چکر لگا کر نیچے چلی گئی

"تیمور یہ اسائنمنٹ جمع کروانے کی کل آخری تاریخ ہے جو کام تمہارے ذمے لگایا ہے وہ پورا کر لو کیونکہ باقی سارے ممبرز کا ٹاسک تقریباً ختم ہو چکا ہے" جوس کا گلاس اس کے آگے رکھتے ہوئے حماد نے اسے یاد دہانی کروائی

"اور اگر کوئی یہ اسائنمنٹ نہیں بنائے تو؟" تیمور نے کرسی کی ٹیک چھوڑتے ہوئے جواب جاننے کے باوجود سوال کیا، ساتھ بیٹھے فہد نے حیران نظروں نے اسے دیکھا

"تو سیشنل نمبر نہیں ملیں گے، سیشنل نہیں ملیں گے تو سی جی پی اے (CGPA) خراب ہو گا اور جب جی پی اے خراب ہو گا تو تمہاری پچھلے پانچ سمسٹرز میں اتنی محنت سے بنائی ہوئی پوزیشن خراب ہو جائے گی اور ایسا کر کے تم اپنے ساتھ ناانصافی کرو گے، اب اور بھی کچھ سننا ہے یا بس کافی ہے؟" حماد نے فکرمندی سے اسے باور کرایا

www.novelsclubb.com

"اچھا میں بناتا ہوں آج گھر جا کر" تیمور نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا اور کرسی سے اٹھ گیا

"یہ جوس تو پیتے جاؤ تیمور" حماد نے اسے پیچھے سے آواز لگائی جو وہ سنی ان سنی کر کے کلاس میں جا چکا تھا

"یہ پہلے تو ایسا بالکل بھی نہیں تھا جب سے اس کا بھائی گیا ہے یہ بالکل بدل گیا ہے" تیمور کو جاتا دیکھ کر فہد نے حماد کی جانب دیکھ کر کہا جو تیمور کے جانے پر پہلے سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"بس یار کسی کے چلے جانے سے زندگی رک تھوڑی جاتی ہے وہ بھی فی الحال جیسے تیسے کر کے گزار ہی رہا ہے، ہم بڑے آرام سے کہہ دیتے ہیں بڑا افسوس ہوا، بڑا دکھ ہوا لیکن اصل میں پتہ اسی کو چلتا ہے جس پر بیت رہی ہو" حماد بات مکمل کر کے جوس کا گھونٹ بھرنے لگا

"اس کا بھائی بہت اچھا تھا یار میں ملا ہوں ان سے ایک دو بار، اور مجھے بڑا فخر ہوتا ہے کہ میں اتنے بہادر انسان سے اپنی زندگی میں مل چکا ہوں، سچی بتاؤں حماد یہ جو سمیر بھائی جیسے لوگ ہوتے ہیں یہ ہم عام انسانوں جیسے نہیں ہوتے یہ بڑے مختلف ہوتے ہیں، ان سے مل کر بہت ہی انوکھی سی positive vibes آتی ہیں جو کم از کم میں آج تک کسی اور سے مل کر محسوس نہیں کر سکا" بولتے وقت حماد نے فہد کے چہرے پر جو سرشاری محسوس کی تھی اسے دیکھ کر وہ قدرے حیرت زدہ ہوا

"فہد اس واقعے سے پہلے تک مجھے لگتا تھا یہ سب عجیب، فلسفیانہ اور دنیا سے باہر کی باتیں ہیں جو اصل دنیا میں exist نہیں کرتیں لیکن جب سے تیمور کو دیکھا ہے مجھے یقین آ گیا ہے کہ یوں اچانک چھوڑ جانے

والا اپنے پیچھے کتنی کہانیاں چھوڑ جاتا ہے، وہ دنیا کو ہنس کھیل کر جینے والا لڑکا ایک لمحے میں کتنا سمجھدار ہو گیا فہد، مجھے لگتا ہے جانے والا انسان اپنے ساتھ کچھ لے کر جائے یا نہ جائے مسکراہٹ لے جاتا ہے"

حماد گہری سانس لے کر خاموش ہوا

"ٹھیک ہو جائے گا، واپس آجائے گا تیمور اور مجھے پتہ ہے وہ اسائمنٹ نہیں بنا سکے گا اس بار اس لئے میں اس کے حصے کا کام کر دوں گا، اس کی کمی کو پورا نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کی مدد تو ہم کر ہی سکتے ہیں" فہد نے کتابیں سمیٹتے ہوئے کہا

"اگر اس کا پورا خاندان اس ملک کو اپنا بیٹا دے سکتا ہے تو ہم بدلے میں اس کو ہمت اور حوصلہ تو دے ہی سکتے ہیں" حماد بھی فہد کے ساتھ اٹھ کر کلاس میں جانے کی تیاری کرنے لگا

---

www.novelsclubb.com

"میں سوچ رہی ہوں ایک دو دن میں تمہارے دوست کی طرف چکر لگاؤں" چائے کا گھونٹ بھر کر حلیمہ فیصل کرمانی نے اپنا کپ سامنے پڑے میز پر دھر دیا

"کون سے دوست کی طرف؟" حدید پودوں کو پانی دیتے ہوئے مالی کی طرف توجہ مرکوز کرتے ہوئے بے دھیانی سے بولا، اس کے انداز سے یوں واضح ہوا جیسے وہ معاملے کو سمجھ تو گیا ہے مگر بات نہیں کرنا چاہ رہا

"بیٹا میں آزل کی بات کر رہی ہوں، تمہارے لئے سیریس ہوں" وہ حدید کی جانب دیکھ کر بولیں

"مجھے تھوڑا سا وقت دیں، میں پھر بتاتا ہوں آپ کو" وہ بدستور نظریں جھکا کر بولا

"اور کتنا وقت چاہئے میں پچھلے دو ماہ سے انتظار ہی کر رہی ہوں کہ آپ خود آکر میرے سے بات کرو گے لیکن۔۔۔۔"

"ماں جی میں نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے، آپ آزل کے گھر اس بات کے لئے نہیں جائیں گی" وہ دوٹوک انداز میں کہہ کر خاموش ہوا

www.novelsclubb.com

"کوئی مسلئہ ہوا ہے؟ تم دونوں کا کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا جو اچانک سے ارادہ بدل لیا ہے، دیکھو حدید یہ زندگی کوئی کھیل تماشہ نہیں ہے کہ جب دل چاہا اپنے ارادے بدل لئے، لوگ بدل لئے" ان کے انداز میں سنجیدگی نمایاں تھی

"کوئی مسلئہ کوئی جھگڑا کچھ بھی نہیں ہوا، سب ٹھیک ہے بس میں کہیں اور شادی کرنا چاہتا ہوں، آپ یوں سمجھ لیں کہ مجھے اپنی زندگی میں یہ نکاح اللہ کی رضا کے لئے کرنا ہے" وہ بڑی آہستگی سے بولا اور بات کر کے اپنی ہمت پر حیران ہوا

"ماں جی آپ میری فکر نہ کریں اللہ جو کرے گا بہتر کرے گا فی الحال مجھے کہیں جانا ہے ہم پھر بات کریں گے" وہ کرسی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل دیا اور حلیمہ بیگم کو سوچ میں مبتلا کر گیا

"کیسا جا رہا ہے جی ایچ کیو (GHQ)؟" آزل نے جاگنگ ٹریک پر چلتے چلتے حدید کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا

"سب کچھ اچھا ہے، سب سے اچھی بات ہے گھر کے پاس ہوں، ماں جی، بابا جان دونوں آنکھوں کے سامنے ہیں، سامنے کوئی دشمن نہیں ہے، کوئی سرحد نہیں ہے، رات اپنے گھر میں گزرتی ہے، ہارڈ ایریا ڈیوٹی نہیں ہے، زندگی سہل گزر رہی ہے" وہ چلتے چلتے بولتے بولتے رکا اور پھر سے گویا ہوا

www.novelsclubb.com

"لیکن آزل، یادیں یہاں سے وہاں نہیں ہو تیں، تو بہت یاد آتا ہے، سمیر ہے کہ وہ دل سے نکلتا ہی نہیں ،دنیا چھوڑ کے چلا گیا اور دلوں میں رہ گیا" حدید نے پھر سے جاگنگ شروع کی

"شہیدوں کے بارے میں سنا تھا وہ زندہ رہتے ہیں انھیں کبھی موت نہیں آتی،اب دیکھ بھی لیا ہے کہ وہ واقعی نہیں مرتے،جو دلوں میں، یادوں میں، تخیلات میں زندہ رہیں وہ بھی کبھی مرے ہیں بھلا؟"

بات کر کے آزل جاگنگ ٹریک کو دیکھتے ہوئے چلنے لگا

"بلوچستان، خضدار، چمن تم سناؤ کیسا جا رہا ہے سب ؟" انگلی پر گنتے ہوئے حدید نے آزل سے پوچھا

"سب کچھ بہترین، چیلنجنگ اور زبردست" وہ دونوں جو کب سے ایک ہی جگہ رکے تھے دوبارہ چلنے لگے

"آزل مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے" حدید بول کر خاموش ہوا

www.novelsclubb.com

"ہاں آجاؤ وہاں بیٹھ کر کر لیتے ہیں بات" وہ دونوں بینچ پر براجمان ہو کر سامنے کے جاگنگ ٹریک پر چلتے اکادکا لوگوں کو دیکھنے لگے

"یہ بات کر کے میری سیچویشن awkward ہو سکتی ہے پھر بھی مجھے لگتا ہے کہ مجھے بول لینا چاہیے" وہ کسی سوچ کے تحت رکا اور پھر سے بولنے لگا

"اگر میں تم سے کہوں کہ مجھے شادی کرنی ہے اور مجھے بتاؤ کہ میں اس چیز کے لئے تیار ہوں یا نہیں تو تم کیا کہو گے" وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو جوڑتے ہوئے بولا

"تو میں کہوں گا اپنے آپ سے پوچھو، اگر تم کسی کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو تو فوراً شادی کر لو زیادہ سوچو نہیں" آزل نے سامنے کے ٹریک کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا

"تم یہ نہیں پوچھو گے کہ میں شادی کس سے کرنا چاہتا ہوں؟" حدید نے تجسس سے آزل کو دیکھا جو ہنوز سامنے ہی دیکھ رہا تھا

"کیوں پوچھنا ضروری ہے کیا؟ اچھا یہ بتاؤ میں جانتا ہوں اسے یا نہیں؟" آزل نے اس کی جانب دیکھ کر سوال کیا آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا

www.novelsclubb.com

"ہاں جانتے ہو بلکہ میرے لئے تم اس کے گھر والوں سے بات بھی کرو گے" حدید نے اعتماد سے کہا، آزل کی آنکھوں میں پہلی بار تعجب ابھرا

"آزل میں سمیر کی بیوہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، دیکھو مجھے اور میری نیت کو غلط مت سمجھنا وہ میرا دوست ہے میرے لئے قابلِ عزت ہے اور اس سے جڑے لوگ اس سے بھی زیادہ قابل عزت ہیں لیکن اس دنیا میں سہارے کے بغیر جیا نہیں جا سکتا، میں اپنے حصے کا یہ فرض پورا کرنا چاہتا ہوں" حدید نے بغیر الجھے اپنا مدعا آزل کو سنا دیا

"تم جذباتی ہو کر اگر یہ قدم اٹھانا چاہتے ہو تو میں مشورہ دوں گا ایک بار پھر سوچ لو، تم نے دوست ہونے کے سب حقوق سب فرائض پوری طرح انجام دیے ہیں یہ شادی اگر تم اپنے لئے کرنا چاہتے ہو تو میں تمہارا پرپوزل آگے بھیج دیتا ہوں لیکن اگر یہ شادی تم کسی سمجھوتے یا ہمدردی کے لئے کر رہے ہو تو میں یہی کہوں گا کہ اپنی زندگی کو تھوڑا سا مارجن دو اپنے لئے جینے کی کوشش کرو" وہ بڑی سمجھداری سے اپنا موقف پیش کر کے خاموش ہوا

"آزل میں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی نیت سے ان سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، انھوں نے سکھایا ہے بیوہ سے شادی کرنے سے آپ کی زندگی میں کوئی کمی نہیں ہوتی، میں معاشرے کی دوڑ میں لگ کر ان کی سوچ سے سوچنے لگوں گا تو اچھی سے اچھی بیوی مل بھی جائے گی تو سکون کی کیا

گارنٹی ہے وہ ملے گا یا نہیں؟ سمیر میرا دوست ہے اس کی پیچھے رہ جانے والی امانت کا اپنے سے زیادہ خیال رکھوں گا،ان کے والدین کبھی نہ کبھی تو ان کی شادی کے بارے میں سوچیں گے تو کیوں نہ ان کے سامنے حدید کرمانی بھی آپشن کے طور پر موجود ہو اور یقین مانو اگر وہ نہیں مانتے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا بلکہ میں کوئی دوسری بات بھی نہیں کروں گا چپ چاپ راستہ بدل لوں گا" حدید کا دوٹوک انداز آزل نے بخوبی جانچ لیا تھا

"وہ کہہ کر گیا تھا میرے گھر کا خیال رکھنا مجھ سے زیادہ تم نے اس کی آخری خواہش کا مان رکھا ہے، بہت بڑا اعزاز ہوگا تمہارے لئے اگر شہید کی بیوہ سے شادی کر کے اس کی زندگی کے ساتھی بن جاؤ گے"

آزل حدید کے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرایا حدید نے اس کی آنکھوں میں رشک سے ابھرنے والی چمک کو واضح طور پر محسوس کیا تھا

www.novelsclubb.com

____

"وہ میں نے یہ کہنے کے لئے فون کیا تھا کہ اگر تم اسائمنٹ کے لئے وقت نہیں نکال پا رہے تو فہد ______"

"نہیں میں بنا رہا ہوں اسائمنٹ اسے تم منع کرو گے یا میں فون کر کے منع کروں؟" تیمور نے حماد کی بات کاٹتے ہوئے تحمل سے کہا

"تم ناراض ہو ہم سے تیمور؟" حماد اس کا جواب سننے کے لئے خاموش ہوا

"نہیں نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہے، میرا کام ہے حماد میں کر سکتا ہوں بلکہ میں ابھی ایک گھنٹے میں تمہیں بھیجنے لگا ہوں تھوڑا سا ہی رہ گیا ہے، فہد کو منع کر دو اس کو میری طرف سے شکریہ بول دینا" وہ اپنی بات مکمل کر کے سامنے کھلے لیپ ٹاپ پر دیکھنے لگا

"ٹھیک ہے یار تم آرام سے کام کرو صبح ملاقات ہوتی ہے" حماد نے اپنی بات مکمل کر کے فون کاٹ دیا

"کافی پینے کا موڈ ہو رہا ہے آپ پئیں گے؟" زمل بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے بولی

www.novelsclubb.com

"ہاں کافی بنا کر آواز دینا چھت پر جا کر پئیں گے" وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے بولا

"میں سوچ رہی تھی ہانیہ سے ملنے جاؤں ایک مہینے سے زیادہ ہو گیا میں ملنے نہیں جا سکی" وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی

"تم آج ماما کے ساتھ کہیں گئی تھی دوپہر کو؟" وہ چھت پر پڑے گملوں کے آگے بیٹھ کر ان پر کھلے پھولوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے بولا

"ہاں شاپنگ کرنے گئی تھی آنے والے مہمان کی، آزل۔۔۔۔" وہ اس کو پکار کر خاموش ہوئی جو فی الحال اسکی جانب پشت کئے بیٹھا تھا زمل کی آواز پر چونک کر پیچھے مڑا

"ویسے تو ابھی کچھ ماہ رہتے ہیں لیکن کوئی نام سوچا ہے آپ نے اس کا؟" وہ متجسس سی نگاہیں اٹھا کر آزل کو دیکھنے لگی

"تم ماں ہو جو نام پسند آئے رکھ لینا" کندھے اچکا کر اس نے مسکرا کر کہا اور کرسی کھینچ کر زمل کے سامنے بیٹھ گیا

www.novelsclubb.com

"واقعی ماؤں کا کتنا بڑا مقام ہے، کبھی کبھی بالکل اکیلے سوتے سوتے رات کو جب میری بے چینی سے آنکھ کھلتی ہے اور پھر میں جتنا بھی سونے کی کوشش کروں نیند نہیں آتی تو اس وقت مجھے اپنی ماں یاد آتی

ہیں، کتنی مشقتوں سے مجھے پالا ہو گا انھوں نے، کتنی محبتوں سے گود میں کھلایا ہو گا وہ کتنی توجہ سے پوری پوری رات میرے سکون کے لئے جاگی ہوں گی، وہ اب زیادہ یاد آنے لگی ہیں جب جب میں نے ان کو اپنی جگہ رکھ کر سوچا تب تب مجھے احساس ہوا کہ اولاد کے کھو جانے کے بارے میں صرف سوچ لینا ہی ماؤں کو کتنا بے سکون کر دیتا ہے" وہ آسمان کو گھورتے ہوئے بولی اور گہرا سانس لے کر خاموش ہوئی پھر آزل کی طرف دیکھا جو بڑی توجہ اور محبت سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا

"میں چاہتی ہوں اللہ مجھے بیٹے کی ماں بنائے، کیونکہ آزل جب آپ چلے جاتے ہیں، یہاں موجود نہیں ہوتے تو میرا شدت سے دل چاہتا ہے کہ کسی طرح آپ واپس آ جائیں، مجھے آپ کا چھوٹا سا version مل جائے گا تو میں اس سے ڈھیر ساری باتیں کروں گی۔۔۔۔" وہ کچھ سوچ کر مسکرائی اور پھر سے آسمان پر نظر گاڑھے بولنے لگی

"میں اسے بالکل آپ جیسا بناؤں گی، اسے بتاؤں گی اس کے بابا کتنے اچھے لگتے ہیں اس کی ماما کو، میں چاہتی ہوں وہ حرکتوں، عادتوں اور شکل و صورت میں بھی آپ جیسا ہو، بہادر، نڈر، خوش مزاج اور

محبت کرنے والا" زمل نے نگاہ نیچے کی پھر آزل کی جانب دیکھا وہ بغیر کوئی تاثر دئے اس کی جانب متوجہ تھا

"ایک اور خواہش ہے میری، میں چاہتی ہوں کہ جب وہ اس دنیا میں آئے تو اس کو سب سے پہلے گود میں اٹھانے والے اس کے بابا ہوں، اس کے کان میں اذان دینے والے اس کے بابا ہوں، اس کو اس پوری دنیا سے روشناس کروانے والے اس کے بابا ہوں، بس یہ ایک مرد میں چاہتی ہوں کہ اس وقت میرے پاس ہو جب مجھے اسکی سب سے زیادہ ضرورت ہو، یہ میری خواہش ہے اور مجھے پتہ ہے کہ ہر خواہش پوری ہونے کے لئے نہیں ہوتی لیکن آزل مجھے پورا یقین ہے آپ جیسے تیسے کر کے اس وقت وہاں موجود ہوں گے، میں اگر آپ کو پکاروں گی تو آپ مجھے ریسپانڈ کریں گے" وہ بولتے بولتے مسکرائی اور خاموش ہو گئی

"اتنا قابل نہیں ہوں میں جتنا تم نے بنا دیا ہے، سچ بولوں تو شاید تم جیسا بہادر بھی نہیں ہوں اور مجھے لگتا ہے اگر ہماری اولاد بہادر ہوئی بھی تو وہ میری نہیں تمہاری وجہ سے بہادر ہو گی، جہاں تک میرے وہاں ہونے کی بات ہے تو زمل مجھے وعدے کر کے امیدیں بندھانے کی عادت نہیں ہے یا یوں کہہ لو کہ میں

وعدے کرنا افورڈ نہیں کر سکتا میری مجبوری ہے، لیکن کوشش کرنے کا اختیار ہے میرے پاس اور میں تمہاری خواہش پوری کرنے کی پوری کوشش کروں گا" میز پر نظریں مرکوز کر کے وہ بڑے تحمل سے بولا

"ویسے میں چاہتا ہوں میری پہلی بیٹی ہو، بالکل تمہارے جیسی، بھوری آنکھوں والی، گھنگریالے بالوں والی، مسکرائے تو گال پر اپنی ماں کی طرح ڈمپل پڑے نہ بھی پڑے تو چلے گا اب کچھ تو باپ پر بھی جائے نا ۔۔۔زمل اس کی بات پر ہلکا سا ہنسی وہ پھر بولنا شروع ہوا

"روئے تو بالکل اپنی ماں جیسی لگے معصوم اور انتہا سے زیادہ پیاری، بارعب اور باکردار ہو اپنی ماں جیسی، سارے گھر میں شرارتیں کرتی پھرتی رہے، میں تھکا ہارا گھر آؤں تو وہ بھاگ کر آئے اور میرے گلے لگ کر میری ساری تھکان اتار دے، بیٹیاں بہت پیاری ہوتی ہیں بڑی اعلیٰ ظرف، بڑی حوصلے اور برداشت والیں اپنے بابا کی جان، میں اس بارے میں سوچ بھی رہا ہوں تو یقین کرو میں بتا نہیں سکتا کتنا اچھا محسوس کر رہا ہوں، ایک دو منٹ کے لئے ہی سہی سارے دکھ اور تکلیف بھول گیا ہوں، اولاد ہوتی ہی اتنی پیاری

ہے، یہ ابھی دنیا میں آتی بھی نہیں پھر بھی ہماری زبان سے اپناذکر کرواتی رہتی ہے۔۔۔۔۔۔" آزل کے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار نمایاں تھے وہ تھوڑی سی دیر رکا پھر بات کرنے لگا

"تم دونوں کے نام سوچ کر رکھو زمل، بیٹا ہو یا بیٹی، اللہ کی طرف سے تحفہ ہو گا" وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے

"چلو چلیں اچھی خاصی رات ہو گئی ہے" آزل کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھ کر بولا اور کرسی سے اٹھ گیا

"کیا ٹائم ہوا ہے؟" زمل جمائی روکتے ہوئے بولی

"ایک بج گیا ہے" اس کا ہاتھ پکڑ کر آزل نے اسے کرسی سے اٹھایا اور بڑی احتیاط سے اپنے ساتھ نیچے لے گیا

www.novelsclubb.com

"ہم ہانیہ کی طرف نہیں جا رہے کیا؟" زمل گاڑی سے باہر دیکھتے ہوئے تعجب سے بولی

"ہاں جائیں گے ان کی طرف اس سے پہلے کسی اور جگہ لے کر جانا ہے تمہیں" آزل اپنی بات کہہ کر خاموش ہوا اور باقی کا سارا راستہ خاموشی سے کٹنے لگا

"یہ کس کا گھر ہے؟" گھر کے آگے گاڑی رکتے ہی اس نے الجھن زدہ ہوتے ہوئے سوال کیا

"اترو اندر جاؤ اور جا کر مل آؤ، میں ادھر ہی ہوں گاڑی میں" آزل اس کی جانب دیکھ کر بولا سر کو ہلکا سا خم دے کر اسے تسلی دی اور مسکرایا، وہ بھی پھیکا سا مسکرا کر گاڑی سے اتر کر گھر کی جانب بڑھنے لگی

سادہ طرز کا دو منزلہ گھر کم از کم دس سے بارہ مرلے زمین پر محیط تھا، داخلی دروازے پر سجے گملوں میں ایک ہی نسل کے چھوٹے چھوٹے پودے لگے تھے، گھر کے آگے لگے درخت دوسری منزل سے قدرے اونچے تھے جن پر لگی بیلوں نے گھر کے سامنے کے حصے کو بہت خوبصورتی سے ڈھکا ہوا تھا، وہ دو لمحے بغور اسی منظر کا جائزہ لے کر اندر جانے لگی، دروازہ پہلے سے ہی کھلا تھا، داخلی دروازے کو احتراماً اور لحاظ کے پیشِ نظر کھٹکا کر وہ گھر میں داخل ہوئی

www.novelsclubb.com

"السلام و علیکم جی آپ کون؟" وہ کم عمر ملازمہ زمل کو اندر آتا دیکھ کر باورچی خانے سے باہر آئی اور اپنے گیلے ہاتھوں کو دوپٹے کے پلو سے پونچھتے ہوئے سوال کیا

"وعلیکم السلام، میں زمل، وہ میں آزل صاحب کی بیگم ہوں، وہ مجھے لائے ہیں ادھر" زمل نے جھجکتے ہوئے اسے اپنا تعارف کرایا اور وہیں کھڑی ہو کر اس ملازمہ اور گھر کو دیکھنے لگی جو بڑے غور سے زمل کا جائزہ لے رہی تھی

"اچھا باجی میں بیگم صاحبہ سے پوچھ کر آتی ہوں آپ ادھر صوفے پر بیٹھ جائیں" ملازمہ نے ایک نظر اسے سر تا پیر دیکھا اور کہہ کر کسی کمرے میں چلی گئی

"زمل" اسے یہ آواز جانی پہچانی لگی اتنی جانی پہچانی کہ وہ بغیر سوچے سمجھے صوفے سے اٹھ کر آواز کی سمت اپنا رخ موڑ گئی

"ماما" ایک جگہ ساکت ہو جانے کے باوجود زمل کے منہ سے بے اختیار آواز نکلی، مقابل کے تاثرات بھی کچھ الگ نہیں تھے، پر نم آنکھوں میں ڈھیروں شکوے زمل نے تیرتے ہوئے محسوس کیئے، مرجھائے چہرے پر جدائی کے لا محدود نشانات اس کی آنکھوں نے خود میں قید کیئے، وہ کمزور ہو گئی تھیں؟ زمل نے خود سے پوچھا

نہیں نحیف، نہیں نہیں لاچار، بے بس، مجبور، مایوس وہ اپنے سوال کا جواب ڈھونڈنے لگی

"کہاں چلی گئی تھی زمل ؟"اقراء شوکت نے وہیں کھڑے کھڑے پوچھا، وہ بے یقینی سے دو قدم پیچھے ہوئی اور نظریں جھکا کر کچھ دیر بے حس و حرکت وہیں کھڑی رہی

"ماما کیسی ہیں آپ ؟" بمشکل اس نے الفاظ ادا کئے اور پھر سے نظریں جھکا لیں

"آپ کے سامنے ہوں، دیکھو زندہ ہوں" وہ شکست خوردہ انداز میں بول کر خاموش ہوئیں

"شادی کرلی ؟"چند دیر کی خاموشی کے بعد اقراء نے اگلا سوال کیا، زمل کی جھکی نگاہوں نے ان کے چہرے کا تعاقب کیا اور سر کو اثبات میں ہلا دیا

"بہت اچھا کیا، میں خوش ہوں آپ کے لئے" وہ زمل کی طرف دیکھ کر پھیکا سا مسکرائیں جو تعجب اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی

"آؤ زمل اندر چل کر بیٹھتے ہیں، خضرا، بی بی کے لئے پائن ایپل جوس لے آؤ جلدی سے" وہ زمل کے قریب جاتے ہوئے اونچی آواز میں بولیں

"شوہر کے ساتھ آئی ہو ؟"اقراء اس کے مقابل آ کھڑی ہوئیں

"جی، وہ ہی لائیں ہیں مجھے، باہر گاڑی میں بیٹھے ہیں" زمل نے مدھم سی آواز میں بمشکل الفاظ ادا کئے اور ساتھ ہی وہ لپک کر اقراء کے گلے لگ گئی

"ماما، بہت یاد کیا آپ کو" وہ اپنا ضبط ہار کر اونچی آواز میں رودی شاید اس کی حالت ایسی تھی جس کی وجہ سے اس کا ضبط بہت قلیل ہو گیا تھا

"کچھ مت بولو زمل، کچھ بھی نہیں" اس کی کمر پر ہاتھ باندھ کر وہ دونوں کتنی ہی دیر گلے لگ کر روتی رہیں، سب شکوے آنسوؤں کی صورت بہہ گئے، کتنے ہی خالص جذبے جوان دونوں نے کبھی ایک دوسرے کو دکھائے بھی نہ تھے آج بغیر بولے ہی محسوس کر لئے گئے، وہ اپنا ماضی، حال، مستقل کچھ دیر کے لئے مکمل طور پر بھول کر جو بات یاد رکھے ہوئے تھیں وہ محض اتنی سی تھی کہ وہ ماں بیٹی ہیں، ماں اور اولاد کا مکمل ترین رشتہ کسی ماضی، حال، مستقل کا محتاج نہیں ہوتا، وہ خون سے بنا رشتہ ہر حال میں سب سے اوپر ہوتا ہے چاہ کر بھی اپنی ذات سے اس کے اثرات کو نکالا نہیں جا سکتا۔

www.novelsclubb.com

"چلو میرے ساتھ اندر، مجھے بتاؤ کون ہے وہ؟ کیسا ہے؟ مجھے اپنی بیٹی کے منہ سے سننا ہے کہ اس کی زندگی میں آنے والا ساتھی، اس کی پسند اور دعاؤں کے مطابق ہے یا نہیں" وہ مسکرا کر اس کا ہاتھ پکڑ کر

اس کو کمرے میں لے آئیں، زمل نے خود کو پہلی بار مکمل طور پر تعجب میں ڈوبا پایا، یہ اس کی ماں تو نہیں تھی جو اس سے اسی کے متعلق سوال پوچھ رہیں تھی، وہ یہ جان کر حیران رہ گئی کہ اس کی ماں دنیا کی ہر چیز کو پیچھے چھوڑ کر صرف اور صرف زمل کے بارے میں جاننے کے لئے متجسس ہے، وہ اپنی ماں کے اس خوبصورت ترین برتاؤ کہ جس کے لئے وہ کچھ سالوں سے دعا مانگتی آئی تھی پر بے ساختہ مسکرائی اور پر سکون ہو کر ان کے ساتھ چلنے لگی

"آپ کو یاد تھا مجھے پائن ایپل جوس پسند ہے" وہ ملازمہ سے جوس کا گلاس لیتے ہوئے مسکرا کر بولی

"ہاں دور ہو جانے سے کچھ بھول تھوڑی جاتا ہے، خضرا ایک جوس کا گلاس باہر دے آو صاحب کو" خضرا کو آواز دے کر وہ پھر سے زمل کی طرف متوجہ ہوئیں

"آزل عباس نام ہے ان کا" ایک گھونٹ بھر کر وہ بولنا شروع ہوئی

www.novelsclubb.com

"بہت اچھا نام ہے، میں نے سنا ہے فوجی ہے" وہ زمل کو یوں سن رہیں تھی جیسے کوئی چھوٹا سا بچہ بڑے انہماک سے کہانی سنتا ہے، زمل کو اس لمحے اپنی ماں بہت معصوم لگی، وہ سب کچھ زمل کے لئے ایسے نیا تھا جیسے دنیا بالکل بدل گئی ہو، لوگ، حالات سب کچھ الٹ گیا ہو

"ٹھیک سنا ہے، کیپٹن ہیں فوج میں" ایک اور گھونٹ بھر کر وہ بولی

"کیسا ہے؟" دو لفظی سوال آیا، زمل نے محسوس کیا کہ وہ بڑی دل جمعی سے اس کو سننا چاہتی ہیں

"اس دنیا میں مجھے ان جیسا اور کوئی نہیں دکھا کوئی نہیں ملا، وہ اپنے نام کے ایک ہی ہیں" زمل نے اپنے دماغ میں آزل کا نقشہ کھینچ کر بولنا شروع کیا

"مطلب بہت اچھا ہے، بالکل ویسا جیسا تم آئڈیلائز کرتی تھی، جیسے کے لئے تم دعا کرتی تھی" اقراء نے بڑے تحمل سے سوال کیا

"آپ کو کیسے پتہ ماما کہ میں اپنے لئے یہ دعا کرتی تھی؟" وہ الجھتے ہوئے بولی

"ماؤں کو پتہ چل جاتا ہے زمل، میں ماں بنی رہتی تو مجھے کبھی یہ دن نہ دیکھنا پڑتا، میں خود غرض بنی تو دیکھو آج کتنی اکیلی ہو گئی" انھوں نے بات مکمل کر کے نگاہیں جھکا لیں

www.novelsclubb.com

"بہت اچھے ہیں آزل ماما، اتنے اچھے کہ انھوں نے مجھے کبھی یہ باور نہیں ہونے دیا کہ میں کیسے گھر والے سے اٹھ کر آئی ہوں" وہ جانے انجانے میں اپنی ماں سے پہلا شکوہ کر گئی، اقراء نے شرمندہ سی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر نظروں کا رخ پھیر لیا

"آپ کو پتہ تھا بابا اور ہاشم کس کام میں ملوث ہیں؟" زمل نے ہر لگی لپٹی بات سے کنارہ اختیار کرتے ہوئے سوال کیا

"بہت بعد میں پتہ چلا زمل، جب تمہیں پتہ چلا تب مجھے پتہ چلا" وہ بڑی مشکل سے الفاظ ادا کر سکیں

"اگر پتہ لگ گیا تھا تو اس کے خلاف کھڑی کیوں نہیں ہوئیں؟" زمل کی طرف سے اگلا مشکل سوال ہوا

"کیونکہ میں تمہاری طرح بہادر نہیں تھی، نہیں چھوڑ سکی آسائشیں، اپنا شوہر مجھ سے نہیں چھوڑا گیا، اس لئے کھڑی نہیں ہو سکی" احساسِ ندامت ان کے چہرے اور باتوں سے عیاں تھا

"اور جو لوگ آپ کے شوہر اور ہاشم کی وجہ سے زندگی ہار گئے، جو ہمارا ملک ان سب کی وجہ سے بدنام ہوا، ہمارا امن کمپرومائز ہوا، ہمارے ملک کے لوگوں میں خوف پھیلا وہ سب ماما، وہ کیوں نہیں سوچ سکیں آپ؟ ان لوگوں کا کیوں نہیں سوچا جو میرے اور آپ کی طرح ایک گھر میں رہتے ہوں گے اپنی زندگیوں میں سٹرگل کر رہے ہوں گے، کتنے کتنے خواب لے کر جی رہے ہوں گے وہ سب آپ کی آسائشوں کی نذر ہو گیا، ظلم تھا ماما، آپ کسی کے خلاف نہ جاتیں کم از کم ظلم کے خلاف ضرور جاتیں" زمل نے نظریں جھکا کر سنجیدگی سے کہا

www.novelsclubb.com

"میں شرمندہ ہوں، سزائیں کاٹ رہی ہوں دیکھو مجھے اکیلی ہو گئی ہوں، نہ اولاد میرے پاس ہے نہ شوہر ،تم دعا کرنا مجھے خاموش رہنے پر معافی مل جائے، زمل میں نے اندازہ لگایا ہے دنیا کی سزا اتنی مشکل اور صبر آزما ہیں تو آخرت کی کتنی زیادہ سخت ہو گی۔۔۔۔۔" وہ اپنی آنکھوں کو ہاتھوں سے رگڑ کر صاف کرنے لگیں پھر دوبارہ گویا ہوئیں

"زمل دعا کرنا اپنی ماں کے لئے کہ جو بھی گناہ ہو گئے ان کی سزا دنیا میں مل کر ختم ہو جائے، آخرت کی سزا کاٹنے کا حوصلہ نہیں رہا تمہاری ماں میں" وہ جو آنسو پونچھ کر خاموش ہوئیں تھی اس بات پر سسکنے لگیں، زمل نے کرب سے ان کو دیکھا اور اپنی آنکھوں میں آئے دو چھوٹے چھوٹے آنسوؤں کو صاف کیا

"آپ نادم ہیں ماما تو پر امید رہیں اللہ معاف کر دے گا، وہ کر دیتا ہے معاف، وہ واپس لوٹ کر آنے والوں پر اپنے دروازے بند نہیں کرتا، وہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے" وہ اپنی بات مکمل کر کے اپنی کرسی سے اٹھی اور بیڈ پر اقراء کے سامنے جا کر بیٹھ گئی

www.novelsclubb.com

"آپ بہت کمزور ہو گئی ہیں ماما، اپنا خیال رکھا کریں، بس بھول جائیں جو ہو گیا آپ سے، بھول جائیں دیکھیں مجھے میں بھی تو بھول گئی ہوں ناماضی، اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں" وہ بول کر مسکرائی پھر کچھ یاد آنے پر دوبارہ بولنے لگی

"آج میں نے آپ کا سب سے پیارا version دیکھا، آج میں نے بہت بہت بہت عرصے بعد اپنی ماں کو میرے لئے فکر کرتے دیکھا، اب لگتا ہے زندگی میں شاید کبھی کوئی کمی تھی ہی نہیں" اقراء کا بیڈ پر رکھا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر وہ بڑے مان سے بولی

"تم نہ ہوتی زمل، بلکہ اگر یہ سب جو تم نے کیا یہ نہ کرتی تو شاید ہم کبھی بھی سمجھ نہ پاتے کہ سچ، جھوٹ، صحیح اور غلط میں فرق کیسے کرنا ہے" وہ زمل کے ہاتھوں میں اپنے تھمائے ہوئے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے مشکور انداز میں بولیں اور پھر کچھ یاد آنے پر دوبارہ گویا ہوئیں

www.novelsclubb.com

"زمل سب کے بارے میں پوچھ لیا، اپنے بارے میں سوال نہیں کرو گی، کوئی شکوہ نہیں کرو گی اپنی ماں سے میں نے بالکل اچھا رویہ نہیں رکھا تمہارے ساتھ" ہاتھ ہنوز زمل کے ہاتھوں میں مفقود تھے

"آزل کی امی نے ایک بار بولا تھا مجھے کہ ماضی کو کریدنے سے درد ہوتا ہے اس لئے اپنے بارے میں نہیں پوچھا اور مجھے پوچھنا بھی نہیں ہے کیونکہ مجھے لگتا ہے میری ساری کمیاں پوری ہو گئی ہیں، اور ماما مجھے لگتا ہے کہ اگر میرے ساتھ وہ سب نہ ہوتا تو شاید مجھے اتنے اچھے ساتھی سے نوازا بھی نہ جاتا جس کو جتنی آزمائش ملتی ہے اسے اتنا ہی اچھا صلہ ملتا ہے، آپ کو احساس ہو گیا میرے لئے اس سے بڑی اور کوئی بات نہیں" وہ تھوڑی دیر کو رکی اور مسکرا کر اپنی ماں کو دیکھ کر دوبارہ بولی

"ماما آپ نانی بننے والی ہیں" زمل نے مسکرا کر اقراء کی آنکھوں میں جھانکا اور ان کے تاثر کا انتظار کرنے لگی

"بہت مبارک ہو، مجھے پتہ ہے وہ جو آنے والی تمہاری اولاد ہو گی وہ ہو بہو تم جیسی ہو گی، نیک، خوبصورت بلکہ خوب سیرت اور بہت اچھی، بہت خوش رہو میری جان، بس ایک ریکوئسٹ کرنی تھی" زمل نے انکی بات پر خود کو ان کے چہرے کی جانب متوجہ کیا

"ہو سکے تو مجھے میری کوتاہیوں پر معاف کر دینا، اور اگر اس سے بھی زیادہ ظرف رکھتی ہو تو ایک بار اپنے بابا سے جا کر مل لینا وہ بہت بیمار ہیں زمل" اس بات پر اقراء نے اپنی نظروں کا رخ پھیرا

"آپ اپنا خیال رکھیے گا ماما، آزل میرا ویٹ کر رہے ہیں باہر میں چلتی ہوں اب" وہ بیڈ سے اتر کر جلدی جلدی سے پاؤں میں جوتا پہننے لگی

"دوبارہ بھی آجانا، کبھی کبھار۔۔۔، پلیز" اقراء نے بیڈ پر بیٹھے بیٹھے التجا کی اور زمل محض تسلی دینے کے لئے سر کو اثبات میں ہلا کر وہاں سے باہر چلی گئ

"کیسی رہی ملاقات ؟" اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی آزل نے سوال پوچھا

"بہت اچھی، بہت شکریہ میری بات کو اتنی اہمیت دینے کا" وہ سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے آرام سے بولی، اس نے مڑ کر یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ اسے اس گھر کا کیسے پتہ چلا، اسے کیسے معلوم ہوا کہ اس کی ماں یہاں رہتی ہے، وہ پوچھنا بھی نہیں چاہتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی آزل کہ یہ بخوبی کر سکتا ہے وہ زمل کے لئے اس سے زیادہ بھی کر سکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"سمیر کی طرف جانا ہے ؟" آزل نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا

"نہیں، کل چلے جائیں گے آج بس گھر جانا ہے" وہ اپنے آنسوؤں کو بمشکل روکتے ہوئے بولی اور اپنا رخ بائیں جانب موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

"کوئی بات ہوئی ہے تو بتاد ورونے سے مسلئہ حل نہیں ہو جاتا" وہ زمل کے بے آواز بہتے آنسوؤں کو بھانپ لینے والا واحد مرد تھا اور زمل یہ بات بڑے وثوق سے کہنے کا حوصلہ رکھتی تھی

"پتہ نہیں میں آج کتنے ہی سالوں بعد حقیقی معنوں میں اپنی ماں سے مل کر آرہی ہوں اور آج پہلی بار ہوا ہے کہ میرا ان کے پاس سے اٹھنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن میں پھر بھی ہمت کر کے مضبوط بننے کی اداکاری کر کے واپس آگئی" زمل نے بلامزاحمت بات شروع کی

"وہ آخر پر مجھے کہہ رہیں تھیں بابا بہت بیمار ہیں، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا میں اس بات پر کیا کروں؟" وہ بڑے الجھن زدہ انداز میں گویا ہوئی اور اپنی آنکھ کے کنارے کو ٹشو پیپر سے صاف کیا

"کچھ بھی نہیں، بس اپنے آپ کو ریلیکس رکھو" وہ اسکا ہاتھ تھام کر نرمی سے دباتے ہوئے بولا

"گول گپے کھانے ہیں؟" وہ زمل کی طرف دیکھ کر بولا اور زمل حیرانی سے اس کی طرف دیکھ کر اثبات میں سر ہلا کر ہلکا سا مسکرا دی

www.novelsclubb.com

"حدید ماں جی بلا رہی ہیں کمرے میں" مراد، حدید کے کمرے کا دروازہ کھٹکا کر اندر آیا اور بات پوری کر کے جانے کے لئے مڑا

"مرادر کو" حدید نے موبائل کو چھتے سے ہٹا کر مراد کی طرف دیکھا

"کیوں کیا ہوا؟" وہ دروازے سے اپنا سر کمرے کے اندر کرتے ہوئے سرعت سے بولا

"بابا بھی ہیں کمرے میں؟" اس کے لہجے میں سادگی کے ساتھ ساتھ معصومیت تھی

"ہاں جی بلا رہے ہیں دونوں میاں بیوی آپ کو حاضری لگوا کر آئیں وہاں چائے بھی ملے گی" وہ اسے آنکھ مار کر شرارت سے بولا اور کمرے سے چلا گیا بابا کا نام سنتے ہی حدید کی جان میں جان آئی تھی

"ہر وقت مزاق ہی کرتے رہنا تمہیں تو میں آکر پوچھتا ہوں" حدید کمرے سے باہر نکل کر اونچی اواز میں بولا جواب میں مراد سپیڈ لگا کر اپنے کمرے میں بھاگ گیا

www.novelsclubb.com

"ماں جی بلایا تھا آپ نے؟" کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ادب سے کھڑا ہو گیا

"آؤ بیٹا بیٹھو" فیصل صاحب نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے کہا اور وہ خاموشی سے وہاں جا کر بیٹھ گیا

"آپ کی امی کا کہنا ہے بلکہ وہ چاہتی ہیں کہ آپ کی شادی کر دی جائے" آنکھوں سے عینک اتار کر انھوں نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور تصحیح کے لئے حدید کی طرف دیکھنے لگے

"جی بابا ایسا ہی ہے" وہ اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

"ایسا صرف ہے یا ایسا ہونا چاہیے میں پوچھنا چاہ رہا ہوں تیار ہو شادی کے لئے یا بس ماں نے کہہ دیا ہے تو ہاں میں ہاں ملائی جا رہی ہے" وہ دوستوں کی طرح بڑے ہلکے پھلکے انداز میں بات کرتے تھے اور آج بھی ایسا ہی کر رہے تھے

"جی جی میں شادی کرنا چاہتا ہوں، ذہنی طور پر تیار ہوں اس کے لئے" ہاتھوں کی انگلیوں کو جوڑ کر وہ اب صرف اپنے باپ کی طرف دیکھ کر بولنے لگا

www.novelsclubb.com

"ہاں تو ٹھیک ہے پھر حلیمہ بیٹا تو مان گیا ہے تمہارا اب بہو تلاش کرو" وہ بات مکمل کرکے دوبارہ سے عینک لگا کر موبائل سکرین کی جانب متوجہ ہوئے، حدید نے کچھ دیر ان کو خاموشی سے دیکھا پھر سنجیدگی سے گویا ہوا

"سمیر کا تو پتہ ہے آپ دونوں کو، اس کی شہادت سے کوئی چھ ساڑھے چھ ماہ پہلے اس کی شادی ہوئی تھی" وہ اپنی اس بات سے دونوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا چکا تھا

"اللہ پاک اس کے درجات بلند کرے اس کے گھر والوں کو صبر عطا کرے" فیصل صاحب کی بات پر وہ تینوں بیک وقت آمین بول کر خاموش ہوئے

"ماں جی، بابا جی، میں اس کی بیوہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں" حدید کے خاموش ہونے سے پورے کمرے میں سناٹا طاری ہوا اور یوں محسوس ہوا تھا کہ کمرے میں کوئی موجود ہی نہ ہو

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے وہ دوست تھا تمہارا، لیکن حدید یہ پوری زندگی کا معاملہ ہے اس میں ہمدردی سے زیادہ عقلمندی سے کام لینا پڑتا ہے" فیصل صاحب نے حلیمہ کی جانب دیکھ کر انہیں آنکھوں ہی آنکھوں سے تسلی دی اور حدید کو دیکھ کر اسے سمجھانے لگے

"میں نے ماں جی کو بولا تھا ایک بار کہ آزل کے گھر سے رشتے داری جوڑی جا سکتی ہے کیونکہ انسان کی تربیت بتا دیتی ہے اس کے گھر کا ماحول کیسا ہو گا، ماں جی میں نے اس کی بہن رباب کو کبھی غور سے دیکھا بھی نہیں ہو گا وہ رشتہ میں آزل کو دیکھ کر جوڑنا چاہتا تھا، صرف اس لئے کہ وہ اپنے گھر کی اور باہر کی ہر عورت کی عزت کرنا جانتا ہے اور جس گھر میں عورت کی عزت ہوتی ہے اس گھر کی عورت اپنی حدوں کی پاسبان ہوتی ہے، سمیر کی بیوہ سے نکاح کرنے کی بات اس لئے کر رہا ہوں کیونکہ میں چاہتا ہوں اس کی امانت کو اپنی ذمہ داری بنالوں، بابا ان کے گھر والے کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں تو شادی کریں گے ان کی، جو انھوں نے مجھے منتخب کر لیا تو میرے لئے اس سے بڑی کوئی بات ہو نہیں سکتی" وہ بڑی سنجیدگی سے نظروں کو جھکا کر بولا اور دوبارہ بولنا شروع کیا

"ماں جی، معاشرے سے پہلے اپنے بیٹے کو دیکھیے گا اور اس کی خوشی کو دیکھئے گا، یہ حوصلے والا کام ہے میں نہیں بھی کروں گا کوئی اور کرلے گا لیکن اگر اللہ نے مجھ میں اتنی سکت ڈالی ہے تو میرے خیال میں مجھے صرف اس لئے پیچھے نہیں ہٹنا کہ کوئی میرے بارے میں کیا سوچے گا، میرے لئے ضروری ہے کہ اللہ میرے بارے میں کیا سوچے گا" بات کرتے وقت نظریں ہنوز جھکی ہوئیں تھی

www.novelsclubb.com

"یہ سمجھدار ہو گیا ہے بیگم، بڑی بڑی باتیں کرنے لگ پڑا ہے" فیصل صاحب نے مسکرا کر حلیمہ فیصل کی جانب دیکھا جو ششدد سی کبھی حدید اور کبھی فیصل کو دیکھ رہی تھیں

"نہیں ماں جی، خدا کی قسم بہت نالائق انسان ہوں، بالکل بھی سمجھدار نہیں ہوں وہی آپ کا لاپرواہ سا بیٹا ہوں جو ہے تو سب سے بڑا لیکن اپنی حرکتوں سے لگتا نہیں ہے" وہ اپنے باپ کی جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا آنکھوں میں تشکر کی چمک واضح تھی

"یہ میرا وہی بیٹا ہے جو ہمیشہ سے اپنے بارے میں سب سے آخر میں سوچتا ہے لیکن میں حیران ہوں پھر بھی سب سے زیادہ اللہ اسے ہی نوازتا ہے اس کو کبھی پیچھے رہنے ہی نہیں دیتا" اب کی بار حلیمہ فیصل بڑے رشک سے بولیں

"ماں جی آپ دیکھئے گا اگر آپ کا بیٹا ان کی زندگی میں خوشیاں واپس لا سکا تو وہ خود بھی کس قدر خوش رہے گا، میں نے سمیر سے ہی تو سیکھا ہے یہ بابا، کہ زندگی آپ کو آپ کی خوشی اور سکون تب دیتی ہے جب آپ اس دنیا میں رہنے والے کسی انسان کو خوشی دیں، یہ خوشی لین دین والا سسٹم ہے جتنی بانٹو گے اس سے زیادہ مل جائے گی" وہ اپنی بات مکمل کر کے بڑی فرصت سے مسکرایا، وہ صحیح معنوں میں

www.novelsclubb.com

جینٹل مین شخصیت کا حامل تھا، پانچ فٹ آٹھ انچ کا لمبا قد، ہلکی گندمی صاف رنگت، بال اس کے بھی آزل اور سمیر کی طرح کیڈٹ کٹ تھے البتہ ان دونوں سے زیادہ ریشمی اور خوبصورت تھے، چہرے پر ہلکے مگر سلیقے سے درست کئے بال، کسرتی وجود، چھوٹی مگر گہری بھوری رنگ آنکھیں اور بارعب آواز اس کی شخصیت کا خاصہ تھیں

"اچھا مجھے ایک دن دے دو حدید میں تھوڑا سوچ کر بتاتی ہوں کل تک" حلیمہ فیصل کے انداز میں تسلی اور اطمینان واضح تھا

"ٹھیک ہو گیا ماں جی آپ اپنا وقت لیں، اوکے بابا کل ملاقات ہوتی ہے پھر شب بخیر" وہ الوداع کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

----

www.novelsclubb.com

"تائی اماں" دروازہ کھٹکا کر وہ کمرے میں داخل ہوئی

"ہاں بیٹا کیا ہوا ہے؟" وہ بستر پر لیٹی ہوئیں تھی مگر ہانیہ کو آتا دیکھ کر بیٹھ گئیں

"کچھ نہیں نیند نہیں آ رہی" بیڈ کے پاس کھڑے ہو کر اس نے معصومیت سے کہا

"مجھے بھی نہیں آ رہی، آ جاؤ میرے پاس" انھوں نے دونوں بازو کھول کر اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا

"تائی اماں، مجھے اپنے کمرے میں نیند نہیں آتی میرا دل کر رہا ہے میں یہاں آپ کے پاس سویا کروں" وہ بیڈ کے دوسرے حصے کو دیکھ کر بولی اور اپنا سر تائی کی گود میں رکھ دیا

"ابھی تو میرے پاس سو جاؤ گی، جب واپس اپنے گھر چلی جاؤ گی عدت کے بعد پھر میرا کیا بنے گا؟" ہانیہ کے بالوں میں انگلی پھیرتے ہوئے وہ بے بسی کے زیر اثر بولیں

"میں کہیں نہیں جا رہی، ہمیشہ یہیں رہنا ہے مجھے، امی کے گھر نہیں جانا تائی اماں، مجھے آپ کے پاس رہنا ہے" وہ مضطرب ہو کر گود سے اٹھی اور فوراً سے بولی

www.novelsclubb.com

"کوئی کسی کے پاس ہمیشہ کے لئے نہیں رہتا یہ دنیا کا اصول ہے اور ہم دنیا میں رہنے والے انسان ہیں" ہانیہ کا ہاتھ پکڑ کر ثمینہ تائی نے اسے پیار سے سمجھایا

"میں دستور نہیں نبھانا چاہتی تائی اماں، مجھ سے اصولوں کی بات نہیں کریں تائی اماں مجھ سے وہ بات کریں جو میرے دل کو اچھی لگتی ہو جو دل کو بھاتی ہو، ہر انسان ہر دستور نہیں نبھا سکتا" وہ جذبات میں آ کر اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی

"اچھا چلو موڈ ٹھیک کرو، اور حلیہ بھی ہانیہ مرجھا گئی ہو اتنا سا منہ نکل آیا ہے اور حلقے دیکھو جا کر شیشے میں "وہ بڑی فکر مندی سے ہانیہ کے بالوں کو اس کے کان کے پیچھے اڑاتے ہوئے بولیں

"تائی اماں موڈ ٹھیک رہے گا جب تک آپ کے پاس رہوں گی، یہاں سے جاؤں گی تو پھر کوئی گارنٹی نہیں دے سکتی، ملنے چلی جایا کروں گی امی لوگوں سے لیکن پوری زندگی آپ کے پاس رہوں گی، اور اللہ نے کیا تو بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی" وہ پھر سے تائی کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی

"کل سمیر آیا تھا میرے خواب میں۔۔۔" وہ بولتے بولتے خاموش ہوئیں، ہانیہ نے لیٹے لیٹے تائی کو دیکھا وہ اسی کو دیکھ رہیں تھی

www.novelsclubb.com

"ہانیہ بہت مطمئن دیکھا میں نے اس کو اب مجھے وہ یاد تو آتا ہے لیکن اس کے جانے کا دکھ نہیں ہوتا" ہنوز ثمینہ تائی نے ہانیہ کو دیکھ کر بولا وہ چپ چاپ انہیں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی

"شہیدوں کے جانے کا دکھ تھوڑی ہوتا ہے تائی جان، مجھے تو فخر ہوتا ہے، بلکہ رشک آتا ہے ان پر مجھے کہتے تھے ہانیہ 'چنا ہوا ہونے کا پروٹوکول ہی بہت کمال ہوتا ہے'، نیند مجھے اس لئے نہیں آتی شاید کہ اگر میں سو گئی تو کہیں ان کی یاد آنا بند نہ ہو جائے" وہ بڑے اطمینان سے بول کر خاموش ہوئی وہ آج سمیر کی شہادت کے چار ماہ بعد پہلی مرتبہ اس کا ذکر خود اپنی زبان سے کر رہی تھی

"ہمت والی ہو، ہمت والوں کو دنیا میں آزمایا جاتا ہے آخرت میں بہت زیادہ نوازنے کے لئے" تائی اماں اس کے بالوں کو بڑے پیار سے سہلا رہیں تھی

"آپ سے ہی سیکھا ہے تائی اماں، اولاد کو کھو دینے کے بعد اپنے قدموں پر واپس کھڑا ہوتا دیکھا ہے آپ کو، میں بہت کچھ سیکھنے کے لئے آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں، آپ نے تو اپنی ساری دولت ساری دنیا نچھاور کر دی تائی جان، میں آخرت میں اپنے سے پہلے آپ کا اور تایا ابو کا مقام دیکھنا چاہتی ہوں" اس کی آنکھوں میں رشک کی چمک نمایاں تھی

www.novelsclubb.com

"وہ جب پہلی بار یونیفارم پہن کر میرے سامنے آیا تھا اسی دن سے اس کے کہنے سے بھی پہلے میں نے ہمت باندھنا شروع کی تھی ہانیہ ایک بات بتاؤں جس طرح سے میں نے سمیر کو تمہیں حوصلہ دیتے

ہوئے دیکھا ہے وہ مجھ سے ایسی بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا مجھے اپنے آپ کو خود ہی سمجھانا پڑا بیٹا، پھر میں نے اندازہ لگایا مجھے اللہ نے بہادر کیا ہے وہ کچھ لے لینے سے پہلے دینے کا سد باب بنا دیتا ہے، اس سے صبر مانگو زندگی میں آگے بڑھنے کا حوصلہ مانگو مشکل لگے گا لیکن مانگنے پر وہ دے دیگا یہ سب اس نے اپنے پاس رکھ کر کیا کرنا ہے؟" ثمینہ تائی بڑی پر اعتمادی سے بولیں، ان کی بات پر ہانیہ نے بے ساختہ ان کا ہاتھ پکڑ کر عقیدت سے چوما

" صحیح کہہ رہیں ہیں تائی اماں مگر مجھے لگتا ہے جانے والا سب سکھا جاتا ہے بتا جاتا ہے، ایک جو نہیں سکھاتا تو یہ نہیں سکھاتا کہ اس کے بغیر رہنا کیسے ہے، جینا کیسے ہے؟" وہ انکی گود میں لیٹے لیٹے بولی اور آنکھیں موند لیں

"مجھے تم سے ایک ضروری بات ڈسکس کرنی ہے کسی کو چائے کا کہہ کر جلدی سے آجاؤ" آزل نے ناشتے کی میز چھوڑتے ہوئے اسے کہا اور اوپر کمرے میں چلا گیا

"زمل مجھے ہانیہ بھابھی کے سلسلے میں تمہاری رائے چاہیے" اس کا انداز سنجیدہ مگر لڑکھڑاہٹ زدہ تھا

"کس سلسلے میں؟" وہ سوالیہ نظروں سے آزل کو دیکھتے ہوئے بولی.

"شادی کے سلسلے میں" اس نے دوبدو بات مکمل کی اور زمل کے تاثرات دیکھنے کے لیے رکا

"ہانیہ کی شادی، کس سے؟" وہ مزید الجھن کا شکار ہوئی

"حدید چاہ رہا ہے وہاں شادی کرنا، وہ اس معاملے میں بہت سنجیدگی دکھا رہا ہے"

"حدید بھائی، آپ سچ کہہ رہے ہیں مطلب وہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ انھیں ہانیہ سے نکاح کرنا ہے" زمل نے دلچسپی سے سوال کیا، آزل زمل کے ردعمل پر حیرانی سے کرسی کی ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا

"ہاں وہ کہہ کر گیا ہے مجھے کہ ان کے گھر بات کروں، تم سے اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ مناسب ہو گا یہ کرنا کہ نہیں؟" وہ قدرے الجھن کا شکار تھا

"ضرور بات کریں، مجھے لگتا ہے اس وقت پر اس سے زیادہ مناسب اور کوئی بات ہو نہیں سکتی، جہاں تک بات ہے ہانیہ کی تو اس سے میں خود بات کروں گی اس سلسلے میں" وہ بات مکمل کر کے مسکرائی اور ایک بار پھر اپنی حرکت سے آزل کو حیرت میں ڈال گئی

"آج شام کو چلنا ہے سمیر کی طرف ریڈی رہنا"

"اوکے" وہ مسکرا کر کہتی بیڈ پر بیٹھی اور چائے آنے کا انتظار کرنے لگی

"زمل تم ہمیشہ بتائے بغیر آتی ہو تاکہ میں کچھ بھی ارینج نہ کر سکوں" ہانیہ نے اس کے ساتھ والی کرسی سنبھالتے ہوئے شکوہ کیا

"ہاں کیونکہ میں یہاں تم سے باتیں کرنے آتی ہوں، تمہارے ساتھ وقت گزارنے آتی ہوں" زمل نے ٹانگ پر ٹانگ دھرتے ہوئے اطمینان سے کہا

"ہانیہ یہ کلر تم پر بہت سج رہا ہے، ضرور تمہاری تائی نے کہا ہوگا یہ جوڑا پہننے کو" زمل نے مسکرا کر کہا

"نہیں آج میں نے اپنی مرضی سے پہنا ہے، تم نے اور تائی جان نے اس سارے عرصے میں میرا بہت ساتھ دیا ہے، مجھے اپنے بارے میں پھر سے سوچنا سکھایا ہے، کبھی کبھی اپنے لئے کچھ تھوڑا بہت کرتے رہنے کا حوصلہ دیا ہے، پھر سے دعائیں مانگنا سکھایا ہے، زمل تمہارا میرے ساتھ وقت گزارتے رہنے نے مجھے یہ احساس دلایا ہے کہ میں زندہ ہوں سانس لے رہی ہوں" ہانیہ اپنے جذبات کو بڑی بے ربطگی اور

روانی سے اس کے آگے بیان کر رہی تھی وہ ہر ایک کے آگے اپنے جذبات کو کھول کر بیان کرنے والوں میں سے نہیں تھی

"تم دیکھنا اللہ تمہارے ساتھ اس سے بھی زیادہ اچھا معاملہ کرے گا تمہیں اپنی اس زندگی میں بھی بہترین لوگوں سے نوازے گا اور تمہیں حیران کر دے گا" زمل نے اس کے چہرے کی جانب دیکھ کر کہا جو بڑی توجہ سے اسے ہی سن رہی تھی

"جی انکل حدید کی والدہ کا مجھے آج دوپہر کو فون آیا تھا، وہ کہہ رہیں تھی کہ ہم حدید کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہ رہے ہیں، مجھے مناسب لگا کہ ان کے بات کرنے سے پہلے ایک بار میں ذاتی طور پر آپ سے پوچھ لوں کہ آپ اس متعلق ابھی سوچنا چاہ رہے ہیں یا نہیں" آزل احمد رضا کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا تھا

"جہاں تک ہانیہ کی شادی کی بات ہے آزل تو وہ تو ہم نے کسی نہ کسی دن کرنی ہے اور اپنی بیٹی کو اسی گھر سے رخصت کرنا ہے، وہ بچی عدت کے بعد بھی اپنے ماں باپ کے گھر نہیں جانا چاہتی اب اس کی ذمہ داری میں نے اور ثمینہ نے ادا کرنی ہے" احمد رضا نے اپنا مدعا اس کے سامنے پیش کیا

"پھر تو انکل میں آپ سے کہوں گا بلکہ میں خود بھی ایسا چاہتا ہوں کہ آپ حدید کے بارے میں سوچیں، اس کی گارنٹی میں خود آپ کو دیتا ہوں وہ بہت اچھا لڑکا ہے ماشاءاللہ آپ کی بیٹی کا بہت خیال رکھے گا ان کو بہت خوش رکھے گا ان شاءاللہ "آزل نے نہایت اعتماد سے کہا

"آپ نے کہا ہے تو میں اور ثمینہ اس کے بارے میں ضرور سوچیں گے، میں ہانیہ اور اس کے گھر والوں سے پوچھ کر ان کی رائے لے کر آپ کو بتادوں گا پھر آپ حدید کے گھر والوں کو بتادینا" احمد رضا نے آزل کو تسلی بخش جواب دیا تھا

"اور آپ سناؤ نئی جگہ پر کیسی جا رہی ہے ڈیوٹی؟"

"جی انکل بہت اچھی، بلوچستان میں پہلی مرتبہ گیا ہوں اور وہ علاقہ بہت خوبصورت ہے، باقی جہاں تک چیلینجز کی بات ہے تو وہ یہاں پر بھی اچھے خاصے ہیں، انشاءاللہ اس جگہ پر ڈیوٹی کرنے کا بھی پورا حق ادا کرنا ہے مجھے "وہ اپنی بات کرتے ہوئے ہمیشہ کی طرح پر جوش تھا

www.novelsclubb.com

"حدید کی تو یہاں ہیڈ کوارٹر پوسٹنگ ہو گئی ہے نا؟" احمد صاحب نے سوال کیا

"جی انکل وہ راولپنڈی آگیا ہے، اسی بات کی تو مجھے زیادہ تسلی ہے کہ ہانیہ بھابھی کی اگر ادھر شادی ہو جاتی ہے تو وہ اسی شہر میں رہیں گی آپ کے قریب"

"ہاں اللہ پاک اس کے لئے بہترین اسباب بنائے، میں خود چاہتا ہوں کہ اچھی جگہ پر مناسب وقت پر اس کی شادی کر دوں وہ نئی جگہ جائے گی، نیا ماحول دیکھے گی تو آہستہ آہستہ ٹھیک ہوتی جائے گی"

"انشاللہ انکل وقت سے بڑا تو کوئی مرہم نہیں ہم سب کے زخم بھر دیتا ہے، اور پھر مندمل ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہم جانے والے کو بھول گئے ہیں یا اسے یاد نہیں کرتے بس انکل پھر اسے سوچ کر یاد کر کے صبر آجاتا ہے یہ سب سے اچھی بات ہوتی ہے" بات کرتے وقت اس کی آواز کی روانی ٹوٹی مگر وہ پھر بھی باہمت رہا

"ٹھیک کہہ رہے ہو بیٹا، آپ نے بڑا ساتھ دیا ہے ہمارا، بہت خیال رکھا ہے ہمارا، دوست ہونے کا حق ادا کیا ہے، اس کے جانے کے بیٹوں کی طرح ہم سے پیار کیا ہے، آپ نے اور زمل نے ہمارے گھر کو بڑے مشکل وقت میں یاد رکھا ہے آزل۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"نہیں انکل میں نے اور زمل نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ ہم سے اللہ نے کروایا ہے نہ میرا اس میں کوئی کمال ہے نا زمل کا، انکل میں تو خود اللہ کا بہت شکر کرتا ہوں کہ اس نے بہت ادنی سا ہی سہی لیکن وسیلہ بنا دیا ہم دونوں کو، اور جب تک اللہ مجھے ہمت دیتا رہے گا میں آپ کے پاس حاضر ہوتا رہوں گا ان شاءاللہ" وہ سر جھکا کر ادب سے گویا ہوا

"چلیں انکل پھر اجازت دیں ہم نکلتے ہیں، جلدی دوبارہ ملاقات ہوتی ہے" وہ زمل کے آجانے پر صوفے سے اٹھا اور آگے بڑھ کر احمد رضا سے گلے مل کر باہر چلا گیا

"ماں جی بڑی دیر کر دی مجھے بلانے میں مجھے لگا تھا آپ صبح نہیں تو دوپہر تک مجھے بلا لیں گی" وہ لان میں پڑی کرسیوں میں سے اپنی ماں کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہی مسکراتے ہوئے بولا

"بتا دیا ہے آزل نے اس کا مطلب؟" حلیمہ فیصل نے حدید کو مسکراتا دیکھ کر کہا اور ساتھ ہی مسکرا دیں

"ہاں جی بتا دیا ہے اس نے لیکن ساری بات نہیں بتائی اس لئے آکر بیٹھ گیا ہوں آپ کے سامنے" سامنے کے میز پر پڑی پلیٹ سے وہ سیب کا ایک ٹکڑا اٹھا کر منہ میں رکھتے ہوئے بولا

"وہ شادی کرنا چاہ رہے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ ہانیہ اور اسکے گھر والوں سے پوچھ کر جواب دیں گے"

"بہت بہت بہت شکریہ ماں جی، آپ نے میری بات کو اتنا سیریس لیا اس کے بارے میں سوچا اور میرے حق میں فیصلہ کیا، آپ دیکھیے گا ماں جی میں پوری زندگی یہی کوشش کروں گا میری وجہ سے آپ کو ہمیشہ فخر ہو کبھی شرمندگی نہ ہو" وہ بات کرتے وقت اپنی آنکھوں میں گہری چمک لئے تھا

'ہانیہ محتاجی کی سو سالہ زندگی سے خود مختاری کی چوبیس پچیس سالہ زندگی میرے لئے زیادہ چارمنگ ہے، کم از کم میں نے اپنے سب خواب اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے تو دیکھے ہیں، کم از کم اپنی زندگی میں تمہارا ساتھ تو حاصل کیا ہے، کم از کم میں بے موت نہیں مارا جاؤں گا، کم از کم مجھے اپنے کسی ارمان کے پورے نہ ہونے کا ملال نہیں ہو گا، جو مرنا ہی اختتام ہے تو کیوں نہ کسی شوق کی تکمیل میں مارے جائیں، کیوں نہ اپنی مانگی ہوئی دعاؤں کے طریقے سے اپنی سانسوں پر سے اپنا اختیار چھوڑ دیں، جو جان دینی ہی ہے تو کیوں نہ اپنی مرضی کے راستے پر چلتے ہوئے دے دیں کم از کم جاتے ہوئے کوئی افسوس اور ملال تو پیچھے نہیں رہے گا، ہانیہ میری زندگی میں جو بھی موڑ آئے ہوں، مشکلات آئی ہوں جو شاید کبھی

www.novelsclubb.com

میرے اختیار میں بھی نہیں تھیں میں ان کی بات نہیں کرتا میں اس لمحے کی بات کرتا ہوں ہوں جو ہے تو اللہ کے اختیار میں لیکن مجھے شدت سے محسوس ہوتا ہے کہ اس معاملے میں میری رضا اس کی رضا کے مطابق ہے۔۔۔۔'وہ خط پر سے نظریں ہٹا کر اپنے بیڈ کی چادر کو گھورنے لگی،اسی لمحے اس نے اپنی آنکھ میں ٹھہرا ہوا پانی محسوس کیا،وہ کچھ دیر فیصلے کی اسی جستجو میں غرق رہی کہ اس کی آنکھ میں ٹھہرا ہوا پانی رشک کا ہے،تشکر کا ہے،یاد کھ کا

'دکھ کا نہیں ہو سکتا،کیونکہ وہ تو اپنی زندگی کی سب سے کامل شے کا احوال بتا رہے ہیں،بھلا کامل شے پر بھی دکھ کی گنجائش بنتی ہے'ہانیہ نے دل ہی دل میں سوچ کر نفی میں سر ہلایا

'رشک اور شکر کا ہو سکتا ہے،وہ تو آخر تک ایسا کچھ چھوڑ کر ہی نہیں گئے کہ مجھے کوئی ملال محسوس ہوا ہو،وہ رشک والی موت کا انتخاب کر کے گئے ہیں مطلب میں ان کی خوشی میں خوش ہوں تو میرا آنسو شکر کا آنسو ہوا،یا اللہ میں نے ڈھونڈ لیا،دیکھا میں نے ڈھونڈ لیا میری آنکھ میں ٹھہرا ہوا پانی رنج کا نہیں خوشی اور شکر کا تھا'وہ اپنی آنکھ کو انگلی سے صاف کرتے ہوئے بھرپور مسکرائی اور خط کو باوجود اس کے کہ اس میں

مزید سطریں درج تھیں تہہ کر کے اسی لکڑی کے ڈبے میں رکھا اور اسے اٹھا کر کتابوں کے ریک میں رکھ آئی

دو ماہ بعد

"ہانیہ آپی مہمان آنے والے ہیں آپ جا کر تیار ہو جائیں" آمنہ نے اس کو کچن میں کام کرتا دیکھ کر مشورہ دیا

"کیوں ٹھیک نہیں لگ رہی؟" اپنا چہرہ اس کی طرف موڑ کر وہ سوالیہ نظروں سے بولی

"بالوں کو تھوڑا اور ٹائٹ باندھ لیں، پھر ٹھیک لگیں گی" آمنہ، ہانیہ کے جوڑے میں بندھے بالوں کا جائزہ لیتے ہوئے طنزیہ بولی

www.novelsclubb.com

"میں ان سے مل رہی ہوں، ان کے سامنے جا رہی ہوں آمنہ تمہیں نہیں لگتا کہ میرے لئے یہ بھی بہت ہے؟" وہ اپنی بات مکمل کر کے دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہوئی

"اچھا آپ یہ کام وام چھوڑیں اپنے کمرے میں جائیں، میں اور امی دیکھ لیتے ہیں سب کچھ" وہ ہانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کچن سے باہر لے گئی

"ہم آپ کی بیٹی کو بہت محبت سے اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں بس اور حدید کی طرف سے مجھے کچھ نہیں کہنا" حلیمہ فیصل ثمینہ اور اسمارا کی طرف دیکھ کر اپنائیت سے بولیں

"آپ کی اسی ایک بات نے بہت حوصلہ دیا ہے ہم دونوں کو، ہانیہ ہمارے گھر کی پہلی بیٹی ہے اور اسے ہم نے اپنے بیٹوں سے بڑھ کر پیار کیا ہے" ثمینہ تائی نے جس انداز میں مسکرا کر حلیمہ بیگم کو بتایا، اس لمحے کوئی بھی ہوتا وہ ثمینہ احمد کی اعلیٰ ظرفی اور بے بہا محبت پر دنگ رہ جاتا، وہ وفا نبھانے والے بیٹے کی ماں اگر بنائیں گئیں تھی تو واقعی ان میں بہادری جیسا اعلیٰ وصف وہاں بیٹھے ہر ہر انسان سے زیادہ تھا

"کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا آپ کی بیٹی میری اور فیصل کی بیٹی ہو گی، یہ ہمارے گھر کی بھی پہلی بیٹی بنے گی" حلیمہ فیصل نے پراعتماد لہجے میں کہا

www.novelsclubb.com

"شادی کا کب تک ارادہ ہے آپ کا" اسمارا حبیب نے حلیمہ بیگم سے پوچھا

"جب آپ اور ہانیہ چاہیں، ہماری طرف سے بے فکر ہو جائیں جس انداز میں بھی آپ شادی کرنا چاہیں گے ہم راضی ہیں، بس ہانیہ کی خوشی جس چیز میں ہو ہم ویسے ہی خوش ہیں" حلیمہ کا جواب تسلی بخش تھا

"چلیں پھر بتاتے ہیں آپ کو ان شاءاللہ سب اچھا ہو گا" ثمینہ تائی نے مسکرا کر کہا

"آپی وہ لوگ تو بات پکی کر کے چلے گئے ہیں" آمنہ نے کمرے کے اندر آتے ہی اعلان کیا

"ہمم اچھا" ہانیہ بے تاثر انداز میں جہاں بیٹھی تھی وہیں بیٹھی رہی

"ہم لوگ بھی اپنے گھر جانے والے ہیں" آمنہ نے کمرے میں آکر کہا اور اپنی چادر اور جوتے اکھٹے کرنے لگی

"آپی وہ آنٹی بہت اچھی لگیں مجھے، وہ کہہ رہیں تھی جب ہانیہ چاہے گی ہم تب شادی۔۔۔۔"

"تم اپنی زبان بند رکھ کر یہاں سے جا نہیں سکتی" ہانیہ نے اسکی بات درمیان میں کاٹ کر درشتی سے کہا

"لیکن آپی، امی، تائی اماں، بابا، تایا سب کو بہت خوش دیکھا ہے آپ کے لئے اور سب سے زیادہ تائی اماں خوش تھیں" آمنہ دھیمے انداز میں معصومیت سے بولی

"مجھے لگ رہا ہے امی نے آواز دی ہے جا کر دیکھو" وہ آمنہ کی توجہ اس موضوع سے ہٹانے کے لئے بولی اور کامیاب بھی رہی

"ہاں وہ جانے کے لئے بلا رہی ہوں گے آپ اپنا خیال رکھنا، اللہ حافظ" آمنہ اپنا سامان اٹھا کر باہر چلی گئی

سیڑھی کے زینوں پر ہولے ہولے قدم دھرتے وہ روشنیوں سے دور، اندھیروں کے قریب ہوتی محسوس ہوئی، لوہے کا چھوٹا مگر قدرے مضبوط دروازہ ہلکی سی درز پر کھلا تھا، ایک آہٹ کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھولے تاریک چھت پر قدم جما چکی تھی، گلے میں لٹکتا لاکٹ اس کے قدموں کے بڑھنے کے سبب جھولتا ہوا محسوس ہوا یہ وہی لاکٹ تھا جو اس کے نکاح پر سمیر نے اسے تحفے میں دیا تھا۔

ماہ کامل کی آب و تاب نے اسے ایک پل کو آسمان کا دورہ کرنے پر مجبور کیا اور پھر فوراً سے نگاہیں جھٹک کر وہ زمین پر کچھ تلاش کرتی نگاہوں سے گھورنے لگی۔ دسمبر کی یخ بستگی اور دھند کے جمگھٹے میں چھپتا چاند چھپتے چھپتے اپنی چمک بھی چھپا چکا تھا۔ آہنی گرل جو زنگ آلود تھی مگر اس چھت کی آخری حد ہونے کا اشارہ کرتی تھی پر کھڑی وہ ویران آنکھوں سے سنسان گلی اور سامنے کے منظر پر پھیلے درختوں کو تکتی اپنے آگے کے لائحہ عمل کو سوچنے لگی، کتنی دیر اضطراب کے عالم میں وہ ساکت وجود لئے اس ریلنگ پر

www.novelsclubb.com

کھڑی رہی، ماضی کو بھول کر حال کو ایک بار پھر رنگوں سے مزین کرنا اس کے لئے آسان نہیں تھا، اور ماضی بھی وہ جو اسے یاد آجانے پر زندگی اور زندہ ہونے کے احساس سے بھر دیتا تھا

'سمیر میرے اختیار میں ہوتا تو سب سے پہلی کوشش میری آپ کے پاس آنے کی ہوتی، سمیر میرے اختیار میں اگر یہ دنیا ہوتی تو میں اپنی پوری زندگی آپ کی یادوں کے نام کر دیتی، آپ کی محبت میں میں نے جو کاملیت محسوس کی تھی وہ شاید کسی اور کے ساتھ پوری زندگی رہنے پر بھی محسوس نہ کر پاؤں، یہ دل میرا ہے ہی نہیں یہ تو میرے اختیار سے بہت باہر ہے پھر بھی مجھے یہ سب کسی اور سے کیسے منسوب کر سکتے ہیں، سمیر آپ ہانیہ کی شراکت داری کیسے برداشت کر سکتے ہیں آپ کچھ بھی نہ سوچتے کم از کم اس بارے میں تو سوچتے، سوچتے تو سہی کہ ہمارے گھر والے مجھے اکیلا سمجھ کر کہیں اور رخصت کر دیں گے، میں کیسے جاؤں گی یہ سب چھوڑ کر، میں نے اپنی پوری زندگی آپ کو سوچ کر گزاری، آپ نہیں ہیں پھر بھی آپ ہی کی بن کر گزاری، سمیر مجھے ایسے چھوڑ کر تو نہ جاتے نا' وہ آج پہلی بار تصور میں سمیر سے کلام کر کے اونچا اونچا رو دی، آج پہلی بار ہوا تھا کہ اس نے خود کو اتنا بے بس محسوس کیا کہ رونے کے علاوہ اسے اور کوئی حل نظر ہی نہیں آیا، وہ ایسے حالات میں کھڑی جیتی جاگتی انسان تھی جس کے لئے وہاں سے نکلنا اس کے بس کی بات ہی نہیں تھی، وہ سمیر کے جانے پر کئی بار بے آواز روئی ضرور تھی

www.novelsclubb.com

مگر آج پہلی بار تھا کہ وہ سمیر کے جانے پر سمیر کے لئے نہیں خود کے لئے رودی، آج اسے اپنی حالت پر رونا آیا تھا، آج پہلی بار تھا کہ اس نے سمیر کے جانے پر سمیر ہی سے شکوہ کیا تھا۔

'اچھا چلو ہم اپنے ماضی، حال، مستقبل کو ایک ساتھ جوڑ کر دیکھتے ہیں۔۔۔' وہ کاغذ کے ٹکڑے پر نگاہیں جما کر حیرانگی سے اسے دیکھ کر دوبارہ پڑھنے لگی

'تمہیں یاد ہے ہانیہ ایک بار میں نے تم سے بولا تھا کہ میں تمہیں تب تک چھوڑ کر نہیں جاؤں گا جب تک اللہ تمہارے لئے بہترین اسباب پیدا نہیں کر دیتا، پتہ نہیں میں یہ سب اتنے آرام سے کیسے لکھ رہا ہوں، آج لگ رہا ہے میں اپنی طاقت اور دماغ کے بل بوتے پر نہیں لکھ رہا بلکہ یہ سب مجھ سے اللہ لکھوا رہا ہے، مطلب میں سوچ بھی نہیں رہا اور میرا قلم خود بہ خود روانی سے چلتا چلا جا رہا ہے، ہانیہ یہ سب جتنا عجیب ہے اتنا ہی پر سکون ہے، تم نے کبھی غور کیا ہے ہانیہ کہ جب ہم چھوٹے بچے تھے اور ہمارے بابا ہمیں سیر کرانے ہر ہجوم جگہوں پر لے جاتے تھے تو اتنے رش میں بھی کبھی ہمیں گم ہونے نہیں دیتے تھے، وہ ہمیں اتنے سارے لوگوں کے درمیان بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل ہونے نہیں دیتے تھے، ہمارا

دھیان رکھتے تھے، مجھے بتاؤ ہانیہ اگر اس رش میں ہمارے ماں باپ ہمیں کھونے نہیں دیتے تھے تو کیا ہمیں پیدا کرنے والا رب ہمیں اس لوگوں سے بھری دنیا میں بھول جائے گا، ہمیں کھو جانے دے گا؟ ۔۔۔۔' اس نے خط کو اپنے ہاتھوں سے چھوڑ کر گود میں رکھا اور آنکھوں کو زور سے بند کیا، ایک سسکی لے کر وہ بے اختیار اپنا ہاتھ اپنے منہ کے پاس لے گئی تاکہ اس کے رونے کی آواز کوئی سن نہ لے، اس کے ڈوبتے ہوئے دل نے اس لمحے شدت سے اپنے اللہ کو یاد کیا تھا اور یاد کرتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو گرنا شروع ہو گئے۔

'مجھے پورا یقین ہے تم رو رہی ہو، ہانیہ آج میں تمہیں رونے سے بالکل نہیں روکوں گا کیونکہ آج تم اپنے یا میرے لئے نہیں اللہ کی محبت کے لئے رو رہی اور یہ واحد آنسو ہیں ہانیہ جو گرتے آنکھ سے باہر ہیں لیکن سکون روح کے اندر طاری کر دیتے ہیں، اپنے آپ کو سکون دینے کے لئے رو لیا کرو۔۔۔۔' ہانیہ نے اپنے گرتے ہوئے آنسوؤں کو روکنے کی ذرا بھی جستجو نہیں کی تھی

'وہ ایک در بند کر کے سو در کھول دیتا ہے، وہ تمہارے راستے آسان کر دے گا، تمہاری دعائیں بہت غور سے سنتا ہے وہ، تم سے بے انتہا محبت کرتا ہے، اور جہاں تک بات ہے میری تو ہانیہ، یہ دنیا اور اس کی

زندگی کسی کے لئے پرفیکٹ نہیں ہوتی، میں اسی لئے بار بار کہتا ہوں کہ ہم جنت کی سب سے خوبصورت وادی میں دوبارہ اکھٹے ہوں گے کبھی نہ بچھڑنے کے لئے، یہ دنیا جو ہے نا یہ سہاروں کے بغیر کٹ نہیں سکتی، یہ اصول کائنات ہے وہ انسان کو جوڑوں جوڑوں میں پیدا کرتا ہے، ان کے نصیب ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیتا ہے، اس دنیا میں انسان اکیلا آیا اور گیا ضرور ہے لیکن رہا ہمیشہ اپنوں کے ساتھ ہے، اور جو ساتھ اللہ تمہارے لئے لکھ دے تو اپنی محبت ایک طرف رکھ کر اللہ کی خاطر مان جانا، اس کی خاطر مان جاؤ گی تو ہمیشہ سکون میں رہو گی، کسی نئے ساتھ کے پا لینے سے کوئی کسی کو بھول نہیں جاتا، محبت کر لینے اور پھر اسی پر ثابت قدم رہنے کا اختیار تمہیں لگتا ہو گا کہ تمہارے پاس ہے؟۔۔۔'وہ حیرت اور اطمینان کے ملے جلے تاثرات سے اپنے ہاتھوں کو گھورنے لگی اور پھر دوبارہ سے خط کی جانب متوجہ ہوئی

'نہیں وہ اختیار اللہ کے پاس ہے ہانیہ

آج سے بلکہ ابھی سے تم سوچنا شروع کرو، دنیا اور زندگی دونوں وسیع ہیں، یہ کسی کے بھی جانے سے نہیں رکتی یہ گزرنے کے لئے بنائی گئی ہے اسے مسافر بن کر گزارتی جاؤ، مجھے یقین ہے ہانیہ حبیب کے لئے میرا رب سب سے بہترین سدباب بنا کر دے گا، تم خوش رہو گی تو دیکھنا سب خوش رہیں گے، پھر

کہوں گا ہانیہ میں نہیں جانتا یہ سب میں نے کیسے لکھ دیا، لکھا ہے بھی یا نہیں لیکن مجھے اتنا پتہ ہے یہ مجھ سے اللہ نے تمہارے لئے لکھوایا ہے، پتہ ہے کیوں، کیونکہ وہ اپنی اس بندی سے بہت محبت کرتا ہے، دعاؤں میں یاد رکھنا

فقط سمیر احمد' ہانیہ نے خط کو عقیدت سے چوم کر تہہ کیا اور اطمینان سے اٹھ کر ڈبے کو واپس اپنی معمول کی جگہ کر رکھ کر وضو کرنے چلی گئی

"تائی اماں" وہ ان کے کمرے کا دروازہ کھٹکا کر اندر داخل ہوئی اور جا کر بیڈ کی ایک طرف کھڑی ہو گئی، ثمینہ تائی اور تایا ابو دونوں کی نظریں اسی پر مرکوز تھیں

"آپ کی خوشی میں میری خوشی ہے تائی اماں، تایا جان میں شادی کے لئے راضی ہوں" وہ بے تاثر سے ڈھیلے ڈھالے انداز میں جانے کے لئے پلٹی پھر کچھ یاد آنے پر رکی اور گویا ہوئی

www.novelsclubb.com

"تایا ابو، ہماری طرف سے شادی سادگی سے ہو گی وہ لوگ جیسی چاہیں ویسی شادی کریں بس یہی کہنے آئی تھی" وہ کسی قدر اطمینان سے کہہ کر کمرے سے چلی گئی اور پیچھے رہ جانے والوں کو حیرت اور اطمینان کے ملے جلے تاثرات میں گھیر گئی

"میجر عبید کی انجری وجہ سے فی الحال وہ اس مشن کے لئے ان فٹ ہیں،اور ہم اس آپریشن کو کسی صورت ڈیلے نہیں کر سکتے" کرنل حامد نے ہنگامی بریفنگ دے کر وہاں کھڑے افسران کو موجودہ صورتحال سے مطلع کیا

" Sir ,I want to volunteer myself for this operation"

اس کے بولنے پر سب کی نظریں کیپٹن آزل عباس پر مرکوز ہوئیں جو ابھی کچھ دیر پہلے اپنی چھٹی کی درخواست جمع کروا کر اسی دفتر سے باہر نکلا تھا

"کیپٹن آزل آپ مجھ سے آدھے گھنٹے بعد ملیں" کرنل حامد کی بات پر وہ ادب سے سیلیوٹ کر کے دفتر سے باہر چلا گیا

www.novelsclubb.com

"والنٹیئر کرنے کی کوئی خاص وجہ" اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی کرنل حامد نے سوال کیا

"میجر عبید انجرڈ ہیں، آپریشن کا وقت آگے پیچھے کرنا اس کی ساخت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے، مجھے لگتا ہے کہ میں اس صورتحال کو اچھی طرح ہینڈل کر سکتا ہوں" کیپٹن آزل کا لہجہ پر اعتماد تھا

"آپ نے مجھ سے گھر جانے کے لئے چھٹی لی ہے،اس کا مطلب ہے آپ کے گھر والوں کو آپ کی ضرورت ہے اور آپ کو کل نہیں تو پرسوں وہاں موجود ہونا چاہیے "اگلا سوال بالکل اسی سنجیدگی سے ہوا

"سر ملک کو میری زیادہ ضرورت ہے، گھر کی جو بھی بات ہے وہ گھر والے سنبھال سکتے ہیں مجھے لگتا ہے میرا اس صورتحال میں اپنے گھر چلے جانا بالکل مناسب نہیں "وہ حسب معمول پر اعتماد تھا

"پھر سوچ لیں آزل، مجھے آپ کی کمپیٹ ایبیلٹی پر کوئی شک نہیں، وزیرستان میں آپ کا ٹریک ریکارڈ اچھا ہے، گروپ لیڈر کی حیثیت سے آپ نے اچھا کام کیا ہے اور آپ کو اس بار موقع دیا جاسکتا ہے لیکن، آپ کو ایک مشورہ دوں گا آپ گھر جانا چاہتے ہیں تو چلے جائیں یا ایک بار دوبارہ سوچ لیں "کرنل حامد کے انداز میں اس بار مخلصی بھی شامل تھی

www.novelsclubb.com

"سوچ لیا ہے سر، میں یہیں رکوں گا آپ کے اگلے آرڈر کا انتظار کروں گا "وہ کرنل حامد کی بات سن کر فوراً بولا اور خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہو گیا

"ٹھیک ہے پھر میجر عبید سے ملیں، مشن کے سارے پوائنٹس ڈسکس کریں اور اللہ کا نام لے کر تیاری شروع کریں، میں آپ کو لیڈ کرنے کا آرڈر دیتا ہوں" کرنل حامد نے اپنا ز بانی احکام جاری کیا

"سر" آزل سیلیوٹ کر کے دفتر سے باہر آ گیا

"ماما زمل کو سنبھال لیجیے گا، اس کا خیال رکھئے گا میں فی الحال نہیں آ سکتا" وہ موبائل فون کان کو لگائے دائیں بائیں ٹہل رہا تھا

"لیکن آزل آپ کو تو چھٹی مل جانی تھی آج، آپ نے ہی کہا تھا" دوسری طرف بشریٰ بیگم نے پریشانی سے پوچھا

"ضروری کام ہے یہاں وہ نہیں چھوڑ سکتا، آپ دعا کریے گا سب خیر سے ہو جائے، زمل سے میں خود بات نہیں کر رہا وہ پریشان ہو جائے گی اس کنڈیشن میں" اس نے اپنے انداز میں اطمینان روا رکھا، شاید کسی اندیشے کے پیشِ نظر وہ گھر والوں کو یہ بھی نہیں بتا سکا کہ وہ کتنے اہم مشن کا رکن ہے اس لئے آزل نے اس بارے میں زیادہ گفتگو بھی نہیں کی تھی

www.novelsclubb.com

"اچھا بیٹا خیال سے ٹھیک ہے، زمل کی فکر نہ کرو میں اس کے ساتھ ساتھ ہی ہوں آپ بے فکر ہو کر اپنا کام کرو، اللہ پاک خیر کرے گا ان شاءاللہ "آزل نے ان کی بات پر

ان شاءاللہ بول کر الوداع کہا اور فون بند کر دیا، وہ جانتی تھیں آزل کس ضروری کام کی بات کر رہا ہے مگر بیٹے کا اطمینان بحال رکھنے کے لئے انھوں نے اپنی فکر مندی اس کے آگے ظاہر نہیں ہونے دی، دکھاوا کرنا کبھی کبھی کتنا مشکل ہو جاتا ہے یہ ان جیسے بیٹوں کی ماؤں سے پوچھنا چاہئے جو خدشات میں گھر کر بھی لہجے میں بہادری کا عنصر روا رکھتی ہیں، جو جانتی ہیں یہ آخری بار بھی ہو سکتا ہے پھر بھی معمول کے مطابق مسکراتی ہیں صرف اس آس اور امید کے سہارے کہ اللہ ان کو اس بار بھی ان کا جوان بیٹا واپس لوٹا دے گا۔

دور تک پھیلے خشک ریتلے پہاڑوں کا سلسلہ اس علاقے کی سب سے نمایاں چیزوں میں سے ایک تھا، کیر تھر کی پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ چلتی لمبی، ریتلی، کہیں سے پکی کہیں سے ٹوٹی پھوٹی سڑک علاقے کی سنسانیت کو واضح کر رہی تھی، دسمبر کا یخ بستہ مہینہ اور جسم کو ٹھراتی ہوئی یخ بستہ ہوائیں ان گنے چنے

جوانوں کے مصمم عزائم کوماند کرنے میں کار گر ثابت نہیں ہوئی تھیں، چندانسانی آبادیوں کے چیدہ چیدہ خدوخال کوئی بیس ایک میل بعد دکھائی دے بھی جاتے تو گاڑی کی تیز رفتار سے چند سیکنڈ میں آنکھ سے اوجھل ہو جاتے، زرد رنگی مرجھائے ہوئے، خاک نما کڑکڑاتے پتے اپنے محور اپنے درختوں سے جدا ہو کر خاکی، ریتلی سنہری مائل زمین پر جابجا پھیلے تھے کچھ سوکھے پتے جو سرمئی خستہ حال سڑک پر جابجا پھیلے تھے اپنے اوپر سے بھاری گاڑیوں کے گزرنے پر بطور احتجاج پوری قوت سے شور مچانے لگتے تھے، فضا میں پھیلا گہرا اسکوت اور آسمان پر چھائی گہری سرمئی سی شام اس علاقے کے حسن کو چار چاند بخشنے کا سہرا اپنے سر سجائے ہوئے تھی

وہ علاقہ غیر قانونی اسلحہ سپلائی، سمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی کا اہم ترین مرکز تھا جہاں چھپے ہوئے، انتہائی مطلوب، مفرور دہشتگردوں کے پکے ٹھکانے ہونے کی خبر موصول ہوئی تھی جس کی بنا پر خفیہ طور پر رات کے اندھیرے میں کاروائی کی جانی تھی۔

www.novelsclubb.com

ہاتھوں پر چڑھائے دستانوں کو گھورتے ہوئے وہ شاید کچھ یاد کرنے کے عمل سے گزر رہا تھا، کندھے پر لٹکتی رائفل اس کے جھک جانے پر ڈھلک کر نیچے ہو چکی تھی

"سمیر تم مجھے دائیں طرف سے کور دو گے" وہ اپنے ٹارگٹ ایریا سے ملحق علاقے میں کھڑے ہو کر گروپ لیڈر کی جانب سے دیئے گئے زبانی احکامات سن رہے تھے

"راجر سر" یک لفظی جواب پر وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرایا، بڑے اعتماد سے آزل کی آنکھوں میں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو تم اکیلے نہیں ہو میں تمہارے ساتھ ہوں، تم پر ایک آنچ بھی نہیں آنے دوں گا، سمیر کی پر اعتماد آنکھوں میں جھانکتے ہوئے آزل بھرپور مسکرایا تھا، وہ اپنی سوچ کر بے ساختہ مسکرایا اور ساتھ ہی منظر بدلا، سمیر کا سر اس کی گود میں تھا، خون سے بھیگا ہوا یونیفارم اس کی آنکھوں کے آگے لہرایا

'مجھے پتہ ہے میں ٹھیک ہوں تیرے ہوتے ہوئے مجھے کچھ ہو بھی نہیں سکتا' یک وقت آزل کی سماعت میں یہ آواز گونجی وہ ایک جھٹکے سے حال میں واپس آیا، یاسیت اور ویرانی اس کے دل کو بری طرح بھگو رہی تھی اس کا دل کیا واپس چلا جائے یہ سوچ کر کہ اسے بچانے والا تو جا چکا ہے، خوف کے زیر سایہ ہونے پر بھی دل سے مسکرا دینے والا جا چکا ہے، ہر جنگ میں خود کو آگے کرنے والا ساتھی جا چکا ہے اس نے اپنی آنکھوں میں تھمے ہوئے آنسوؤں کو زبردستی اندر اتار کر پیچھے سیٹ کے ساتھ سر کو ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں شاید اس غلط فہمی کے زیر اثر کہ آنکھ بند کرنے پر وہ یاد آنا بند ہو جائے گا، ذہن کے دریچوں

میں نا جانے کتنے پل آکر ٹھہرے دکھ اس بات کا زیادہ تھا کہ ہر ہر یاد آکر دل میں قیام کر رہی تھی اور ہر ہر یاد ہی دل سے نہ جانے کا ارادہ کر کے آئی تھی، دماغ تھا کہ آج ایک بار پھر اسے جگا نہیں رہا تھا اس حقیقت کے باوجود کہ آج اس نے یہ جنگ اپنے دونوں دوستوں کے بغیر لڑنی ہے، وہ اپنے پیچھے اپنی دو قیمتی امانتیں چھوڑ کر میدان جنگ میں اترنے والا ہے، آج اسے اپنے لئے نہیں اپنی ہونے اولاد کے لئے خود کو محفوظ رکھنا تھا، اسے کم از کم آج اپنے لئے زندگی مانگنی چاہیے تھی مگر وہ کسی گہری یادوں کی بستی میں خود کو بلا مزاحمت دھکیل کر خاموشی سے آنکھیں موندے بیٹھا تھا، وہ بہت ساری جنگوں میں نہ ہارنے والا سپاہی یادوں کے ان گنت وار سے ہار مانے بیٹھا تھا

"سر" نائک بشارت نے کچھ پوچھنے کے لئے اسے آواز لگائی وہ ہنوز بے حس و حرکت بیٹھا رہا

"آزل سر۔۔۔۔۔، سر جی" دوسری آواز پر بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا

"سر آپ ٹھیک ہیں؟" بشارت نے اس کو بازو سے ہلکا سا ہلا کر پوچھا

"ہاں کیا ہوا؟" اس نے آنکھیں کھول کر اپنے ٹکائے ہوئے سر کو سیدھا کیا، رائفل دوبارہ کندھے پر ٹک کر سیدھی ہو گئی

"سر میں پوچھ رہا تھا یہاں رکنا ہے تھوڑی دیر یا چلتے رہیں؟" بشارت کی بات پر اس نے چلتی گاڑی سے باہر ایک نظر دوڑائی پہلی بار آبادی کے آثار واضح نمودار ہوئے

"کتنا سفر رہتا ہے؟" وہ ہنوز باہر دیکھتے ہوئے بولا

"دو گھنٹے لگ جائیں گے" بشارت نے جھٹ سے جواب دیا

"تم بتاؤ رکنا چاہیے یا نہیں؟" آزل نے سوال اسی پر الٹا یا

"پندرہ منٹ کے لئے رکا جا سکتا ہے سر، وین دوبارہ چیک ہو جائیں گے اور سب جوان تازہ دم ہو جائیں گے" آزل نے مسکرا کر اس کو دیکھا اسے اس کا آئیڈیا پسند آیا تھا

"ٹھیک ہے رک جاتے ہیں سب کو بتا دو پندرہ منٹ سے سولہ نہیں ہونے چاہئیں" وہ اپنے سر سے بیرٹ کیپ اتار کر سنجیدگی سے بولا اور گاڑی کے رکتے ہی نیچے اتر گیا

www.novelsclubb.com

گہری ہوتی رات میں چھایا فسوں اس کے دل کو قرار پہنچانے لگا تھا، شاید اس نے اس لمحے خاموش نگاہوں سے صبر مانگا تھا جو اسے عطا کر دیا گیا تھا وہ پچھلے دس منٹ سے سڑک کے کنارے ترتیب وار لگے

درختوں کے نیچے ٹہل رہا تھا اور اس کے سروس بوٹوں کے نیچے آنے والے سوکھے پتے فسوں کے اس ماحول کو ہر بار نئی جان بخش دیتے تھے

"سب آ گئے بشارت؟" وہیں پر کھڑے ہو کر آزل نے پوچھا اور ہاں میں جواب آنے پر خود بھی واپس گاڑی میں چلا گیا۔

"آنٹی آزل کی کوئی خبر نہیں آئی، وہ کب تک آئیں گے؟" زمل نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے بشری بیگم سے سوال کیا جو چھوٹے سے بیگ میں چھوٹے چھوٹے کپڑے ڈال رہیں تھی

"نہیں آخری بار جب میری بات ہوئی تھی تو وہ کسی ضروری کام سے کہیں جانے والا تھا، وہ وقت پر آ جائے گا زمل آپ نے اب پریشان نہیں ہونا، اچھا مجھے بتاؤ اور بھی کچھ رکھنا ہے یا بیگ بند کر دوں؟" وہ زمل کی جانب دیکھ کر بولیں

www.novelsclubb.com

"نہیں بس اور کچھ نہیں ہے" وہ بے تاثر انداز میں بول کر خاموش ہوئی بشریٰ بیگم بیگ کی زپ بند کر کے اس کے پاس آئیں اور اس کے سر کو چوم کر اس کے سامنے کھڑی ہوئیں

"زمل وہ آجائے گا، آپ دیکھنا وہ اس وقت آپ کے پاس ہو گا، بس اب نہیں سوچنا اس بارے میں، دعا کرنی ہے کہ اس کا ضروری کام بہت اچھی طرح ہو جائے، بس اب سو جاؤ صبح ہم نے ہاسپٹل جانا ہے شاباش آرام کرو" بشریٰ نے بہت آرام سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بستر پر بٹھایا اور تھوڑی دیر بعد کمرے سے نکل آئیں۔

"سب سے پہلے ایلفا گروپ ہنگامی ایگزٹ والی جگہ کی کمانڈ سنبھالے گا اور سمجھائے کوئے طریقے کے مطابق اپنی اپنی جگہ لے گا، لیفٹیننٹ حزیفہ ایگزٹ کا کنٹرول آپ کے حوالے ہے، کچھ بھی ہو جائے اس راستے سے کوئی فرار نہیں ہوں ہونا چاہیے، جو ہتھیار ڈال دے اسے نہیں مارنا زندہ گرفتار کرنا ہے، دشمن پر رعب ڈالنے والی سب سے نمایاں چیز ہے آپ کی باڈی لینگویج، وہ پر اعتماد ہو گی تو کوئی فرق نہیں پڑتا سامنے سے کتنے لوگ آرہے ہیں got it" کیپٹن آزل نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا

"یس سر" وہ مستعدی اور سنجیدگی سے آزل کی جانب دیکھ کر گویا ہوا

"براوو ٹیم میرے ساتھ سامنے سے حملہ کرے گی، یہ جگہ آڑ لینے کے لئے سب سے بہترین جگہ ہے، کوشش یہی کرنی ہے اس جگہ پر رہتے ہوئے دشمن کو باہر بلایا جائے دونوں کمپاونڈ کو دہشتگردوں سے خالی کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ ان کا ڈیمیج اسی جگہ سے کیا جائے" وہ نقشے پر بنے کمپاونڈ اور ان سے ملحق علاقوں پر انگلی رکھتے ہوئے بریفنگ دے رہا تھا

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نگرانی کے لئے چند دہشت گرد پہلے ہی اس آڑ کے آس پاس موجود ہوں، ان کو ہیڈ شاٹس لے کر پہلی گو میں ختم کرنا ہے تا کہ ہم جلد از جلد اپنی پوزیشن سنبھال سکیں، کلئیر" کیپٹن آزل نے نقشہ سمیٹتے ہوئے سوال پوچھا

"یس سر" جوشیلے انداز میں جواب دے کر وہ پیش رفت کی تیاری کرنے لگے

کھڑی پوزیشن میں پیش قدمی کرتے وہ دہشتگردوں کے علاقے میں داخل ہو چکے تھے، پلان کے عین مطابق الفا گروپ نے ہنگامی اخراج (ایگزٹ) دروازوں کی جانب نفوز شروع کیا اور براوو ٹیم اپنی جگہ سنبھالنے کے لئے آگے بڑھنے لگے

www.novelsclubb.com

" Lieutenant huzaifa reporting , we are exactly placed on our position sir , over"

ایلفا ٹیم ہنگامی اخراج پر پوزیشن سنبھالکر بالکل الرٹ پوزیشن میں کھڑے ہو چکے تھے،ان کا اگلا کام خاموشی سے وہاں سے باہر بھاگتے دشمنوں کا انتظار کرنا تھا

" Now Stay alert , be careful over and out "

کیپٹن آزل نے عارضی طور پر ایلفا ٹیم سے اپنا رابطہ منقطع کیا اور دوبارہ پیش قدمی شروع کی

"کتنے لوگ ہیں عمر؟" وہ خود سے آگے کھڑے ہوئے لائٹ مشین گنر سے پوچھنے لگا جو دور بین کی مدد سے دشمنوں کی تعداد کا اندازہ لگا رہا تھا وہ اس وقت دو تین درختوں کی معمولی سی آڑ میں چھپے ہوئے تھے

"سر پانچ سے چھ لوگ ہیں سب کے ہاتھ میں اے کے فورٹی سیون ہے" عمر بات مکمل کر کے خاموش ہوا

www.novelsclubb.com

"فاصلہ کتنا بنتا ہے؟" آزل نے اگلا سوال کیا

"دس سے پندرہ گز کا فاصلہ ہے کم از کم" وہ ہنوز دوربین لگائے دشمنوں کو دیکھتے ہوئے بولا

"مطلب میری رینج میں ہے" آزل نے رائفل کو سیدھا کر کے میگزین فٹ کیا اور رائفل کو سیفٹی سے ہٹایا کاکنگ ہینڈل کو ایک جھٹکے میں چھوڑ کر رائفل کو لوڈ کیا اور ٹریگر پر انگلی رکھ کر درخت کی آڑ سے پہلے دہشتگرد پر نشانہ تانا

"بسم اللہ اللہ اکبر" بولتے ہی پہلے فائر کی آواز فضا میں بلند ہوئی، دہشتگرد ایک ہی فائر سے جہنم رسید ہوا ،وہ رکا نہیں یکے بعد دیگرے اس نے مزید دو دہشتگردوں کو اپنی رائفل کے نشانے پر رکھ کر شوٹ کیا وہ اس بار بھی نہیں چوکا تھا پھر کچھ سیکنڈ کے لئے وہ درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر جوابی فائر سے بچنے کے لئے چھپ کر کھڑا رہا

"سر دشمن الرٹ ہو گیا ہے احتیاط سے" عمر نے دوربین کی مدد سے دوبارہ صورتحال کا سرسری سا جائزہ لیتے ہوئے اندازہ لگایا

www.novelsclubb.com

"بس دو اور" کیپٹن آزل نے عمر کی بات کا جواب دیتے ہوئے دوبارہ نشانہ تانا دوسری جانب سے دشمن اپنا فائر کھول چکا تھا

"بسم اللہ اللہ اکبر" اس نے منہ ہی منہ میں بول کر رائفل لوڈ کی ٹریگر پر انگلی رکھ کر نشانہ تانا اور آن کی آن میں ان دو دہشتگردوں کو بھی جہنم رسید کر دیا

براوو ٹیم نے کیپٹن آزل کے اشارے پر انہیں ریت کے ٹیلوں کی جانب پیش قدمی شروع کر دی وہ دیکھتے ہی دیکھتے مقررہ پوزیشن سنبھال چکے تھے۔

پندرہ بیس قدم کی دوری پر بنے یہ تین ٹیلے قدرتی آڑ کا کام بخوبی انجام دے رہے تھے، ہر ٹیلے پر دو دو جوان کنٹرول سنبھالے اپنی رائفل سے دہشتگردوں پر نشانہ تان چکے تھے

دہشتگرد زنگ آلود آہنی کھڑکیوں کو مورچے کے طور استعمال کرتے ہوئے دفاعی فائرنگ شروع کر چکے تھے، آزل نے ہاتھ سے فائرنگ روکنے کا اشارہ کیا، چند دہشت گرد فائر رکنے کے بعد کمپاونڈ کے باہری احاطے کا جائزہ لینے کے لئے باہر آئے اور ان کے آتے ہی کیپٹن آزل کے اشارے پر فائرنگ کا تبادلہ دوبارہ شروع ہوا، مسلسل ایک گھنٹہ فائرنگ کا تبادلہ بغیر رکے جاری رہا جو دہشتگردوں کے فائر روکنے پر تھوڑی دیر کے لئے رکا

www.novelsclubb.com

" It's Captain Azil ,team alpha immediately notify about your situation over"

آزل نے پھولے ہوئے تنفس کو قدرے بحال کرتے ہوئے دوبارہ الفا ٹیم سے رابطہ کیا

" Almost ten terrorists down , no collateral damage or any casualty, three terrorists have been arrested alive over "

لیفٹینینٹ حذیفہ نے آزل کو اپنی اب تک کی پیش رفت سے آگاہ کیا

"براوو ٹیم کا ایک حصہ ایک کمپاؤنڈ کے فرنٹ گیٹ سے اندر داخل ہو گا اور دوسرا حصہ دوسرے کمپاونڈ سے، ٹیم الفا، ٹیم کو دو حصوں میں بانٹ کر دونوں کمپاونڈز کے پچھلے دروازوں سے اندر داخل ہو جاؤ

www.novelsclubb.com

We are moving towards 2nd level, searching and clearance operation over "

آزل کا اس بار کا پیغام قدرے تفصیلی تھا وجہ یہ تھی کہ باقی ماندہ دہشت گرد اور پناہ گزین سہولت کار کمپاونڈ کے اندرونی حصے میں چھپ کر بیٹھے تھے اب مشن کا اگلا ان افراد سے نمٹنے کا تھا

"Roger sir, over and out"

لیفٹینینٹ حذیفہ کے یک لفظی جواب پر دونوں ٹیموں کا رابطہ دوبارہ عارضی طور پر منقطع ہوا اور ان دونوں ٹیموں نے خود کو مزید حصوں میں بانٹ کر دوبارہ پیش رفت شروع کر دی

آزل اپنی دو رکنی ٹیم کے ہمراہ کھڑی پوزیشن کا استعمال کرتے ہوئے بڑے کمپاونڈ کے اندر داخل ہوا وہ کمپاونڈ باہر سے جتنا سنسان تھا اندر سے قدرے روشن تھا، سیمنٹ سے بنی چھت پر ہر پندرہ میٹر بعد باریک ڈوری سے جھولتے ہوئے لیمپ لٹک رہے تھے جن میں سے ایک دو خرابی کے باعث بند تھے، لیمپوں سے نکلتی زرد روشنی سے کھلی سیدھی راہداری رشن ضرور تھی مگر یہ روشنی آنکھ کو زیادہ بھا نہیں رہی تھی

www.novelsclubb.com

"میرے ساتھ ساتھ رہنا، بشارت تم نے حملے کی صورت میں کور دینا ہے" آزل نے احتیاط سے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا جس کے نتیجے میں وہ سر کو ہلکا سا خم دے کر ساتھ چلنا

شروع ہوا، سب سے پہلے وہ کمپاونڈ کے اس حصے کی جانب بڑھے جدھر کی آہنی کھڑکیوں کو دہشتگردوں نے آڑ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے ان پر حملہ کیا تھا، ممکنہ طور پر یہ خطرناک ترین جگہ تھی جس میں اس وقت بھی سب سے زیادہ دہشتگردوں کے چھپے ہونے کا اندیشہ تھا

کمرے کا دروازہ دکھتے ہی وہ تینوں ممبران آہستہ آہستہ اس کمرے کی جانب بڑھنے لگے آزل ان میں سب سے آگے تھا

دروازہ مقفل نہیں تھا مگر ہلکی سی کھلی درز پر بند ضرور تھا، کیپٹن آزل نے انگلی پر تین تک الٹی گنتی گنی اور دیوار کے ساتھ لگ کر دروازے کو ہلکا سا دھکا دے کر کھولا، دس سیکنڈ تک کوئی پیش رفت نہ ہونے پر وہ سب سے پہلے خود کمرے میں داخل ہوا وہاں مرے ہوؤں کی لاشوں کے علاوہ اور کچھ بھی قابلِ غور نہیں تھا، وہ واپس جانے سے پہلے دروازے سے منسلک دیوار کو دیکھ کر رکا، گولیوں کے نشانوں سے دیوار کی ساخت خراب ہوئی تھی، آزل نے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دیوار کی سطح پر پھیر کر ہاتھ نیچے کر لیا

"چلو" وہ اپنے ممبران کو کہہ کر دروازے سے باہر نکلا اور راہداری میں دائیں بائیں پچھلے کمروں اور ان میں موجود اسلحے اور دیگر چیزوں کا جائزہ لینے لگا

"رکو" آزل کے ٹوکنے پر نائک بشارت کے بڑھتے ہاتھ اس بند دروازے کو کھولنے سے پہلے رک گئے

"اندر کوئی ہے" آزل نے چند سیکنڈ بعد سرگوشی کی، نائک بشارت اور حوالدار مجید دونوں چوکنے ہوئے

آزل نے تین کی الٹی گنتی گن کر اپنا سانس بحال کیا اور ٹریگر پر انگلی رکھ کر دروازے کو زور سے ٹانگ مار کر کھولا اور اندر داخل ہوا

"ہینڈز اپ اگلی بات نہیں کروں گا سیدھا گولی ماروں گا" آزل نے اس آدمی کی پشت کو دیکھ کر کہا اور اس پر رائفل تان کر سیدھا کھڑا ہوا، جواب میں اگلا انسان بے حس و حرکت وہیں کھڑا رہا

"میری طرف مڑو" آزل نے ایک بار پھر اونچی آواز میں کہا، اس آدمی پر آزل کی بات کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا

"مجھے نہیں پتہ تھا ہم اس موڑ پر یوں دوبارہ ملیں گے" مقابل نے اپنا رخ سامنے کی دیوار کی جانب رکھتے ہوئے تحمل سے کہا، آزل اس آواز پر تعجب سے ایک قدم پیچھے ہوا، مقابل اپنا رخ آزل کی جانب موڑ گیا

"آخری بار ہم ملے تھے تو شاید تم لیفٹیننٹ تھے ویل مبارک ہو تھری سٹار کیپٹن ہونے پر، کیپٹن آزل عباس" مقابل کی آنکھ میں خوف کا کوئی عنصر نہیں تھا، وہ ہنوز مسکرا کر ایک ایک لفظ چبا کر بولا

www.novelsclubb.com

"تم اس وقت اپنی آخری سانسیں لے رہے ہو میر ہاشم مشتاق" آزل نے رائفل کو اس کی جانب کرتے ہوئے اطمینان سے کہا

"صرف میں نہیں آزل تم بھی اس وقت اپنی آخری سانسیں لے رہے ہو، وہ کیا ہے نا آزل میں اپنے اصولوں کا بڑا پکا ہوں، میں نے خود سے وعدہ کیا ہے خود مروں گا تو اپنے دشمن کو بھی اپنے جیسی موت ماروں گا" ہاشم بے باکی سے ہنستے ہوئے بولا اور اپنی جیکٹ کے پہلے تین بٹن کھولے، اس پر ٹائم بم نصب تھا جس پر الٹی گنتی شروع تھی

"چلو مرنے سے پہلے یہ بتاؤ میری زمل کیسی ہے؟" ہاشم نے آزل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا

"اپنی بکواس بند رکھو تم میری بیوی کے بارے میں بات کر رہے ہو" آزل اپنے حواسوں کو قابو میں رکھتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

"تمہاری بیوی ایک غدار کی بیٹی ہے، گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی ہے" ہاشم آزل کو طیش دلانے کی کوشش کر رہا تھا، آزل نے اس بات کو نظر انداز کر کے ٹائمر کو دیکھا پانچ منٹ کا کاونٹ ڈاؤن باقی تھا مطلب وہ اگر وہاں سے دور چلا جاتا تو شاید بچ سکتا تھا

"تم میرے ملک کے دشمن ہو، میں اپنی ذات کے لئے تم سے لڑنے نہیں آیا، اس ٹائمر کو بند کر دو میں تمہیں نہیں ماروں گا وعدہ کر رہا ہوں" آزل نے اپنا ہتھیار زمین پر پھینکتے ہوئے کہا

"میں زندہ رہ کر کیا کروں گا، زندہ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں آزل عباس اور جس کام میں فائدہ نہ ہو میں وہ کام ہی نہیں کرتا، ہاں میرے مرنے کا ایک فائدہ ہے، میرے ساتھ تم مرو گے اور تمہارے مرنے پر زمل اپنے آپ مر جائے گی حساب برابر" وہ دونوں ہاتھوں سے مٹی جھاڑنے کے انداز میں بولا

"ابھی بھی وقت ہے تم یہ ٹائمر بند کر دو دیکھو میں اپنی رائفل رکھ چکا ہوں، بشارت، مجید بندوقیں نیچے پھینکو ہاشم پر گولی نہیں چلانی" آزل کی پوری کوشش اس وقت ٹائمر بند کروانے کی تھی

"اب تو بس تین منٹ ہی رہ گئے ہیں آزل اور پھر سب ختم" ہاشم شکست خوردہ انداز میں ہنسا مگر اس کی آنکھوں میں کچھ فتح کر لینے کی چمک تھی، آزل اس کے مقابل خاموش کھڑا اس کو ہنستا ہوا دیکھ رہا تھا ایک بار اس نے ٹائمر کو دیکھا واقعی ہی تین منٹ رہ چکے تھے، وہ ہاشم کو یوں چھوڑ کر چلا جاتا تو میدان جنگ سے بھاگا ہوا سپاہی مانا جاتا اور ایسا وہ کسی صورت ہونے نہیں دے سکتا تھا

"بشارت، مجید کمرے سے نکلو اور کمپاؤنڈ سے دور چلے جاؤ" وہ ان دونوں کو احکامات دے کر ہاشم کو دیکھنے لگا جو اپنے دونوں ہاتھ اوپر کیئے ہار مانے مرنے کے انتظار میں کھڑا تھا

"نہیں سر آپ کو لئے بغیر نہیں جائیں گے" مجید نے آزل کے پاس آتے ہوئے کہا

"سنائی نہیں دے رہا کمپاونڈ سے باہر نکلو فورا یہ میرا آرڈر ہے" وہ بہت اونچی اواز میں چیخا وہ دونوں ہنوز اپنے پیروں پر جمے رہے

"بومب ڈیفیوز کرنا آتا ہے؟ نہیں نا، پھر کیوں نہیں چلے جاتے باہر" وہ ایک بار پھر سے چیخا بشارت مجید کا ہاتھ پکڑ کر باہر چلا گیا، ہاشم اپنے سینے پر بندھی جیکٹ کو دیکھ کر مسکرایا صرف اڑھائی منٹ رہ چکے تھے

"وہ میری تھی آزل، صرف میری" ہاشم بڑے دھیمے لہجے میں بولا اس کا لہجہ شکست خوردہ تھا، وہ دو قدم آگے بڑھ کر آزل کے قریب ہوا، آزل خاموشی سے بے تاثر ہوا سے سن رہا تھا اس کی آنکھوں میں زمل کی ایک جھلک اتری،

'میں چاہتی ہوں میری پہلی اولاد بیٹا ہو جب آپ چلے جاتے ہیں تو مجھے بہت یاد آتے ہیں میں اس سے ڈھیر ساری باتیں کیا کروں گی' زمل ہنوز منظر پر بلکہ آزل کے تصور میں اتری

www.novelsclubb.com

'آج میں بھی دعا کرتا ہوں اللہ تمہیں بیٹی نہیں بیٹا دے، وہ میری یاد آنے پر تمہیں سنبھال لیا کرے گا، بلکہ میری یاد آنے ہی نہیں دے گا' وہ دل ہی دل میں دعا کر کے کرب سے مسکرایا اسے شدت سے احساس ہوا وہ آج واقعی جانا نہیں چاہتا تھا

'جب شہادت مانگی تھی تب مجھ سے میرا دوست چھن گیا، آج زندگی مانگ رہا ہوں تو مجھ سے میری زمل چھن رہی ہے' وہ ایک بار پھر کرب سے مسکرایا، ہاشم بڑی حیرانی سے آزل کو مسکراتا دیکھ رہا تھا

گولی کی آواز پر وہ تصور کی دنیا سے حال میں واپس آیا سامنے ہاشم کی لاش پڑی تھی اور پیچھے لیفٹیننٹ حذیفہ

"سر ڈیڑھ منٹ میں یہ ڈیفیوز نہیں ہو سکتا میرے ساتھ باہر چلیں" حذیفہ نے آزل کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور باہر کہ طرف بھاگنا شروع کیا، وہ بلامزاحمت بغیر کچھ سوچے سمجھے اسی کی رفتار سے بھاگ رہا تھا

کمپاونڈ سے باہر نکلنے پر بھی لیفٹیننٹ حذیفہ نے نہ اپنی رفتار کم کی تھی نہ آزل کے ہاتھ پر سے اپنی گرفت

www.novelsclubb.com

وہ بھاگتے بھاگتے کمپاونڈ سے آنے والی زوردار آواز پر رکے یہ آواز شیشے اور کھڑکیاں ٹوٹنے کی تھی اسی آواز کے ساتھ وہ اپنے پورے ہوش میں واپس آیا اور آتے ہی اسے باور ہوا اس کی دعا پوری ہو چکی ہے، اسے اس کی مانگی ہوئی زندگی دے دی گئی ہے

" Area is now clear sir , Alhamdullilah, we did it "

لیفٹیننٹ حذیفہ نے آزل کے مقابل کھڑے ہو کر اسے آپریشن کا احوال بتایا وہ جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑے کھڑے سر کو سراہنے والے انداز میں خم دے گیا اور پھر مسکرا کر اپنے دونوں بازو کھول کر حذیفہ کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا، پہلے وہ ہلکا سا جھجکا پھر آ کر آزل کے گلے لگ گیا

"تم میں میرے دوست والی جھلک نظر آتی ہے حذیفہ" وہ ہنوز اس کو اپنے گلے سے لگا کر بہت پیار سے بولا

www.novelsclubb.com

"کیپٹن سمیر احمد کی بات کر رہے ہیں سر؟" اس نے وہیں گلے سے لگے لگے حیرانی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے پوچھا

"ہاں کیپٹن سمیر احمد" آزل بول کر خاموش ہوا اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے

،حذیفہ نے ایک نظر آزل کے چہرے پر ڈالی اور اس کا سینہ رشک سے چوڑا ہو گیا

"مجھ خاکی انسان کو ایک شہید سے صرف مشابہ ہی کر دینا مجھے میری نظروں میں معتبر کر گیا ہے سر، یہ مجھے میری زندگی میں ملا ہوا سب سے بہترین اعزاز ہے "اس کی آنکھوں میں رشک، تشکر اور خوشی ایک ساتھ امنڈ آئی تھی

"آزل نے اس کی ٹیڑھی ہوئی بیرٹ کیپ کو اتار کر سلیقے سے اس کے سر پر سجایا اور اس کے کندھے کو تھپک کر مسکرا دیا

"سارا اسلحہ جمع کرواؤ پھر لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا بندوست کرتے ہیں

میں یونٹ میں رپورٹ کر لوں" وہ حذیفہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے آرڈر دے کر نیویگیٹر کے پاس چلا گیا

www.novelsclubb.com

"It's Captain Azil reporting sir ,Area is clear from terrorists, we are collecting the weapons and

ammunition , Alhamdullilah mission has been accomplished with zero casualty "

کیپٹن آزل نے یونٹ کو موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا اور اپنے جوانوں کے ساتھ کام کروانے چلا گیا

وہ نحیف انداز میں آنکھوں کو جھپکا کر دھیرے دھیرے ہوش میں واپس آئی اور خود کو ہسپتال کے کمرے میں پا کر کچھ یاد کرنے لگی

"آزل" اس نے انتہائی دھیمی آواز میں خود کلامی کی، فی الحال وہ ارد گرد دیکھنے کی بجائے صرف چھت کو گھور رہی تھی

"کچھ چاہیے زمل، ٹھیک ہو؟" اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے پوچھا، زمل نے آواز کے تعاقب میں اپنی گردن کو اسی سمت بے یقینی سے گھمایا

www.novelsclubb.com

"آپ آ گئے" وہ بے یقینی سے انتہائی آہستگی سے بولی، وہ اپنے سلوٹ زدہ یونیفارم میں زمل کے بیڈ کی دائیں جانب بیٹھا اطمینان سے اسے دیکھ رہا تھا زمل کے سوال پر اثبات میں سر ہلا کر وہ ہلکا سا مسکرایا، زمل کی آنکھ سے دو آنسو متواتر گر کر تکیے میں جذب ہوئے

"مجھے اپنا ہاتھ دیں" اس نے اپنا دایاں ہاتھ آزل کے آگے کیا شاید خود کو یقین دلانے کے لئے کہ وہ واقعی اس کے پاس بیٹھا ہے اور آزل نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا، لمحے بھر میں اس کی آنکھوں کے سامنے پچھلی رات کا پورا منظر کسی فلم کی طرح چلنے لگا جسے اس نے فوراً سے جھٹک دیا وہ اس لمحے اپنے بیتے ماضی میں سے کسی ایک چیز کو بھی یاد نہیں کرنا چاہتا تھا

"اللہ نے ہمیں بیٹا دیا ہے تمہاری دعا قبول ہو گئی" وہ زمل کے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے تحمل سے بولا، اسے یاد آیا کہ یہ دعا تو کل اس نے مانگی تھی زمل نے تو ایسا ہونے کی صرف خواہش کی تھی، اسے باور ہوا کل اس کی صرف ایک دعا قبول نہیں ہوئی اس نے کل کے دن میں جو کچھ بھی مانگا تھا سب قبول ہو گیا تھا وہ یہ سوچ کر کچھ دیر رکا پھر مسکرا کر دوبارہ گویا ہوا

"بالکل تم پر گیا ہے" زمل نے مسکرا کر آزل کو دیکھا اس کی آنکھوں میں تعجب تھا

"آپ نے دیکھا ہے اسے ؟" زمل نے اس کو دیکھ کر سوال کیا

"ہاں، سب سے پہلے "اس نے دوسرے ہاتھ سے زمل کو تھمایا ہوا دایاں ہاتھ تھپکا وہ آنکھیں بند کر کے مسکرائی اور دوبارہ کھولیں

"آپ کہاں تھے آزل ؟" اس نے ایک اور سوال کیا

"کہیں نہیں، بس چھوڑ دو اس وقت صرف اپنے بیٹے کے بارے میں بات کرو"

"آپ کو کیسے لگا وہ مجھ پر گیا؟" زمل نے سوالیہ نظریں آزل پر ٹکائیں

"تمہاری ماما نے کہا ہے، ویسے کوئی خاص فرق نہیں تم میں اور اس میں ناک اور ہونٹ تو بالکل تمہارے جیسے ہیں" وہ بات کر کے رکا

"مجھے لگتا ہے اللہ نے ہم دونوں کی دعاؤں کو ایک ساتھ جوڑ کر قبول کیا ہے، مجھے بیٹا چاہیے تھا مل گیا اور نقش اس نے مجھ سے لے لئے، لیکن مجھے پتہ ہے وہ تھوڑا بڑا ہو گا تو آپ جیسا ہو جائے گا، بیٹے باپ جیسے ہی ہوتے ہیں" اس نے بات کر کے آزل کا ہاتھ چھوڑا

"کیا نام سوچا ہے؟" آزل نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے سوال کیا

"عبدالمعید" زمل نے اس کا سوال پورا ہوتے ہی جواب دیا، آزل نے متجسس، حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو یہ نام رکھنے کی کوئی خاص وجہ، تم نے یہی نام کیوں چنا

"بس پسند ہے مجھے یہ نام، اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے اور عبدالمعید اس کا بندہ، دوبارہ پیدا کرنے والے رب کا بندہ" وہ دھیمی سی آواز میں بہت محبت سے بولی اور آزل کے ردعمل کے لئے اس کی جانب دیکھنے لگی

"عبدالمعید۔۔۔۔" اس نے نام دہرایا اور کسی سوچ کے زیر اثر سر جھکا دیا

'دوبارہ پیدا کرنے والے رب نے اسے کل ہی نئی زندگی سے نوازا تھا اور آج اسی رب نے اس کی زندگی کا سب سے خوبصورت تحفہ اس کے ہاتھوں میں تھما دیا تھا' اسے احساس ہوا اس کی آنکھیں تشکر کے پانی سے بھیگ رہی ہیں وہ جلدی سے کرسی سے اٹھا اور دروازے کے پاس چلا گیا

"میں اسے لے کر آتا ہوں" دروازے کی طرف منہ کر کے بولتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل گیا

"بہت بہت مبارک ہو زمل، ماشاءاللہ بہت پیارا ہے یہ" ہانیہ نے اسے اپنی گود میں لیتے ہوئے زمل کو مبارک دی

"آزل کو لگتا ہے یہ مجھ پر ہے لیکن مجھے تو یہ اپنے بابا جیسا ہی لگ رہا ہے" وہ ٹیک لگا کر بیٹھی ہانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

"ناک تو بالکل تمہارے جیسی ہے تیکھی اور باریک، باقی مجھے بھی لگتا ہے آزل بھائی جیسا ہی ہے ابھی تو بہت شکلیں بدلے گا دیکھتی جاؤ تم" وہ اس کے ماتھے کو محبت سے چومتے ہوئے بولی، زمل اس کی بات پر بھرپور مسکرائی

"زمل" ہانیہ اس کو اپنی طرف متوجہ کر کے خاموش ہوئی

"بولو ہانیہ میں سن رہی ہوں" ہانیہ نے اپنی گود سے اٹھا کر اسے زمل کے حوالے کیا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھی

"وہ جو امانت تم نے میرے پاس پہنچائی تھی اس نے میرے لئے میرے فیصلے کو آسان کر دیا" ہانیہ نے بات مکمل کر کے زمل کو دیکھا وہ پوری طرح متوجہ تھی

www.novelsclubb.com

"اگلے ماہ نکاح ہے میرا، آزل بھائی کا شکریہ ادا کر دینا میری طرف سے انھوں نے مجھے وہ امانت لا کر دی

"وہ اپنی بات مکمل کر کے مسکرائی اس کے چہرے پر اطمینان تھا

"میں تمہارے لئے بہت خوش ہوں ہانیہ، بہت زیادہ خوش تم نے مجھے آج کے دن میں دوسری بہت بڑی خوشخبری دی ہے، اللہ تمہارے نصیب بہت اچھے کرے آمین "اس نے 'بہت' پر زور دیتے ہوئے مسرت سے کہا جوابا ہانیہ نے آمین کہہ کر سر جھکا دیا

"کس کے ساتھ آئی ہو؟"

"تایا ابو کے ساتھ، وہ باہر بیٹھے ہیں آزل بھائی کے ساتھ میں چلتی ہوں اپنا اور عبد المعید کا خیال رکھنا اور بھائی کو شکریہ بول دینا" وہ بیڈ کے قریب آکر زمل کے گلے لگی اور کمرے سے باہر چلی گئی

----

www.novelsclubb.com

"تایا ابو مجھے قبرستان جانا ہے" ہانیہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہی ہلکی آواز میں احمد رضا کو مخاطب کیا

"جاؤ بیٹا ہو آؤ میں گاڑی میں بیٹھا ہوں" وہ اسکو قبر کی نشاندہی کروا کر واپس مڑ گئے

ہانیہ اپنے سر پر چادر کو درست کرتے ہلکے ہلکے قدموں سے اس جانب بڑھنے لگی

"کتنا سکون ہے آپ کے آس پاس سمیر، دنیا سے چلے جانے کے بعد کیا سب اتنے ہی سکون سے سوتے ہیں؟" وہ اس کی قبر کے کنارے بیٹھ کر بڑے مضبوط لہجے میں بولی

"کوئی نہیں آپ خاموش ہیں تو کیا ہوا، آپ کے حصے کے سارے جواب اب مجھے میرا اللہ دیتا ہے" وہ قبر پر پہلے سے پھیلے تازہ گلاب کے پھولوں کو دیکھتے ہوئے مسکرائی

"آپ کے چلے جانے کے بعد میں پہلی بار آپ سے ملنے آئی ہوں، کتنی الگ سی انوکھی سی بات ہے اس سے پہلے ہمیشہ آپ مجھ سے ملنے آتے تھے" اس نے آنکھوں کو بند کر کے بہت سی یادوں کو دل پر اتارا اور پھر اسے باور ہوا اس سے مسکرایا نہیں جا رہا، ایک گہری سانس اندر کھینچتے ہوئے اسے واضح تکلیف محسوس ہوئی

www.novelsclubb.com

"میں روز روز ملنے آنا چاہتی ہوں سمیر، میں روز روز یہ پھول آپ کو دینا چاہتی ہوں، وہ پھول جو ہر بار آنے پر آپ میرے لئے لاتے تھے آج سے میں آپ کو دینا چاہتی ہوں، میں آ جایا کروں ناں سمیر" وہ ہنوز انہیں بجھے ہوئے پھولوں کو دیکھتے ہوئے بولی

"میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ وہ آپ کی محبت کو کبھی بھی میرے دل سے نہ نکالیں ورنہ سمیر پتہ ہے آپ کو میں نے اندازہ لگایا ہے بلکہ مجھے لگتا ہے یہ محبت کسی انسان سے نہیں ہوتی، محبت جذبے سے ہوتی ہے کیونکہ انسان کی محبت ٹوٹ جاتی ہے ہوتی ہے مقابل مسلسل جواب دینے سے گریز کرے تو انسان ہار کر نظریں پھیرنے لگتا ہے، یہ تو جذبے کی محبت ہوتی ہے جو جواب نہ آنے کے باوجود بھی بڑھتی چلی جاتی ہے کم نہیں ہوتی، مجھے آپ سے بھی زیادہ آپ کے جذبوں اور جنون سے محبت تھی اور ہے اور ہمیشہ رہے گی، یہ کسی حدید کرمانی کے میری زندگی میں آنے سے کم نہیں ہو سکتی نہ میں ایسا کبھی چاہوں گی، نہ میں ایسا کبھی ہونے دوں گی "اس کا انداز مستحکم تھا بہت مستحکم، وہ ہمت والی لڑکی اپنی محبت کی قبر جا کر بھی ضبط کا بندھن برقرار رکھے ہوئے تھی اور یہ جذبہ اسے اس کی محبت نے ہی فراہم کیا تھا

"بہت شکریہ سمیر، مجھے اتنا بہادر بنانے کے لئے، مجھے میری قدر و منزلت بتانے کے لئے، مجھے بہت سپیشل بنانے کے لئے، مجھے اپنی زندگی میں اتنی ویلیوز دینے کے لئے، میری پوری زندگی کو ایک اعزاز بنا دینے کے لئے اور سب سے بڑھ کر اپنے چلے جانے کے بعد مجھے دوبارہ کھڑا کرنے کے لئے "وہ اپنی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے بہت عقیدت سے بولی

www.novelsclubb.com

"شہادت مبارک ہو کیپٹن سمیر احمد، بغیر حساب کتاب کے بخشش بہت مبارک ہو آپ کو، ہمارے ملک کی حفاظت میں اپنا خون بہا دینے پر مبارک ہو آپ کو، اس مٹی کو اپنا سب کچھ دے کر امر ہو جانے پر مبارک ہو آپ کو، نئ زندگی پاکیزہ ترین رزق اپنے اللہ کی طرف سے پا لینے پر مبارک ہو آپ کو، واقعی ہی مجھے سمجھ آگیا ہے چنا ہوا ہونا اتنا خوبصورت احساس کیوں بخش دیتا ہے انسان کو" وہ وہاں سے اٹھ کر کھڑی ہوئی اور اپنی مٹھی میں پکڑے ہوئے پھولوں کو پہلے سے بچھے پھولوں پر بچھانے لگی

"بھلے کتنے ہی اچھے اسباب میرے مقدر میں لکھے جا چکے ہوں وہ اس سے زیادہ قیمتی ہو ہی نہیں سکتے سمیر جو مختصر سا ساتھ آپ نے مجھے دیا ہے اور اگر قیمتی ہوئے بھی تو ہانیہ حبیب کو کبھی محسوس نہیں ہوں گے، آپ میری زمین کی مٹی کے وفادار تھے ناں ہانیہ حبیب پوری زندگی آپ کی وفادار رہے گی، وعدہ رہا" وہ ایک بھرپور نظر اس کی قبر اور اس پر لگے کتبے پر ڈال کر واپس جانے کے لئے پلٹنے لگی اسے محسوس ہوا پیچھے کوئی کھڑا ہے، وہ نظریں اٹھائے بغیر جانے کے لئے مڑی اور دو لمحے کو وہیں ساکت ہو گئی،

"میں آپ کو کبھی یہاں آنے سے نہیں روکوں گا یہ میرا وعدہ ہے آپ سے" وہ بڑے دھیمے مگر حتمی انداز میں بول کر ایک طرف ہوا، ہانیہ نے بے یقینی سے اپنی جھکی نگاہوں کو اٹھا کر اس کی جانب موڑا،

حدید دونوں بازو باندھ کر سر جھکائے کھڑا تھا، وہ بغیر کوئی آواز کئے حدید کے سامنے سے گزری اور ہلکے ہلکے قدم اٹھا کر قبرستان سے باہر چلی گئی، اسے اندازہ ہی نہیں ہو سکا وہاں پہلے سے پھیلے پھول اس ایک انسان نے ڈالے ہوں گے اور اس کی ہوئی سب باتیں وہ انسان بغیر اس نیت کے سن چکا ہو گا

"چلیں تایا ابو" گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے سر کو سیٹ کے ساتھ ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں"

"عبدالمعید اپنی پھپھو کا سب سے فیورٹ بچہ ہے، زمل بھابھی یہ تھوڑا سا بڑا ہو جائے میں نے اور اس نے روزانہ سیر کرنے جانا ہے اور کیونکہ یہ میرا لاڈلا بھتیجا ہو گا تو میں اس کی ہر ہر بات مان کر اسے اپنی سائیڈ پر کر لوں گی، باقی سارے بچے آپ کی سائیڈ پر یہ میرا عبدالمعید اپنی پھپھو کی سائیڈ پر" رباب نے اس کو گود میں اٹھاتے ہوئے شرارت سے کہا اور وہ دونوں اس بات پر بھرپور ہنسنے لگیں

"یہ باقی سارے بچوں سے تمہاری کیا مراد ہے ذرا مجھے بتانا" زمل نے ہنس کر کہا

www.novelsclubb.com

"یہی کے باقی آپ کے جتنے بھی بچے ہوں گے وہ آپ کی آزل بھائی کی ٹیم میں ہوں گے یہ والا آپ کا بچہ میری ٹیم میں ہو گا" رباب اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے بولی، وہ پوری آنکھیں کھول کر رباب کو ہی دیکھ رہا تھا

"بڑے غور سے سن رہا ہے تمہیں مجھے لگتا ہے اسے تمہارا آئیڈیا کافی پسند آیا ہے" زمل ان دونوں کو دیکھ کر مسکرائی

"آف کارس بھابھی، ابھی سے ہی شریف ہے میری بات سنتا ہے، اور آپ جلدی جلدی سوپ ختم کر کے دوائی کھائیں مجھے ماما نے آپ کے لئے بھیجا ہے" رباب نے سوپ کے پیالے کی طرف اشارہ کر کے کہا

"ہاں پی رہی ہوں، جب سے گھر آئی ہوں کبھی سوپ پی رہی ہوں تو کبھی ہلدی والا دودھ" زمل نے منہ کے زاویے بناتے ہوئے مصنوعی دکھ سے کہا اور پھر سے مسکرانے لگی

دروازہ کھٹکنے پر وہ دونوں دروازے کی جانب متوجہ ہوئیں

"آجائیں بھائی سنبھالیں اپنے بیٹے کو، ورنہ میں نے اس کو ہائی جیک کر کے اپنے کمرے میں لے جانا ہے" وہ آزل کے اندر آتے ہی بولی

"فی الحال تو تم اپنے کمرے میں جا کر یونیورسٹی کی تیاری کرو صبح تم نے جانا ہے اس کو اور اس کی ماں کو میں سنبھال لیتا ہوں" وہ بیڈ پر جا کر رباب کے ساتھ بیٹھ گیا رباب نے عبدالمعید کو اپنی گود سے اٹھا کر آزل کے حوالے کیا اور بیڈ پر سے اٹھ گئی

"اوکے میری جان گڈ نائٹ پھپھو آپ سے کل ملیں گی اللہ حافظ" وہ اس کی طرف دیکھ کر بولی اور کمرے سے باہر چلی گئی

"دیکھو کیسے آنکھیں کھول کر مجھے گھور رہا ہے، بیٹا آپ کے بابا نے کوئی غلط کام تو نہیں کیا جو آپ اتنے غصے سے مجھے گھور رہے ہیں، زمل یہ غصہ کرتے وقت تمہارا بیٹا لگتا ہے" آزل نے عبدالمعید کو دیکھتے ہوئے کہا

"یہ تو بہت اچھا ہو گیا کم از کم اب کوئی تو ہو گا میرے ساتھ جس کے غصے سے آپ بھی ڈریں گے" زمل نے سوپ کا خالی پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا وہ اس کی بات پر مسکرایا

"مجھے لگتا ہے اب یہ سوئے گا لائیں مجھے دے دیں" زمل نے اسے پکڑنے کے لئے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے آزل نے عبدالمعید کا ماتھا چوم کر اسے زمل کے حوالے کر دیا

"آزل کوئی بات ہوئی ہے، کچھ ہوا ہے آپ کو؟" زمل نے اس کو سلا کر آزل سے سوال کیا جو سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا کتاب کے ورق خالی الذہنی سے آگے پیچھے کرنے میں مصروف تھا

"کیوں کیا ہوا؟" وہ چونک کر قدرے سیدھا ہوا

"جب سے آپ ڈیوٹی سے واپس آئے ہیں اسی دن سے کوئی مسلئہ ہے، میں نے اسی دن محسوس کر لیا تھا مگر خود ہی نہیں بولی" زمل نے بیڈ پر کمبل درست کرتے ہوئے کہا

"مجھے چھٹی مل گئی تھی زمل لیکن میں نے ایک مشن کے لئے والنٹیئر کر دیا اور اپنی چھٹی کینسل کروا دی تھی" وہ صفحوں کو پلٹتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

"میں یہ بات جانتی ہوں آپ اس کے پیدا ہونے سے دو تین دن پہلے آنے والے تھے اور پھر آپ کا ایک ضروری کام آگیا" وہ تحمل سے آزل کی جانب دیکھ کر بولی

"وہ ضروری کام کرنا بہت ضروری تھا زمل، بہت مطلوب دہشتگردوں کی گرفتاری بھی ہوئی ہے اور کچھ ان میں سے مارے گئے ہیں" وہ کتاب کو گھورتے ہوئے بولا

زمل نے فخر سے اسکو دیکھا جو نہ جانے کیوں اس سے نظریں کترا رہا تھا

"ہاشم بھی وہیں تھا وہ بھی مارا گیا" آزل نے زمل کو دیکھا وہ بے یقینی کی کیفیت سے آزل کے چہرے کو دیکھ رہی تھی

"ہاشم، آزل وہ ہاشم وہاں۔۔۔۔" زمل کی بے یقین آنکھوں میں اضطراب کے ساتھ کتنے ہی سوال شامل ہوئے

"ہاں وہیں تھا فوج کو تلاش تھی اس کی مجھے اندازہ نہیں تھا وہ وہاں ہو گا" آزل نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھی اور کرسی کا رخ زمل کی طرف موڑا

www.novelsclubb.com

"وہ ہماری زندگیوں سے دور چلا گیا، وہ۔۔۔۔" وہ کچھ بولنا چاہتی تھی شاید اس کی حمایت میں یا اس کے چلے جانے کے دکھ میں وہ کچھ الفاظ بولنا چاہتی تھی وہ چند الفاظ اکٹھے کرنا چاہتی تھی مگر کر نہیں پائی اس کے پاس لفظوں کا سارا ذخیرہ ختم ہو گیا وہ خاموش ہو گئی

"اللہ نے ہمارے خاندان سے برکت اٹھالی آزل، میر خاندان کو اس سے بڑی عبرت اور کوئی مل ہی نہیں سکتی تھی" بولتے ہوئے اس کی آنکھ میں آنسو آیا پتہ نہیں شاید ہاشم کے چلے جانے ہر، اپنے خاندان کے مٹ جانے پر یا شاید نائمہ تائی کے اکیلے ہو جانے پر اس نے اپنی آنکھوں کو صاف کیا اور بستر پر لیٹ گئی

"میں سونا چاہتی ہوں لائٹیں بند کر دیں" وہ لیٹے لیٹے بولی آزل نے اٹھ کر لائٹیں بند کیں اور اپنے بستر پر جا کر بیٹھ گیا

سفید شلوار قمیض پر خاکی رنگ کا سادہ مگر نفیس ویس کوٹ زیب تن کئے وہ انتہائی جاذب نظر دکھ رہا تھا، بالوں کو برش کی مدد سے ٹھیک کر کے اس نے اپنی کلائی پر خاکی رنگ کی چوڑے پٹے والے گھڑی پہنی، سنگھار میز پر پڑی کلون کی بوتل سے خود پر دو بار سپرے کیا پورا کمرہ کلون کی مہک سے معطر ہو گیا، وارڈروب کے سب سے نیچلے دراز سے اس نے ہلکے بھورے رنگ کی پشاوری چپل نکالی اسے پاؤں میں

www.novelsclubb.com

پہن کر کھڑا ہوا، ویس کوٹ کے سارے بٹن بند کئے خود کو شیشے میں دیکھا، گہری سانس اندر کھینچ کر باہر نکالی، سنگھار میز سے گاڑی کی چابی، والٹ اور موبائل فون اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل گیا

"چلیں ماں جی، بابا جان" ان دونوں کو لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر وہ حلیمہ فیصل اور فیصل کرمانی کے پاس آیا اور ان کو جانے کے لئے کھڑا کیا

"بہت اچھے لگ رہے ہو" حلیمہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے سراہا اس کے ماتھے کو پیار سے چوما اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف بڑھ گئیں

"ہانیہ حبیب ولد حبیب رضا آپ کا نکاح محمد حدید کرمانی ولد محمد فیصل کرمانی سے بعوض پانچ لاکھ روپے سکہ رائج الوقت کیا جا رہا ہے آپ کو قبول ہے؟" نکاح خواں کی آواز پر وہ ساکت نگاہوں سے اپنی گود کو گھورنے لگی

www.novelsclubb.com

'ہانیہ اگر اللہ کے لئے مان جاؤ گی تو تم دیکھنا پوری زندگی سکون میں رہو گی' وہ خود کو سنبھالتے ہوئے ایک لمحے میں حال میں واپس آئی، سر کو اثبات میں ہلایا

"جی قبول ہے" لومان گئی اللہ کے لئے ،لو کر لیا شامل اپنی زندگی میں حدید کرمانی کو،لو بن گئے میرے لئے اسباب ،اب بس اور نہیں اب سکون کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں چاہیئے اب قرار آ جانا چاہئے اللہ اب یادوں کا سلسلہ رک جانا چاہیے ،وہ دل ہی دل میں خود کلام ہوئی آنکھوں میں آتے آنسوؤں کو خود میں اتار کر بالکل ٹھیک ہو گئی یا شاید ہونے کی اداکاری کی۔

ہر کوئی اسے گلے لگا کر مبارک باد دے رہا تھا،اس نے اپنی تائی جان کو دیکھا جو ایک طرف کھڑیں اسے دیکھ رہیں تھی

"تائی اماں" وہ اپنا لہنگا خود اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر ثمینہ تائی کے پاس آئی اور زور سے ان کے گلے لگ گئی، ثمینہ تائی نے اس کی کمر کے گرد اپنے ہاتھوں کو باندھ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا،ہانیہ ان کے کندھے سے منہ چھپا کر رو دی،وہ ہانیہ کا سر تھپک کر اسے دلاسہ دینے لگیں

"بس میرا بچہ ایسے نہیں روتے ،ہمت کرو ہانیہ ،میں نے آپ کو رونا نہیں سکھایا بس میری بچی بس" وہ اس کے سر کو تھپکتے ہوئے اپنے جذبات اور آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے بولیں ورنہ جس بچی کو وہ اپنے بیٹے کی دلہن بنا کر اپنے گھر لائیں تھی اسے اپنے گھر سے کسی اور کی دلہن بنا کر وداع کرنا اس دنیا میں پائی

جانے والی بہت سی ماؤں کے لئے ناممکن ہوتا ہے،ایسی مائیں اور ان کے بچے ہم جیسے لوگوں کو کتنی ہی بار اپنا قرضدار بنادیتے ہیں اور ہم بحیثیت قوم ایسی قرضداری تو قبول کر ہی سکتے ہیں جو سروں پر آ بھی جائے تو گردنیں نہ جھکنے دے بلکہ ہماری گردنیں فخر سے بلند کر دے،اور ہم ایسے سینکڑوں بہتے جذبوں کے قرضدار ہیں۔

وہ اپنا دل ہلکا کر لینے کے بعد ثمینہ تائی سے الگ ہوئی اور ساتھ کھڑی ہوئی آمنہ کو دیکھا جو ٹشو پیپر اس کے آگے کر رہی تھی ہانیہ نے اس سے ٹشو لے کر اپنی آنکھیں صاف کیں اور جا کر آمنہ کے گلے لگ گئی

"امی کا خیال رکھنا آمنہ،تائی اماں کی طرف چکر لگاتے رہنا میں بھی آتی رہا کروں گی" ہانیہ نے اس کے گلے لگ کر سر گوشی کی آمنہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کا لہنگا پکڑ کر اس کو پھر سے صوفے پر بٹھا دیا

گہرے سرخ رنگ کے کامدار لہنگے پر سرخ اور سفید رنگ کی نسبتاً کم کام والی کرتی اور سر پر سجا ہوا لال رنگ کا دوپٹہ اس پر بہت سج رہا تھا،مانگ نکال کر درمیان میں ٹکا اور کانوں میں پہنے ہوئے سرخ و سفید رنگ جھمکے سب کچھ اسے حسین بنا رہا تھا یہ سب حلیمہ فیصل کا پسند کیا ہوا تھا وہ رخصتی کے بعد حلیمہ بیگم کے ساتھ ہی اپنے کمرے میں گئی تھی

www.novelsclubb.com

"یہ والا ہار اور کنگن میں نے آپ لئے خریدا ہے دیکھو" وہ سفید رنگ کا مخملی ڈبہ ہانیہ کے آگے کرتے ہوئے بولیں ہانیہ نے ایک نظر اسے دیکھا

"بہت خوبصورت ہے آنٹی بہت شکریہ" وہ ڈبے میں موجود زیور کو دیکھتے ہوئے بولی

"آنٹی نہیں ماں جی حدید مجھے ماں جی کہتا ہے آپ بھی ماں جی کہنا زیادہ اپنائیت محسوس ہوتی ہے" حلیمہ اس کا ٹوکا درست کرتے ہوئے بولیں

"جی ماں جی" وہ حلیمہ کو دیکھ کر مسکرائی

"چلو اسے سنبھال کر رکھ دینا میں حدید کو بھیجتی ہوں" وہ اس کو تاکید کر کے اٹھیں اور کمرے سے چلی گئیں

دروازے کی دستک پر وہ دروازے کی جانب متوجہ ہوئی دل پوری شدت سے دھڑکا، حدید اندر آیا اور سنگھار میز کی جانب بڑھ گیا ہانیہ نے پہلی مرتبہ اس کے کپڑوں پر غور کیا، وہ جاذب نظر اور بارعب شخصیت کا مالک تھا، ہانیہ نے اپنے سر کو سامنے کی سمت میں گھمایا اس نے محسوس کیا کہ اسے حدید کے اندر آجانے پر بالکل بھی خوف محسوس نہیں ہوا بلکہ جو شدت سے ایک بار دل دھڑکا تھا وہ بھی اپنی

معمول کی رفتار سے دھڑکنے لگا ہے وہ حیران ہوئی ایسا کیا ہوا تھا اسے سوال کا جواب نہیں ملا شاید اس نے ڈھونڈنا ہی نہیں چاہا تھا۔

حدید نے اپنا والٹ اور موبائل سنگھار میز پر رکھ کر شیشے میں نظر آتی ہانیہ کو دیکھا وہ اپنے دوپٹے کے ایک سرے کو ٹھیک کر رہی تھی وہ بہت دھیما سا مسکرا کر وہیں رک کر اسے دیکھنے لگا اس نے دل سے اعتراف کیا ہانیہ بہت حسین ہے، کچھ یاد آجانے پر اس نے نظریں پھیریں وہ اپنے ماضی میں کہیں الجھا تھا ،اس نے خود کو سمجھایا شیشے میں نظر آنے والی ہانیہ اس کی بیوی ہے، اسے اپنی قسمت پر رشک ہوا وہ کسی بھی تاثر کے بغیر پیچھے مڑا، ہانیہ اس کو مڑتا ہوا دیکھ کر سیدھی ہوئی پھر اپنی نظریں جھکا دیں، حدید اس سے تھوڑا دور بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا

"مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں زندگی میں اس سے پہلے کبھی اتنا نروس ہوا ہوں" وہ بیڈ کی چادر کو گھورتے ہوئے بولا ہانیہ نے اس کی بات پر نظر اٹھا کر اس کو دیکھا وہ دوبارہ بولنے لگا

"لیکن مجھے لگتا ہے کہ اگر انسان کو کوئی چیز اچھی لگ رہی ہو اور وہ اس کی تعریف نہ کرے تو اس چیز کے ساتھ بہت زیادتی والی بات ہے، اور میں یہ سوچ انسانوں پر بھی لاگو کرتا ہوں" وہ ہنوز نیچے دیکھتے

ہوئے بولا اور مسکرایا، ہانیہ نے دل میں اعتراف کیا حدید معاملہ فہم ہونے کے ساتھ ساتھ ذہین بھی ہے ،ایک لمحے اسے ایسا لگا وہ انسانوں کو پڑھنے اور پرکھنے کا ہنر بھی جانتا ہے اور اس حساب سے ان سے بات کرنا اسے بخوبی آتا ہے

"اور مجھے آپ بہت خوبصورت لگی ہیں، یہ میری رائے ہے اور مجھے زیادتی کرنا اچھا نہیں لگتا" حدید نے اپنی نظر اٹھائی ہانیہ اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ فوراً سے نظریں پھیر گیا

"بہت شکریہ" ہانیہ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مسلتے ہوئے اور انہیں کو مرکز نگاہ بناتے ہوئے کہا اس کے انداز میں کوئی بناوٹ نہیں تھی، حدید کو محسوس ہوا اس نے دل سے کہا ہے اس نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا، واقعی یہ اس کی زندگی کا سب سے کٹھن مگر بیک وقت خوبصورت امتحان تھا

"زیادہ کچھ نہیں ہے میرے پاس بولنے کو کیونکہ کبھی کبھی آپ کچھ بھی بولنا چاہو تو الفاظ آپ کا ساتھ نہیں دیتے لیکن اتنا تو مجھے ضرور کہنا ہے کہ آپ امانت ہیں میرے پاس اور میں کچھ بھی ہو سکتا ہوں سو خامیاں مجھ میں ہوں گی لیکن میں امانت میں خیانت کرنے والا نہیں ہو سکتا، مجھے امانتوں کا خیال رکھنا آتا ہے" وہ اطمینان اور تحمل سے بولا ہانیہ نے رد عمل کے طور پر اس کو نظر اٹھا کر دیکھا اسے ایک بار پھر

www.novelsclubb.com

حیرانی ہوئی کہ وہ جھجکی نہیں ہے اسے حدید کی کوئی بھی بات عجیب نہیں لگی ہے،اس کا پاس بیٹھنا ہانیہ کو بے قرار نہیں کر رہا،اس کی موجودگی اس کو کسی طرح بری نہیں لگ رہی،اسے اپنا کوئی بھی رد عمل بناوٹی طور پر نہیں دینا پڑ رہا یہ سوچ کر اس کے دل پر سکون طاری ہونا شروع ہوا،وہ شاید اس وقت قبول کرنے کے مراحل سے گزر رہی تھی،وہ تسلیم کر رہی تھی کہ اس کے سامنے بیٹھا ہوا انسان اس کا مقدر تھا آج سے نہیں ہمیشہ سے،اسے آج،اسی وقت ہی اسکی زندگی میں آنا تھا اور ایسے ہی آنا تھا،وہ چاہتی یا نہ چاہتی اس کے رب نے اس کے لئے یہی چاہا تھا وہ تسلیم کر رہی تھی کہ اس نے اپنے لئے جو سکون مانگا تھا وہ اس کے مقابل بیٹھا ہے،وہ بیک وقت مطمئن اور حیران ہوئی،اس کی زندگی میں شامل ہوا دوسرا مرد گو پہلے مرد جیسا نہیں تھا لیکن اپنی الگ حیثیت اور پہچان رکھتا تھا،وہ مختصر پر اثر تھا،بے باکی سے اپنی رائے کا اظہار کرنے والا،وہ تسلیم کر چکی تھی اس کے دل نے اقرار کر لیا کہ اس کے سامنے بیٹھا ہوا انسان اس کی باقی کی پوری زندگی کا ساتھی ہے اور اسی اقرار کے ساتھ اس کی آنکھوں میں شکر کی نمی اتری جسے اس نے اپنی انگلی سے صاف کیا،حدید نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا اسے اندازہ ہو گیا تھا وہ رو رہی ہے۔

"آپ رو رہی ہیں میں نے کچھ غلط کر دیا۔۔۔؟حدید نے فکر مندی سے سوال کیا

"نہیں نہیں، کچھ غلط نہیں کہا کچھ غلط نہیں کیا، میں رو نہیں رہی بس جو ہو رہا ہے اس کو خود میں اتارنے کی کوشش کر رہی ہوں" ہانیہ نے پہلا تفصیلی جملہ بولا، حدید کی پریشانی میں قدرے کمی آئی

"کوئی جلدی نہیں ہے جتنا وقت چاہیئے لے لیں میں انتظار کر لوں گا" وہ مسکرا کر بولا

"میں تسلیم کر چکی ہوں، مجھے اپنی زندگی آپ کے ساتھ گزارنے پر کوئی اعتراض نہیں، اعتراض ہوتا تو میں یہاں نہیں ہوتی" وہ اپنی نظروں کو سامنے رکھتے ہوئے تحمل سے بولی حدید اس کی بات پر پہلے حیرت زدہ ہوا پھر پر اطمینان ہو گیا، وہ جیسا سوچ رہا تھا معاملہ اتنا بھی مشکل نہیں تھا مگر جو بات وہ نہیں جانتا تھا وہ یہ تھی کہ ہانیہ اس کی شخصیت اور مزاج کو اس کی، کی ہوئی باتوں سے پہچان گئی تھی اور پہچان ہو جانے پر انسان خود کو کسی کی دسترس میں سپرد کرنے میں دیر نہیں لگاتا

---

www.novelsclubb.com

"ہم گھر نہیں جا رہے کیا؟" زمل نے باہر کا منظر دیکھتے ہوئے آزل سے سوال کیا

"نہیں ہم کسی ضروری کام سے جا رہے ہیں" وہ نکاح کی تقریب کے بعد گاڑی کو گھر کی بجائے کہیں اور موڑ چکا تھا

"اچھا" وہ اپنی گود میں سوئے ہوئے عبدالمعید کو دیکھتے ہوئے بولی

"یہ تو ہاسپٹل ہے آزل، خیریت ہے ناسب ؟" وہ پریشان ہو کر آزل کی طرف دیکھنے لگی

"تم میرے ساتھ اندر چلو میں بتاتا ہوں" وہ دونوں گاڑی سے اتر کر اندر چلے گئے، زمل آزل کے پیچھے پیچھے کاریڈور میں چلنے لگی

"اسے مجھے دے دو اور اندر جا کر اپنے بابا سے مل آؤ" آزل نے عبدالمعید کو پکڑتے ہوئے کہا

"بابا اندر ہیں، وہ زیادہ بیمار ہیں ؟" وہ آئی سی یو کا بورڈ پڑھ کر بے یقینی سے بولی

"کچھ نہیں ہو گا تم اندر جاؤ" آزل نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر جانے کے لئے تیار کیا اور وہ اندر داخل ہو گئی

پیشنٹ مونیٹر سے آتی ٹن ٹن کی آواز سب سے پہلے اس کی سماعت سے ٹکرائی، وہ مضطرب ہوئی مگر قدم نہیں روکے، اس کا باپ اپنی زندگی کی سانسیں ہار رہا تھا وہ اپنے باپ کو بے تحاشہ نالیوں میں جکڑا دیکھ کر اسی جگہ ساکت ہوئی، اسے اپنی حلق میں آنسوئوں کا ذخیرہ اٹکتا ہوا محسوس ہوا ایک لمحے کو وہ اپنے باپ کا ہولناک ماضی بھول کر ایک بیٹی بن کر وہاں کھڑی ہوئی اسے لگا وہ بیٹی بنی رہے گی تو مزید آگے نہیں جا

سکے گی یا یہیں زمین پر بیٹھ جائے گی یا الٹے پاؤں واپس پھر جائے گی، اسے لگا وہ اپنے باپ کو ایک غدار ہونے کی حیثیت سے دیکھے گی تب بھی شاید واپس چلی جائے گی، اسے اسی وقت احساس ہوا اس کے باپ کو وہ جھٹکا مل چکا ہے جس سے انھوں نے سدھرنا تھا وہ اسی سوچ کے زیر اثر آگے بڑھی اور بیڈ کے ساتھ پڑی کرسی پر خاموشی سے بیٹھ کر اپنے باپ کا نحیف چہرہ دیکھنے لگی، میر شوکت علی زمل شوکت میر سے پہلی بار میں پہچانا ہی نہیں گیا اس کے منہ سے ایک سسکی نکلی اسے لگا وہ اپنے باپ کو اپنے حصے کی سزا دے چکی ہے وہ بستر مرگ پر لیٹا ہوا انسان مزید اس کی سزا کا مستحق نہیں

"بابا، میں آئی ہوں آپ کی زمل "اس نے اپنے باپ کے قریب ہو کر سرگوشی کرنے کے انداز میں کہا، اسے احساس ہوا اس نے ایک عرصے بعد اپنے باپ کو بابا کہہ کر مخاطب کیا ہے

"بابا آنکھیں کھول کر مجھے دیکھیں میں آپ کی زمل "وہ اپنے باپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی رخسار سے لگا کر بولی اور بے اختیار رو دی

www.novelsclubb.com

"دیکھیں نہ بابا ایک بار اٹھ کر دیکھیں نا پلیز "وہ اپنے بچپن سے جوانی تک اپنے باپ کے ساتھ گزارا ہوا ہر ہر لمحہ یاد کر کے اونچی آواز میں رو دی

"زمل" انتہائی دھیمی سی آواز آئی مگر زمل کی سماعتوں کو سنائی دے گئی، میر شوکت علی نے اپنی آنکھیں کھول دیں

"ہاں زمل، آپ کی زمل بابا" وہ اپنے باپ کا ہاتھ چومتے ہوئے بولی اس بات سے بے نیاز ہو کر کہ وہ ایک غدار ہے، وہ ایک غدار تھا اب نہیں رہا تھا اس سب سے پہلے وہ اپنی بیٹی کا باپ تھا

"کہاں چلی گئی تھی زمل؟" وہ دھیمی آواز میں بولے

"چھوڑدیں بابا، سب چھوڑدیں بس آپ معافی مانگ چکے ہیں، سچی معافی مانگ چکے ہیں بابا بس چھوڑدیں" وہ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے بہت پیار سے بولی آنسو متواتر بہہ رہے تھے

"رو نہیں زمل، مجھے تکلیف ہو رہی ہے" وہ اس کو دیکھ کر بمشکل مسکرائے

"او کے بابا نہیں روتی نہیں آپ ہمت کریں، آپ ٹھیک ہو جائیں گے بالکل ٹھیک ہو جائیں گے اللہ معافی مانگ لینے والے کو معاف کر دیتا ہے" وہ اپنے آنسوئوں کو صاف کرتے ہوئے بولی

www.novelsclubb.com

"اللہ معاف کردے گا زمل جن کے پیارے میری وجہ سے چلے گئے وہ نہیں کریں گے وہ روز محشر میرا گریبان ضرور پکڑیں گے مجھے معافی نہیں ملنی زمل، میرا گناہ ناقابل معافی ہے" انہوں نے ایک ایک لفظ بڑی تکلیف سے ادا کیا

"نہیں نہیں نہیں بابا، مم میں دعا کروں گی، میں سروایولز کے لئے ٹرسٹ بناؤں گی ان کے لئے rehabilitation centers بنواؤں گی بابا، آپ نے میرے نام جو کچھ بھی کیا ہے وہ سب اسی مقصد کے لئے استعمال کروں گی بابا، تلافی ہو جائے گی تلافی ہو جائے گی" وہ روتے روتے اپنے باپ کو تسلی دیتے ہوئے بولی

"تم میری بیٹی ہو کر میرے جیسی نہیں ہو، کوئی نیکی کی ہو گی میں نے جو میری اولاد مجھ پر نہیں گئی" وہ اذیت کی انتہا پر ہوتے ہوئے مسکرائے

"تمہاری ماں نے بتایا ہے تمہارا بیٹا ہوا ہے اسے مجھ سے نہیں ملواؤ گی" وہ کھانستے ہوئے محبت سے بولے

"میں لے کر آتی ہوں معید کو اور معید کے بابا کو بھی" وہ پھر سے آنسو پونچھ کر اپنی کرسی سے اٹھی اور کچھ دیر بعد آزل اور معید کو اندر لے آئی

www.novelsclubb.com

"بابا یہ دیکھیں میرا بیٹا" وہ اسے اپنی گود میں پکڑ کر اپنے باپ کو دکھاتے ہوئے بولی

"تمہارے جیسا ہے، تم بھی بالکل ایسی تھی، اسے اپنے جیسا بنانا، حق پر چلنے والا، حلال رزق پر زندگی گزارنے والا" آزل زمل کی کرسی کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا

"میں اسے اپنے بابا جیسا بناؤں گی بابا، بہادر، سچا، عزت کرنے والا، صحیح معنوں میں مرد کہلانے کے قابل، بالکل آزل جیسا" وہ پر اعتماد انداز میں بولی اور اسی لمحے آزل کو خود سے زیادہ معتبر کروا گئی وہ خاموش کھڑا رہ کر یہ سوچتا چلا گیا کہ زمل کبھی بھی خود کو اس پر فوقیت کیوں نہیں دیتی تھی وہ ہر بار آزل سے ایک درجہ نیچے رہ کر ہی کیوں مطمئن رہتی تھی یہ وہ سوال تھا جس کا اسے آج تک جواب نہیں مل پایا تھا۔

"پتہ ہے بابا میں ایسا کیوں کرنا چاہتی ہوں کیونکہ آزل سچے ہیں، کیونکہ انھوں نے مجھ سے بلند و بانگ دعوے کرنے کی بجائے فوراً سے پہلے میرا ہاتھ تھاما، اور مجھے اپنی جنگیں لڑنے کے لئے بہادر بنا دیا، اور مجھے ایک مرد سے بس انہی دو چیزوں کی امید تھی جو مجھے میرے اللہ نے دے دیں اور میں چاہتی ہوں کل کو کوئی لڑکی میرے بیٹے سے امید لگائے تو وہ بھی یہ سب اسے دینے کی صلاحیت رکھتا ہو" زمل بول

www.novelsclubb.com

کر خاموش ہوئی آزل کو اس کے سوال کا جواب مل گیا، وہ اس بار بھی بڑی فرصت سے آزل کو حیران اور مبہوت کر گئی تھی

"اللہ پاک تمہیں ہمیشہ خوش رکھے آباد رکھے، کبھی کوئی دکھ نہ آنے دے تم پر، تمہیں سلامت رکھے، بیٹا۔۔۔۔۔۔" وہ آزل کو دیکھ کر اس سے مخاطب ہوئے آزل ان کی جانب متوجہ ہوا

"میری بیٹی کا خیال رکھنا، اس کی قدر کرنا، اسے خوش رکھنا بیٹا۔۔۔" انھوں نے بات مکمل کر کے اطمینان سے آنکھیں بند کر لیں

پیشنٹ مونیٹر سے ٹن ٹن کی آوازیں سنائی دینا بند ہو گئیں، اس کے بابا جا چکے تھے

"زمل اٹھو، اٹھ جاؤ" وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا وہ ساکت نگاہوں نے اپنے باپ کے بے جان وجود کو تکے جا رہی تھی

www.novelsclubb.com

"زمل، زمل سنبھالو اپنے آپ کو" اس نے کرسی کے آگے آ کر زمل کی گود سے معید کو پکڑا اور زمل کا ہاتھ پکڑ کر اسے کرسی سے کھڑا کیا

"آزل وہ چلے گئے؟" اس نے غالباً سوال پوچھا تھا یا شاید بے یقینی سے حقیقت کو تسلیم کیا تھا

"زمل ان کے لئے دعا کرنی ہے، ہمت کرو تم ان کی بہادر بیٹی تھی" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر آئی سی یو وارڈ سے باہر لے آیا

"میں کروں گی دعا ان کے لئے وہ اپنی سزا کاٹ کر گئے ہیں میرے بابا اپنی ساری سزا کاٹ کر گئے ہیں میں دعا کروں گی ان کے لئے میں دعا کروں گی" وہ نڈھال ہو کر باہر کاریڈور میں پڑے بینچ پر بیٹھی اور کتنی دیر خاموش بیٹھی رہی، اس کی ساری رات اگلے دن تدفین تک آنکھوں ہی آنکھوں میں بے یقینی سے کٹی تھی

"بس بیٹا بس" آزل عبدالمعید کو اپنی گود میں لے کر کمرے میں ادھر ادھر ٹہل کر اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا

"اسے بھوک لگی ہے لائیں مجھے دے دیں" زمل نے آزل کو دیکھے ہوئے کہا اور بیڈ کی ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہوئی

www.novelsclubb.com

"میری حیدر انکل سے بات ہو گئی ہے وہ میرے ساتھ ٹرسٹ کا کام دیکھیں گے اور ریہیب سینٹر کا کام بھی اگلے ہفتے سے شروع ہو جائے گا" زمل نے دھیمے لہجے میں کہا

"ان شاءاللہ، اللہ پاک آسانی پیدا فرمائے اور یہ کام ان کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے"

"آمین" وہ آمین کہہ کر خاموش ہوئی اور اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہو گئی

"ہانیہ آپ تیار ہو گئی؟" حدید نے اپنی کلائی پر گھڑی باندھتے ہوئے سوال کیا

"تقریباً، آپ گاڑی میں جا کر بیٹھیں میں آ رہی ہوں" وہ مسکرا کر بولتی جلدی جلدی سے جوتا پہننے لگی

"چلیں؟" اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی حدید نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا اور ہانیہ نے فوراً سے پہلے اثبات میں سر ہلایا

"کل سمیر کو بھی تمغہ بسالت ملنا ہے" وہ گاڑی چلاتے ہوئے یاد آنے پر بولا

"تائی جان کو تیار کر دیا ہے میں نے وہ جا کر ریسیو کریں گی ایوارڈ، تایا ابو بھی یہی چاہتے ہیں" وہ مسکراتے ہوئے بولی اور فرنٹ سکرین پر نظریں گاڑھ لیں

"ہماری شادی کو آج پورے دو ماہ ہو گئے ہیں اور ٹرسٹ می آپ کے میری زندگی میں آجانے کے بعد سے میں ہر روز اللہ سے زندگی مانگتا ہوں، کیونکہ مجھے آپ کے ساتھ اس کو جینا ہے" وہ ہانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کی بات پر ہانیہ نے اس کا چہرہ دیکھا وہ ذہین ہونے کے ساتھ بیک وقت معصوم تھا اور وہ ہانیہ کو یوں ہی اچھا لگتا تھا، اس کی زندگی میں آئے دونوں مردوں نے زندگی ہی تو مانگی تھی، ایک امر ہو کر ہمیشہ کی زندگی پا گیا تھا اور ایک غازی بن کر اپنی ملی ہوئی ہر سانس کو اس کے ساتھ جینا چاہتا تھا۔

"اب ہم بلاتے ہیں مس ہانیہ حبیب کو کہ وہ اس پر وقار تقریب میں اپنے جذبات کا اظہار کریں" وہ حاضر سروس افسران اور ان کی بیگمات کے لئے منعقد کی گئی ایک تقریب میں شریک تھی

"میں ہانیہ حبیب، کیپٹن حدید کرمانی کی مسز، لیکن میں یہاں آپ کو ایسے انسان کی کچھ باتیں سنانے آئی ہوں جنھوں نے مجھے میری گزری ہوئی زندگی میں اتنا حوصلہ دیا کہ میں آج اپنے حال میں کھڑی ہو کر آپ سے بات کرنے کا حوصلہ لئے کھڑی ہوں، میں کیپٹن سمیر احمد شہید کے کچھ الفاظ آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں اس لئے کیونکہ مجھ سمیت آپ سب، غازیوں اور مجاہدوں کی بیگمات ہیں، آپ پر بہادری کا رنگ زیب دیتا ہے، آپ کا فرض عین ہے اپنے شوہروں کا حوصلہ بندھانا یہ آپ کا دیا ہوا حوصلہ لے کر

جب سرحدوں پر جاتے ہیں تو ملک کے لئے تن تنہا بھی لڑ جاتے ہیں، ان کو بہادر کرنے والی ان کے پیچھے رہ جانے والی عورت ہوتی ہے، میں، آپ، ہم سب "اس نے بات کر کے ایک نظر ہال پر ڈالی، وہاں بیٹھا ہر ہر شخص مکمل خاموشی سے اسے سن رہا تھا ہال میں ایک جانب افسران تھے دوسری جانب ان کی بیگمات سب کی سماعتیں اسے سننے کی منتظر تھیں، وہ مسکرا کر دوبارہ گویا ہوئی

"انھوں نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ جب انسان سے اس کے حصے کا کام لے لیا جاتا ہے تو اس کا دنیا میں آنے کا مقصد تمام ہو جاتا ہے، اس دنیا میں اربوں انسانوں کو پیدا کیا گیا ہے، ہر ایک کا مقصد ایک دوسرے سے مختلف ہے، لوگ آتے ہیں سو سو سال کی زندگی بھی گزار کر ایک دن چلے جاتے ہیں بعض اوقات تو ان کو یاد رکھنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا یا کوئی ہوتا ہے بھی تو جلد بھول جاتا ہے لیکن ہانیہ جن کے مقاصد بڑے ہوں وہ صرف بیس پچیس سال کی زندگی بھی گزار جائیں تو یاد رہ جاتے ہیں" وہ ایک بار پھر سے رکی، اب کی بار اسے کوئی ایک سر بھی ہلتا ہوا نظر نہیں آیا یہ اس کے لہجے اور سمیر کی باتوں کا اثر تھا

www.novelsclubb.com

"وہ کہتے تھے زندگی نہیں بلکہ اسے گزارنے کا مقصد بڑا ہونا چاہیے کیونکہ اس زندگی نے سو سال ہو جانے کے بعد بھی گزر جانا ہے پیچھے رہ جانے والی چیز ڈٹرمینیشن ہے، سٹرگل ہے جو سو صدیوں تک بھی یاد رکھی جانے کے قابل ہوتی ہے، آپ کی سماعتوں کا بے حد شکریہ "وہ شکریہ کہہ کر سٹیج سے اتری پورا ہال تالیوں کے شور سے گونج اٹھا، وہاں بیٹھے ایک ایک شخص نے اس کی ہمت اور بہادری کو داد ضرور دی تھی اور اگر انھوں نے ایسا کیا تھا تو ہانیہ حبیب ایسا کئے جانے کے قابل تھی

"ہم قبرستان جا رہے ہیں؟" ہانیہ حدید سے سوال کر کے سیدھی ہوئی

"جی" وہ یک لفظی جواب دے کر خاموش ہوا

"سمیر، میں آج اپنے اللہ کے مجھے دیے ہوئے اسباب کے ساتھ آپ سے ملنے آئی ہوں، دیکھیں آپ کی ہانیہ کتنی پر سکون ہے، میں حدید کے ساتھ بہت خوش ہوں اور یہ میں آپ کو اس لئے بتا رہی ہوں کیونکہ انھیں میری زندگی میں شامل کرنے والے آپ ہیں، کل آپ کی امی آپ کا تمغہ وصول کریں گی یہ دنیا کے رینک آپ کے اللہ کے ہاں مقام کے آگے بہت چھوٹے اور معمولی ہیں لیکن دنیا والے انھیں

بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، سمیر میں نے چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونا چھوڑ دیا ہے یا یوں کہہ لوں کہ حدید مجھے رونے ہی نہیں دیتے" وہ ایک لمحے کو رکی حدید اسی کی جانب آ رہا تھا

"میں ابھی آپ کا ہی نام لے رہی تھی، انھیں بتا رہی تھی کہ حدید مجھے رونے نہیں دیتے میرا بہت خیال رکھتے ہیں" وہ حدید سے پھولوں کا پیکٹ لے کر اس کی قبر پر پھول بچھانے لگی، حدید دونوں بازو باندھے پیچھے کھڑا مسکرا کر اسے دیکھنے لگا

"ایک بات بتاؤ ہانیہ" وہ واپسی کے راستے میں تھے جب حدید نے اسے مخاطب کیا

"پوچھیں"

"واقعی میں جاننا چاہتا ہوں آپ اس کا نام لیتے ہوئے اس کا ذکر کرتے ہوئے کبھی نہیں روئی، میں نے آپ کو اس کے ذکر پر بس فخر کرتے دیکھا ہے، اتنا حوصلہ کیسے آیا آپ میں؟" وہ اپنی الجھنیں مٹانے کے لئے یوں ہی اچانک سوال پوچھتا تھا

www.novelsclubb.com

"انھوں نے کہا تھاہانی تمہاری محبت مجھے بہادر بناتی ہے، بھلا ایک مرد کو بہادر بنانے والی عورت اسی مرد کے بچھڑ جانے پر کیسے روسکتی ہے بس اس لئے نہیں روتی" وہ ہمیشہ سے بلا کی حاضر جواب تھی اور آج تو حدید بھی اس بات کا دل سے معترف ہو گیا تھا

"میں آج حیدر انکل کے ساتھ ٹرسٹ کی دوسری برانچ کے کئے سائٹ کا وزٹ کر کے آئی ہوں، آپ اسلام آباد آئیں گے تو اس کا بھی افتتاح ہونے والا ہو گا ان شاءاللہ" زمل نے گھر آتے ہی سب سے پہلے آزل کو فون کیا تھا

"ویل ڈن بیگم، تمہاری محنت نظر آ بھی رہی ہے اور آگے بھی آتی رہے گی، مجھے یہ بتاؤ معید صاحب کیا کر رہے ہیں؟" وہ اپنے آفس کی طرف جانے والی راہداری میں چلتے ہوئے اس سے بات کر رہا تھا

"فی الحال تو مجھے تنگ کر رہا ہے کہ مجھے گود میں اٹھاؤ، اب جیسے جیسے بڑا ہو رہا کہتا ہے گود میں اٹھائے رکھو بس مجھے لٹاؤ نہیں" وہ معید کو اپنے کندھے سے لگا کر اسے تھپکتے ہوئے بولی

"چلو ٹھیک ہے اپنا خیال رکھنا، اگلے ہفتے ملاقات ہوتی ہے" خدا حافظ کہنے کے بعد آزل نے فون بند کر دیا

ختم شد

یہ تھی اس مٹی سے محبت کی کہانی، ایسی محبت جو لازوال جذبوں سے مل کر پروان چڑھتی ہے، میرے ملک کی محبت میں، میں جتنا لکھ دوں جو کچھ بھی لکھ دوں کم ہے، یہ افسانوں میں ملنے والی محبت نہیں ہے یہ دلوں میں رچ بس جانے والی محبت ہے، شہادت دینے والے میرے ملک کے جان نثاروں سے جو میری عقیدت ہے میں اسے جتنا بھی قلم بند کر لوں وہ میں پوری طرح آپ تک پہنچا نہیں سکتی، یہ کہانی ہے تو تخیلات پر مبنی مگر اس میں دیا گیا سبق، جس موضوع پر یہ لکھا گیا وہ کہیں نہ کہیں حقیقت پر مبنی ضرور ہے، میری یہ ادنیٰ سی کاوش شہدا کے لواحقین، شہدائے پاکستان، ہر اس سپاہی کے نام ہے جو ہماری سرحدوں کے محافظ ہیں، یہ ناول میری بے غرض اور بے لوث محبت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جو

www.novelsclubb.com

میں نے آپ سب کے ساتھ بانٹا ہے تاکہ آپ سب بھی اسے محسوس کر سکیں، قربانی دینے والوں کی، رات رات بھر ہمارے لئے جاگنے والوں کی قدر کر سکیں، ایک آخری بات کبھی بھی کوئی ادارہ برا نہیں ہوتا، اس کے سسٹم میں موجود کچھ لوگ کالی بھیڑیں ہوتی ہیں جو اسے منفی طرف دھکیلنے کی کوشش کرتی ہیں، ہم فقط ان کالی بھیڑوں کی وجہ سے پورے ادارے پر انگلی اٹھانے کے محتمل نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر ہم ناقدری کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے تو پھر قربانی دینے والے لوگ بھی ناپید ہو جائیں گے۔

دعاؤں کی طلب گار فاطمہ فاروق

پاکستان زندہ آباد۔

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com